امام اعظم کے محبین اور علم حدیث کے شائقین

کیلئے ایک انمول تحفہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اور علم حدیث

استاذ العلماء شیخ الفضلاء

تصنیف حضرت مولانا محمد ابراہیم حنفی چشتی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز

اردو بازار ۰ لاہور

امام اعظم کے محبین اور علم حدیث کے شائقین کیلئے ایک انمول تحفہ

استاذ العلماء شیخ الفضلاء

تصنیف حضرت مولانا محمد ابراہیم حنفی چشتی
دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث

ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	ستمبر 2008ء / رمضان المبارک 1429ھ
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر 0345-4653373
قیمت	روپے

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے۔ [illegible] میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

انتساب

بدر الاولیاء، شمس الاتقیاء، نجم الاصفیاء

پیشوائے سالکین، مقتدائے کاملین، رہبر شریعت وطریقت

واقف رموز حقیقت، شہنشاہ ولایت

حضرت العلام پیر کامل سیدنا ومولانا خواجہ محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ

آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف، آزاد کشمیر

فہرست مضامین

تقریظ

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین.

اما بعد! تمام تعریفوں کا مستحق اللہ جل جلالہٗ ہے جس کے الطافِ شاہانہ سے انسان دولت علم سے مالا مال ہو کر بلندیوں تک پہنچا۔

اس بات پر سب متفق ہیں کہ اسلامی فقہ کا آغاز وتدوین امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ بلکہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجتہد محدث نے بھی فرمایا:

''قیامت تک جو شخص بھی دین کی سمجھ حاصل کرنا چاہے گا وہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فیضانِ علم کا محتاج ہوگا''

یہی وجہ ہے کہ اصحابِ علم وفن، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تصور کرتے ہیں۔
جس طرح قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زندہ معجزہ اور خصوصیت ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کو محفوظ کرنے کے لیے حدیث کا شاندار ذخیرہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اور بالخصوص امام اعظم رضی اللہ عنہ کا وجود بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختمِ نبوت کا زندہ معجزہ ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ہر ہر ادا نرالی اور ہر پہلو اتنا شاندار ہے کہ عظمتیں بھی رشک کرتی ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ میں امام اعظم ہیں تو حدیث میں بھی امام اعظم' امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام علم حدیث میں اس لئے بھی ممتاز ہے کہ آپ کی بعض احادیث صرف ایک واسطے کیساتھ ہیں جو ائمہ حدیث میں سے کسی ایک کے پاس بھی نہیں ہے یہ انفرادی اعزاز بھی آپ کو ہی حاصل ہے کہ آپ کے شیوخ کی تعداد ''چار ہزار'' ہے۔ اور ان میں سر فہرست صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین ہیں۔

آپ واحد امام ہیں جنہیں تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ سند تین واسطوں اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ سند چار واسطوں سے ہے۔ جبکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کی اعلیٰ سند صرف ایک واسطے سے ہے۔

صحاح ستہ کا مطالعہ کرنے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ یہ کتب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اساتذہ' تلامذہ اور مداحوں سے بھری پڑی ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ شاگرد کے پاس ہزاروں احادیث کا عظیم ذخیرہ موجود ہو اور استاد کے پاس صرف سترہ (17)

احادیث ہوں۔ ایسی سوچ پر تو صرف ماتم ہی کیا جا سکتا ہے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول امام اعظم کے بحر علم حدیث کے غواصی ہونے کی دلیل ہے کہ ''کہ لوگو تم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اہل الرائے کہتے ہو حالانکہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول رائے نہیں بلکہ حدیث کی تفسیر ہوتی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو مرجعہ ثابت کرنے اور اصحاب الرائے کا امام قرار دینے میں لوگوں نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تا کہ ہم امام اعظم رضی اللہ عنہ کو منکر حدیث ٹھہرا سکیں مگر سچائی کوئی اور تھی۔ یہ بغض و عداوت اور حسد تھا جس نے آفتابِ علم و حکمت کو گہنانے کی کوشش کی الختصر یہ کہ اس موضوع پر صدیوں سے تعصب و تنگ نظری کے دبیز پردے پڑے ہیں بہت سے اہل علم، احباب فکر و دانش نے ماضی قریب میں اس موضوع پر لکھا۔ مگر جو کتاب آپ کی نگاہوں کو تسکین بخش رہی ہے اس میں محقق العصر علامہ محمد ابراہیم چشتی مدظلہ العالی کے اسلوب تحقیق کا اپنا ہی رنگ ہے اس امر کا اندازہ ورق گردانی کرنے سے ہو جائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا انصاف پسندی اور علمی و تحقیقی ذوق کا مالک ہو۔ موصوف محترم نے ایک عمیق علمی و تحقیقی موضوع کو اس انداز سے نبھایا کہ فن تحقیق بھی فرطِ جذبات سے رقص کناں دکھائی دے رہا ہے جہاں آپ کی دیگر مستند تصانیف، محققین سے داد وصول کر رہی ہیں وہاں انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کیا ہوا بخاری شریف کا ترجمہ بھی اپنی مثال آپ ہے میری دلی دعا ہے کہ خالق لم یزل محقق اہلسنت کو مزید الطاف بے پایاں سے نوازے اللہ کریم کی محبت سے ہماری شمع حیات روشن رہے۔ سمیع و بصیر کی بندگی کا نشان ہماری جبینوں پر ہمیشہ تابندہ رہے۔ کتاب دانش و بینش کے ورق اولین، نسخہ وجود کے لوح رنگین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے حرم دل منور رہے۔

سلطانِ حسینانِ جہاں کی غلامی کا طوق زیب گلو رہے

آمین بجاہ سید المرسلین

احقر العباد

عبدالرحمٰن چشتی

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ ڈھل ککہ (کھاریاں)

امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ، ھو المسك ماکررتہ قیضوع

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نعمان (حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ) کا تذکرہ ہمارے لیے بار بار کرو۔ کیونکہ وہ ایک مشک (کستوری) ہیں جتنی بار بھی تو اُن کا تکرار کرے گا خوشبو پھیلے گی۔

آپ کا نسب

آپ کے نسب میں علماءِ کرام کا اختلاف ہے اکثرین نے فرمایا: آپ نسباً عجمی تھے اور محققین نے اس کو صحیح کہا ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نسلاً فارسی ہیں۔ خطیب بغدادی نے عمر بن حماد سے روایت کی ہے وہ نعمان بن ثابت بن زوطی بضم زا جیسے موسیٰ یا بفتح زا جیسے سلمیٰ بن ماہ اور خطیب بغدادی نے اسماعیل بن حماد مذکور عمر کے بھائی سے بھی روایت کیا اسماعیل نے کہا کہ ثابت بن نعمان بن مَرْزُباں (یعنی فارس کے آزاد سرداروں میں سے) ہیں۔ اسماعیل بن حماد نے کہا: بخدا! ہم کبھی غلام نہیں تھے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے والد ثابت صغر سنی میں حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اُن کے اور اُن کی اُولاد کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور اللہ عزوجل سے اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں یہ دعا قبول فرمائی۔ خطیب بغدادی کی اُن دونوں روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر اور اسماعیل بھائیوں کا اس بات میں باہم اختلاف ہے کہ ثابت کے والد نعمان ہیں یا زوطی۔ کیا حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی جد مرزبان ہے یا ماہ۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن میں سے ہر ایک کے دو نام ہوں یا ایک نام اور لقب ہو یا زوطی کا معنی نعمان اور مرزبان کا نام ماہ ہو۔ اور اس طرح دونوں بھائیوں کا مس رق میں بھی باہم اختلاف ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جس نے غلامی کو ثابت رکھا اس نے یہ غلامی جد میں خود لی ہے۔ اور جس نے غلامی کی نفی کی اس نے باپ (یعنی ثابت) کی غلامی کی نفی کی ہے۔ اور جمہور علماء و مؤرخین نے اسماعیل بن حماد کی روایت کو اختیار کیا ہے۔ لیکن وہ روایات جن کو بعض مورخین نے بیان کیا ہے'' زوطی کابل سے گرفتار ہو کر آئے تھے اور قبیلہ تیم اللہ کی ایک عورت نے اُن کو خرید لیا تھا یہ جملہ روایات واہیات، کمزور اور بے اصل ہیں۔ روایات سے اس قدر تو ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب لشکر اسلام نے فارس کے لشکر کو شکست سے دوچار کیا تو اس وقت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے والد ثابت اور امام ابن سیرین کے والد گرفتار

کر لیے گئے تھے بالفرض اگر صاحب اتحاف النبلاء کے اعتراض کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا ہوا اس لیے کہ معیار شرافت تقویٰ ہے نہ کہ نسب اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (سورۃ الحجرات آیت 13)

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔

ادمی بی المتقون من کانوا وحیث کانوا

مجھ سے نزدیک تر متقی ہیں جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔

پھر بقول علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث مبارکہ "لو کان الدین" کے مصداق امام اعظم ہیں اب مزید کسی دلیل کے ذکر کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلام تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں امت میں سے کسی آزاد کو پیش کیا جا سکتا ہے یا کفار مکہ کے سرداروں میں سے کسی کا نام لیا جا سکتا ہے۔

ابولعب فی فائق الحسن لم یکن

عدیل بلال اسود اللون کی حالات ابولعب حسین ترین ہونے کے باوجود حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیاہ ترین پر فوقیت نہ لے سکا۔

حضرات تابعین اور ائمہ کرام رحمہم اللہ ایک کثیر تعداد غلام تھی۔ عطاء بن ابی رباح، ربیعۃ الرائے، نافع، طاؤس، ابن کیسان، ابن ابی کثیر، میمون بن مہران، مکحول، ضحاک بن مزاحم، حسن بن سیرین یہ سب غلام تھے۔ لہٰذا اب اس اعتراض کی حقیقت کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ "مولیٰ" ہیں تار عنکبوت کے سوا کچھ نہیں۔ ہاں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض روایات میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ لفظ "مولیٰ" ملتا ہے لیکن اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے۔

اہل عرب اس کا استعمال بہت سے معنی میں کرتے ہیں مثلاً مولیٰ بمعنی آقا، مولیٰ بمعنی غلام، مولیٰ بمعنی حلیف، غلام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کے بیس کے قریب معانی ذکر کیے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً مؤرخین نے اس کا اطلاق غیر عرب پر کیا ہے ابوزہرہ مصری "ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ" میں لکھتے ہیں۔

"ھو الاسم الذی اطلقه المؤرخون علی غیر العرب"

مولیٰ ایک ایسا اسم ہے جس کا مورخین نے اطلاق عجمیوں پر کیا ہے۔

اور حضرات تابعین کے دور اقدس میں یہ لفظ فقہائے کرام کے لیے بھی مستعمل تھا۔ یہی امام زہرہ مصری ارقام فرماتے ہیں:

ھم حملة الفقه فی عصر التابعین۔

تابعین کے زمانہ مبارکہ میں موالی اہل فقہ تھے۔ لہٰذا جن روایات میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی القدر کے ساتھ لفظ مولیٰ ملتا ہے یہ لفظ شان امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف نہیں۔

(تاریخ بغداد ج 13 ص 324، 325، 326۔ الخیرات الحسان ص 41۔ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ص 14)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مولد

اکثرین کا قول یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سن 80 ہجری خلیفہ (عبد) الملک بن مروان کے دور میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ علامہ بدرالدین عینی نے اپنی کتاب ''تاریخ کبیر'' میں لکھا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے سن ولادت میں تین روایات ہیں سن 61 ہجری، 70 ہجری اور 80 ہجری اور اکثرین اس طرف گئے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سن 80 ہجری میں پیدا ہوئے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی

تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام ''نعمان'' کنیت ابوحنیفہ اور بالاتفاق لقب امام اعظم ہے۔ علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی نعمان میں ایک لطیف راز ہے وہ یہ کہ نعمان کا اصل معنی خون ہے جس کے ساتھ بدن کا دارو مدار اور زندگی ہے۔ اس جگہ بعض اس طرف گئے ہیں کہ وہ روح ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ ذات ہیں جس کے ساتھ فقہ کا قیام ہے ابن منظور نے ''لسان العرب'' میں لکھا ہے۔

والنعمان الدم ولذٰلك قيل للشقر شقائق النعمان وشقائق النعمان نبات احمر يشبه با الدم.

(لسان العرب باب نون ج 14 ص 214)

نعمان بمعنی خون ہے اس لیے ایک قسم کی سرخ رنگ کی نبات کو شقائق النعمان کہا جاتا ہے (اور وہ گل لالہ ہے)

یا نعمان بروزن فعلان نعمت سے ماخوذ ہے بایں اعتبار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مخلوقِ خدا پر اللہ عزوجل کی نعمت ہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحنیفہ یہ حنیف کی مونث ہے جس کا معنی ناسک (عابد زاہد) یا مسلم ہے کیونکہ حنف بمعنی میلان ہے اور مسلم وہ ہے جو دین حق کی طرف مائل ہو۔ اور آپ کی ابوحنیفہ کے ساتھ کنیت رکھنے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک آپ کا دوات کے ساتھ ملازمت کی وجہ سے یہ کنیت رکھنا ہے جو دوات لغت عراق میں حنیفہ سے موسوم ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کی ایک بیٹی تھی جس کے ساتھ آپ کی یہ کنیت منسوب ہے اور اس قول کو رد کیا گیا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حماد کے سوا آپ کی کوئی اولاد نہ مذکر اور نہ ہی مونث معلوم ہے۔ امام صالحی فرماتے ہیں: تلاش بسیار کے باوجود میں یہ معلوم نہیں کر سکا کہ امام نعمان بن ثابت سے قبل مشہورین میں سے کسی نے ابوحنیفہ کے ساتھ کنیت رکھی ہو۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ مشہورین میں سے اوّل وہ شخص ہیں جنہوں نے ابوحنیفہ کے ساتھ کنیت رکھی۔ چنانچہ آپ کی یہ کنیت وصفی ہے جو آپ نے اختیار فرمائی۔ اور اللہ عزوجل نے اسے شرف قبولیت عطا فرمایا جس کی وجہ سے اصل اسم ''نعمان'' پر آپ کی کنیت غالب آ گئی قبولیت وپسندیدگی کا اختتام اس پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے کنیت کے ساتھ آپ کے لقب ''امام اعظم'' کو بھی شہرت دوام عطا فرمائی۔

تابعیت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر استشہاد

تابعیت امام اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ امام مزی نے تہذیب الکمال باب نون میں ترجمہ سیرت نعمان بن ثابت تیمی کے ماتحت ارقام فرمایا: انه من ابناء فارس رائی انس بن مالك. یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فارسی ہیں اور آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ امام ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' اور''مناقب ابی حنیفه وصاحبه'' میں لکھا ہے:

انه رائی انس بن مالك وهو صغير . (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص 168۔ مناقب ص 41)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ درآنحالیکہ آپ بچے تھے۔

اور اکثرین محدثین رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی اگرچہ اُن کے ساتھ نہیں رہے۔ ابن صلاح کی طرح امام نووی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

تانیب الخطیب ص 59۔ میں علامہ کوثری لکھتے ہیں۔ جن حضرات گرامی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی رویت کا اقرار کیا ہے وہ یہ ہیں۔ ابن سعد، دارقطنی، ابونعیم اصفہانی، ابن عبدالبر، خطیب بغدادی، ابن جوزی اور سمعانی، عبدالغنی مقدسی، سبط ابن جوزی، فضل اللہ تورپشتی، نووی، یافعی، ذہبی، زین عراقی، ولی عراقی، ابن حذیر، بدرالدین عینی ابن حجر عسقلانی الحافظ نے اپنے ایک فتویٰ میں جس کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تبییض الصحیفہ، میں نقل کیا ہے، شہاب قسطانی سیوطی، ابن حجر مکی وغیرہم۔

چنانچہ اُن محدثین کرام رحمہم اللہ کی نصوص کے ہوتے ہوئے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تابعیت کا انکار تکبر وجہالت پر مبنی ہے۔

تعریف صحابی اور تابعی

تابعی کی تعریف صحابی کی تعریف سے ماخوذ ہے۔

لفظ صاحب کی تعریف

قاموس، صحاح للجوھری، لسان العرب، منجد، منتہی الادب، اور صراح وغیرہا میں صاحب کی جمع صحب، اصحاب، صحبۃ، سحاب، صحبان، صحابۃ، صحابۃ ہے۔ اور اصحاب کی جمع اصاحیب ہے شرح عقائد جلالی، جلال الملۃ والدین الدوانی کے محشی

علامہ محمد عبدالحلیم انصاری لکھنوی ''حل المعاقد فی شرح العقائد'' میں لکھتے ہیں ''قولہ ولاصحاب''

ان فاعلا یجمع علیٰ افعال عند العلامۃ التفتازانی وغیرہ۔الخ (حل المعاقد ص ۲۶.)

جان لو کہ علامہ تفتازانی وغیرہ کے نزدیک فاعل کی جمع بروزن افعال آتی ہے چنانچہ اصحاب، صاحب کی جمع ہے جیسے اطہار، طاہر کی جمع ہے۔ لیکن اُن علماء کرام کے نزدیک جو فاعل کی جمع بروزن افعال جائز نہیں سمجھتے اُن کے نزدیک اصحاب یا تو صحب (حا کی سکون کے ساتھ) کی جمع ہے یا صاحب کی جمع ہے جیسا کہ رکب، راکب کی جمع ہے چنانچہ اس وقت اصحاب جمع الجمع ہے۔ یہ قول فاضل قراباغی، یوسف الکوسج کا ہے اور اس قول کے مطابق شیعہ فرقہ ناجیہ سے نہیں کیونکہ جمع الجمع کا اطلاق کم از کم نو(۹) پر ہوتا ہے اور شیعہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان پر باقی رہے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبکہ ایک دوسری روایت میں تیسرے صحابی بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متبعین میں سے نہیں۔ کیونکہ نبی محترم ﷺ کا فرمان ہے ''ما انا علیہ واصحابی'' اور اصحاب کی کم از کم تعداد نو بنتی ہے اور شیعہ کے نزدیک فقط تین صحابی تھے۔ لہٰذا اس تعریف سے شیعہ اصحاب کی پیروی سے خارج ہو گئے۔

جلال الملۃ والدین جلال الدین دوانی ارقام فرماتے ہیں:

صاحب. وھو من رائی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنا بہ سواء کان فی حال البلوغ او قبلہ. طال صحبتہ او لا.

صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو خواہ حالت بلوغت میں دیکھا یا اس سے قبل۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ میں طویل عرصہ رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

مولانا عبدالحلیم فرماتے ہیں:

قولہ. وھو من راہ اعلم اولاً ان المراد بالرؤیۃ اللقاء سواء کان رائی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبصر اولا (الخ) حل المعاقد ص ۲۶

روایت سے مراد ملاقات کرنا ہے خواہ اس نے آنکھ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ پس یہ تعریف نابینا کو بھی شامل ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ ممکن ہے کہ اس طرح کہا گیا ہو کہ مراد رویت بالبصر ہو اور نبی اکرم ﷺ ''رائی'' کا فاعل ہوں اور اس کا مفعول محذوف ہو چنانچہ معنی یہ ہوئے کہ جس کو نبی اکرم ﷺ نے دیکھا ہو۔ اس طرح صحابی کی تعریف میں نابینا بھی شامل ہو جائے گا لیکن یہ تعریف تب ممکن ہے اگر اسے اصحاب نبی کریم ﷺ کے ساتھ مختص کیا جائے ورنہ نقص لازم آئے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے اور آپ نے اپنے اصحاب کو بنظر نہیں دیکھا۔ لیکن علامہ زرقانی نے ''رائی'' کا فاعل نبی اکرم ﷺ کو قرار دینا مردود کہا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''الاصابہ فی تمییز الصحابہ'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

الفصل الاول فی تعریف اصحابی واصح ما وقفت علیه من ذلك ان الصحابی من لقی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مومناً به ومات علی الاسلام (الخ)

اس باب میں جہاں تک میں واقف ہو سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اصح یہی ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اس حال میں کہ وہ آپ پر ایمان رکھتا ہو۔ اور اس کی موت اسلام پر ہوتی ہو جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اس میں وہ بھی داخل ہے۔ جس کی آنحضرت ﷺ سے مجلس ہوتی ہو۔ خواہ طویل ہو یا مختصر آپ سے کوئی حدیث روایت کی ہو یا نہ کی ہو غزوہ میں اسے سرکار دو عالم ﷺ کی رفاقت میسر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ جس نے ایک دفعہ آپ کو دیکھ لیا اگرچہ اس کی مجلس نہ ہوئی ہو (وہ بھی صحابی کی تعریف میں شامل ہے) اور وہ بھی جس نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھا ہو جیسا کہ نابینا۔

مزید فرماتے ہیں: ایمان کی قید سے وہ شخص صحابی کی تعریف سے نکل گیا جس نے کفر کی حالت میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اگرچہ بعد میں ایمان لے آیا مگر آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکا اور ہمارے قول ''بہٖ'' سے وہ شخص بھی خارج ہو گیا جو آپ سے ملا مگر ایمان دوسرے انبیاء پر رکھتا تھا جیسے اہل کتاب وغیرہ اور ''مات علی السلام'' کی شرط سے وہ شخص بھی خارج ہو گیا جس نے حالت ایمان میں آپ سے ملاقات تو کی لیکن بعد میں مرتد ہو گیا اور اس حالت میں واصل بجہنم ہوا۔ جیسے عبید اللہ بن جحش، عبد اللہ بن خطل اور ربیعہ بن امیہ بن خلف اور وہ شخص صحابہ میں شامل ہے جو مرتد ہوا اور مرنے سے قبل مشرف باسلام ہو گیا خواہ دوسری دفعہ اس کی نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی ہو۔ اور یہی مذہب اصح ہے۔

کیونکہ محدثین کرام رحمہم اللہ نے اشعث بن قیس کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس کی احادیث کو تحریر کیا ہے حالانکہ وہ بعد از اسلام مرتد ہو گیا اور خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوا۔ محققین کے نزدیک یہی تعریف صحیح ترین ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ کے اس قول۔

''ومن صحب النبی صلی اللّٰه علیه وسلما او راه من المسلمین فهو من اصحابه'' کے ماتحت علامہ بدر الدین عینی تحریر فرماتے ہیں:

ما اشار الاوّل البخاری بقوله من صحب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں ''صاحب'' کی تعریف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کی رفاقت اختیار کی یا مسلمانوں میں سے کسی نے آپ ﷺ کو (ظاہری حالت) میں دیکھا وہ اصحاب میں سے ہے امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی وہ مسلمان ہے جو نبی اکرم ﷺ کا صاحب ہو یا آپ کو دیکھا ہو مفعول کی ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے اور فاعل کی ضمیر مسلم کی طرف اور یہی مشہور و صحیح مذہب ہے۔

الثانی

انه منطالت صحبة له وكثرت مجالسة مع طريق التبع له والاخذ عنه هكذاحكاه ابو المظفر السمعاني عن الاصولين (الخ)

صحابی وہ ہے جس کی نبی اکرم ﷺ سے طویل صحبت ہو اور آپ کی متابعت ساتھ کثرت مجالست ہو اور اس نے آپ ﷺ سے کچھ حاصل کیا ہو اس طرح ابومظفر سمعانی نے اصولین سے حکایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: لغت اور ظاہر کے اعتبار سے اسم صحابی اسی پر واقع ہوتا ہے۔

ثالث

ماروی عن سعيد بن السيب انه لا يعد الصحابی الا من اقام مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سنة اوسنتين (الخ)

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ وہ یہ بات کہ جو ایک یا دو سال نبی اکرم ﷺ کی صحبت مبارکہ میں نہ رہا ہو یا آپ کے ہمراہ ایک یا دو غزوات میں شامل نہ ہوا ہو وہ اسے صحابی شمار نہیں کرتے۔ اس میں تنگ نظری ہے۔ علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کی نسبت کرنا صحیح نہیں کہ اس روایت کی اسناد میں محمد بن عمرو واقدی ہے جو ضعیف ہے۔

رابع

انه يشترط مع طول الصحبة الاخذ عنه (الخ)

طویل صحبت کے ساتھ آپ ﷺ سے روایت کرنا بھی شرط ہے اس کی آمدی نے ائمہ معتزلہ میں سے عمرو بن مجرانی عثمانی جاحظ سے حکایت کی ہے۔ علامہ فرماتے ہیں: اس میں ثعلب نامی ایک راوی ہے وہ ثقہ اور مامون نہیں اور یہ قول ماسوائے اس کے اور کسی سے منقول نہیں۔

خامس

انه من راه مسلمًا عاقلًا بالغًا۔ (الخ)

واقدی نے اہل علم سے حکایت کی کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہو کہ وہ صاحب اسلام ہو، عاقل اور بالغ ہو۔ علامہ عینی فرماتے اس میں بلوغت کی قید شاذ ہے۔ بعض نے اس قول کو مردود کہا ہے اس لیے کہ اس تعریف سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا صحابیت سے خارج ہونا لازم قرار پاتا ہے۔

سادس

انه من ادرك زمن النبی صلی الله علیه وسلم وهو مسلم وان لم یراه وهم قولی یحیی ابن عثمان المصری (الخ)

جس شخص نے مسلمان ہونے کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کو پایا اگر چہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں (وہ بھی صحابی ہے) اور یہ یحییٰ بن عثمان مصری کا قول ہے اور اصولیین میں سے جس نے اس قول کی حکایت کی وہ قرافی ہیں جنہوں نے ''شرح التنقیح'' میں یہ کہا۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اُن تمام اقوال میں سے اصح قول وہ ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۶ ص ۱۶۹۔۱۷۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

قوله. ومن صحب النبی او راه من المسلمین (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ اختیار کی یا مسلمانوں میں سے جس نے آپ کو دیکھ لیا وہ آپ کے اصحاب میں سے ہے۔

یعنی صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم کا وہی مستحق ہے جس سے آپ کی صحبت ثابت ہو کم سے کم صحبت جس پر لغۃ اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عرف اگر چہ اس میں صحبت کو بعض شرائط کے ساتھ خاص کر دیتا ہے (جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا اور جدا نہ ہونا) اور جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ دیکھ لیا اس پر بھی لفظ صحابی کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ وہ قول ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا اور یہی راجح ہے مزید فرماتے ہیں:

کیا دیکھنے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ جسے دیکھ رہا ہے وہ اس میں اور غیر میں تمیز کر سکتا ہے یا صرف دیکھنا ہی کافی ہے اس میں اختلاف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق جن لوگوں نے تحریر کیا ہے وہ صرف دیکھنے ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔

انہوں نے محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت صد آیات مبارکہ سے تین ماہ اور کچھ دن پہلے متولد ہوئے اور فقط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور وہ صحابہ کہلاتے ہیں۔ (حالانکہ اُن میں یہ تمیز نہ تھی کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فقط دیکھنا ہی تھا)

حافظ عسقلانی اس کے بعد فرماتے ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی کی اس تعریف کو صحیح قرار دیا ہے میں نے اسے آپ کے شیخ علی بن مدینی کے کلام میں پایا ہے ''المستخرج لابی القاسم بن منده'' میں میں نے پڑھا اور اس کے سند (یعنی نسبت) احمد بن سیار حافظ مروزی سے کی گئی

ہے حافظ مزوری کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن عتیک سے سنا وہ کہتے ہیں علی بن مدینی نے کہا: جس کو نبی اکرم ﷺ صحبت مبارکہ حاصل ہوئی یا آپ کو دیکھ لیا اگرچہ دن میں سے ایک ساعت تو وہ اصحاب نبی کریم ﷺ سے ہے۔ (فتح الباری ج ۷۔ ص ۵۰۳)

علامہ عبدالباقی زرقانی شارح مواہب فرماتے ہیں:

(واما التقييد با الروية فا المراد به عند عدم المانع منها) کا العمٰی (فان کان کا بن مکتوم الاعمٰی فانه صحابی جذماً فا الاحسن) کی قال العراقی (الخ)

روایت کی قید لگانا اس وقت ہے جب نظر تو ہو مگر نہ دیکھے اور اگر نظر میں نہ ہو تو یہ قید صحیح نہیں جیسے نابینا۔ (کیونکہ نظر نہ ہونے کے باعث وہ دیکھنے سے قاصر ہے اور یہ عارضہ دیکھنے سے مانع ہے) مثل ابن مکتوم جو کہ نابینا تھے۔ پس وہ بالیقین صحابی تھے۔ حافظ عراقی کے مطابق احسن یہی ہے کہ روایت کی بجائے ملاقات کا لفظ بولا جائے تاکہ نابینا بھی اس تعریف میں شامل ہو جائے۔ مصنف (امام قسطلانی) فرماتے ہیں کہ نابینا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول ''من صحب'' سے بھی صحابی کی تعریف میں داخل ہے اور اسی طرح علماء کرام اس قول ''او راہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے مطابق بھی صحابیت کے شرف سے بھی بہرہ مند ہوتا ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ حافظ عراقی کا قول کہ جو نابینا آپ کی صحبت باا ثر سے مشرف نہ ہوا اور نہ ہی آپ کی مجلس مبارکہ میں بیٹھا مگر آپ کی حیات طیبہ میں آپ کے حضور حاضر خدمت ہوا کیا صحابیت کے شرف سے نوازا گیا یا نہیں یا بمطابق قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''من صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''وراہ'' محل نظر ہے۔

کیونکہ اس میں لفظ ''راہ'' سے قبل صرف ''واؤ'' ہے جو عطف کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ اصل میں حرف ''اوَ'' ہونا چاہیے تھا کیونکہ حرفِ عطف سے صحابی کی تعریف میں وہ داخل ہوگا جو آپ کی صحبت اور رؤیت دونوں سے شرف یاب ہوا لہٰذا نابینا تعریف صحابی سے نکل جائے گا جیسا کہ امام عراقی نے کہا: (مصنف فرماتے ہیں) جہاں تک میں اصول معتبرہ اور معتمدہ پر واقف ہو سکا ہوں یہاں حرف عطف واؤ کی بدل حرف اوَ ہے جو تقسیم کے لیے آتا ہے۔ یعنی یا تو صحبت مبارکہ سے شرف ہوا ہو یا رؤیت سے بہرہ مند ہوا ہو اس طرح صحابی کی تعریف میں نابینا بھی داخل ہو سکتا ہے یہی اکثرین کی تحقیق ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ تعریف اپنے شیخ علی مدینی سے منقول ہے اور شیخ علی بن مدینی سے ''اوَ'' ہی منقول ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

صحابی کہ تعریف میں لوگوں کا اختلاف ہے صحابی کی نسبت صاحب کی طرف ہے اور جزئی کہہ کر کلی مراد لی گیا ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبتِ مبارکہ اختیار کی اور زمانہ نبوت میں اگرچہ ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو۔

اور اس طرح جس نے آپ کو حیات مبارکہ میں دیکھا اگرچہ آپ کے پاس بیٹھا نہیں۔ صحبت و رؤیت دونوں میں مسلمان ہونا شرط ہے اور وہ مسلمان جو عاقل ہیں عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا غلام، جن ہو یا فرشتہ (جن اور فرشتے کے متعلق تحقیق انیق بندہ ناچیز کی کتاب ''خلافت صدیق اکبر'' میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ استفادہ کے قابل ہے۔ اور فقط یہ دیکھنا ہی راجح ہے اگرچہ اس شخص نے مجلس، صحبت اور مکالمہ نہ کیا ہو یہی جمہور محدثین رحمہم اللہ اور اصولین کا مذہب ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ عزت و شرف

کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ایسی عزت وشرف والی ہستی کا ایک لمحہ کے لیے دیدار ہی صحابیت کے لیے کافی ہے۔

زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۴ تا ۲۷

الحاصل یہ کہ حالت ایمان کے ساتھ صحبت ضروری ہے یا رؤیت امام زرقانی کی محققانہ تصریح سے پتہ چلتا ہے کہ صرف دیکھنا ہی صحابیت کے لیے کافی و وافی ہے۔ اور یہ رؤیت نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں ہے۔ جس نے نبی کریم ﷺ کو بعد از وفات دیکھا چاہے قبر انور میں وہ صحابی کی تعریف سے خارج ہے۔ اور اس طرح اولیائے کرام جو بحالت بیداری یا خواب میں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی زیارت با سعادت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی صحابیت کی اس تعریف سے خارج ہیں۔

قارئین کرام!

بندۂ ناچیز نے صحابیت کی تعریف میں جو طوالت بحث صفحۂ قرطاس پر رقم کی اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت میں اختلاف صحابی کی تعریف پر مبنی ہے اور تابعی کی تعریف صحابی کی تعرف سے ماخوذ ہے۔
جب صحابیت کی تعریف سے واقفیت ہو گی تو لامحالہ تابعیت کی تعریف سے آشنائی اور آگہی حاصل ہو گی۔ جو تعریف صحابیت کے لیے شرط ہے وہی تعریف تابعیت کے لیے بھی شرط ہے چنانچہ اکابر ائمہ محدثین علیہم الرحمہ واصولین اور ائمہ نقد کے فضلاء نے صحابیت اور تابعیت کی تعریف میں صرف رؤیت وملاقات کو ہی اصح اور ارجح فرمایا ہے۔ بعض حضرات نے رؤیت کے ساتھ روایت کی بھی شرط لگائی ہے لیکن یہ قید صحیح نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے صرف رؤیت کے متعلق ہی ارشاد فرمایا ہے۔ جس کی بنا پر جمہور نے صحابی اور تابعی کی تعریف اُن الفاظ میں کی ہے:

من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مومنا به ومات علَى الاسلام ولو تخللت ردة (نخبۃ الفکر ص 81)

صحابی وہ ہے جس نے بحالت ایمان حضور اقدس ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام پر وفات پائی اگر چہ درمیان میں ارتداد پیش آ گیا ہو۔ اس تعریف کے اعتبار سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح (جو مرتد ہو گئے تھے) صحابی تھے اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کی عمر آپ ﷺ کی وفات کے وقت تین ماہ اور کچھ دن تھی جس کو حافظ العسقلانی نے لکھا ہے صحابی ہیں۔ اس تعریف میں صرف ملاقات کا اعتبار کیا ہے اگر اس کے ساتھ روایت کی قید کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد رتبہ صحابیت سے نکل جائے گی جس کو کوئی بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اور تابعی کی تعریف صحابی کی تعریف سے ماخوذ ہے حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

التابعي وهو من لقي الصحابة. نخبة الفكر ص 81.

تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی۔ حافظ ابن حجر مکی نے ''خیرات الحسان'' میں اس تعریف کو اکثر محدثین عظام رحمہم اللہ کا مسلک قرار دیا ہے اس تعریف کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

هذا هو المختار خلافاً لمن اشترط في التابعي طول الملازمة وصحت السماع. نزھة النظر ص 84
یہی تعریف مختار ہے مگر یہ اُن کے خلاف ہے جو تابعی کے لیے طول صحبت صحت سماع کی قید لگاتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن نے حافظ عسقلانی کی تصویب کرتے ہوئے فرمایا۔ علامہ عراقی کہتے ہیں کہ اس تعریف پر اکثر علماء کا عمل ہے اور یہی بہتر ہے کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے فرمان عالیشان میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

طوبیٰ لمن رای آمن بی وطوبی لمن رای من رأني۔

اس حدیث مبارکہ میں صرف رؤیت ہی کی قید ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث مبارکہ کی رو سے امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعین کے رشتہ میں منسلک ہیں۔ اس لیے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں: جس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تابعی ہونے کا انکار کیا ہے وہ متعصب اور کم فہم ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعی ہیں

حضرات علماء کرام کی نصوص محققہ کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت مسلم ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ادرك الامام ابوحنیفه جماعة من الصحابة (الخ)تنسیق النظام ص 10

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے کیونکہ آپ کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے اور اس وقت کوفہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ اس لیے کہ انہوں کا انتقال 80ھ کے بعد ہوا ہے جس پر اتفاق ہے اور بصرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ موجود تھے اور اُن کا انتقال 90ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں: اس اعتبار سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں۔ حافظ عسقلانی نے بخاری شریف کی شرح میں ''باب الصلوٰۃ فی الثیاب'' کے ماتحت ارقام فرمایا کہ یہی جمہور کا مسلک ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

انه رای انس بن مالك مراراً۔ (الکاشف للذہبی ج3 ص181)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکھا ہے۔

حافظ مزی فرماتے ہیں:

انه رایٰ انس بن مالك رضی اللہ عنہ تہذیب الکمال ج10 ص309 امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے سب سے آخر وفات پانے والے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی 110ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا سن ولادت 80ھ ہے۔ لہٰذا 80ھ اور 110ھ میں تمیں (30) سال کا عرصہ ہے اس مدت میں کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہوں گے جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے

امکانات بہت قوی ہیں۔ اس تیس (30) سالہ مدت میں مندرجہ ذیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات متوقع ہے۔

-1	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	متوفی 93ھ
-2	حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ	متوفی 87ھ
-3	حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ	متوفی 88ھ
-4	حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ	متوفی 85,86,87ھ
-5	حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ	متوفی 110ھ
-6	حضرت بسر بن اوطاۃ رضی اللہ عنہ	متوفی 86ھ
-7	حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ	متوفی 88ھ یا 96ھ
-8	حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ	متوفی 85ھ
-9	حضرت مقداد بن معد یکرب رضی اللہ عنہ	متوفی 87ھ
-10	حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ	متوفی 86ھ
-11	حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ	متوفی 85ھ
-12	حضرت قبیصہ ابن ذویب رضی اللہ عنہ	متوفی 86ھ
-13	حضرت عقبٰی بن عبدالسلمٰی رضی اللہ عنہ	متوفی 87یا90ھ
-14	حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ	متوفی 92ھ
-15	حضرت اُسید بن سہل رضی اللہ عنہ	متوفی 100ھ
-16	حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ	متوفی 96ھ
-17	حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ	متوفی 94ھ
-18	حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ	متوفی 91ھ
-19	حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ	متوفی 83ھ
-20	حضرت طارق بن شہاب بجلی کرفی رضی اللہ عنہ	متوفی 82یا83ھ
-21	حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ	متوفی 87یا89ھ
-22	حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ	متوفی 99ھ

صاحب تنسیق النظام علامہ محمد حسن سنبھلی نے لکھا ہے بعض علماء نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے پایا

ہے انہوں نے مذکورہ اسمائے گرامی شمار کیے ہیں۔ سن وفات کے اعتبار سے مذکورہ ترتیب صاحب تنسیق النظام سے مختلف ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی وہی ہیں جو انہوں نے نقل کیے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری شرح مسند میں فرماتے ہیں: ہمارے شیخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس فتویٰ پر مطلع ہوا جو فتویٰ شیخ ولی عراقی کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی سے روایت کی ہے تو انہوں نے جواب دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح نہیں۔ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ پھر یہ سوال حافظ ابن حجر عسقلانی کے پاس پہنچا تو انہوں نے جواب دیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ آپ کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے اور بالاتفاق وہ اس کے بعد فوت ہوتے ہیں۔ اور بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور اُن کی وفات 90ھ یا اس کے بعد ہوئی ہے ابن سعد نے بسند ''لا باس بہ'' روایت کیا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور اُن دونوں کے علاوہ بھی دیگر بلاد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بقید حیات موجود تھے۔ اور بعض علماء نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو روایت وارد ہوئیں اس کو جزء میں جمع کیا ہے لیکن اس کی اسناد ضعف سے خالی نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادراک اور بعض کی رؤیت کے اعتبار سے جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ شرف بجز امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دیگر ائمہ امصار جو آپ کے معاصرین میں سے ہیں کسی کو حاصل نہیں ہوا جیسا کہ امام اوزاعی شام میں حماد بصرہ میں، ثوری کوفہ میں، امام مالک مدینہ میں، مسلم بن خالد زنجی مکہ مکرمہ میں، لیث بن سعد مصر میں۔

امام کردری نے کہا: محدثین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا انکار کیا ہے اور آپ کے اصحاب نے بالاسانید اس کو ثابت کیا ہے اور انہوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسندات کو جمع کیا ہے جو پچاس احادیث ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیں۔ بعض نے کیسا خوب کہا۔

- کفیٰ النعمان فخراً ما رواہ، من الاخبار عن غرو الصحابہ

امام طحطاوی نے کہا: صاحب تبییض الصحیفہ نے کہا: ابومعشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی نے ایک جزء تالیف کی جس میں انہوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث کو روایت کیا۔ قال ابو حنیفۃ رویت (الخ) اور مذکورین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص10)

امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے مقدمہ جامع المسانید میں لکھا ہے حضرات علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے (شاید امام خوارزمی کی اتفاق سے حنیفہ سے ارباب تحدیث مراد ہے ورنہ اختلاف ظاہر ہے) کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اگرچہ اُن کے عدد میں اختلاف ہے بعض کے وہ وہ چھ مرد اور ایک عورت ہے۔ بعض نے کہا: پانچ مرد اور ایک عورت ہے بعض نے کہا: سات مرد اور ایک عورت ہے جنہوں نے پانچ مرد اور ایک عورت کہا وہ حضرات حضرت جابر بن عبد

اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کو خارج کرتے ہیں اور جنہوں نے سات مرد اور ایک عورت کہا وہ اُن کے ساتھ معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ کو لاحق کرتے ہیں۔ اُن چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ایک صحابیہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو احادیث روایت کیں وہ یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم"

(۲) ابو داود طیالسی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے کہا: میں سن 80 ہجری میں پیدا ہوا اور حضرت عبداللہ بن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن 94 ہجری میں کوفہ تشریف لائے' میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا حالانکہ میری عمر چودہ سال تھی۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: حبك الشيء يعمي ويصم۔

(۳) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سن 80 ہجری میں پیدا ہوا اور میں نے اپنے باپ کے ہمراہ سن 96 ہجری میں حج کیا اس وقت میری عمر سولہ سال تھی جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک حلقہ عظیم دیکھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا: یہ کس کا حلقہ ہے تو میرے والد نے کہا: یہ عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقہ ہے میں آگے بڑھا تو میں نے اُن سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب.

(۴) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے راوی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اولاد نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاين انت عن كثرة الاستغفار وكثرة الصدقه يرزق الله بها الولد

حضرت جابر نے کہا: وہ شخص بکثرت صدقہ کرتا تھا اور بکثرت استغفار کرتا تھا۔ جابر نے کہا: اس شخص کے ہاں سات بچے پیدا ہوئے۔

(۵) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا:

من بنى لله مسجداً (الخ)

(۶) ابوحنیفہ نے کہا: میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے

لا تظهره شماتة لا خيك فيعافيه الله ويبتليك.

(۷) یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صاحب الرائے نے عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکثر جنود اللّٰہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما اور معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت میں کلام ہے۔ (جامع المسانید ج اول ص۔ 22)

بعض علماء نے مقدمہ ہدایہ میں کہا کہ ابن حجر نے کہا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے صرف ایک حدیث ہی روایت کی ہے۔

ابن حجر مکی نے اپنی کتاب ''الخیرات الحسان'' میں کہا کئی طرق سے آیا ہے

کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک سے تین احادیث روایت کی ہیں۔ اُن تین احادیث کا ابوالموید خوارزمی نے جامع المسانید ج اول ص 85,84,83 اور علامہ موفق مکی نے مناقب ص 28، 29، 30 اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تبییض الصحیفہ ص 27 اور علامہ صالحی نے عقود الجمان ص 54، 56 میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ تین احادیث یہ ہیں۔

(۱) طالب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم۔

(۲) الدال علی الخیر کفا علہ۔

(۳) ان اللّٰہ یحب اغاثۃ اللھفان۔

حدیث اول کو ابن ماجہ نے اپنے سنن میں (باب فضل العلماء والحث علیٰ طالب العلم) کے ماتحت حضرت انس بن مالک سے تخریج کیا ہے۔ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمال مزی سے نقل کرتے ہوئے یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور مرتبہ حسن تک پہنچی ہے۔ پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ صحیح کو پہنچی ہے۔ اور میں اس حدیث کے تقریباً پچاس طرق پر واقف ہو سکا ہوں۔ جن کو میں نے ایک جز میں جمع کیا ہے۔

اور دوسری اور تیسری حدیث کو بزار نے تخریج کیا ہے اور طبرانی نے یہ حدیث ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ (خیرات الحسان ص 47)

علامہ بدر الدین عینی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے سماع ثابت کیا ہے اور الشیخ الحافظ قاسم حنفی نے علامہ بدر الدین کا رد کیا ہے۔ علامہ شامی نے رد المحتار میں علامہ عینی کی طرف سے قاسم حنفی کے رد میں ارقام فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ قاعدہ محدثین رحمہم اللہ جو علامہ عینی نے کہا: اس کی تائید کرتا ہے کہ راوی اتصال راوی ارسال یا انقطاع پر مقدم ہے کیونکہ راوی اتصال کے پاس زیادہ علم ہے فرماتے ہیں: اس قاعدہ کو یاد رکھو کیونکہ یہ مہم ہے اسماعیل عجلونی جرامی نے اپنی کتاب ''عقد اللآلی والمرجان'' میں اسی طرح کہا ہے۔

صاحب تنسیق النظام فرماتے ہیں: اس جگہ دو مقام ہیں۔

مقام اول

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رؤیت محققین کے نزدیک تابعیت کا اسی پر مدار ہے اور ارباب اصول

حدیث میں سے جمہور کا یہی مختار ہے جیسا کہ نخبۃ الفکر اور اس کی شرح وغیرہما اس طرف مشیر ہیں اور یہ امر (یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا تابعی ہونا) بلاشک وشبہ ثابت ہے۔

مقام ثانی

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت اور یہ بھی ارباب انصاف کے نزدیک بوجوہ ثابت ہے۔

(۱) سند خوارزمی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا سات، چھ یا پانچ مع ایک عورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے پر علماء کا اتفاق منقول ہے۔

(۲) ابومحشر عبدالکریم شافعی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات میں ایک جز تالیف کیا۔

(۳) غایتاً اس کے متعلق جو کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اُن مرویات کی اسناد ضعف سے خالی نہیں جیسا کہ ابن حجر نے ذکر کیا۔ لیکن احادیث اضعاف فضائل اعمال اور مناقب رجال میں مقبولہ اور معمولہ ہیں جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔

(۴) علامہ بدرالدین عینی کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اثبات سماع۔

(۵) امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے آپ کا سماع اور روایت ثابت کی ہے۔

حتیٰ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سندات پچاس تک ہیں۔ اور امام کردری، محمد طاہر اور محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق دھلوی نے اس کا اعتراف کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب ثقہ متقی بلکہ حافظ الحدیث اور ائمہ مجتہدین میں سے ہیں۔ اور اُن کو اس باب میں جملہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم پر ترجیح ہے کیونکہ گھر والا ہے جانتا ہے کہ اس کے گھر میں کیا ہے اور علامہ عبدالحق نے شرح سفر السعادہ میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۱۱)

تحصیل علم کی ابتداء

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ نے 96ھ تک حصول علم کی طرف توجہ نہیں کی تھی اس وقت ولید حیات تھا 96ھ کے اُواخر میں ولید کا انتقال ہوا اس کے بعد سلیمان تخت نشین ہوا۔ اور اس کا 99ھ میں انتقال ہوا تو اس وقت عمر بن عبد العزیز خلیفہ منتخب ہوئے اور وہ 101ھ میں وصال فرما گئے۔ لہٰذا آپ نے 96ھ لغایۃ 101ھ کے کسی حصہ میں تحصیل علم کی ابتداء فرمائی ہوگی۔ اس لیے کہ 120ھ میں امام حماد کا انتقال ہوا اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر چالیس سال تھی اور آپ کو اُن کی شاگردی اختیار کیے ہوئے 18 سال ہو چکے تھے جیسا کہ حافظ مزی تہذیب الکمال اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے۔

حدثنا ابومسلم صالح بن احمد بن عبد الله العجلي. حدثني ابي قال: قال ابوحنيفة قدمت البصرة فظننت اني لا اسئل عن شيء الا احبت فيه فسالوني عن اشياء لم يكن عندي فيها جواب فجعلت على نفسي الا افارق حماداً حتى يموت فصحبة ثماني عشرة سنة.

(تاریخ بغداد ج 13 ص 334۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 313) میں بصرہ میں اس خیال سے آیا کہ جس کے متعلق مجھ سے دریافت کیا جائے گا میں اس کا جواب دوں گا چنانچہ چند چیزوں کے متعلق مجھ سے سوال کیا گیا تو میرے پاس اُن کا جواب نہیں تھا چنانچہ میں نے امام حماد کی وفات تک ان کی صحبت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا لہٰذا میں اٹھارہ (18) سال تک ان کی صحبت میں رہا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اٹھارہ سال تک امام حماد کی شاگردی کی ہے۔ اور اس کے بعد اپنے حلقہ درس کا آغاز فرمایا۔ اس طرح 102ھ کو ابتدائے تحصیل علم مان کر 120ھ یعنی اٹھارہ سال کو سنِ فراغت مان جائیگا۔ لیکن یہ 18 سال مدت تحصیل علم فقہ اور حدیث کے لیے قرار دی جائے گی کیونکہ ابتداءً آپ نے علم کلام حاصل کیا تھا۔ جیسا کہ حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں نقل کیا۔

حدثنا الوليد بن حماد عن الحسن بن زياد عن زفر بن الهذيل قال سمعت ابا حنيفة يقول كنت انظر في الكلام حتى بلغت فيه مبلغا يشار الي فيه بالاصابع. (تہذیب الکمال ج 10 ص 313)

امام زفر نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے میں علم کلام میں مناظر تھا حتیٰ کہ میں اس میں اس انتہا تک پہنچ گیا کہ اس کے متعلق میری طرف صرف انگلیوں سے اشارہ ہی کیا جاتا تھا۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: امام صاحب رضی اللہ عنہ تجارت میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ امام شعبی رضی اللہ عنہ آپ کو علم کی طرف لائے۔ جب امام شعبی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ میں بیداری ونجابت کو دیکھا تو آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو مجالست علماء اور علم میں نظر کی طرف اُن کو بیدار کیا۔ (الخیرات الحسان ص 62)

حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی اپنی کتاب ''عقود الجمان فی مناقب نعمان'' میں فرماتے ہیں:

فقد روی ابومحمد الحارثی عن الامام ابوحنیفه رضی الله عنه قال مررت یومًا علی الشعبی وهو جالس فدعانی وقال (الخ) (عقو الجمان ص 160)

ابومحمد حارثی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن میں امام شعبی کے پاس سے گذرا اور وہ بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کس کی طرف جا رہے ہو۔ میں نے جواب دیا میں بازار کی طرف جا رہا ہوں۔ امام شعبی نے کہا: بازار کی طرف آتے جاتے رہتے ہو علماء کی طرف بھی آیا جایا کرو امام فرماتے ہیں: میں نے کہا۔ میں علماء کے پاس بہت کم آتا جاتا ہوں۔ امام شعبی نے یہ گوہر نایاب دیکھ کر کہا ایسا نہ کرو تم مجالست علماء اور علم میں نظر کو لازم پکڑو، کیونکہ میں آپ میں بیداری ونجابت دیکھتا ہوں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام شعبی کی یہ بات سن کر میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تو میں نے بازار کی طرف آنا جانا چھوڑ دیا اور علم کو حاصل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے مجھے اُن کی بات سے نفع عطا فرمایا۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ علم کلام کو اصول دین میں جملہ علوم سے ارفع اور افضل شمار کرتے تھے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ صحابہ وتابعین باوجود اس کے کہ وہ اس پر قادر اس کو پہچانتے ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ اس سے سختی سے منع فرماتے ہیں: اور وہ سوائے شرائع اور ابواب فقہ اور لوگوں کو تعلیم دینے کے اور کسی چیز میں غور وفکر نہیں کرتے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جدل ومناظرہ کے جملہ طرق کو ناپسند کیا۔ اور آپ کے نزدیک یہ اور بھی مؤکد ہو گیا کہ وہ حضرت حماد بن ابی سلیمان اشعری کرنی کے حلقہ درس کے قریب بیٹھتے تھے۔ حافظ مزی، خطیب بغدادی اور ابن حجر مکی لکھتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اس نے مجھ سے کہا: ایک شخص جس کی عورت لونڈی ہے وہ چاہتا ہے وہ اس کو سنت کے مطابق طلاق دے۔ وہ شخص اس کو کتنی طلاقیں دے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں اس کو کیا کہوں۔ چنانچہ میں نے اس عورت کو حضرت حماد سے دریافت کرنے کا حکم دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ واپس لوٹ کر آنا اور جو انہوں نے کہا: اس کے متعلق مجھے خبر دینا۔ اس عورت نے کہا۔ میں نے حماد سے پوچھا تو انہوں نے [illegible] کو اس حال میں طلاق دے کہ وہ عورت حیض وجماع سے پاک ہو جائے تو ایک طلاق دے پھر اس کو چھوڑ دے

یہاں تک اس کو دوحیض آ جائیں اس کے بعد جب اس نے غسل کر لیا تو وہ عورت جس سے چاہے نکاح کرے۔ چنانچہ وہ عورت واپس میرے پاس آئی اور مجھے بتایا۔ تو میں نے دل میں کہا مجھے علم کلام میں کوئی حاجت نہیں۔ میں نے اپنے جوتے پکڑے اور حماد بن ابی سلیمان کی مجلس میں جا بیٹھا۔

علامہ حموی نے شرح الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے۔ مناقب شمس الائمہ کردری میں ہے۔

قال الامام الاعظم خدعتنی امراۃ وفقهننی امراہ وزهدتنی امراۃ ام الاولیٰ۔ قال کنت مجتازا فاشارت الی امراۃ الیٰ شئی مطروح فی الطریق (الخ) شرح الاشباہ النظائر ص 442۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ایک عورت نے دھوکہ دیا اور ایک عورت نے فقیر بنا دیا اور ایک عورت نے مجھے زاہد بنا دیا۔ چنانچہ عورت اول۔ فرماتے ہیں میں چل رہا تھا تو مجھے ایک عورت نے راستہ میں پڑی ہوئی چیز کی طرف اشارہ کیا میں نے گمان کیا کہ عورت گونگی ہے اور وہ چیز اس کی ہے۔ جب میں نے وہ چیز اٹھا کر اس کو دینا چاہی تو اس عورت نے کہا: اس کو محفوظ کر لو حتیٰ کہ اس کا مالک آئے تو یہ چیز اس کے سپرد کر دو۔

دوسری عورت اس نے حیض کے متعلق کوئی مسئلہ مجھ سے دریافت کیا میں اس مسئلہ کو جانتا نہیں تھا تو اس نے کوئی بات کہی اس وجہ سے میں علم فقہ سیکھا۔

تیسری عورت۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کسی راستہ سے گزر رہا تھا تو ایک عورت نے کہا: یہی وہ شخص ہے جو عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرتا ہے چنانچہ میں نے اس کا ارادہ کر لیا حتیٰ کہ عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرنا میری عادت بن گئی۔

ابوحنیفہ کے مصنف مفتی عزیز الرحمٰن یہاں تساہل کا شکار ہو گئے انہوں نے لکھا ہے یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے لیکن قدرے مشترک واقعہ ایک ہی بیان کیا گیا ہے اور وہ روایت یہ ہے۔

خدعتنی امراہ وفقهتنی امراہ وزهدتنی امراہ۔

شاید کہ مفتی صاحب کے نظر سے یہ روایت نہیں گزری اور انہوں نے ''الموفق'' کا حوالہ نقل کیا ہے۔ کہ میں نے یہ روایت اس کتاب سے ماخوذ کی ہے۔

بہر حال امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے مسئلہ دریافت کرنے کی وجہ سے فقہ کا امام بنا دیا۔ خطیب بغدادی اور حافظ مزی نے تخریج کیا کہ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ نے علم کے ساتھ اشتغال کا ارادہ کیا تو جملہ علوم کے عواقب وغایات کو متصور فرمایا فرماتے ہیں بلکہ میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے کہا گیا: قرآن مقدس سیکھو میں نے کہا جب میں قران پاک یاد کروں گا تو اس کا آخر کیا ہوگا۔ الغرض امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علم ادب نحو اور قرات کی عنایت یہی ہے کہ میں جوانوں کے پاس بیٹھوں گا تا کہ اُن کو تعلیم دوں اور شعر کی عنایت مدح، ہجو اور کذب ہے اور حدیث مبارکہ طویل عمر تک اس کی احتیاج رہتی ہے

شاید کہ صاحب حدیث آخر عمر میں کذب اور سوء حفظ کے ساتھ متہم کیا جائے اور یہ اس میں قیامت تک عار و عیب بن جائے۔
امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: اگر میں فقہ سیکھ لوں تو پھر لوگوں نے کہا: تم سے دریافت کیا جائے گا لوگ تم سے فتویٰ لیں گے اور آپ کو فیصلہ کے لیے طلب کریں گے۔ امام فرماتے ہیں میں نے کہ جملہ علوم میں سے اس علم سے زیادہ کوئی علم نافع نہیں چنانچہ میں نے فقہ کو لازم پکڑ لیا اور میں نے اس کو سیکھا۔ (تاریخ بغداد ج 13 ص 332۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 312)
حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: اس وہم و گمان کرنے سے ڈر کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بغیر علم فقہ کے اور کسی علم کی خبر نہیں تھی۔ حاشا اللہ امام صاحب رضی اللہ عنہ علوم شرعیہ میں مثلاً علم تفسیر و حدیث اور علوم ادبیہ اور مقالیس حکمیہ میں ایک سمندر تھے اور ایسے امام تھے جن کے متعلق شک نہیں کیا جا سکتا۔ اور آپ کے متعلق بعض اعداء کا اس کے خلاف قول اس کا منشا صرف حسد ہے۔ (الخیرات الحسان ص 64)

استاد سے پہلا اختلاف:

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دفعہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے استاد محترم حماد بن ابی سلیمان دونوں شریک سفر تھے پانی موجود نہیں تھا اتنے میں نماز عصر کا وقت قریب آ گیا۔ حضرت حماد بن ابی سلیمان نے تیمم کر کے نماز عصر ادا فرمائی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا نہیں کی۔ بلکہ پانی ملنے کی امید پر نماز عصر کو آخر وقت مستحب تک مؤخر رکھا جب آگے چل کر پانی مل گیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور نماز عصر ادا فرمائی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا فرمانا ہے کہ ایسے شخص کو جسے آخر وقت مستحب تک پانی ملنے کی امید ہو تو اس کو نماز مؤخر کر دینا چاہیے امام حماد بن ابی سلیمان نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس اجتہاد کی تعریف کی یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اپنے استاد محترم سے پہلا اختلاف تھا اور پہلا وہ اجتہاد تھا جو درست اور صائب ثابت ہوا۔ (البنایہ ج اول ص 325۔ ابوحنیفہ ص 57)

استاد کا احترام

با ایں ہمہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے استاد محترم کا بہت احترام فرماتے تھے خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔
حدثنا ابراهيم بن سماعه (آزاد کردہ غلام بنی حبہ) قال سمعت ابا حنيفة رحمہ اللہ **يقول ماصليت صلوٰة منذمات حماد الا استغفرت له مع والدى وانى لا استغفرلمن تعلمت منه او علمة علماً.**
تاریخ بغداد ج 13 ص 334
ابراہیم بن سماعہ نے کہا: میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب سے میرے استاد حماد وصال فرما گئے ہیں میں نے جو بھی نماز ادا کی اپنے والدین کے ساتھ اُن کے لیے بھی مغفرت کی دعا کی۔ اور میں ہر اس شخص کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں جس سے میں نے علم سیکھا ہے یا میں نے اس کو علم سکھایا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ جب تک حیات رہے اپنے استاد کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوئے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دیگر اساتذہ

فقہ میں اگرچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ امام حماد بن ابی سلیمان کے ہی شاگرد ہیں لیکن آپ نے دوسروں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بہت زیادہ ہیں۔ امام ابوحفص کبیر نے اُن میں سے آپ کے چار ہزار شیخ کا ذکر کیا ہے اور امام ابوحفص کبیر کے علاوہ دوسروں نے لکھا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صرف تابعین میں سے چار ہزار شیخ تھے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ اُن کے علاوہ امام کے اور کتنے شیخ ہوں گے۔ (الخیرات الحسان ص 56) چنانچہ جو اصحاب سیر اور مناقب نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں آپ کے شیوخ بکثرت ذکر کیے ہیں یہ مستور نہیں۔

ابوالموید خوارزمی نے لکھا ہے۔

صدر الائمه ابی الموید موفق بن احمد المکی عن ابی حفص عمر ابن الامام بکر بن محمد بن علی الزرنجری عن والده رحمة الله انه قال وقعت منازعة بین اصحاب الامام الاعظم ابی حنیفه واصحاب الامام المعظم الشافعی رحمه الله عنه ففضل کل طائفة صاحبها (الخ)

(جامع المسانید ج اول ص 30)

صدر الائمہ ابوالموید موفق بن مکی نے ابوحفص عمر بن امام بکر بن محمد بن علی زرنجری سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور امام معظم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور اُن میں سے ہر گروہ نے اپنے صاحب کو فضیلت دی۔ ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب ائمۃ الحدیث کے امام ہیں نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ کرام شمار کردہ کتنے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے مشائخ کو شمار کیا تو وہ اسی 80 تھے۔ انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشائخ کرام شمار کرو تو وہ چار ہزار تھے۔

معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشائخ چار ہزار تھے اور وہ ائمہ تابعین میں سے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتنی قدر ومنزلت ہے۔ اور جنہوں سے آپ نے اکتساب فیض کیا ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اس کے متعلق آئندہ صفحات میں ذکر آئے گا۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور مسندِ ارشاد

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كما مات شيخه حماد ابن ابى سليمان وكانت انتهت اليه وسياسة الكوفه والناس به اغنياء. الخ.

(الخيرات الحسان ص 67)

جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے استاد محترم حماد بن ابی سلیمان وصال فرما گئے۔ اور ریاست کوفہ ان کی طرف منتہی تھی اور لوگ اس کے باعث بے نیاز تھے۔ تو اُن کے وصال کے بعد لوگوں کو احتیاج لاحق ہوئی کہ ان کے لیے اس مسند پر کون بیٹھے چنانچہ یہ مسند ان کے بیٹے نے سنبھالا۔ آپ کے والد محترم کے اصحاب اُن کی طرف آنے جانے لگے لیکن انہوں نے اس کے پاس وہ چیز نہ پائی جو اُن کے لیے کافی ہو کیونکہ اس پر علم نحو غالب تھا۔ پھر اس کے بعد اس مسند پر موسیٰ بن کثیر جلوہ آور ہوئے لیکن اکابر کی ملاقات کی وجہ سے لوگوں نے اُن کو چھوڑ دیا چنانچہ وہ حج کرنے کے لیے گئے تو لوگوں کی رائے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر مجتمع ہوگئی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کی اطاعت کرتے ہوئے فرمایا مجھے یہ محبوب نہیں کہ علم فوت ہو جائے۔ تو لوگوں کا آپ کی طرف رجحان ہو گیا اور انہوں نے آپ کے پاس ہر باب سے علم عزیز پایا جو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے غیر کے پاس نہ پایا چنانچہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی محبت کو لازم کر لیا اور غیر کو چھوڑ دیا پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ علم حاصل کر کے نکلا حتیٰ کہ وہ دین وعلم میں ائمہ کہلائے۔ اور طبقہ ثانیہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور زفر وغیرہ ہیں۔ پھر متواتر امام صاحب رضی اللہ عنہ کا معاملہ باعتبار علو ومرتبہ بڑھتا رہا اور آپ کے اصحاب کی کثرت ہوتی رہی یہاں تک کہ مسجد میں آپ کا حلقہ درس ایک عظیم تر حلقہ بن گیا۔ اور لوگ اُن کی طرف رجوع کرنے لگے امراء نے آپ کا اکرام کیا۔ خلفاء نے اُن کا ذکر کیا اور سب نے آپ کی تعریف کی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایسے کام کیے کہ غیر کو انہوں نے عاجز کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے حساد بھی بکثرت ہو گئے کیونکہ یہ مخلوق خدا میں اللہ عزوجل کی سنت ہے "ولو تجد لسنة الله تبديلا"

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔

فصهبته عشر سنين ثم ناز عتنى نفسى الطلب للر يا سة فا حببت ان اعتزله واجلس فى حلقة

نعفی۔ (تاریخ بغداد ج 13ص333۔)

حاصل یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دس سال اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان کی صحبت میں رہا پھر میں نے اُن کو چھوڑ دینے اور اپنے حلقہ درس میں بیٹھنے کو پسند کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دن رات کے وقت باہر نکلا اور میرا یہ کام کرنے کا ارادہ تھا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے اپنے استاد حماد کو دیکھا تو میرا دل اس پر خوش نہ ہوا کہ میں اُن کو چھوڑ دوں چنانچہ میں آ کر اُن کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس رات حماد بن ابی سلیمان کو بصرہ میں اپنے کسی قریبی کے فوت ہونے کی خبر پہنچی اس نے ترکہ چھوڑا اور حماد بن سلیمان کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں تھا چنانچہ میرے استاد نے مجھے اپنی جگہ بیٹھنے کا حکم دیا وہ ابھی باہر نکلے ہی تھے کہ میرے پاس کچھ مسائل آئے جن کو میں حماد سے نہیں سنا تھا۔ میں اُن کا جواب دیتا اور اپنے جواب کو لکھ لیتا حماد بن ابی سلیمان دو ماہ غائب رہے۔ پھر وہ تشریف لائے تو میں نے وہ مسائل آپ کے ہاں پیش کر دیئے اور وہ مسائل تقریباً تیس 30 تھے 10 میں انہوں نے مجھے موافق پایا اور میری تعریف فرمائی اور بیس 20 میں انہوں نے مخالف پایا اور تغلیط فرمائی۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ پر قسم کھائی کہ اپنے استاد کے وصال تک میں اُن سے مفارقت نہیں کروں گا۔ اور میں نے اُن کے وصال تک اُن کو نہیں چھوڑا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' افتاء و تدریس کے انقباض کے بعد افتاء و تدریس پر جس چیز نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو واپس آنے پر آمادہ کیا وہ یہ تھی۔ جس کو خطیب بغدادی اور حافظ مزی نے روایت کیا۔

اخبر نا محمد بن عبد اللہ بن سالم قال سمعت ابی یقول سمعت ھشام بن مھران یقول رانی ابوحنیفہ فی النوم کانہ ینبش قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الخ)

محمد بن عبداللہ بن سالم نے کہا: میں نے اپنے باپ عبداللہ بن سالم سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ہشام بن مہران کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو کھود رہے ہیں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کسی کو ابن سیرین کے پاس بھیجا کہ وہ اس کے متعلق دریافت کریں۔ محمد بن سیرین نے کہا: صاحب خواب کون سا ہے تو سائل نے کوئی جواب نہ دیا۔ محمد بن سیرین نے دوبارہ پوچھا تو اس طرح کہا پھر تیسری بار دریافت کیا اور کہا اس خواب کا صاحب' علم میں وہ کھود کرید کرے گا جس کی طرف اس سے قبل کوئی سبقت نہیں لے گیا۔

دوسری روایت اس طرح ہے۔

حدثنی شعیب بن ایوب، حدثنا ابویحیٰی الحمانی قال سمعت ابا حنیفۃ یقولی رایت رویا افزعتنی حتی رایت کانی انبش قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتیت البصرۃ۔ الخ۔

(تاریخ بغداد ج 13 ص 335 تہذیب الکمال ج 10 ص 313)

شعیب بن ایوب نے کہا: ہم سے ابویحیٰی حمانی نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے

سنا ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا جس نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا اور خوف زدہ کر دیا وہ خواب یہ تھا گویا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی قبرانور کو کھود رہا ہوں چنانچہ میں بصرہ میں آیا اور ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ محمد بن سیرین سے دریافت کرے۔ اس شخص نے محمد بن سیرین سے اس خواب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ آدمی نبی اکرم ﷺ کے اخبار کھود کرید کرے گا۔

حافظ ابن حجر مکی نے حافظ ذہبی سے اس طرح نقل کیا ہے۔

انه رائی کانه ینبش قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم وجمع عظامه فوضع علیٰ صدرہ بعد ان استخرجها۔ (الخیرات الحسان ص 68)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا گویا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی قبرانور کھود رہے ہیں۔ اور آپ کی ہڈیاں مبارکہ جمع کیں اور اُن کے استخراج کے بعد اُن کو اپنے سینہ پر رکھ لیا اور اُن کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کرنا شروع کر دیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اس خواب نے نہایت ہی دہشت زدہ کر دیا یہاں تک لوگوں نے ان کی عیادت کی۔ چنانچہ ابن سیرین کی طرف کوئی آدمی بھیجا گیا تو ابن سیرین نے اس کے تعبیر یہ کہ صاحب خواب لوگوں کے لیے نبی اکرم ﷺ کی سنن اور اُن کی تاویل کو کھول دے گا جس کی طرف اُن سے پہلے کوئی نہیں گیا۔ اس بناء پر آپ نے مسائل میں وہ وسعت حاصل کی جن مسائل نے عقل کو مبہوت کر دیا۔

اس لیے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ سے نہایت اعلیٰ اور ارفع ہے کیونکہ آپ نے فقہ میں وہ مقام حاصل کیا جو دیگر ائمہ کو حاصل نہیں ہو سکا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ فقہ حنفی پر عمل کرنے والوں کی تعداد 80 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ اور اکثر اولیائے کرام رحمہم اللہ فقہ حنفی پر ہی عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ اس لیے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مقلدین بھی بہ نسبت دیگر ائمہ مذاہب کے زیادہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امام حماد علماء کی نظر میں اور اُن کا حلقہ درس

یہ امر مسلم ہے جب کسی ماہر فن یا صاحب علم کی تعریف کی جاتی ہے تو بالضرور ذہن اُن کے استاد کی طرف جاتا ہے۔ کہ اس نے کسی ماہر فن سے یہ فن حاصل کیا یا اس نے کسی صاحب عصر سے تحصیل علم کیا لہٰذا ضروری ہے صاحب علم و ماہر فن کے ساتھ اُن کے اساتذہ کا بھی ذکر کیا جائے۔ اسی بنا پر میں بندہ ناچیز حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے استاد کے متعلق علماء کرام کی کچھ آراء پیش کر رہا ہوں تا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اُستاد کے متعلق بھی ہمیں کچھ مفید معلومات حاصل ہوں۔

الحافظ ابی الحجاج جمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن مزی متوفی 742ھ حماد بن ابی سلیمان کے ترجمہ (تذکرہ) کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

حماد بن ابی سلیمان ابو اسماعیل کوفی فقیہ۔ آزاد کردہ غلام ابوموسیٰ۔ اور بعض کے نزدیک ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ محمد بن یحییٰ بن مندہ نے کہا: وہ اہل برخوار سے تھے اور یہ اصبہان کے نواح میں ایک قریہ ہے۔ حماد بن ابی سلیمان نے ابراہیم نخعی، انس بن مالک، حسن بصری، زید بن وہب، سعید بن جبیر، سعید بن مسیب، ابووائل شفیق بن سلمہ، عامر شعبی، عبداللہ بن بریدہ، عبد الرحمٰن بن سعد آزاد کردہ غلام آل عمر بن خطاب، عکرمہ آزاد کردہ غلام حضرت ابوعباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حماد بن ابی سلیمان سے اُن کے بیٹے اسماعیل بن حماد حکم بن عتیبہ، سفیان ثوری، سلیمان اعمش، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام۔ ابوحنیفہ، ہشام دستوائی اُن کے علاوہ اکثر ائمہ کرام رحمہم اللہ نے آپ سے روایت کیا ہے۔

(1) عبد الرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: ہم سے ابوسعید اشج نے بیان کیا انہوں نے کہا: نعیم سے ابن ادریس نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہمیں شیبانی سے عبد الملک بن ایاس نے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے دریافت کیا ہم آپ کے بعد کس سے دریافت کریں (یعنی مسائل کس سے پوچھیں) حضرت ابراہیم نخعی نے کہا: میرے بعد حماد بن ابی سلیمان سے مسائل دریافت کرو۔

(2) ابوکدینہ نے مغیرہ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہا: حماد بن ابی سلیمان تو فتویٰ دینے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نخعی نے کہا: اُن کو فتویٰ دینے سے کون روک سکتا ہے۔ حماد بن ابی سلیمان نے

تنہا مجھ سے اتنا دریافت کیا ہے کہ تم سب نے اس کا دسواں حصہ بھی مجھ سے دریافت نہیں کیا۔

(3) ابن ادریس نے شعبہ بن حجاج سے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حکم بن عتیبہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے حماد سے زیادہ کسی نے علم کے ساتھ احسان نہیں کیا۔

(4) علی بن مسہر نے ابواسحاق شیبانی سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حماد بن ابی سلیمان سے بہت اچھا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ابواسحاق شیبانی سے کہا گیا: عامر شعبی بھی۔ انہوں نے کہا: عامر شعبی بھی۔

(5) احمد بن حنبل نے عبدالرزاق سے بیان کیا عبدالرزاق نے کہا: معمر نے کہا: میں نے حماد بن ابی سلیمان کی مثل نہیں دیکھا۔

(6) حیوۃ بن شریح حمص نے کہا: ہم سے بقیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے شعبہ بن حجاج سے پوچھا حماد بن ابی سلیمان کیسے ہیں۔ شعبہ بن حجاج نے جواب دیا وہ "صدوق اللسان" ہیں۔

(7) یحییٰ بن معین نے کہا: میں یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ حماد بن ابی سلیمان مجھے مغیرہ بن مقسم حنفی سے زیادہ محبوب ہیں۔

(8) اسحاق بن مصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ اُن سے مغیرہ بن مقسم حنفی اور حماد کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اُن دونوں میں سے کون "اثبت" ہے یحییٰ بن معین نے کہا: حماد اور کہا حماد ثقہ ہیں۔

(9) نسائی نے کہا: حماد ثقہ ہیں مگر وہ مرجئی ہیں۔ ابواحمد بن عدی نے کہا: حماد کثیر الروایہ ہیں خاص کر کے امام ابراہیم نخعی سے وہ ابووائل شقیق بن مسلم وغیرہ سے صالح حدیث روایت کرتے ہیں۔

(10) زکریا بن عدی نے صلت بن بسطام تمیمی سے انہوں نے اپنے باپ بسطام تمیمی سے روایت کیا کہ حضرت حماد بن ابی سلیمان مجھے ملنے کے لیے میرے پاس تشریف لاتے اور سارا دن میرے پاس قیام کرتے اور کچھ نہ تناول فرماتے۔ اور جب آپ واپس جانے کا ارادہ کرتے فرماتے تکیہ کے نیچے دیکھو اور اپنے اہل وعیال کو حکم دو کہ وہ اس سے نفع حاصل کریں۔ بسطام تمیمی کہتے ہیں میں نے اُن کے تکیہ کے نیچے سے دراہم کثیرہ پائے۔

(11) صلت بن بسطام سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا: حماد بن ابی سلیمان ماہ رمضان میں ہر شام کو پچاس آدمیوں کا روزہ افطار کراتے تھے اور جب فطر کی رات ہوتی اُن سب کو ایک ایک لباس زیب تن فرماتے۔

(12) محمد بن حسین برجلانی نے اسحاق بن منصور سلولی سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے داؤد طائی کو کہتے ہوئے سنا حماد طعام کھلانے پر بہت سخی اور دنانیر ودراھم خرچ کرنے میں بہت جواد تھے۔

(13) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح میں کہا۔ امام حماد نے کہا: جب زانی ایک دفعہ حاکم کے ہاں اقرار کرے تو اسے رجم کیا جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں۔ اور مسلم نے غیر کے ساتھ مقرون اُن سے روایت کی ہے اس کے علاوہ ترمذی نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اُن سے روایت کیا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا: سن 120 ہجری میں اُن کا انتقال

ہوا اور ابوبکر بن ابی شیبہ کے غیر (مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں) نے کہا: اُن کا 119 ہجری میں انتقال ہوا۔
(تہذیب الکمال ج ۳ ص ۱۱۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں ارقام فرمایا۔

حماد بن ابی سلیمان وہ حماد بن مسلم ہیں انہوں نے حضرت انس اور ابراہیم نخعی سے سنا اور اُن سے ثوری اور شعبہ نے سنا ہے۔ ابونعیم نے کہا: اُن کا 120 ہجری میں انتقال ہوا۔ موسیٰ بن اسماعیل نے اُن کی کنیت ابواسماعیل رکھی۔

سلیمان بن حرب نے کہا: ہم سے حماد بن زید نے شعیب سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے ابراہیم نخعی کو کہتے ہوئے سنا کہ جتنا مجھ سے حماد بن اسماعیل نے پوچھا اتنا مجھ سے سب لوگوں نے نہیں دریافت کیا۔ عمرو بن عثمان نے کہا: میں نے عبید اللہ بن عمرو کو کہتے ہوئے سنا کہ حماد کا انتقال سن 119 ہجری میں ہوا۔ تاریخ الکبیر ج ۳ ص ۱۸۔

حافظ عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے۔

معمر نے کہا: میں نے امام زہری، حماد بن ابی سلیمان اور قتادہ بن دعامہ سے افقہ کسی کو نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن سعید قطان نے کہا: مغیرہ بن مقسم ضبی سے مجھے حماد زیادہ محبوب ہیں اور اس طرح ابن معین نے کہا۔ ابن معین نے یہ بھی کہا حماد ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: حماد ''صدوق'' ہیں اُن کی حدیث سے دلیل نہ اخذ کی جائے۔ اور وہ فقہ میں مستقیم ہیں۔ امام عجلی کوفی نے کہا: حماد ثقہ ہیں اور اصحاب ابراہیم نخعی میں سے سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۶)

الحاصل یہ کہ جب سعید بن یحییٰ قطان، یحییٰ بن معین، شعبہ بن حجاج جیسے کبار ائمہ نقد کسی کی تعدیل کریں تو جارح کی جرح اس کے حق میں مفید نہیں۔ اس لیے بخاری اور مسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے اُن کی روایت لی ہے۔ اور بالخصوص فقہ میں اُن کے مقام کو سب تسلیم کرتے ہیں۔

حماد بن ابی سلیمان مشہور تابعی ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اٹھارہ سال آپ کی حلقہ درس میں رہے ہیں اور اُن سے فقہ میں ایک ایسا مقام حاصل کیا جہاں تک رسائی ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ جن کے سامنے دیگر ائمہ بھی سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ اور بذات خود ایک امام ہونے کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقاہت کے متصرف و مؤید ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ مقام و مرتبہ حضرت حماد بن ابی سلیمان کے مرہون منت ہے۔ کہ جن کے حلقہ درس نے ایک ایسا بے مثل فقیہ پیدا کیا جو امام الائمہ اور سراج الامہ جیسے لقب سے نوازا گیا یہ سب عطائے الٰہی ہے اللہ عزوجل کا فرمان ہے "وتعز من تشاء وتذل من تشاء"

امام حماد اپنے زمانہ میں کوفہ کے روسائے عظام اور فقہائے بے مثل میں شمار ہوتے تھے ابراہیم نخعی متوفی 96ھ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

تاریخ اصبہانی میں ابوشیخ نے اُن کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ایک دن ابراہیم نخعی نے اُن کو ایک درہم کا گوشت لانے کے لیے بازار بھیجا۔ زنبیل اُن کے ہاتھ میں تھی۔ ادھر کہیں سے اُن کے والد ماجد گھوڑے پر تشریف لا رہے تھے بیٹے کی یہ فقیرانہ

حالت دیکھ کر اُن کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور زنبیل ہاتھ سے لے کر پھینک دی۔ جب ابراہیم نخعی کا انتقال ہو گیا تو طالبان حدیث اُن کے والد مسلم بن یزید کے دروازے پر آئے اور دستک دی۔ یہ چراغ لے کر باہر آئے۔ طلباء نے کہا: ہمیں آپ کی ضرورت نہیں بلکہ ہم تو آپ کے بیٹے حماد کے متلاشی ہیں۔ وہ شرمندہ ہو کر اندر چلے گئے اور بیٹے سے کہا: جاؤ بھائی تمہیں تو یہ مقام ابراہیم کی زنبیل کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

امام حماد کا حلقہ درس اُن دنوں میں عروج پر تھا جب حجاج کی سفاکیاں اور ولید کی بدعنوانیاں عام تھیں اور لوگ بے دریغ قتل کیے جا رہے تھے وجہ اس کی غالباً یہ تھی کہ یہ فارغ البال اور دولت مند تھے اس وجہ سے انہی دلجمعی سے کام کرنے اور اشاعت علم کا خوب موقع ملتا لہٰذا اُن کی درس گاہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور شعبہ جیسے ائمہ فن پیدا ہوئے۔

امام حماد اپنے زمانہ میں نہایت معتمد تصور کیے جاتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا مدار اپنے زمانہ میں یہی تھے اسی وجہ سے اُن کی طرف رجوع عام تھا غالباً اسی وجہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا حلقہ درس منتخب کیا تھا۔ امام حماد پر کچھ حضرات نے اعتراضات بھی کیے ہیں۔ جیسے امام نسائی نے ان کو ارجاء کی طرف منسوب کیا ہے اس طرح ابواسحاق اور اعمش نے اُن کو غیر ثقہ قرار دیا ہے لیکن اُن کے مقابلہ میں ایک خلق کثیر نے اُن کی احادیث کو قبول کیا ہے ائمہ فن کے بکثرت اقوال ان کی توثیق میں موجود ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن کے متعلق فرماتے ہیں: میں نے حماد سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ امام حماد میں علمی کمالات کے علاوہ اور دیگر اوصاف حمیدہ بھی تھے جیسا کہ حافظ مزی سے مذکور ہے۔

امام موفق مناقب میں ارقام فرماتے ہیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں امام حماد سے محبت کرتا ہوں اس وجہ سے کہ میں اُن کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ ایک مرتبہ جا رہے تھے کہ اُن کے گھوڑے کی زین ٹوٹ گئی انہوں نے ایک موچی سے مرمت کرائی اور اس کے عوض اشرفیوں کی ایک تھیلی پیش کی اور معذرت چاہی۔ الموفق ج اول ص 53

زمانہ قدیم میں درس کا طریقہ یہ نہیں تھا جو آج ہے بلکہ حلقہ درس میں تلامذہ استاد کی تقریر سنتے اور اس کو اپنے حافظہ میں محفوظ کر لیتے اور بعض لکھ بھی لیتے تھے امام حماد کے یہاں بھی یہی دستور تھا لیکن تلامذہ کے بیٹھنے میں ترتیب قائم کی جاتی تھی قدیم اور ذہین طلبا کو آگے جگہ دی جاتی تھی لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کو امام حماد کے حلقہ درس میں دوسرے دن ہی صف اول میں جگہ مل گئی تھی۔ امام کس طرح امام حماد کے حلقہ درس میں پہنچے اس کے دواعی پیش ازیں بیان ہو چکے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے استاد کے حلقہ درس میں شریک رہے اور اپنی استعداد اور خدا داد ذہانت کی وجہ سے استاد کو اپنا گرویدہ کر لیا اور اس درجہ اپنی خدا داد صلاحیت کا سکہ جمایا کہ ایک دن استاد نے کہہ ہی دیا۔

"افرغتنی یا ابا حنیفه"

اے ابوحنیفہ تم نے تو مجھے خالی کر دیا ہے۔ (ابوحنیفہ از مفتی عزیز الرحمٰن ص 54)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب کی بناء

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جان لو تم پر متعین ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے متعلق علماء کے اقوال کو نہ سمجھیں کہ وہ اصحاب الرای ہیں۔ علماء کی اس سے مراد اُن کی تنقیص ہے اور اُن کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رائے کو مقدم سمجھتے تھے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی اپنی رائے کو مقدم گردانتے تھے حاشا للہ یہ اُن پر بہتان ہے وہ اس سے بری تھے۔

اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری میں ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے طرق کثیرہ سے مروی ہے کہ وہ اولاً جو کچھ قرآن مقدس میں ہے اس سے اخذ کرتے اگر وہ قرآن میں نہ پاتے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرتے۔ اگر وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ پاتے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول پر عمل کرتے۔ اگر وہ آپ کے اصحاب میں اختلاف پاتے تو اُن کے اقوال میں سے اس قول کو لیتے جو قرآن وسنت کے اقرب ہوتا اور اُن سے تخریج نہ فرماتے۔ اور اگر کسی صحابی کا قول نہ پاتے تو تابعین کے کسی قول سے اخذ نہ کرتے۔ بلکہ اجتہاد کرتے جیسے تابعین نے اجتہاد کیا۔ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص 10 تاریخ بغداد ج 13 ص 368۔

فضیل بن عیاض نے کہا: اگر کسی مسئلہ میں حدیث صحیح ہوتی اس کی اتباع کرتے اس طرح اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین میں سے صحیح قول ہوتا تو اس کی بھی اتباع کرتے ورنہ قیاس فرماتے اور بہت اچھا قیاس کرتے۔

عقود الجمان ص 172۔ الانتقاء لابن عبد البر ص 142 تا 145۔

ابن مبارک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئے تو ہمارے سر اور آنکھوں پر۔ اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قول آئے تو ہم اُن کے اقوال میں سے کسی قول کو اختیار کرتے ہیں لیکن اُن کے اقوال سے تخریج نہیں کرتے۔ اور جب تابعین سے کوئی قول آئے تو ہم اس کی مزاحمت کرتے کیونکہ وہ بھی رجال ہیں ہم بھی رجال ہیں۔

ابن مبارک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کہتے ہیں وہ رائے سے فتویٰ دیتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے میں تو صرف اثر کے ساتھ فتویٰ دیتا ہوں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی کے لیے یہ کہنا درست اور صحیح نہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنی رائے کے ساتھ فتویٰ دیتے ہیں۔ اور نہ ہی جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اس کی موجودگی میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں۔ ہاں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جس میں اختلاف ہے تو ہم اُن کے اقوال میں سے وہ قول اختیار کرتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرب ہو اور ہم اجتہاد کرتے ہیں۔ اور جو اس سے متجاوز ہو تو بالرائی اجتہاد اس کا حق ہے جو اختلاف کو پہچانتا ہو۔ (عقود الجمان ص 75)

امام مزی سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ قیاس میں سب لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب کے وقت قیاسات کی بناء پر امام مزی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے کلام میں اکثر نظر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ امام مزی کے بھانجے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو مذہب شافعی سے مذہب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف اسی چیز نے منتقل کیا۔ جیسا کہ خود امام طحاری نے اس کی تصریح فرمائی۔

اگر مزید تحقیق مطلوب ہو تو شیخ محمد زاہد کوثری کی کتاب ''الحاوی فی سیرۃ الامام الطحاوی'' کا مطالعہ فرمائیں۔

حسن بن صالح سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ناسخ اور منسوخ کے متعلق شدید الفحص تھے (یعنی بہت کھود کرید اور تفتیش کرنے والے) اور اہل کوفہ کی حدیث کے عارف تھے۔ اور جس پر وہ لوگ تھے اُن کی شدید اتباع کرنے والے تھے۔ اور جو آپ کے شہر والوں کے پاس پہنچا اس کے حافظ تھے۔ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص 11۔

صاحب عقود الجمان فرماتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کسی شخص نے آخر مسئلہ میں قیاس کرتے ہوئے سنا: وہ چیخ و پکار کر کہنے لگا اس قیاس کرنے کو چھوڑ دو۔ کیونکہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ شیطان تھا۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے شخص! تو نے کلام کو اس کے غیر جگہ میں رکھا ہے (یعنی تو نے جو کلام کیا ہے وہ اس کا محل نہیں ہے) ابلیس نے تو اپنے قیاس کے ساتھ اللہ عزوجل کے امر کا رد کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اس کے متعلق خبر دی اور اس قیاس کے باعث وہ کافر ہوا۔ اور ہمارا قیاس اللہ تعالیٰ کے امر کی اتباع ہے کیونکہ ہم اپنے قیاس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا ائمہ صحابہ وتابعین کے اقوال کی طرف لوٹاتے ہیں چنانچہ ہم تو اتباع کے اردگرد گھومتے ہیں لہٰذا ہم کیسے ابلیس لعنت اللہ علیہ کے مساوی و برابر ہیں۔ اس شخص نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: میں غلط ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے آپ کا قلب مبارک منور فرمایا اس طرح تم نے میرے قلب کو منور فرمایا۔

(عقود الجمان ص 177)

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہی ہماری وہ رائے ہے جس پر ہم عمل پیرا ہیں ہم اس پر کسی کو نہ مجبور کرتے ہیں اور نہ ہی

یہ کہتے ہیں کہ اس کا قبول کرنا کسی پر واجب ہے چنانچہ جس کے پاس اس سے اچھی رائے ہو وہ اس کو لائے ہم اس کو قبول کریں گے۔

ابن حزم نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جمیع اصحاب اس بات پر مجتمع ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اُن کے نزدیک حدیث ضعیف قیاس سے اولیٰ ہے۔ (مناقب ابی حنیفہ للذہبی ص 21۔ الخیرات الحسان ص 69)

الحاصل یہ اعتراض امام صاحب رضی اللہ عنہ پر سب سے بڑا اعتراض ہے اس وجہ سے اکثر محدثین علیہم الرحمۃ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اہل الرائے کہتے ہیں۔ قیاس سے مراد اگر علل مستنبطہ کی روشنی میں انتہائے غیر منصوصہ پر حکم نافذ کرنا مراد ہے تو یہ قیاس مستحسن ہے ماجور ہے۔ کتاب وسنت میں اس کے شواہد موجود ہیں اور اگر قیاس سے مراد ترک نصوص ہے تو پھر یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

"لعن اللہ من یخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اس تصریح کے باوجود بھی اگر اعتراض بدستور باقی رہتا ہے تو معترضین اس کے ذمہ دار ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ قرآن وحدیث فہمی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے وہ حدیث مبارکہ کو محض حاطب اللیل کی طرح اختیار نہیں کرتے ہیں۔

امام مزی تہذیب الکمال میں ارقام فرماتے ہیں:

حدثنا یحیی بن معین قال سمعت عبید ابن ابی قرۃ یقول سمعت یحییٰ بن ضریس یقول شھدت سفیان واتاہ رجل فقال لہ (الخ) تہذیب الکمال ج 13 ص 321۔

یحییٰ بن معین نے کہا: میں نے عبید بن ابی قرہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے یحییٰ بن ضریس کو کہتے ہوئے سنا کہ میں سفیان کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہا تم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر کیوں عیب لگاتے ہو اور اُن پر طعن وتشنیع کرتے ہو۔ سفیان نے کہا: اُن کو کیا ہے۔ اس شخص نے کہا: میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ ہم کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں۔ اگر میں کتاب اللہ میں کچھ نہ پاؤں تو میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتا ہوں۔ اور اگر میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ پاؤں تو میں آپ کے اصحاب کے قول کو لیتا ہوں اور میں اُن کے غیر کے قول کی طرف اُن کے قول سے تخریج نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ یہاں پہنچ جائے یا ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء، سعید بن مسیب کی طرف آئے اور آپ نے اور کئی لوگوں کے نام شمار کیے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اجتہاد کیا چنانچہ میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے اجتہاد کیا۔ اس شخص نے کہا: یہ سن کر سفیان خاموش ہو گئے پھر انہوں نے اپنے رائے کے ساتھ کچھ کلمات کہے اور مجلس میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ مگر اس نے اس کو لکھ لیا۔ آخر میں لکھتے ہیں جو ہم نے سنا تسلیم کرلیا۔ اور ہم اپنے رائے کو اُن کی رائے کی وجہ

سے متہم کرتے ہیں۔

چنانچہ معلوم ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ضعیف حدیث کو بھی اپنے قیاس پر ترجیح دیتے تھے اور حدیث ضعیف پر عمل کرتے ہیں۔
اور لوگوں کا یہ کہنا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ رائے کو حدیث پر ترجیح دیتے تھے یہ بات اُن لوگوں کی لاعلمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔
جب انہوں نے دیکھا کہ جن احادیث پر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عمل کرتے امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن احادیث پر عمل نہیں کرتے تو انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگا دیا کہ وہ اپنی رائے کو حدیث سے مقدم سمجھتے ہیں حالانکہ اگر مسائل کی طرف دیکھا جائے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن احادیث پر عمل کیا ہے جو احادیث اُن احادیث سے اصح ہیں جن پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وہ فضائل اور اوصاف حمیدہ جن میں آپ دیگر ائمہ سے منفرد اور ممتاز ہیں

(1) امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو دیکھا ہے جیسے کہ اس سے قبل تفصیلاً اس کا ذکر ہو چکا۔ کئی طرق سے یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طوبی لمن رانی، ولمن رای من رانی الخ۔ الحدیث

اس کے لیے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا۔ اور اس کے لیے بھی جس نے اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لیے بھی جس نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان والنذور میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیرالناس قرنی، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم۔ الحدیث

بہترین اور مبارک والا میرا زمانہ ہے پھر وہ جو اس سے متصل ہے پھر وہ جو اس سے متصل ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرن کے بعد دو بار قرن کا ذکر فرمایا یا تین بار۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الرقاق میں اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا اور اس میں "ثم الذین یلونھم" دوبارہ بلاشک ذکر کیا۔

ھیثمی نے مجمع الزوائد ج10 ص19 میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا ذکر کیا جس میں "ثم الذین یلونھم" بغیر شک کے تین مرتبہ ہے۔

امام ھیثمی نے کہا: اس حدیث کو احمد، بزار اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اُن کے طرق میں عاصم بن بھدلہ راوی ہے جو "حسن الحدیث" ہے اور احمد کے بقیہ رجال صحیح کے رجال ہیں۔

اوراس حدیث کو مسلم نے بھی کتاب الفضائل میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا اس کے لفظ یہ ہیں۔

خیر الناس القرن الذی انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث. الحدیث

بہترین مبارک زمانہ میرا ہے۔ پھر دوسرا زمانہ پھر تیسرا زمانہ چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بالاجماع تابعین میں سے ہیں۔ جس زمانہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک و خیر سے تعبیر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان بھی تابعین کو شامل ہے۔

والذی اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنّٰت تجری تحتھا الانھر خالدین فیھا ابدًا ذلك الفوز العظیم۔ (سورۃ توبہ آیت 100)

اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے سپرد ہوئے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اُن کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرات! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین ہی کا مرتبہ ہے۔ آخر جن لوگوں کو خداوند عالم کی طرف سے یہ شرافت اور بزرگی حاصل ہوئی ہے اُن کے اعزاز واکرام کی انتہا کو کون پہنچ سکتا ہے۔ آخر اس نسبت میں کچھ تو خیر و برکت ہے۔ الخیرات الحسان ص 48، 71 امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی متوفی 665ھ نے جامع المسانید کے مقدمہ میں لکھا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل بیشمار ہیں جن کا اعداد و شمار نہیں کیا جا سکتا اور اُن کا استقصا ممکن نہیں لیکن آپ کے فضائل خاصہ جن کے باعث آپ منفرد ہیں اور آپ کے بعد اجماعاً اس میں کوئی اور شریک نہیں۔ اُن کا حصہ دس انواع میں ممکن ہے۔

(1) وہ اخبار و آثار مرویہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روح میں وارد ہوئی ہیں آپ کے بعد دوسرے کے لیے وارد نہیں ہوئیں۔

o ابوعلی بن احمد بن علی حنفی نے کہا: ہم سے فضل بن موسیٰ سنیائی نے محمد بن عمرو سے انہوں نے ابوسلم سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یکون فی امتی رجل یقال لہ ابوحنیفہ ھو سراج امتی یوم القیامۃ"

میری امت میں ایک مرد ہوگا جس کو ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہا جائے وہ مری امت کا سراج ہیں۔

o بشیر بن یحییٰ نے فضل بن موسیٰ سینائی سے انہوں نے عمرو بن علقمہ بن وقاس لیش سے انہوں نے ابوسلم سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا:

"ان فی امتی رجلا"

اور حدیث قصری میں ہے:

"یکون فی امتی رجل اسمہ النعمان وکنیۃ ابوحنیفۃ ھو سراج امتی ھو سراج امتی ھو سراج امتی"

میری امت میں شخص اور حدیث قصری میں ہے میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان اور اس کی کنیت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ میری امت کا سراج ہے۔ وہ میری امت کا سراج ہے، وہ میری امت کا سراج ہے۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو تخریج کیا حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی نے کہا: مجھ سے ابوالعلاء محمد بن عبداللہ واسطی نے کہا: مجھ سے یہ حدیث قاضی ابوعبداللہ صیمری نے لکھی۔ خطیب بغدادی نے کہا: میں نے کہا: یہ حدیث موضوع ہے اس حدیث کو روایت کرنے میں بورقی منفرد ہیں۔ تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔

اور خوارزمی نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے انہوں نے کہا: حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں ابوالعلاء واسطی اور ابوعبداللہ احمد بن محمد بن علی قصری سے تخریج کیا ہے جیسا کہ ہم نے تخریج کیا۔

o سلیمان بن قیس نے ابی المعلات (ابوالعلاء) مہاجر سے انہوں نے ابان بن ابی عیاش سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیاتی من بعدی رجل یقال له النعمان بن ثابت ویکنی ابا حنیفة لیحیین دین اللّٰہ وسنتی علی ید یه.

عنقریب میرے بعد ایک شخص آئے جسے نعمان بن ثابت کہا جاتا ہے اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کنیت ہوگی اللہ کے دین اور میری سنت کو اللہ عزوجل اس ہاتھوں پر زندہ کرے گا۔ امام خوارزمی فرماتے ہیں اُن دونوں حدیثوں کو حفاظ ثقات کی ایک جماعت نے تخریج کیا ہے اور اُن دونوں حدیثوں کے طرق کا ذکر محتاج طوالت ہے۔ جامع المسانید ج اول ص 15, 14۔

اس نوع میں امام ابوالموید خوارزمی نے کافی اخبار وآثار نقل فرمائے ہیں۔ میں نے بخوف طوالت اُن کو یہاں ذکر نہیں کیا اگر کسی کو اُن اخبار وآثار کا دیکھنا اور پڑھنا مقصود ہو تو وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کرے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تبشیر اس میں اعظم واجل، اوضح واکمل وہ حدیث ہے جس کو بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے اور حافظ ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیا'' میں ترجمہ شہر بن حوشب کے ماتحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور شیرازی (ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن شیرازی صاحب کتاب الالقاب متوفی 407ھ) اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اور فقط طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو تخریج کیا ابویعلی اور بزار نے بھی اس حدیث کو قیس بن سعد سے تخریج کیا ہے۔

ھیثمی نے مجمع الزوائد ج 10 ص 65 میں لکھا ہے اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

o لو کان العلم عند الثریا لتناوله رجال من ابناء فارس.

(بخاری شریف کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ جمعہ، مسلم شریف کتاب فضائل الصحابہ) اگر دین ثریا ستارے کے قریب بھی ہوگا تو اس کو وہاں سے فارسیوں کا ایک آدمی حاصل کرے گا شیرازی اور ابونعیم کے لفظ یہ ہیں۔

o لو کان العلم معلق عند الثریا.

اگر علم ثریا ستارے کے پاس معلق ہوگا۔اور طبرانی کے قیس بن سعد بن عبارہ سے لفظ یہ ہیں۔

o "لا تنالہ العرب لنالہ رجال من انباء فارس"

اس کو عرب حاصل نہیں کریں گے فارسی لوگ حاصل کریں گے۔مسلم کے لفظ یہ ہیں۔

o "لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال من انباء فارس"

اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب ہوگا تو فارسیوں میں لوگ اس کو حاصل کریں گے۔

الحافظ المحقق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بشارت اور آپ کی فضیلت تامہ کے متعلق یہ اصل صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔اس حدیث کی نظیر وہ حدیث ہے جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

o یوشك ان یضرب الناس اکبادالابل یطلبون العلم فلایجدون اعلم من عالم المدینۃ

(ترمذی شریف ابواب العلم)

اور وہ حدیث جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

o "لاتسبو اقریشاً فان عالمھا یملاالا رض علماً" ابوداؤد شریف ص 40

یہ حدیث حسن ہے اور اس کے طرق بکثرت ہیں۔

اور بعض نے اس کے وضع کا بھی گمان کیا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد حسنہ میں کہا صغانی نے کہا: یہ حدیث موضوع ہے۔اور علماء کرام نے اس حدیث مبارکہ کے وضع گمان کرنے والے کے متعلق بہت طعن و تشنیع کی ہے۔

علامہ جلال الدین کے کسی شاگرد (مراد حافظ محمد یوسف دمشقی ہیں جیسا کہ مواہب کے حاشیہ میں مذکور ہے) نے کہا: ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا ہے اس حدیث سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔جس میں شک نہیں کیونکہ حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فارسیوں میں سے کوئی بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے علم تک کوئی نہیں پہنچا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہے اس لیے کہ جو آپ نے عنقریب واقع ہونے کی خبر دی ایسا ہی ہوا۔

اور فارس سے مراد مشہور شہر نہیں بلکہ جنس عجم مراد ہے اور وہ فرس ہے۔اور اکثرین کے نزدیک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جد امجد فارسیوں میں سے ہیں۔

فردوس الاخبار دیلمی میں ہے

o "خير العجم فارس" فردوس الاخبار ج دوم ص286۔
عجم میں سے افضل فارس ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ خبر جس کی صحت متفق علیہ ہے اس خبر سے جو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں موضوع مروی ہے مستغنی کر دیتی ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمبند مذکور نے کہا: اس سے اُن احادیث کے مرد کی طرف اشارہ ہے جن کو بعض اصحاب مناقب نے ذکر کیا ہے۔

اور اصحاب مناقب سے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کی مراد امام الموید محمد بن محمود خوارزمی ہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت شان کے متعلق وہ حدیث جس کو صاحب مجمع الزوائد ج 7 ص 257 اور عدی نے الکامل ج دوم ص480 ۔ میں روایت کیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

o "ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة"
150ھ میں دنیا کی زینت اٹھائی جائے گی۔

اس جگہ شمس الائمہ کردری نے فرمایا: یہ حدیث مبارکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر محمول ہے کیونکہ آپ کی وفات 150ھ میں ہوئی ہے۔

امام خوارزمی نے ارقام فرمایا۔

استاد ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی نے اپنی اسناد کے ساتھ ابوالبختری تک روایت کیا انہوں نے کہا۔

دخل ابوحنيفه علىٰ جعفر ابن محمد الصادق رضى الله عنهما فلما نظر اليه جعفر قال كانى انظر اليك وانت تحيىٰ سنه جدى صلى الله عليه وسلم بعد ما اند رست۔

جامع المسانید ج اول ص19۔ مناقب کردری ج اول ص 31

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب حضرت جعفر بن صادق رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف دیکھا فرمایا گویا کہ میں تمہاری طرف دیکھ رہا ہوں تم میرے جد اقدس کی سنت کو مٹ جانے کے بعد زندہ کرو گے۔

امام جعفر بن محمد صادق نے اگرچہ یہ اپنی فراست سے فرمایا تھا لیکن یہ بات حرفاً حرفاً صحیح ثابت ہوئی۔

وجوہ اعتماد وترجیح

امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق جن احادیث صحیحہ وآثار صریح سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شمس الائمہ کردری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ احادیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بشارت اور آپ کی فضیلت تامہ کے متعلق اصل صحیح ہیں جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور ان کے شاگرد حافظ محمد یوسف دمشقی نے کہا: ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ اس سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ ظاہر ہے اس میں شک نہیں اور دوسری حدیث کے متعلق شمس الائمہ کردری نے کہا: یہ حدیث مبارکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر محمول ہے کیونکہ آپ نے 150ھ میں وصال فرمایا اس اعتماد وترجیح کی چند وجوہ ہیں۔

(1) صاحب درمختار علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

الحاصل ان ابا حنیفة النعمان من اعظم معجزات المصطفی بعد القرآن۔

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قرآن حکیم کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات میں سے ہیں۔ علامہ ابن العابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ماتحت ارقام فرمایا۔

لانه صلى الله عليه وسلم قد اخبربه قبل وجوده بالاحاديث الصحيحة التى قدمناها فانها محمولة عليه بلاشك. رد المحتار ج اول ص 41.

کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وجود سے قبل احادیث صحیح کے ساتھ خبر دی جو احادیث اس سے پہلے ہم نے ذکر کر دیں اور یہ احادیث مبارکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ پر محمول ہیں۔

اُن احادیث مبارکہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں۔ حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیہ'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ طبرانی نے اپنی کتاب معجم کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ اور شیرازی نے اپنی کتاب ''القاب'' میں بھی قیس بن سعد سے تخریج کیا۔

چنانچہ محدثین کرام رحمہم اللہ سے اُن احادیث کی تخریج کرنے والے پانچ اشخاص ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کرنے والے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا وہ تین حضرات ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت شیخین اُن الفاظ سے مروی ہے۔

"لو كان الايمان عند الثريا لذهب به رجال من انباء فارس"

اگر ایمان (روئے زمین میں نہ رہے اور نہ چھ آسمانوں میں بلکہ ساتویں آسمان میں چلا جائے تا آنکہ) ثریا ستارے کے قریب پہنچ جائے فارسیوں میں چند اشخاص اُن کو حاصل کرلیں گے۔

اور دوسری روایت اُن الفاظ سے مروی ہے۔

"والذی نفسی بیده لو كان الدين معلقًا بالثريا لتناوله رجل من فارس"

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا کے قریب معلق ہوگا تو فارسیوں میں سے ایک آدمی اس کو حاصل کرے گا۔

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

"لو كان الايمان عند الثريا لذهب به رجل من انباء فارس حتى يتناوله"

چنانچہ شیخین کی بعض روایت میں "لو کان الایمان" واقع ہوا ہے اور بعض روایات میں "لو کان الدین" آیا ہے۔

امام طبرانی کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت اس طرح ہے:

"لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله الناس من انباء فارس"

مگر امام طبرانی کی قیس بن سعد سے روایت میں یہ اضافہ ہے۔

"لا تناله العرب لنا له رجال من انباء فارس"

یعنی اس دین کو عرب نہیں پہنچ پائیں گے۔ اس کو فارسیوں میں سے کچھ لوگ حاصل کریں گے۔ حافظ ابونعیم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں اس طرح ہے۔

"لو كان العلم با الثريا لناله من انباء فارس"

اور شیرازی کی قیس بن سعد سے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

"لو كان العلم با الثريا لتناله قوم من انباء فارس"

چنانچہ اُن دونوں روایت میں ایمان اور دین کے بدل لفظ علم واقع ہوا ہے۔ ہر چند کہ ظاہر میں لفظ ایمان اور دین اور علم کے درمیان اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اختلاف باعتبار لحاظ اور عنوان کے ہے۔ اور معنون وملحوظ کے اعتبار سے وہ ایک ہی چیز ہیں۔

اُن احادیث مبارکہ کی دلالت اس پر ہے کہ اگر دین وایمان اور علم ثریا ستارے کے قریب پہنچ جائے گا تو اولاد فارس سے ایک شخص اپنی کمال تحقیق کی وجہ سے وہاں پہنچ کر اس کو حاصل کرے گا۔ اور یہ دین وایمان اور علم عالم میں منتشر ہوگا۔ اور یہ مضمون بطریق غایت مبالغہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرز پیشن گوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مصیب ومحق ہونے میں ارشاد فرمایا گیا

ہے یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کمال مدح ہے چنانچہ اس کا مرجع یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ مسائل اختلافیہ میں اپنے دیگر ہم مشربان کی نسبت اصابت کا نہایت اعلیٰ اور ارفع مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس طرح کہ اگر وہ دین وایمان اور علم کی طرف متوجہ ہوں تو لامحالہ وہاں پہنچ کر اُن کو حاصل کریں گے۔

باقی رہا یہ امر کہ اُن احادیث مبارکہ میں یہ ممدوح کون شخص ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اجماع اس پر منعقد ہوا ہے کہ جو ائمہ اربعہ کا مخالف ہوگا وہ دین کا مخالف ہوگا۔ پس قیامت تک دین کا مدار مذاہب ائمہ اربعہ پر مبنی ہے درانحالیکہ ائمہ اربعہ میں سے سوائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کوئی ابن اولاد فارس سے نہیں ہے۔ چنانچہ ان احادیث مبارک کی باجماع دلالت یہی ہے کہ وہ ممدوح حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اور دلیل قوی یہی ہے کہ یہ جملہ مرویات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت وبشارت پر محمول ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"من اراد اُن یتجر فی الفقه فلینظر الی کتب ابی حنیفة"

جو فقہ میں تبحر ہونا چاہے اسے چاہیے کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھے۔ اس پر صاحب بحرالرائق نے اشباہ میں بروایت ابن وھان حرملہ سے نقل کیا ہے۔ علامہ حموی اشباہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "الصحیفه فی فقیه الوقت ابی حنیفه" میں ذکر کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مزنی نے شافعی سے اس کو روایت کیا ہے جس کو حرملہ نے روایت کیا۔

اسی کتاب میں احمد بن معنسی سے روایت ہے انہوں نے کہا۔

حدثنا مقاتل قال سمعت بن المبارك يقول ان الاثرقد عرف وان احتياج الى الراى فراى مالك وسفيان وابوحنيفه، الخ شرح الاشباه والنظائر ص 11

مقاتل نے کہا: میں نے ابن مبارک کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اثر تو معروف ہے اور اگر رائے کی طرف احتیاج ہو تو رائے امام مالک وسفیان اور ابوحنیفہ کی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ باعتبار رائے اُن سے باریک بینی کے زیادہ ذہین اور باعتبار رائے کے زیادہ احسن ہیں۔ اور فقہ پر زیادہ اغوص (معانی کی حقیقت تک پہنچنا) ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ دیگر ائمہ ثلاثہ سے زیادہ فقیہ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نقل ہیں۔ اور وجہ تشبہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سے پہلے شخص ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فقہ کو مدون فرمایا۔

وجہ دوم

مذکورہ احادیث مبارکہ کے مصدق حرف حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں ہیں نہ کہ کوئی اور کیونکہ شافعیہ کے اکابرین علماء ومحدثین رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے قطع نظر محققین حنفیہ کے اکابرین علماء ومحدثین شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ بشارت حضرت امام

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مختص ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تبییض الصحیفہ میں ارقام فرمایا ہے۔

بشر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم با الامام ابی حنیفة فی حدیث اخرجه ابونعیم فی الحلیه والشیرازی فی الالقاب واخرج البخاری ومسلم فی صحیحها بلفظ لو کان الدین۔ الخ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں جس کو حافظ ابونعیم نے حلیہ اور شیرازی نے القاب میں تخریج کیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بشارت دی ہے۔ اور بخاری ومسلم نے اپنی صحیح میں اس لفظ کے ساتھ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تخریج کی ہے کہ اگر دین ثریا میں بھی ہوگا تو اُولاد فارس سے ایک شخص اس کو حاصل کرے گا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ احادیث نقل کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

"فهذا اصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة والفضیله لابی حنیفه"

چنانچہ یہ اصل صحیح ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت وبشارت میں اُس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ حافظ محمد بن یوسف شافعی اپنی کتاب "سبل الهدیٰ والرشاد فی احاول خیر العباد" جو سیرت شامی کے نام سے مشہور ہے باب پچپن 55 میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بیان فرمائی ہے اور احادیث مذکورہ الصدر ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ احادیث مبارکہ بشارت وفضیلت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں اصل صحیح اور معتمد ہیں کہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بشارت میں دیگر احادیث موضوع سے بالکل مستغنی اور بے نیاز کر دیتی ہیں۔ یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بشارت وفضیلت کے لیے اُن احادیث کے ثبوت کے بعد ہمیں کسی دیگر مرویات صفیفہ وموضوع کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ ہمارے شیخ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بالیقین حدیث متذکرہ بالا میں صرف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی مراد بنا ہے جو ظاہر تر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اولاد فارس میں سے کوئی بھی حصرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے مبلغ علم کو نہیں پہنچا۔ کمافی ردالمحتار۔

علامہ ملاعلی قاری الباری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اگر دین ثریا کے نزدیک ہوتو بالضرور اس کو ایک شخص یا چند اشخاص اُولاد فارس سے حاصل کریں گے۔ جملہ اہل عرب عجم کو یہ معلوم ہے کہ اُولاد فارس سے بجز حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قدر مرتبہ اجتہاد میں کوئی شخص نہیں پہنچا کہ جو امام الائمہ کہلایا ہو بایں وجہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اصل صحیح ہے اس بات پر کہ بشارت وفضیلت تامہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں اس پر اعتماد کیا جائے۔

وجہ سوئم

یہ کہ بعض روایات میں لفظ "رجال" اور لفظ "قوم" بکلمہ جمع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اور بعض روایات میں لفظ "رجل" لصیغہ مفرد مروی ہے۔ چنانچہ لفظ جمع باعتبار اتباع اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کاملین کے وارد کیا گیا ہے۔ اور لفظ مفرد باعتبار اصل کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ متبوع ہیں وارد کیا گیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بایں طریق خبر دینا اس بات کا مشعر ہے

کہ اتباع اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب بعینہٖ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں جو مسائل دین بحسب قواعد واصول اور تعریفات جزئیات میں مصیب ہونے میں دوسروں سے افضل وفائق ہیں۔ چنانچہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اُن احادیث کے بجز امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے کوئی دوسرا مصداق نہیں ہے کیونکہ باتفاق جملہ اہل تسنن اس طرح کا ملین اتباع اور متبوع میں سے بجز امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نقل ابو یوسف امام محمد وزفر وغیرہم رضی اللہ عنہم کے بالخصوص اولاد فارس سے نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا اکابر مجتہدین ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادات کی بناء پر یہ امر ثابت ومحقق ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہی مراد ہیں۔

اس لیے علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ومن ثمه قال بعض الائمه لم يظهر لا حد من ائمة الا سلام الشهورين مثل ما ظهرلابى حنيفه من الاصحاب والتلاميذ. الخ. (الخيرات الحسان ص 60)

بعض ائمہ نے کہا: مشہورین ائمہ اسلام میں جتنے اصحاب وشاگرد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہوئے کسی اور کے نہیں ہوئے ہیں۔ اور جتنا نفع علماء کرام اور سب لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب سے احادیث مشتبہہ اور مسائل مستنبطہ، حوادث واقعہ، قضایا اور احکامِ شرعیہ میں حاصل کیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے کسی اور سے اتنا نفع حاصل نہیں کیا ''جز اهم الله خيراً''

میر سید شریف جو اصول وفروع اور معقول ومنقول میں محقق ومدقق ہے نے شرح خلاصہ کیدانی میں ذکر کیا۔

والسلام على ابوحنيفه رضى الله عنه الذى جاهد فى دين الله. الخ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سلام ہو جنہوں نے اللہ عزوجل کے دین میں خالص اجتہاد فرمایا۔ اور آپ کے اصحاب پر بھی سلام ہو جو بفضل اصابت وزیادت دوسروں پر فائق ہیں۔ چنانچہ باتفاق ائمہ شافعیہ وغیرہ کی شہادات کے ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ کا بوجہ اکمل محل اور اتم مصداق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب میں ہیں نہ کہ غیر اس لیے کہ اُبنائے فارس میں سے کوئی بھی اُن کے مبلغ علم کو نہیں پہنچا۔

وجہ چہارم

یہ کہ باتفاق جمہور اہل اسلام اور بحکم عقل سلیم دین متین کا قیام اکابرین، محدثین اور کبائر مجتہدین کے ساتھ ہے۔ کیونکہ علماء اُمت کے حق میں اس طرح آیا ہے۔

"علماء امتى كا نبياء بنى اسرائيل" نیز "العلماء ورثة الانبياء"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔ نیز فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ نو لامحالہ احادیث مذکورہ کا مصداق ان علماء میں سے ہی ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ اُن احادیث مبارکہ کا مصداق اکابرین

میں سے نہ تو ائمہ ثلاثہ ہیں اور نہ ہی اصحاب صحاح ستہ حالانکہ اہل تسنن کے نزدیک اکابرین میں سے یہی شمار کیے گئے ہیں۔ کیونکہ حدیث مبارکہ کے نفسی الفاظ میں نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ احادیث مذکورہ کسی کا مصداق نہیں ہو سکتیں کہ اُن پر حسب ذیل امور صادق آئیں۔

اول یہ کہ وہ ابنائے فارس سے ہوں تو ظاہر ہے کہ جملہ ائمہ مجتہدین اربعہ اور گروہ ائمہ حدیث میں سے بجز امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے کوئی بھی ابنائے فارس سے نہیں صرف وہی اولاد فارس سے ہیں۔ امام مالک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق عربی ہیں۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مرو ہے جو ملک خراسان میں واقع ہے۔ اور طبقہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے ہیں۔ اور ترمذی ترمذ سے اور یہ دونوں توران میں واقع ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور سے ہیں جو خراسان میں واقع ہے اور ابوداؤد ملک سیستان کے باشندہ ہیں جو کہ قندھار کے متصل سندھ اور ہرات کے درمیان واقع ہے۔ نسائی شہر نساء کے باشندوں میں سے ہیں جو خراسان میں واقع ہے اور ابن ماجہ شہر قزدین کے باشندہ ہیں جو عراق عجم میں واقع ہے اس صورت میں از خود ابنائے فارس جیسا کہ مفہوم حدیث ہے بوجہ اُتم واکمل بہر طور مصداق واقع ہوئے ہیں۔ لہٰذا ''بوجہ من وجوہ'' نص صریح کے مضمون کے خلاف کسی دوسرے کو مراد لینا ممکن نہیں۔ دوم یہ کہ لازم ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ باعتبار متبوع ہونے کے تنہا ہوں تاکہ لفظ ''رجل'' کا مصداق ہوں اور باعتبار اتباع کے ''رجال'' ہوتا کہ لفظ ''رجال'' کی تصدیق ہو تاکہ احادیث میں آئے ہوئے دونوں لفظ اس پر راست ہوں۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ ائمہ ثلاثہ نے اجتہاد مسائل کے باب میں میں کسی دوسرے کو اپنے ساتھ شامل نہیں کیا۔ تاکہ لفظ ''رجل'' کا مصداق ہوں۔ اصحاب میں ستہ یا دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اجتماع احادیث کے باب میں کسی دوسرے کو اپنا شریک حال نہیں بنایا بلکہ انہوں نے اکیلے اکیلے ہی اس امر دین کا بوجھ اٹھایا۔ چنانچہ وصف آل فارس کے انتفا سے متحقق ہو گیا کہ اُن میں سے کوئی بھی لفظ ''رجال'' کا مصداق نہیں۔ تو لازم ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر کا مصداق جملہ مجتہدین کاملین میں سے ہوں تاکہ جملہ حوادث وواقعات کے حلت وحرمت، جواز وعدم جواز وغیرہ کے احکام بیان کریں۔ چنانچہ یہ امر جملہ اصحاب ستہ سے منتفی ہے اور اُن سب میں سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور اُن کے اجتہاد کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی صحیح میں بعض احادیث اس طرح لائے ہیں کہ اُن احادیث کا ترجمۃ الباب سے کوئی معلق نہیں اگر اس کی اضافت مطلوب ہو تو امام نووی کا مقدمہ شرح مسلم فصل چھ 6 کا مطالعہ فرمائیں۔

چنانچہ جملہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے اگر چہ صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی مجتہد ہیں۔ مگر اس طور کہ انہوں نے صرف دس یا بارہ مسائل میں اجتہاد کیا ہو گا اور اُن ہی سے ایک یا دو میں مصیب ہوئے ہوں گے اور باقی مسائل میں غیر مصیب جیسا کہ نہایہ، کنایہ اور فتح القدیر شروح ہدایہ میں مذکور ہے کہ ابوحفص کبیر کے زمانہ میں جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے فتویٰ دینا شروع کر دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحفص کبیر نے فتویٰ دینے سے منع کیا کہ تم فتویٰ دینے کے لائق نہیں ہو مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا قول تسلیم نہ کیا ایک دن ایسا ہوا کہ کچھ لوگوں نے دو چھوٹے بچوں کے متعلق دریافت کیا

کہ وہ دونوں بکری یا گائے کا دودھ پی لیں تو اُن کا حکم کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اُن دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ جب لوگوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل اجتہاد یہ سنے تو اُن پر ہجوم کر آئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے نکال دیا۔

اب بطور نمونہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض احادیث کا ترجمۃ الباب سے کوئی علاقہ نہیں ساعت فرمائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علیٰ القبور" کے ماتحت یہ حدیث لائے ہیں۔ ولما مات الحسن بن علی ضربت امرائہ القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت ۔الخ۔ صاحب تیسرا القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے اس حدیث سے قبر پر مسجد بنانے کی کراہت معلوم نہیں ہوئی۔

دوم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے "باب طول القیام فی صلوٰۃ اللیل" کے ماتحت یہ حدیث لائے ہیں۔ عن حذیفہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ن اذا قام للتھجد من الیل یشوص خاہ باالسواك ۔ اس جگہ بھی اس حدیث کو مضمون باب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوم دوسری جگہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "باب فضل صلوٰۃ الفجر فی الجماعہ" کے ماتحت یہ حدیث لائے ہیں۔

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم اعظم الناس أجراً افی الصلوٰۃ ابعد ھم فابعد ھم ممشًی والذی ینتظر الصلوۃ حتّٰی یصلیھا مع الامام اعظم اجر امن الذی یصلی ثم ینام۔

جاننا چاہیئے کہ اس حدیث مبارکہ میں نماز فجر کی باجماعت تخصیص کا ذکر نہیں بلکہ از روئے ظاہر اس حدیث کے یہ حدیث مبارکہ نماز عشاء کے متعلق ہے پس اس حدیث سے تنہا نماز فجر کا باجماعت کی فضیلت کا استدلال غلط ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے محدثین کا کام نقل احادیث ہے اور مجتہدین کا کام اجتہاد کرنا اور یہ مقولہ بھی نہایت مناسب ہے کہ "لکل فن رجال" ۔

لہٰذا احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ اُن کا مصداق صرف اور صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہیں کیونکہ جو وصف اُن احادیث مبارکہ میں منقول ہے وہ ائمہ ثلاثہ اور ائمہ محدثین رحمہم اللہ میں نہیں پایا جاتا۔ وہ وصف یہ ہے کہ وہ ابنائے فارس سے ہوں گے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مذاہب ائمہ اربعہ میں سے مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مرجع ہے جس کی دلیل خود شافعیہ کے ائمہ اکابرین نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور جس درجہ اجتہاد پر امام صاحب رضی اللہ عنہ بتوفیق ایزدی پہنچے ہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کوئی اس درجہ اجتہاد کو حاصل نہ کر سکا۔ اسی بناء پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وشمس الائمہ کردری وغیرہ نے اُن احادیث سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو لیا ہے لہٰذا اُن وجوہ متذکرہ کی بنا پر امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن احادیث مبارکہ کے مصداق ہیں اور مذہب امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جملہ مذاہب پر ترجیح ہے، واللہ اعلم باالصواب

قسم دوم آپ کے وہ مناقب وفضائل جس میں وہ منفرد ہیں اور آپ کے بعد ارباب مذاہب میں سے کوئی شریک۔ الخ

(2) آپ کے وہ مناقب وفضائل جن میں آپ کے بعد ارباب مذاہب میں سے کوئی شریک نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔ صحابی اور تابعی کی تعریف گذشتہ اوراق میں بالتفصیل مذکور ہے یہاں صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کا رؤیت صحابہ کے متعلق کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کہ اُن کا نام نامی نعمان، کنیت گرامی ابوحنیفہ اور لقب سامی امام اعظم ہے بقول بعض آپ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد میں 70ھ میں پیدا ہوئے اور مشہور قول کے مطابق آپ عہد عبد الملک بن مروان میں 80ھ میں پیدا ہوئے اور یہی قول صحیح اور معتمد ہے اس وقت بلادِ متفرقہ میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ بلکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عہد شباب میں اس عالم فانی میں رونق افروز تھے۔

جیسا کہ عامر ابوالطفیل بن واثلہ بقول صحیح اُن کی وفات 110ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی چنانچہ معتبر قول کے مطابق اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر تیس سال تھی اور بالیقین امام صاحب رضی اللہ عنہ نے پچپن حج میں سے پندرہ حج عامر ابوالطفیل بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کیے اور یہ امر واضح اور ظاہر ہے کہ صلحاء کی زیارت کے لیے جانا متوارثا مسلمانوں سے ثابت ہے چنانچہ روایت رؤیت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ صحیح اور درست ہے بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ تولد کے وقت کوفہ میں بھی ایک دو صحابی موجود تھے۔ ایک حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ صحیح اور معتبر قول کی بناء پر آپ کا انتقال 87ھ میں ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد آپ مدینہ منورہ سے کوفہ کی طرف چلے گئے تھے اور کوفہ ہی آپ کا انتقال ہوا۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری جامع الاصول میں ترجمہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔

لم یزل بالمدینة حتی قبض النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم تحول الیٰ لکوفة وهو آخر من مات من الصحابه بالکوفه سنه سبع وثمانین وقیل سنة ست.

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم کے وصال شریف تک وہ مدینہ منورہ میں رہے پھر وہ کوفہ کی طرف ارتحال کر گئے اور حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں آخری صحابی تھے جن کا 87ھ اور بقول 86ھ میں انتقال ہوا۔

چنانچہ غیر مشہور قول کے مطابق اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر 6 برس تھی۔ اور مشہور قول کے مطابق سات سال تھی۔

اُن میں دوسرے صحابی حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ ہیں وہ بھی کوفہ میں تشریف لائے اور کوفہ میں میں انہوں نے اپنا مکان بنا لیا اور آخر میں کوفہ کے والی مقرر ہوئے اور وہاں ہی 85ھ میں اُن کا انتقال ہوا اُسی طرح جامع الاصول میں ہے۔

لہٰذا اکابرین علماء کرام کا امام صاحب کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے میں کلام ہے اگرچہ محققین کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت بھی ثابت ہے مگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رؤیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب متفق ہیں اگرچہ اُن کی تعداد میں اختلاف ہے۔

اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنے میں کسی کو شک اور شبہ نہیں اور حضرت انس بن

مالک رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ امام مزی نے تہذیب الکمال، یافعی نے مراۃ الجنان، ذہبی نے کاشف اور تذھیب میں لکھا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں۔

النعمان بن ثابت ابوحنیفة الکوفی مولی بنی تیم اللّٰه وقیل انه من ابناء فارس رائی انس بن مالك۔

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور حافظ عسقلانی کی اس روایت سے وہ اعتراض ختم ہوگیا جو تقریب سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ طبقہ سادسہ سے تھے۔ علامہ ذہبی جو کہ فن رجال کے امام ہیں تذکرۃ الحفاظ میں اس روایت کو اس طرح تفصیل سے سے لکھتے ہیں۔

مولده سنة ثمانین رائی انس بن مالك غیر مرة لما قدم علیهم الکوفة رواه ابن سعد عن سیف بن جابر انه سمع ابا حنیفه بقوله۔

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت سن اسی 80 ہجری میں ہوئی۔ اور جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن کو کئی بار دیکھا۔

جیسا کہ ابن سعد سیف بن جابر سے روایت کی کہ میں خود حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے۔ (اور ابن سعد) امام ذہبی نے تذکرہ الحفاظ میں جس سے روایت کی ہے مصری ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہیں اُن کا نام محمد بن سعد ہے 203ھ انہوں نے انتقال فرمایا۔ علمائے ثقات مانند دارقطنی۔ ابن سعد، خطیب، ذہبی، ابن حجر، ولی عراقی، سیوطی، علی قاری، اکرم سندی، ابومعشر، حمزہ، یافعی، جزری، توزیش، ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تابع ہونے پر تصریح فرمائی ہے بالخصوص شیخ الاسلام امام ذہبی جن کی نقل تمام کے نزدیک معتبر ہے۔ حافظ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے امام ذہبی نقد رجال میں تام استقرار والوں میں سے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز نے بستان المحدثین میں لکھا ہے امام ذہبی مؤرخینِ اسلام کے مفسر ترین ہیں۔ اگر وہ تنہا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تابع ہونے کی تصریح بھی کرتے تو کافی تھا۔ لیکن امام ذہبی کے قول کے حافظ عسقلانی، ثقات کے سردار ولی الدین عراقی، خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور معتمد مورخین امام یافی رحمۃ اللہ علیہ بھی موافق ہیں۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے۔

هو ابوحنیفة التیمی امام اصحاب الرای وفقیه اهل العراق رائی انس بن مالك رضی اللّٰه عنه،

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

ابن جوزی اپنی کتاب "العلل المتناهیه فی الاحادیث الواهیه" میں اباب الکفالة کے ماتحت لکھا ہے۔

قال الدارقطی لم یسمع ابوحنیفة احدا من الصحابة وانما رائی انس بن مالك رضی اللّٰه عنه،

دارقطنی نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے نہیں سنا انہوں نے صرف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا

ہے۔

ابن طاہر صاحب مجمع البحار جو کہ ائمہ نقل سے ایک امام ہیں تذکرۃ الموضوعات میں بروایت دارقطنی لکھتے ہیں۔

قال الدارقطنی لم یلق ابوحنیفة احد ا من الصحابة انمارائی انس بن مالك بعینه ولم یسمع منه.

دارقطنی نے کہا: حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں انہوں نے صرف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اُن سے سنا نہیں۔ امام یافعی اپنی کتاب ''مراۃ الجنان'' حوادث 150ھ میں فرماتے ہیں:

و فیها تو فی فقیه العراق الامام ابوحنیفه النعمان بن ثابت الکوفی مولده سنة ثمانین رائی انس بن مالك وروی عن عطاء بن ابی رباح وطبیقه. وکان قد ادرك اربعة من الصحابة هم انس بن مالك با البصره وعبد الله بن ابی اوفی باالکوفة وسهل بن سعد الساعدی بالمدینة وابو الطفیل عامر بن واثله بمکه انتهی مختصرا.

150ھ میں فقیہ عراق حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اُن کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور انہوں نے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ حضرت انس بن مالک کو بصرہ میں، عبد اللہ بن ابی اوفی کو کوفہ میں سھل بن سعد ساعدی کو مدینہ منورہ میں اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو مکہ مکرمہ میں علامہ حسین عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں قولہ ابن ابی اوفی کے ماتحت فرماتے ہیں:

ابن ابی اوفی اسمه عبد الله وابو اوفیٰ اسمه علقمة بن الحاوث الصحابی بن الصحابی شحص بیعة الرضوان وما بعد من الشاهد وهو آخر من مات سوا لصحابة سنة سبع وثما نین با الکوفه وقد کف بصره وهو احد من راه ابوحنیفه من الصحابة. عمدۃ القاری ج 3 ص 52.

ابن ابی اوفی اُن کا نام عبداللہ ہے اور ابواوفی کا نام علقمہ بن حارث صحابی بن صحابی ہیں۔ بیعت الرضوان میں موجود تھے اور اس کے بعد جملہ مشاھد میں بھی شریک ہوئے۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آخری صحابی تھے جو 87ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی نظر بند ہو چکی تھی۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جن کو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے اور اُن سے روایت کی ہے۔ کسی متعصب فکر کی طرف التفات نہ کی جائے اس وقت حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عمر سات سال تھی صحیح قول پر آپ تمیز رکھتے۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔ اور اس قول کے مطابق جس نے کہا: آپ 70ھ میں پیدا ہوئے۔ تو اس وقت اُن کی عمر سترہ سال تھی اور یہ نہایت ہی بعید امر ہے کہ صحابی اُن کے شہر میں ہو اور اُن کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص ایسا ہو جس نے اُن کو نہ دیکھا ہو۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے اس کی خبر دی ہے اور وہ بذات خود ثقات میں سے ہیں۔

ابن سعد نے بسند ''لاباس بہ'' روایت کیا ہے بالتحقیق حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے

پس اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ طبقہ تابعین میں سے ہیں۔ اور یہ حدیث حسن ہے نہ کہ ضعیف اس لیے کہ لفظ "لا باس بہ" حدیث حسن سے ہے چنانچہ حافظ عسقلانی صدر تقریب میں لکھتے ہیں۔

امامراتب

پس پہلا مرتبہ صحابہ کا ہے۔ دوسرا مرتبہ اُن کا جن کی مدح صیغہ اسم تفصیل سے موکد ہو جیسے "کاوثق الناس" یا لفظ میں صفت کا تکرار ہو جیسے "ثقة، ثقة" تیسرا مرتبہ یہ کہ صفت مفرد ہو مثل ثقة، متقن، ثبت، یا عدل۔ چوتھا درجہ یہ کہ تیسرے درجہ سے درجہ کچھ کم ہو تو اس کی طرف اُن الفاظ سے اشارہ کیا جاتا ہے "صدوق یا لا باس به یا لیس به باس.انتهی کلومه .

جب حدیث غیر موضوع عند الکل فضائل ومناقب میں معمول بہ ہے تو بطریق اولیٰ اس حدیث کو جمیع علماء محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک مقبول و معمول بہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ حدیث حسن ہے اور حدیث حسن تمام کے نزدیک حجت ودلیل بنانے میں مثل حدیث صحیح ہے۔

لہٰذا ابن سعد کی حدیث سے ثابت ہوا بلا ریب و شک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ اکابرین علماء کرام کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

صاحب تقریب نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ 80ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی عمر ستر 70 سال ہے۔ اس زمانہ میں یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

1- حضرت انس بن مالک متوفی 92 یا 93ھ۔ 2- سعد بن سہل بن حنیف انصاری ابوامامہ متوفی 100ھ۔ 3- سائب بن یزید کندی متوفی 91ھ۔ 4- بسر بن ارطاہ متوفی 86ھ۔ 5- سہل بن سعد ساعدی متوفی 88ھ۔ 6- صدی بن عجلان ابوامامہ باہلی متوفی 86ھ۔ 7- طارق بن شہاب متوفی 82 یا 83ھ۔ 8- عبداللہ بن ابی اوفیٰ متوفی 87ھ۔ 9- عبداللہ بن بسر متوفی 88ھ اور بعض کے نزدیک سن 96 ہجری۔ 10- عبداللہ بن ثعلب متوفی 87 یا 89ھ۔ 11- عبداللہ بن حارث بن نوفل متوفی 99ھ۔ 12- عبداللہ بن حارث بن جزء ابوالحارث متوفی 85 یا 86 یا 87ھ۔ 13- عتبہ بن عبدالسلمی متوفی 87 ہجری۔ 14- عامر بن واثلہ ابوالطفیل متوفی 110ھ۔ 15- عمر بن ابی سلم متوفی 83 ہجری۔ 16- عمرو بن حریث قریشی متوفی 85ھ۔ 17- قبیصہ بن ذویب متوفی 80ھ مالک بن حویرث متوفی 94ھ۔ 19- محمود بن لبید متوفی 96ھ۔ 20- مقداد بن معدیکرب متوفی 92ھ۔ 21- مالک بن اوس متوفی 92ھ۔ 22- واثلہ بن اسقع متوفی 87ھ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

چنانچہ نقول بالا سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ ولادت میں اطراف واکناف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت موجود تھی تو ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے باعتبار زمانہ بیس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے ساتھ مشترک ہو گیا۔ تو ظاہر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اشتراک

زمانہ کی وجہ سے بے انتہا تبرکات امام صاحب رضی اللہ عنہ کو پہنچے لہٰذا امام صاحب رضی اللہ عنہ اس فضیلت کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ اس میں آپ کے شریک نہیں۔ علامہ الموید محمد بن محمود خوارزمی فرماتے ہیں:

فثبت بعذا انه ولد في زمن اصحاب رسول الله عليه وسلم وهو من اهل القرن الذي شهدلهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بالخيرية وصفهم با العداله الخ. جامع السانید ص 22.

اس سے ثابت ہوا امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں پیدا ہوئے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن زمانہ والوں میں سے ہیں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیریت کی گواہی دی ہے اور عدالت کے ساتھ اُن کا وصف بیان فرمایا ہے چنانچہ اصحاب حدیث کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ قرن ثانی سے ہیں یا نہیں لیکن انہوں کا اس پر اتفاق ہے کہ امام قرن ثالث سے ہیں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے۔ اور اُن کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ولادت قرن اوّل میں ہوئی اور پرورش قرن ثانی میں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اجتہاد اور فتویٰ آخر قرن ثانی اور اوائل قرن ثالث میں ہے۔

غدا مذهب النعمان خير المذاهب، كذ القمر الوضاح خير الكواكب

تفقه في خير القرون مع التقى، فمذهبه لا شك خير المذاهب

یہ شعر علامہ صدر الائمہ ابوالموید موفق بن احمد مکی خوارزمی کا ہے۔

قسم سوم

امام اعظم رضی اللہ عنہ مناقب وفضائل میں سے ایک نوع یہ ہے کہ آپ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اس میں بھی آپ کے بعد کوئی اور شریک نہیں۔ اس کے متعلق اس سے قبل جامع المسانید کے حوالہ سے کچھ عرض کیا جا چکا ہے۔ اب مزید علماء کرام کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

رأس المحققین، رئیس المدققین علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری طبقات حنفیہ میں فرماتے ہیں:

قد ثبت رؤيته لبعض الصحابة واختلف في روايته عنهم والمعتمد ثبوتها كما بينة في سند الا نام شرح مسند الامام الخ.

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنا ثابت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ کے روایت کرنے میں اختلاف ہے اور معتمد یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنا ثابت ہے جیسا کہ میں نے مسند امام کی شرح سند الامام میں بیان کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اسناد ثابت ہے چنانچہ آپ تابعین میں سے ہیں۔ جیسا کہ اعیان علماء کرام نے اس کی تصریح فرمائی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے اس فرمان "والـذيـن اتبعوهم باحسان" کے تحت داخل ہیں اور نبی کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "خير القرون قرني ثم الذين يلونهم" کے عموم میں

داخل اور شامل ہیں۔

ردالمحتار میں علامہ ابن العابدین شامی فرماتے ہیں:

وصح ان ابا حنیفة رضی اللّٰه عنه سمع الحدیث من سبعة من الصحابه کما بسط فی اواخر منیة المفتی۔ (ردالمحتار جلد اول ص 47۔)

صحیح یہی ہے کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے جیسا کہ منیۃ المفتی کے اواخر میں اس کو بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں۔

قال بعض الفضلاء وقد اطال العلامة طاش کبری فی سرد النقول الصحیحة فی سماعه منه والمثبت مقدم علی النافی۔ رد المحتار ج اول ص 48.

بعض فضلاء نے فرمایا کہ علامہ طاش کبریٰ بہت ساری روایات صحیح امام صاحب رضی اللہ عنہ کے سماع میں نقل فرمائی ہیں۔ اور مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سماع ثابت ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا واسطہ روایت کی ہے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی "البدایہ والنہایہ" میں فرماتے ہیں:

لانه ادرك عصر الصحابة ورائی انس بن مالك قیل وغیره۔ وذکر بعضهم انه روی عن سبعة من الصحابة واللّٰه اعلم۔ البدایہ والنہایہ ج 10 ص 107.

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عصر صحابہ پایا ہے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے بعض نے کہا: حضرت انس کے علاوہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی دیکھا ہے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

صاحب درمختار علامہ حصکفی فرماتے ہیں:

وقدذکر العلا مة شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاه الانصاری الحنفی فی منظومة الالفیة المسماة بجدا ھو العقائد ودرر القلائد ثمانیة من الصحابة عن روی عنهم الامام الاعظم ابو حنیفة رضی اللّٰه عنهم۔ رد المحتار ج اول ص 48.

علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ انصاری حنفی نے اپنے الفیہ منظومہ جس کا نام جواہر العقائد و درر القلائد ہے میں ذکر کیا ہے اور آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بلا واسطہ روایت کی ہے۔

غایۃ الاوطار میں ہے۔ ازراہ روایت ودریت حق حنفیہ کی جانب ہے کیونکہ حنفیہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ودرایت کے مثبت ہیں اور ایک جماعت اس کی نافی ہے حالانکہ یہ قاعدہ جملہ اہل اسلام میں مسلم ہے کہ قول مثبت نافی پر مقدم ہے۔

غایۃ الاوطار کی تصریح سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات وسماع از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت و متحقق ہے جیسا کہ ائمہ شافعیہ بھی اس طرف گئے ہیں پس امام صاحب رضی اللہ عنہ کا تابعی ہونا باعتبار زمانہ باالاتفاق ثابت ہے اور عند التحقیق باعتبار ملاقات وروایت بھی ثابت ہے۔ جب اقول محققین سے ثابت ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سماع حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا واسطہ ثابت ہے تو اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات کی اسناد پیش خدمت ہیں۔ جن روایات کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلاواسطہ روایت کیا۔ لیکن بعض فضلاء جیسے حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے اپنے اقوال میں فرمایا۔

"لا یخلوا اسناد روایات الامام ابوحنیفۃ عن ضعف"

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی اسناد ضعف سے خالی نہیں۔ اس بناء پر اس کا رفع نقل اقوال محققین سے لازمی اور ضروری ہے۔

خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقات وافیہ سے اس ضعف کو درمیان سے اٹھایا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت مرویہ کو تقریر و تحقیق کے ساتھ اپنی کتاب تبییض الصحیفہ میں نقل فرمایا۔

اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ابونصر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی نے اپنے رسالہ میں روایات امام اعظم از صحابہ تحریر فرمایا۔ وہ لکھتے ہیں۔

قال الامام ابوحنیفۃ لقیت من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھم انس بن مالک وعبد اللہ بن انیس الخ۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے اور وہ یہ ہیں حضرت انس بن مالک۔ عبد اللہ بن انیس، عبد اللہ بن جزء زبیدی، جابر بن عبد اللہ، معقل بن یسار، واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس سے تین احادیث عبد اللہ بن جزء زبیدی سے ایک حدیث واثلہ بن اسقع سے دو حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث عبد اللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنت عجرد سے ایک حدیث روایت کی۔ اُن جملہ احادیث کی اسناد کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں باہمی الفاظ نقل فرمایا ہے۔

قال ابومعشر فی جزبہ انا ابوعبد اللہ الحسین بن محمد ابن منصور الفقیہ الواعظ ثنی . ابوابراھیم احمد بن حسین القاضی انبانا ابوبکر محمد بن حمد ان الحنفی ثنی ابوسعید الاسماعیل بن علی السمان ثنی ابوالحسین احمد بن محمد بن محمد الراد ثنی ابوسعد الحسین

بن محمد بن المبارك ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المفلس الحمانی ثنی بشر بن الولید القاضی عذ ابویوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالك رضی اللّٰه عنه یقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول "طلب العلم فریضة علٰی کل مسلم"

وبه عن انس سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول. الدال علی الخیر کفاعله. وبه عن انس سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول. ان الله یحب اغاثة اللهاف.

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس سند مذکور کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا خیر پر دلالت کرنے والا نیکی کرنے والے کی مثل ہے اس سند مذکور کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا مظلوم وغمگین کی فریادرسی کو اللہ تعالیٰ درست رکھتا ہے۔

چنانچہ احادیث مذکورہ کی تحقیق میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اقول احمد بن مفلس مجروح والحدیث الاول متنه مشهوره وقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتادا ہ هو حدیث ضعیف ران کان المعنی صحیحا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبة الحسن. قلت وعندی انها تبلغ رتبة الصحیح لا فی وقفت له علی نحو خمسین طریقاً قد جمعتها فی جزء.

میں کہتا ہوں احمد بن مفلس مجروح ہے۔ اور پہلی حدیث اس کا متن مشہور ہے شیخ محی الدین نووی نے اپنے فتاویٰ میں کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگرچہ اس کا معنی صحیح ہے حافظ جمال الدین مزی نے کہا: یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور رتبہ حسن تک پہنچی ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں میرے نزدیک یہ حدیث رتبہ صحیح کو پہنچی ہے اس لیے کہ میں تقریباً پچاس طریق پر واقف ہوا ہوں اور میں نے وہ جملہ طریق ایک جز میں جمع کیے ہیں۔[1]

لہٰذا روایت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض کا اس کی کمی وبیشی میں جو کلام وارد ہوا ہے اس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تدقیق حقیق اور تحقیق علی مایلیق نے خود رفع کر دیا۔

قال ابومعشر انا ابوعبد الله ثنی ابوابراهیم ثنی ابوبکر ن الحنفی ثنی ابوسعید الحصونی بن

---

[1] اور دوسری حدیث اس کا متن صحیح ہے اور یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے اور اس کا اصل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله"

اور تیسری حدیث اس کا متن صحیح ہے یہ حدیث بھی ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے اور اس حدیث کو ضیاء مقدسی نے "مختارہ" میں صحیح کہا ہے اور یہ حدیث حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

احدثنی علی بن احمد الحسینی البصری ثنی احمد بن عبد اللہ بن حزام ثنی المظفر بن سہل بن موسیٰ بن عیسیٰ بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسماعیل بن عیاض عن ابی حنیفۃ عن واثلۃ بن الاسقع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع ما یریبک الیٰ مالا یریبک۔

وبہ عن واثلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تظہر الشمامۃ با خیک فیعافیہ اللہ ویبتلیک۔

ابو معشر نے اپنی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ دو اس چیز کی طرف جو تجھے شک میں نہیں ڈالتی اس سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے واثلہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر پس اللہ تعالیٰ اس سے معاف فرمادے اور تجھے اس میں مبتلا کر دے۔

حافظ جلا الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ احادیث مذکورہ کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

اقول الحدیث الاول متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع ن الصحابۃ وقد صححہ الترمذی ابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث الحسن بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما۔

. الحدیث الثانی اخرجہ الترمذی من وجہ آخر عن واثلہ وحسنہ ولہ شاہد من حدیث ابن عباس۔

حدیث اول اس کا متن صحیح ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے اور یہ حدیث حسن بن علی بن ابوطالب سے مروی ہے اس حدیث کو ترمذی، ابن صال، حاکم اور ضیاء نے صحیح کہا ہے۔

دوسری حدیث اس کو ترمذی نے دوسری وجہ سے واثلہ سے تخریج کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور اس حدیث کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شاھد ہے۔

ثم قال ابومعشر انا عبد اللہ ثنی ابوابراھیم ثنی ابوبکرن الحنفی ثنی ابوسعید ن السمان ثنی ابوعلی ن الحسین بن علی بن محمد بن اسحاق الیمنی ثنی ابوحسین علی بن مامونۃ الاسواری ثنی ابوداؤد وطیالسی عن ابی حنیفہ قال ولدت سنۃ ثما نین وقدم عبد اللہ بن انیس بمکۃ سنۃ اربع وتسعین وزایتہ وسمعت منہ وانا ابن اربعۃ عشر سنہ سمعۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک ایشی یعمی ویصم۔

ابو داؤد وطیاسی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے کہا: میں 80ھ میں پیدا ہوا حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ 94ھ

کوفہ تشریف لائے میں نے اُن کو دیکھا اور اُن سے سنا ہے اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز سے تیری محبت تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی تحقیق میں جو حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں حدیث ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہاں مشکل مقام یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں۔

اُن کا 54ھ میں انتقال ہوا اور یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل ایک عرصہ وفات پا چکے تھے لہٰذا اُن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بلاواسطہ روایت ناممکن ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں ارشاد فرماتے ہیں:

ان الصحابة المسلمين عبد الله ابن انيس خمسة لعل الذى روى عنه الامام ابوحنيفة واحد آخر منهم غير الجهنى المشهور۔

مسلمین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عبد اللہ بن انیس نام پانچ شخص ہوئے ہیں۔ شاید کہ جس عبد اللہ بن انیس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے عبد اللہ بن انیس جہنی مشہور صحابی کے علاوہ اُن میں کوئی ایک ہو چنانچہ کوئی اشکال نہیں۔

اس طرح علامہ ابن العابدین شامی نے جواب تحریر فرمایا ہے اور اس میں کچھ اضافہ کیا ہے۔

اجيب بان هذاالاسم لخمسة من الصحابة لعل المراد غير الجهنى ررد بان غيره لم يدخل الكوفه۔ (ردالمحتار ج اول ص 48)

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پانچ صحابہ کے تھے شاید کہ یہاں غیر جہنی مراد ہو۔ اور اس احتمال کو رد کیا گیا ہے کہ کوفہ سوائے عبد اللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ کے کوئی اور اس نام کا صحابی داخل نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

قال ابومعشر انا عبد الله ثنى ابوابراهيم انا ابوبكر ن الحنفى ثنى ابوسعيد ابن الشمان ثنى ابوعلى بن الحسن بن على الدمشقى ثنى ابوالحسن على بن غياث ن القاضى البغدادى ثنى محمد بن موسٰى ثنى ابن عباس الجلودى عن الشمان يحيىٰ بن القاسم عن ابى حنيفه سمعت عبد الله بن ابى اوفٰى رضى الله عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من بنى لله مسجدًا كمفحص قطاة بنى الله له بيت فى الجنة۔

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خاطر آشیانہ سنگ خوار کی مثل مسجد بنائے اللہ عزوجل جنت میں اس کا گھر بناتا ہے۔ (مفحص یاس گڑھا کو کہتے ہیں جو ''سنگ خوار ایک پرندہ جو مقدار میں چڑیا کے برابر ہے'' انڈے دینے کے لیے بنایا ہو)

حافظ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

"اقول هذ الحديث صحيح بل متواتر"

میں کہتا ہوں یہ حدیث صحیح ہے بلکہ بمرتبہ متواتر پہنچی ہوئی ہے۔

وبه الی ابوسعید الشبان ثنی ابومحمد عبد الله بن کثیر الرازی ثنی عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی ثنی عیاش بن محمد الدوری ثنی یحی بن معین عن ابوحنیفة انه سمع عن عائشة بنت عجرةرضی اللّٰه عنها تقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اکثر جند اللّٰه فی الارض الجراد لا آکله ولا احرمه۔

یحیٰ بن معین نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے عائشہ بنت عجرو رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین میں اللہ عزوجل کا سب سے زیادہ لشکر ملخ (ٹڈی) کا ہے نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور زمین میں اس کو حرام کرتا ہوں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

اقول هذالحدیث متنه صحیح اخرجه ابوداؤد من حدیث سلمان وصححه الضیاء فی المختاره۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح ہے ابوداؤد نے حدیث سلمان سے اس کی تخریج کی ہے اور ضیاء نے مختارہ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

قال ابن النجار انا القاضی ابوالحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد الله البلخی ثنی ابوالفضل بن حرون قال قرات علی القاضی ابی سعید عبد المالك بن عبد الرحمن بن محمد الراجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد الله انا ابوعلی ن الحسن بن علی الد مشقی ثنی الحسن بن عبا س ن القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسیٰ ثنی الجلودی محمد بن عباس عن الیمامی یحییٰ بن القاسم عن ابی حنیفه عن جابر بن عبد الله قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما رزقت ولد اقط قال فاین انت عن کثرة الاستغفار والصدقه۔ یرزق الله بها الولد قال فکان الرجل یکثر الصدقه ویکثر الاستغفار فولدله سبغة من الذکور۔

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک انصاری حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کبھی بھی کوئی فرزند نصیب نہیں ہوا آپ نے فرمایا: تو صدقہ اور استغفار میں کثرت کیوں نہیں کرتا۔ اس کے باعث اللہ تعالیٰ تجھے اولاد عنایت فرمائے گا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: اس کے بعد وہ شخص صدقہ اور استغفار بکثرت کرتا تھا تو اس کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے۔

یہاں ابو معشر اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

مقام غور اور جائے انصاف ہے کہ محققین نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مرویات از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحیح اور درست قرار دیا اور تحقیق حقیق منصفانہ محدثانہ ہر حدیث مبارکہ کے ماتحت باحسن وجوہ نقل فرمائی۔ اور اس میں کوئی خدشہ باقی نہیں رہنے دیا اور فرقہ ظاہریہ ابن جوزی کے قول کی بناء پر بلافہم ودریافت صرف اندرونی حسد وبغض کی وجہ سے اُن احادیث کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ اُن میں کوئی خوف خدا نہیں اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ شرم وحیا' محض قساوت قلبی اور عداوت جبلی کی وجہ سے تحقیقات اہل علم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ علمائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے اکثر ابن جوزی 'تجاوز اللہ عنا وعنہ'' کے قول کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ابن جوزی کا تعصب حد اعتدال سے تجاوز کر چکا ہے۔ تاآنکہ وہ بعض احادیث صحیح بخاری کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ اور بعض علماء کرام نے ان احادیث کو ضعیف کہا ہے مگر اُن احادیث کی تحقیق یہی ہے جیسا کہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر حدیث کے ماتحت بیان کیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن میں اکثر احادیث صحیح ہیں۔ چونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق ثقہ ہے تو بالاتفاق وہ قبول ہوں گی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات میں اس طرح کا کوئی روی نہیں ہے کہ روایت احادیث موضوعہ دکھائی دیتی ہوں۔ پس ان سے انکار محض تعصب وحسد ہے اس سے قبل علامہ ملاعلی قاری وغیرہ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ثبوت روایت قوی تر ہے۔ چنانچہ اگر بعض اُن کی صحت سے انکار کرتے ہیں تو اکثرین اُن کی ثبوت روایت کا اقرار کرتے ہیں لہٰذا ثبوت کو ہر طریقہ سے انکار پر ترجیح ہوگی۔ اگر باوجود حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کو ضعیف سمجھا جائے پھر بھی صحت سماعت اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت میں کوئی قدح لازم نہیں آئے گا اور یہ جملہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے قاعدہ مسلم کے مطابق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ضعیف حدیث فضائل وثواب اور عقاب کے باب میں جملہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک مقبول ہے نہ کہ احکام حل وحرمت اور صفات باری تعالیٰ میں موضوع حدیث قابل عمل نہیں۔ مجمع البحار کے خاتمہ میں جرح وتعدیل کی فصل میں اس طرح مرقوم ہے۔

چنانچہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جملہ مرویات وہ ہین جن کا تعلق احکام حل وحرمت سے نہیں اور نہ ہی صفات باری تعالیٰ سے اُن کا کوئی تعلق ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات صرف فضائل پر مبنی ہیں۔ تو عند الکل یہ مقبول ہوں گی جب تک کہ یہ موضوع نہ ہوں۔ اور علمائے کرام کی تحقیقات انیقہ سے کالشمس الاظہر ثابت ومتحقق ہوا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مرویات صحیح ہیں کیونکہ وہ مطابق ثقہ ہیں۔

حضرت علامہ مولانا عبدالجلیل پشاوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب 'سیف المعلدین'' میں ارقام فرماتے ہیں:

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یہ قول کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت کو پایا ہے اور رؤیت وروایت دونوں اُن سے حاصل کیے۔ یہ قول اقوال غیر سے بلا ریب وریا صحیح، احق اور

درست ہے۔
کیونکہ بسبب عدم اختلاط امام صاحب، وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے احوال سے اچھی طرح واقف نہ ہو سکے جیسا کہ کسی نے خوب کہا۔

انما ذوالدار والاسفار ادری بما فیھا من الاغیار

صاحب دار وکتب صرف وہی اغیار سے بہتر جانتا ہے کہ اس گھر میں کیا ہے۔ اس لیے صاحب ردالمحتار نے لکھا ہے۔
(قولہ قدرائ انس رضی اللہ عنہ) کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

قال ابن حجر قد صح کما قال الذهبی انه راہ وھو صغیر وفی روایة قال رایۃْ مراراً کان یخضب بالحمرۃ وجاء من طرق انه روی عنه احادیث ثلاثه لکن قال ائمة المحدثین مدارھا علی من اتھمه الائمه بوضع الحدیث۔ رد المحتار جا اول ص 48۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: بالتحقیق یہ رویت صحیح ہے۔ جیسا کہ امام ذہبی نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے حالانکہ وہ ابھی کم سن تھے۔ ایک روایت میں ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکھا ہے اور وہ سرخ خضاب استعمال کرتے تھے۔ اور کئی طرق سے مروی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن سے تین احادیث روایت کی ہیں۔ لیکن ائمہ محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک اُن تینوں احادیث کا مدار اُن پر ہے جن کو ائمہ حدیث نے وضع حدیث کے ساتھ متہم کیا ہے۔ اور صاحب ردالمحتار نے آئندہ عبارت میں اُن کے قول کے رد میں محققانہ جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔

قال بعض الفضلاء وقد اطال العلامة طاش کبریٰ فی سرد النقول الصحیحة فی اثبات سماعه منه والمثبت مقدم علی النافی۔

بعض فضلاء نے کہا: بالتحقیق علامہ طاس کبریٰ نے بکثرت نقول صحیحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اثبات سماع میں جمع ہیں۔ اور مثبت نافی پر مقدم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بموجب تشریح بعض فضلاء مرحومین میں اس اجمال کی توضیح یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق اخبار محققین اہل اصول کے نزدیک حکم شہادیت میں ہے۔ پس جب کہ نفی پر شہادت غیر معتبر ہے اور بالخصوص شہادت علی الاثبات کے مقابلہ میں کالعدم۔ اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات اور عدم روایت کے اخبار کی نفی اخبار اثبات ملاقات واثبات روایت کے مقابلہ میں ساقط اور لغو ہے جیسا کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور امام کرخی کا مختار قول بھی یہ ہے۔ مسلم الثبوت میں ہے۔

الثبوت الاثبات مقدم علی النفی کما فی الشهادة عند الکرخی واشافعیة

اور کتب اصول حدیث میں بھی اسی طرح ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نخبۃ الفکر اور اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔

المثبت مقدم علىٰ النافي يعني ان الضريح ثقة عدل وهو يقتضي صدقه وعدم علم الاصل لاينفيه وهو مثبت جازم فا المثبت الجازم مقدم علىٰ النافي الشاك كما تقدم.

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نافی نفی اصل کا مذکور ہے اور مثبت امر جدید کا موسس۔ اور تاسیس تاکید سے اولیٰ ہے جیسا کہ تلویح میں ہے۔

"ان المثبت موسس والنافي موكد والتاسيس خير من التاكيد"

لہٰذا علمائے محققین کی تحقیق اور تفصیل اقوال سے بخوبی واقف ہونے کے بعد آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ منکرین تابعین امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ابن حجر کے قول کے ساتھ استشہاد غیر معتبر ہے۔ حافظ عسقلانی نے تقریب میں لکھا ہے کہ امام مشہور فقیہ ہیں اور طبقہ سادسہ سے ہیں۔

چنانچہ تقریب کی اس عبارت میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو طبقہ سادسہ میں لکھا گیا ہے اور اس طبقہ کے وہ لوگ ہیں جن کو کسی صحابی سے ملاقات حاصل نہیں۔ اور منکرین کا یہ استدلال بچند وجوہ ناقابل عمل ہے اور بیکار ہے۔

وجہ اول یہ کہ ابن حجر کا تقریب میں یہ قول بعض ارباب تاریخ کے قول پر مبنی ہے جو کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے نافی ہیں۔ اور یہ مدعا منکرین کے حق میں مفید نہیں کیونکہ امام یافعی وغیرہ مورخین کی نقل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

راه انس بن مالك وروى عن عطاء بن ابى رباح كان قد ادرك اربعة من الصحابة الخ.

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور عطاء بن ابی رباح سے روایت کی گئی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے وہ یہ ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کوفہ میں، سہل بن سعد ساعدی مدینہ منورہ میں اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ مکہ مکرمہ میں۔ بعض ارباب تاریخ نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے روایت کی ہے۔ انتھی کلامہ۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مراۃ الجنان" میں سب سے پہلے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رؤیت کے متعلق محقق وصحیح بالتفصیل بیان کیا۔ اور آخر میں مرجوح قول کو نقل کیا۔

وجہ دوم یہ ہے کہ خود حافظ ابن حجر نے اصح قول پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت کا اقرار کیا ہے جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت کے متعلق حافظ ابن حجر سے فتویٰ پوچھا گیا۔ اس کی تفصیل اس سے قبل مذکور ہے۔ چنانچہ منکرین کا ان کے قول سے استدلال ناتمام وغیر مفید ہے۔ کیونکہ اس کلام کا مبنی بعض ارباب تاریخ پر ہے یہ کہ قول اصح پر۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ابراز الغي في شفا العي" میں اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ یہ مقرر وثابت ہے کہ ہر وہ عالم جس سے باہم دو مختلف کلام صادر ہوں تو ان دونوں کلاموں میں سے قبول کا زیادہ حق اس کلام کو ہے جو اس میں دیگر اجلہ علماء موافق ہو

اور ادلہ کی دلالت اس پر ہے۔ اور یہ قاعدہ مقتضی ہے کہ حافظ ابن حجر کے اس کلام کو ترجیح دی جائے جو انہوں نے فتویٰ میں لکھا نہ کہ اس کلام کو جو تقریب میں منقول ہے اس لیے کہ وہ ایک اجلہ علماء کی کلام کے موافق ہے۔

درجہ سوم یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے خود اپنی کتاب تہذیب التہذیب ج 10 ص 449۔ میں لکھا ہے" رائی انساً" امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور تقریب دراصل تہذیب التہذیب کی اصل و ماخذ ہے۔ چنانچہ بعد از تحقیق مرقومہ جو تہذیب التہذیب میں لکھی گئی ہے اس سے قول تقریب کا کوئی اعتبار نہیں سوائے اس کے کہ صرف مورخین کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رؤیت بعض صحابہ کے اختلاف کے اظہار کے لیے تقریب میں یہ لکھا ہے۔ اگر چہ عند التحقیق اس اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں اور بعض مورخین کے علماء معتمدین مورخین وناقلین کے محققین کے نزدیک انکار کا کوئی اعتماد اور اس کی طرف التفات نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ اجلہ علمائے کرام کی ایک جماعت کے قول کے مخالف ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ کبھی کبھی اہل حدیث (یعنی محدثین) کسی شخص کو دو مختلف اعتبار کی وجہ سے دو طبقہ میں شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے۔

و الطبقة فی اصطلاحهم عبارة عن جماعة اشترکوا فی السن ولقاء المشائخ وقد یکون الشخص الواحد من طبققین با عتبارین کانس بن مالك رضی الله عنه فانهٗ من حیث صحبتهِ للنبی صلی الله علیه وسلم یعد فی طبقة العشرة مثلا ومن حیث صغر السن یعد فی طبقة من بعدهم.

ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی صطلاح میں طبقہ اس جماعت سے عبارت ہے جو عمر اور مشائخ کی ملاقات میں مشترک ہیں۔ اور کبھی ایک شخص دو اعتبار کے باعث دو طبقوں میں شمار ہوتا ہے۔ جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے ثبوت کی وجہ سے طبقہ دسواں میں شمار کیے گئے ہیں۔ مثلاً

کم عمری کی بناء پر اُن کے بعد کے طبقہ سے شمار کیے گئے ہیں۔ ممکن ہے حافظ ابن حجر نے اس قاعدہ کے مطابق تقریب میں اس اعتبار سے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ملاقات کے وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر کم تھی اُن کو طبقہ سادسہ میں تحریر کیا۔ اور ملاقات کم عمری کو کالعدم قرار دیا اور باعتبار نفسی ملاقات کے حصول کے جو کہ فی انفس الامر متحقق و ثابت ہے جو حافظ ابن عسقلانی کے فتویٰ میں ہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کو طبقہ خامسہ میں شمار کیا۔ بایں اعتبار حافظ عسقلانی کا تقریب میں قول اپنے فتویٰ اور تہذیب التہذیب کے قول کے مخالف نہیں۔ اس لیے کہا گیا ہے۔

"لو لا الأعتبار ات لبطلت الحکمه"

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی کتاب ابجد العلوم میں لکھتا ہے۔

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت امام حنفیہ اور مقتدائے اصحاب الرائ 80ھ میں پیدا ہوئے اس طرح واقدی اور سمعانی نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے اور کہا گیا ہے وہ 61ھ میں پیدا ہوئے اور قول اول اکثر اور اثبت ہے۔ اس کے آگے لکھتا

ہے۔

ولم یر أحدا من الصحابة با تفاق اهل الحديث وان كان عاصر بعضهم على رائ الحنفية وبالغ في المدينة العلوم في اثبات اللقاء والرواية عن بعضهم وليس كما ينبغي الخ.

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو نہیں دیکھا اس پر اہل حدیث کا اتفاق ہے اگر چہ حنفیہ کی رائے کے مطابق اُن میں سے بعض کے ہم عصر تھے۔ اور مدینۃ العلوم میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اثبات ملاقات اور روایت میں مبالغہ کیا ہے۔ اور ایسا نہیں ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی اپنی کتاب ''ابراز الضي في شفاء العي'' میں اس قول کے رد میں ارقام فرماتے ہیں:

اما رابعا فهو ان عبارته معنه قوهم ان الحنفية مقتصرون على اثبات المعاصرة وليس كذلك فان اكثرهم بل كلهم ذهبوا الى رؤية الصحابة وانما اختلفوا في روايه عن الصحابة الخ.

رابعًا۔ وہ یہ ہے کہ اس کی یہ عبارت وہم میں مبتلا کرتی ہے کہ حنفیہ اثبات معاصرت پر ہی اقتصار کرتے ہیں اور اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ حنفیہ کے اکثر بلکہ سب امام رؤیت صحابہ کی طرف گئے ہیں۔ ان کا اختلاف صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت میں ہے۔ ان میں سے ایک جماعت نے اس کی نفی کی ہے جیسے محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم۔ اور ایک جماعت نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کو ثابت کیا ہے اور کہا یہی مذھب متین ہے بالیقین میری جلد کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میرا دل وحشت زدہ ہو گیا جب میں نے ابجد کی عبارت کو دیکھا اور جس نے ابجد کی عبارت کو سمجھ لیا وہ یہی فیصلہ کرے گا کہ یہ عبارت حد سے تجاوز ہے۔

یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ بیک جنبش قلم کتنے جلیل القدر علماء اکرام کی تحقیقات وتدقیقات کا خون کر دیا ہے۔ یہ صرف اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسد ودشمنی کا نتیجہ ہے۔ وگرنہ جملہ محققین از مورخین وناقلین کے نزدیک امام کا دیکھنا ثابت ومتحقق ہے۔ اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

اس گمراہ فرقہ کی تصانیف میں اس قسم کے مغالطات بیشمار ہیں جن کا جمع کرنا صرف وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں اللہ عزوجل بوسیلہ سرور الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو ہدایت عطا فرمائے۔ قصر گمراہی سے نکال کر راہ صواب نصیب فرمائے۔

وهو يهدى من يشاء وهو على كل شيء قدير.

قسم چہارم

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ مناقب وفضائل جن میں وہ منفرد ہیں اور اُن کے بعد کوئی اُن میں شریک نہیں۔ وہ یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے زمانہ تابعین رحمھم اللہ علیہم اجمعین میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ثقافت علمی اور فراست باطنی کے متعلق چند روایتیں جو کبار ائمہ کرام رحمہم اللہ نے نقل فرمائیں پیش خدمت ہیں۔

علامہ ابوالموید خوارزمی لکھتے ہیں:

حدثنا الحسن بن معروف حدثنا ابوبکر حدثنا یحییٰ بن معین قال سمعت علی بن مسعر یقول۔ خرج الاعمش الی الحج فشیعه اهل کوفة وانا فیهم۔ الخ۔ (جامع المسانید جلد اوّل ص 26.)

یحییٰ بن معین نے کہا: میں نے علی بن مسعر کو کہتے ہوئے سنا کہ سلیمان الاعمش حج کرنے کے ارادہ سے نکلے۔ تو اہل کوفہ بھی اُن کے پیچھے حج کرنے کے ارادہ سے نکلے۔ علی بن مسعر نے کہا: میں بھی اُن لوگوں میں شامل تھا۔ جب سلیمان الاعمش مقام قادسیہ پہنچے تو لوگوں نے اُن کو مغموم پایا۔ اور لوگوں نے اُن سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اعمش نے کہا: علی بن مسعر بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں۔ سلیمان الاعمش نے کہا: اس کو میرے پاس بلاؤ۔ تو لوگوں نے مجھے بلایا اور سلیمان الاعمش حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میرا بیٹھنا جانتے تھے۔ سلیمان الاعمش نے مجھے کہا مصر واپس جاؤ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرو کہ وہ میرے لیے مناسک حج لکھ دیں۔ علی بن مسعر کہتے ہیں میں واپس آیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے مسائل حج لکھوائے۔ پھر میں اُن کو لے کر سلیمان الاعمش کے پاس آیا۔

اور اس اسناد کے ساتھ۔

O قال سمعت ابا معاویة الضریر یقول کانت اشیا خنا یفتون دیها بون فاذا وافق فتیا هم فتیا ابوحنیفة سرور بذلك قلت منهم قال منهم الاعمش۔ جامع المسانید ج اول ص 27.

محمد بن سلام نے کہا: میں نے ابومعاویہ ضریر کو کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے مشائخ فتویٰ دیتے اور ڈرتے تھے۔ اور جب اُن کا فتویٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے موافق ہوتا تو وہ اس سے خوش ہوتے۔ محمد بن سلام نے کہا: میں نے ابومعاویہ سے کہا: وہ کون ہیں۔ ابومعاویہ نے کہا: اُن میں سے اعمش ہیں۔

O حدثنا بشر بن ولید قال حدثنا ابویوسف قال لقینی الاعمش فقال صاحب هذا الذی یخالف عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ (الخ) حوالہ مذکورہ۔

بشر بن ولید نے کہا: ہم سے ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: مجھے سلیمان الاعمش ملے تو انہوں نے کہا: یہ صاحب (مراد امام صاحب) وہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی مخالفت کرتے ہیں۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اعمش سے کہا: کس چیز میں امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اعمش نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لونڈی کو آزاد کرنا اس کی طلاق ہے۔ اور تمہارے صاحب (امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں لونڈی کی آزادی اس کی طلاق نہیں۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اعمش سے کہا: آپ نے ہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ کہ آپ نے لونڈی کی آزادی کو طلاق قرار نہیں دیا۔ یہ سن کر امام اعمش نے فرمایا:

یہ حدیث کہاں ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے اعمش سے کہا کہ تم نے ہمیں ابراہیم سے انہوں نے اسود سے

انہوں ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق سے یہ حدیث بیان کی۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ خبر دی۔ تو امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعمش سے کہا: اگر لونڈی کی آزادی اس کی طلاق ہوتی تو تخییر کا کیا معنی ہوگا۔ کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو خریدا۔ اگر لونڈی کی بیع طلاق ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اس کو اختیار نہ دیتے تو اعمش نے کہا: اے یعقوب! (یہ امام یوسف کی کنیت ہے) یہ مسئلہ اس حدیث میں ہے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جی ہاں۔

ابومحمد حارثی بخاری نے کہا: ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام اعمش نے کہا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ کے مواضع دقیقہ اور علوم خفیہ کے مبہمات کی گہرائی تک جانے میں بہت اچھی معرفت رکھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ظلمت میں اپنے قلب کے وسیع چراغ کی روشنی کے باعث اُن اُماکن کو دیکھ لیا۔ کہ اُن مقامات میں فقہ کے دقیق مسائل اور علوم خفیہ کے مبہمات موجود ہیں۔

O حدثنا محمد بن احمد بن حفص عن بشر بن یحییٰ عن جریر قال سمعت الاعمش جاء رجل فسالہ عن مسئلة فقال. الخ. جامع المسانید ج اول ص 27

محمد بن احمد بن حفص نے بشر بن یحییٰ سے انہوں نے جریر سے بیان کیا۔ جریر نے کہا: میں نے اعمش سے سنا درانحالیکہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اعمش سے کسی مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو اعمش نے اس شخص سے کہا: اس حلقہ والوں کے پاس جاؤ۔ کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں جب ان کو کوئی مسئلہ درپیش آتا ہے وہ مسلسل اس میں غور وغوض کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس مسئلہ کو حاصل کر لیتے ہیں۔ یعنی وہ حلقہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہے۔

O حدثنا ابراھیم بن علی حدثنا الحسین بن عمرو العبقری حدثنا ابوبکر بن عیاش قال سمعت ابا حنیفہ یقول صحبت الشعبی فی السفینة (الخ) حوالہ مذکور۔

ابراہیم بن علی نے کہا: ہم سے حسین بن عمرو عبقری نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک کشتی میں امام شعبی کے ساتھ تھا۔ امام شعبی نے کہا: معصیت میں نہ نذر ہے اور نہ ہی اس میں کفارہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے امام شعبی سے کہا: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وانھم لیقولون منکرا من القول وزورا"

بلاشبہ اللہ عزوجل نے اس میں کفارہ واجب فرمایا ہے۔ تو یہ سن کر امام شعبی نے کہا: کیا یہ تمہارا قیاس ہے۔

O حدثنا یحییٰ بن آدم حدثنا جریر بن عبد الحمید عن ابوحنیفة قال قلت للشعبی ما تقول فی حرة تحت عبد کم طلاقھا. الخ. حوالہ مذکور۔

یحییٰ بن آدم نے کہا: ہم سے جریر بن عبدالحمید نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے

فرمایا: میں نے امام شعبی سے کہا: تم اس آزاد عورت کی طلاق کے متعلق کیا کہتے جو تمہارے غلام کی بیوی ہے۔ شعبی نے کہا: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی طلاق اور عدت عورتوں کے برابر ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان کو اس کے متعلق خبر دی۔ تو انہوں نے فرمایا: مجھے ابراہیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح خبر دی۔

یہ مسائل فقہ ہیں میرا مدعیٰ اور مقصود مسائل کا بیان کرنا نہیں آپ اُن مسائل کے متعلق کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں میرا مقصود صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کے افتاء کے متعلق ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے زمانہ تابعین میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا۔

○ عن ابی اسحاق بن محمد بن ابان النخعی حدثنا یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی حدثنا شریك بن عبد الله قال كنا عند الاعمش فی مرضه الذی مات فیه فدخل علیه ابوحنیفه وابن ابی لیلیٰ وابن شبرمة فالتفت ابوحنیفه الیه وكان اكبر هم فقال۔ الخ۔

ابو اسحاق بن محمد بن ابان نخعی سے روایت ہے کہ ہم سے یحییٰ بن عبد الحمید حمانی نے بیان کیا انہوں نے کہا: شریک بن عبداللہ نخعی نے بیان کیا انہوں نے کہا: جس مرض میں امام اعمش نے وفات پائی اس بیماری کے وقت ہم اُن کے پاس تھے۔ شریک بن عبداللہ نخعی نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اُن کے پاس گئے۔ تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اُن سب سے بڑے تھے اور کہا: اے ابو محمد! تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ تم ایام آخرت کے اول یوم میں۔ اور ایام دنیا میں سے آخر دن میں۔ تم حضرت علی بن ابی طالب کے متعلق احادیث بیان کرتے تھے۔ اگر تم خاموش رہتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔ تو اس کے جواب میں امام اعمش نے کہا: ہم سے ابو المتوکل ناجی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل مجھ سے اور حضرت علی بن ابی طالب سے فرمائے گا۔ جو تم دونوں سے محبت کرتا تھا اس کو جنت میں لے جاؤ۔ اور جو تم دونوں سے بغض رکھتا تھا اُن کو جہنم میں داخل کر دو۔ اللہ عزوجل کے فرمان ''القیافی جهنم كل كفار عنید'' کا یہی مطلب ہے۔ شریک بن عبداللہ نے کہا: یہ سن کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اٹھو چلیں یہ اس سے کوئی اور اظہر حدیث نہ لے آئے۔ اُٹھو چلیں یہ کوئی اس سے احکم نہ لے آئے۔ شریک بن عبداللہ کا کہنا ہے خدا کی قسم! ابھی ہم دروازہ سے باہر نہیں نکلے تھے کہ امام اعمش کا انتقال ہو گیا۔ علامہ ابوالموید خوارزمی فرماتے ہیں: جو ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ زمانہ تابعین میں معظم اور فتویٰ میں مقدم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کبار ائمہ کرام رحمہم اللہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جو خراج عقیدت پیش کیا ہے اتنا خراج عقیدت اور کسی امام کو پیش نہیں کیا۔ کیونکہ اُن کی نظروں میں امام صاحب رضی اللہ عنہ نہایت میں معظم گردانے جاتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہونے پر فخر کیا۔

○ اخبرنا عمر بن ابراهیم المقری قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن محمد قال ثنا الفضل بن

غانم قال کان ابو یوسف مریضا شد المرض فعیادہ ابو حنیفہ مراراً فصار الیہ آخر مرۃ فراہ ثقیلا۔ (الخ)

(اخبار ابی حنیفہ للصیری متوفی 436ھ ص 15، الموفق ج اول ص 109، مناقب کردری فی ذیل الموفق ج اوّل ص 160)

فضل بن غانم نے کہا: ایک دفعہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہو گئے۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کئی بار اُن کی عیادت کی اور جب آخری بار اُن کے پاس گئے تو اُن کو سخت بیمار دیکھا پھر فرمایا میرے بعد مسلمانوں کی تجھ سے بہت امیدیں تھیں۔ اگر تمہاری وجہ سے لوگوں کو مصیبت پہنچی (یعنی تمہارا انتقال ہو گیا) تو تمہارے ساتھ ہی علم کثیر ختم ہو جائے گا۔ ایک روایت اس طرح ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اُن کا انتقال ہو گیا تو زمین پر اُن کا کوئی جانشین اُن جیسا نہ پایا جائے گا۔ پھر اللہ عزوجل نے امام یوسف کو صحت عطا فرمائی۔ تو انہوں نے اپنی مجلس درس علیحدہ قائم کر لی۔ اور لوگوں کی رغبت اُن کی طرف ہو گئیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ انہوں اپنی مجلس درس علیحدہ کر لی ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلایا جس کی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قدر و منزلت تھی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجلس یعقوب (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت) میں جاؤ اور اُن سے کہو۔ تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو کہ ایک شخص نے دھوبی کو دھونے کے لیے ایک درہم کے عوض کپڑا دیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد وہ دھوبی سے کپڑا لینے گیا۔ تو دھوبی نے کہا: میرے پاس تمہاری کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ اور دھوبی نے انکار کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ شخص دھوبی کے پاس گیا تو دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اس کو واپس کر دیا۔ کیا اس کے لیے اجرت جائز ہے۔ اگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہیں اس کی اجرت ہے تو تم نے کہنا غلط ہے۔ اور اگر وہ کہیں اجرت واجب نہیں ہوئی تو کہہ دینا غلط ہے۔ وہ شخص امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اُن سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کی اجرت واجب ہے۔ اس شخص نے کہا: غلط ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد کہا اس کی اجرت واجب نہیں، اس شخص نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: تم نے غلط کہا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کھڑے ہوئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: تجھے تو دھوبی کا مسئلہ میرے پاس لایا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ جو شخص فتویٰ دینے کے لیے علیحدہ مجلس درس میں بیٹھا اور اس کا قد یہ ہے اجارات سے ایک مسئلہ کا اچھا جواب بھی نہیں دے سکتا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! مجھے یہ مسئلہ بتایئے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دھوبی نے کپڑا دھونے سے پہلے انکار کر دیا تھا تب تو وہ غاصب ہے اور غاصب کی اجرت واجب نہیں۔ اور اگر اس نے کپڑا دھونے کے بعد انکار کیا تھا تو اجرت واجب ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس نے وہ کپڑا صاحب کپڑا کے لیے دھویا تھا۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو یہ گمان کرے کہ وہ سیکھنے سے مستغنی ہو گیا ہے چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر روئے۔

O اخبرنا عبد اللہ بن محمد الحلوانی قال ثنا مکرم ثنا احمد قال ثنا احمد بن یونس قال

سمعت وکیعا یقول رایت ابا حنیفة وسفیان ومسعر و مالك بن مغول وجعفر بن زیاد الاحمر والحسن بن صالح اجتمعوا فی ولیمة کانت با الکوفة جمع فیها الاشراف والموالی۔ الخ۔

اخبار ابی حنیفہ ص 16۔ مناقب کردری ج اول ص 173، الموفق ج اول ص 129۔

احمد بن یونس سے کہا: میں نے وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ سفیان ثوری، مسعر بن کدام، مالک بن مغول، جعفر بن زیاد احمر اور حسن بن صالح کوفہ میں ایک دعوت ولیمہ میں اکٹھے ہوئے۔ جس میں اشراف وموالی سب جمع تھے۔ ایک شخص نے اپنی دونوں بیٹیوں کا ایک شخص کے دونوں بیٹوں سے نکاح کر دیا تھا۔ لوگ جمع ہی تھے کہ صاحب ولیمہ لوگوں کے پاس آیا اور کہا ہمیں تو بہت بڑی مصیبت بن گئی ہے۔ اس سے کہا گیا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا: ہم اس کو چھپانا ہی پسند کرتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مصیبت کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ شب زفاف غلطی سے زفاف گاہ کی تبدیلی کی وجہ سے ہر ایک نے اپنی غیر منکوحہ سے شب باشی کی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُن دونوں نے اُن سے جماع کیا ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ سفیان نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بعینہ اس کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ اور وہ فیصلہ یہ تھا کہ حضرت معاویہ اس مسئلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کیے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے عورت کے جماع کے سبب ہر ایک پر مہر ہے اور اُن میں سے ہر ایک اپنے خاوند کی طرف چلی جائے۔ لوگوں نے یہ جواب بہت اچھا جانا۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ مسعر بن کدام نے اُن سے کہا آپ بھی اس مسئلہ کے متعلق کچھ کہیں۔ سفیان نے کہا یہ بات قریب نہیں کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں اس کے خلاف کہیں گے۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ۔ تو اُن کو امام کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے اُن میں ہر ایک سے کہا: کیا تو اس عورت کو پسند کرتا ہے جس نے تیرے پاس شب باشی کی اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ان دونوں سے ہر ایک سے فرمایا: تیری بیوی کا نام کیا ہے جس نے تیرے بھائی کے ہاں رات گزاری۔ اس نے کہا: اس کا نام فلانہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''قل ھی طالق منی'' یعنی میری طرف سے اس کو طلاق ہے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا اس سے نکاح کیا جس سے اس نے مس کیا تھا اور انھیں تجدید ولیمہ کا حکم دیا۔ لوگ آپ کے فتویٰ سے بہت خوش ہوئے۔ حتیٰ کہ مسعر بن کدام نے کھڑے ہو کر آپ کا بوسہ لیا۔ اور کہا مجھے اس کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔ اور سفیان خاموش کھڑے رہے اور کچھ نہ کہا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو فیصلہ سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صادر فرمایا وہ اس فیصلہ کے خلاف ہیں جو فیصلہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دیا۔ بلکہ دونوں فیصلے حق ہیں بہرحال جو فیصلہ سفیان نے دیا وہ یہ ہے کہ یہ وطی، وطی شبہ ہے وہ اس میں مہر کو واجب کرتی ہے اور نکاح ختم نہیں ہوتا۔ اور جو فیصلہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کیا اگرچہ حکم وہی ہے جیسا کہ سفیان نے کہا۔ لیکن بسا اوقات اس پر مفسدات مرتبہ ہوتے ہیں۔ آپ نے اس مفسدہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا اس لیے

اس مصلحت ظاہرہ کی وجہ سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اور سفیان حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فتویٰ پر خاموش رہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے بوسہ لینے والے سفیان تھے جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ شرح الاشباہ والنظائر ص 427۔ الخیرات الحسان ص 108۔

O اخبرنا ابوحفص عمر بن ابراهيم المقرئ قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن محمد بن مفلس قال ثنا ضرار بن صرد قال ثنا شريك قال كنا في جنازة ومعنا سفيان الثوري وابن شبرمة ء ابن ابي ليلىٰ وابوحنيفه وابوالاحوص ومندل وحبان وكانت الجنازه لكهل سهد من كهو ل بن هاشم توفي ابن له. الخ. اخبار ابوحنیفه ص 17. الموفق ج اول ص 151.

شریک بن عبد اللہ نے کہا: ہم ایک جنازہ میں تھے اور ہمارے ساتھ سفیان ثوری، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابوحنیفہ، ابوالاحوص، مندل اور حبان بھی تھے۔ اور وہ جنازہ ایک نوجوان ہاشمی کا تھا۔ اور جنازہ کے ساتھ اہل کوفہ کے سردار بھی تھے۔ جو جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ حتیٰ کہ جنازہ رکھ دیا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق دریافت کیا کہ جنازہ کیوں رکھ دیا گیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: اس نوجوان کی والدہ بھی اپنے منہ پر پردہ ڈال کر آئی ہے۔ اور وہ ایک شریف ھاشمیہ تھی۔ اس نوجواب ہاشمی کے والد نے اسے کہا: واپس چلی جا۔ اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا، اس کے خاوند یعنی میت کے باپ نے قسم کھائی اگر وہ یہیں سے واپس نہ ہوئی تو اس کو طلاق، اور اس عورت نے قسم کھائی کہ اس کا ہر مملوک آزاد ہے جب تک اس کا جنازہ نہ پڑھا گیا وہ واپس نہیں جائے گی۔ لوگوں نے ایک دوسرے کے منہ کو دیکھنا شروع کر دیا۔ اور اس کے متعلق دریافت کیا تو کسی نے جواب نہ دیا۔ اس ہاشمی نوجوان کے والد نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو پکارا اور کہا اے نعمان! ہماری مدد کیجئے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ نے عورت سے فرمایا: تو نے کیسے قسم کھائی۔ اس نے اُن کے حضور قسم کا اعادہ کیا۔ پھر اس کے خاوند سے فرمایا: تو نے کیسے قسم کھائی تو اس نے بھی اپنی قسم کا اعادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: جنازہ کو رکھ دو۔ جنازہ رکھا گیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے میت کے باپ سے فرمایا: آگے بڑھو اور بیٹے کی نماز پڑھاؤ۔ وہ آگے بڑھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو اُٹھا کر قبر کے پاس لے جاؤ۔ آپ نے ہاشمیہ سے فرمایا: واپس چلی جاؤ تمہاری قسم پوری ہوگئی۔ اور میت کے باپ سے کہا: واپس چلے جاؤ تمہاری قسم بھی پوری ہوگئی۔ تو اس وقت ابن شبرمہ نے کہا: اب امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسا اس دنیا میں پیدا نہ ہو سکے گا علم میں تجھ پر کوئی مشقت نہیں۔

فقہ فی الحدیث اس کا نام ہے کہ تمام نصوص سامنے رہیں اور حوادثات زمانہ کی نزاکتیں بھی پیش نظر رہیں اور حد شریعت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آنے پائے۔ یہ صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ہی دل گردہ ہے کہ وہ اُن سب نزاکتوں کو سامنے رکھتے ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے واقعات تاریخ فقہ میں ہزار ہا موجود ہیں جن کی وجہ سے فقہ کے ساتھ حدیث کا تعلق اور اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں بیان فرمایا ہے۔

"وكذلك قال الفقهاء وهم اعلم بمعنى الحديث"
یعنی فقہاء نے یوں ہی فرمایا ہے اور وہ ہی حدیث کے معنی کے زیادہ علم وواقفیت رکھنے والے ہیں۔ چوتھی صدی ہجری کے مشہور محدث امام ابوبکر محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب ''معانی الاثار'' میں متعدد جگہ تحریر فرمایا ہے کہ شرعی علوم میں علماء کا اطلاق صرف فقہاء پر ہی ہوتا ہے دوسرے علماء کو قید کے ساتھ بولتے ہیں مثلاً علماء حدیث، علماء تفسیر وغیرہ فقہ ہی وہ علم ہے جو سب کو جامع ہے غالباً اسی وجہ سے فہم حدیث اور قرآن کے لیے فقہ بہت ضروری ہے۔

O اخبرنا ابو القاسم عبد اللّٰه بن محمد الشاهد قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن عطيه قال ثنا الترجماني قال ثنا حسان بن ابراهيم عن ابراهيم الصائغ قال كنت عند عطاء بن ابى رباح وعنده ابو حنيفة فسئل عن قول اللّٰه عزوجل. "وآتيناه اهله ومثلهم معهم" فقال عطاء بن ابى رباح ردالله علىٰ ايوب عليه السلام اهله ومثل اهله ولده. الخ.

اخبار ابی حنیفہ ص 24۔ الموفق ج اول ص 158۔

حسان بن ابراہیم نے ابراہیم صائغ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں عطاء بن ابی رباح کے پاس تھا اور اُن کے پاس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے عطاء بن ابی رباح سے اللہ عزوجل کے فرمان "و آتيناه اهله ومثلهم معهم" کے متعلق دریافت کیا تو عطا ابن ابی رباح نے کہا: اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام پر اُن کی اہل اور اُن کے اہل اور ان کی اولاد کی مثل واپس فرمائی۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابومحمد! کیا اللہ تعالیٰ نے نبی (حضرت ایوب علیہ السلام) پر وہ اولاد واپس لوٹائی جو اُن کے صلب سے نہیں۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھ سے درگذر فرمائے تم نے اس کے متعلق کیا سنا ہے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام پر اُن کی اہل اور اُن کی صلبی اولاد اُن کی اُولاد کی مثل نیکیاں واپس لوٹائیں۔ عطاء بن رباح نے کہا: یہ جواب اچھا ہے۔

اس سے آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افقہیت واعلمیت اور فراست باطنی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس آیہ مبارکہ کے متعلق کیسا حسین اور خوبصورت جواب ارشاد فرمایا۔

O قاضی ابوعبد اللہ حسین بن علی صیمری نے کہا میں نے ابوجعفر طحاوی کی اس کتاب میں۔ جس میں انہوں نے ہمارے اصحاب کو جمع کیا ہے یہ منقول پاتے ہیں۔

قال ثنا ابوجعفر قال سمعت ابا خازم القاضي يقول ثنا سويد بن سعد الحدثاني عن على بن مسعر قال كنا عند ابوحنيفة رضى اللّٰه عنه فاتاه عبد الله بن مبارك فقال له ما تقول فى رجل كايطبخ قدرا له فوقع فيها طائر ممات. الخ. اخبار ابوحنيفه ص 25. الموفق ج اول ص 159.

علی بن مسعر سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس حضرت

عبد اللہ بن مبارک آئے۔ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: اس مرد کے متعلق کیا کہتے ہو کہ وہ اپنی ہنڈی پکا رہا تھا تو اس میں پرندہ گر کر مر گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہارا اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ تو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت پیش کی کہ شوربا کو بہا دیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھا لیا جائے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس طرح کہتے ہیں۔ مگر اس میں ایک شرط ہے وہ یہ کہ اگر پرندہ ہنڈی کے جوش مارنے کی حالت میں گرا تو گوشت کو پھینک دیا جائے اور شوربا کو بہا دیا جائے۔ اور اگر پرندہ ہنڈی کے سکون کے حال میں گرا تو گوشت کو دھو لیا جائے اور شوربا کو بہا دیا جائے، عبد اللہ بن مبارک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: تم نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لیے کہ جب ہنڈی کے جوش مارنے کے حال میں وہ پرندہ گرا تو وہ گوشت میں وہاں تک پہنچ گیا جہاں تک سرکہ وغیرہ پہنچتا ہے (مراد یہ ہے کہ اس پرندہ کا اثر گوشت کے اندر چلا گیا) اور ہنڈی کے سکون کی حالت میں گرا اس نے صرف گوشت کو آلودہ کیا لیکن اس کے اندر داخل نہیں ہوا عبد اللہ بن مبارک نے کہا: ''ھذا زرین'' فارسی میں اس کا معنی مذہب ہے۔ یعنی یہ ہے مذہب۔

O اخبرنا ابوحفص عمر بن ابراھیم المقرئ قال ثنا مکرم قال ثنا احمد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا زائدہ قال، قال رجل لابی حنیفۃ ما تقول فی رجل قال لا ارجو الجنۃ ولا اخاف النار واکل المیتۃ واشھدبما لم ار لا اخاف اللہ واصلی بلا رکوع وسجود الخ۔

اخبار ابوحنیفہ ص 26۔ الموفق ج اول ص 101۔

احمد بن یونس نے کہا: ہم سے زائدہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: ایک شخص نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے کہا: میں جنت کا امیدوار نہیں اور نہ ہی جہنم سے ڈرتا ہوں۔ میں مردار کھاتا ہوں۔ میں اس چیز کی گواہی دیتا ہوں جو میں نے نہیں دیکھی۔ اور نہ ہی میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور میں بلا رکوع وجود نماز پڑھتا ہوں۔ حق کو مبغوض اور فتنہ کو محبوب سمجھتا ہوں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: اور آپ اس کو پہچانتے تھے کہ وہ اُن سے بہت سخت بغض رکھتا ہے۔ اے ابوفلاں! تو نے اس کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے اور تجھے اس کا علم ہے۔ اس شخص نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: میں نہیں جانتا ہوں، لیکن میں اس سے کوئی چیز بہت بڑی نہیں پاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے تم سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یہ شخص بہت برا ہے۔ اور یہ صفت کافر کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا اور اپنے اصحاب سے فرمایا: بخدا! یہ شخص حق اولیاء کرام سے ہے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: اگر میں تجھے بتا دوں کہ وہ اللہ عزوجل کے اولیاء سے ہے کیا تم اپنی زبان کی شر مجھ سے روک لے گا۔ اس شخص نے کہا: جی ہاں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا یہ قول کہ وہ جنت کا امیدوار نہیں اور دوزخ سے نہیں ڈرتا۔ وہ شخص جنت کے پروردگار کا امیدوار ہے اور جہنم کے پروردگار سے ڈرتا ہے۔ اور تیرا

یہ قول وہ اللہ سے نہیں ڈرتا وہ اللہ ظلم وجور سے نہیں ڈرتا اللہ عزوجل نے فرمایا: ''و ما ربك بظلام للعبید'' اور تیسرا یہ قول کہ وہ مردار کھاتا ہے وہ مچھلی کھاتا ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ وہ بلا رکوع وجود نماز پڑھتا ہے اس نے اپنا اکثر عمل نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا بنا رکھا ہے اور وہ مقامات جنائز کو لازم سمجھتا ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ اور تیسرا یہ قول کہ وہ اس چیز کی گواہی دیتا ہے جو اس نے نہیں دیکھی۔ یہ حق کہ شہادت وہ گواہی دیتا ہے ''ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ'' اور تیسرا یہ قول کہ وہ حق کی مبغوض گردانتا ہے۔ وہ باقی رہنے کو پسند کرتا تا کہ وہ ہمیشہ اللہ عزوجل کی اطاعت پیروی کرے۔ اور موت کو مبغوض سمجھتا ہے اور وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''وجاء ت سکرۃ الموت بالحق'' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس آیہ کریمہ کی اس طرح تلاوت فرمایا کرتے تھے ''وجاء ت سکرۃ الحق بالموت'' اور فتنہ تو دل مال واولاد کی محبت پر مجبور (جبلت وطبیعت) ہے اور یہ مومنین کے دلوں پر عظیم فتنہ سے ہے۔ الموفق میں یہ زیادہ ہے کہ وہ شخص کھڑا ہوا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ علم کے لیے ظرف ہیں اور میں آپ کے متعلق جو کہتا رہا ہوں اللہ عزوجل سے اس کی معافی چاہتا ہوں۔

یہ وہ مسائل ہیں جن کا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ جواب دیا اور جس کے جواب سے آپ کے زمانہ کے علماء عاجز دکھائی دیے۔ اور یہ اللہ عزوجل کی عطا ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے۔ اس لیے ائمہ کبار امام صاحب رضی اللہ عنہ کے رموز عقل اور فراست اور آپ کے افقہ واعلم اور ثقہ فی الحدیث ہونے کے معترف تھے۔ اور بڑے بڑے کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے آپ کے سامنے زانو تلمذ تہہ کیا اور آپ کے فتویٰ اور رائے کے مطابق عمل کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کے معانی کے زیادہ اعلم ہیں اور اُن کے خفیہ علوم ودقائق اور آئندہ پیش آنے والے حوادثات سے باخبر تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ذکاوت وذھانت کے لیے یہی کچھ کم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اُن کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ اگر دین آسمان ثریا پر بھی ہوگا تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے اُتار لائے گا۔ مسلم شریف۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے باتفاق علمائے امت اس کا مصداق حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ اسی طرح جب امام مالک سے آپ کے متعلق استفسار کیا گیا تو امام مالک نے فرمایا:

اگر یہ شخص دلائل کے ذریعہ سے اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہے تو ثابت کر سکتا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست، وفور عقل اور فہم وذکاوت اور تفقہ کا اعتراف دانشمندان عالم نے کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مدون شدہ فقہ اُن کے علمی کمالات کا مظہر ہے جو کالشمس الظہر محتاج تعارف وبیان نہیں۔ بطور نمونہ امام صاب کا قتادہ بن دعامہ سے مناظرہ پیش خدمت ہے۔

قتادہ سے مناظرہ

اخبرنا عبد اللہ بن محمد البزاز قال ثنا مکرم قال ثنا احمد بن محمد بن مفلس قال ثنا

العباس بن بكار قال ثنا اسد بن عمرو قال دخل قتادہ الكوفة منزل دار ابوبردہ فخرج فقال لا يسا لنی احد عن مسألة من الحلال والحرام الا احبية فقال له ابوحنيفه. الخ.

اخبار ابوحنیفہ ص 23۔ الموفق ج اول ص 102۔

عباس بن بکار نے کہا: ہم سے اسد بن عمرو نے بیان کیا انہوں نے کہا: ایک حضرت قتادہ کوفہ میں تشریف لائے اور ابو بردہ کے گھر قیام فرمایا۔ انہوں نے باہر نکل کر اعلان کیا کہ حلال وحرام مسئلہ کے متعلق جو بھی مجھے دریافت کرے گا میں اس کو جواب دوں گا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوالخطاب! آپ مفقود الخبر کی بیوی کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ اس نے اس سے مایوس ہوکر اور یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ مر گیا ہے دوسرا نکاح کرلیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد پہلا شوہر بھی آ گیا اور اس کے ہاں اولاد بھی تھی۔ تو پہلے خاوند نے اولاد کی نفی کی اور دوسرے نے اس کا دعویٰ کیا۔ کیا ہر ایک ان دونوں میں سے اس پر تہمت لگا رہا ہے یا وہ شوہر جس نے اولاد کا انکار کیا ہے۔ اس کا جواب کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے اپنی رائے سے جواب دیا خطا کرے گا۔ اور اگر اس کے متعلق کہا ''حدثنا'' تو وہ ضرور جھوٹ بولے گا۔ قتادہ نے کہا: کیا یہ مسئلہ واقع ہو چکا ہے لوگوں نے کہا: نہیں، قتادہ نے کہا: جو واقعہ ابھی تک پیش نہیں آیا اس کے متعلق کیوں پوچھتے ہو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علماء کو ایسی مصیبت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اور اس کے نزول سے قبل اس سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہیے۔ اور جب وہ مصیبت نازل ہوگی تو لوگ اس کو پہچان لیں گے اور اس کے متعلق دخول وخروج بھی وہ پہچان جائیں گے۔ قتادہ نے کہا: اس مسئلہ کو چھوڑ دو۔ مجھ سے تفسیر کے متعلق سوال کرو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس آیۂ مقدسہ ''قال الذی عنده علم من الكتاب انا آتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك'' کے متعلق کیا کہتے ہو۔ قتادہ نے کہا: ہاں وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب آصف بن برخیا تھے۔ اور وہ اللہ عزوجل کا اسم اعظم جانتے تھے، امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اس اسم اعظم کو جانتے تھے قتادہ نے کہا: نہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص زمانہ نبی میں ہو اور وہ شخص نبی سے زیادہ اعلم ہو۔ قتادہ نے کہا: نہیں۔ بخدا! میں تمہیں تفسیر کے متعلق کچھ بیان نہیں کروں گا۔ تم مجھ سے اس کے بارے میں سوال کرو جس میں علماء اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم مومن ہو۔ قتادہ نے کہا: مجھے امید ہے میں مومن ہوں۔ (یعنی انہوں نے کہا: انشاء اللہ میں مومن ہوں)۔

''محدثین رحمہم اللہ کا مسلک ہے کہ جب وہ اپنے ایمان کے متعلق کہتے ہیں تو انشاء اللہ لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح کسی نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی انشاء اللہ کہہ دیا۔ سائل نے کہا: یہاں انشاء اللہ کا کیا محل ہے تب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس وجہ سے انشاء اللہ کہا کہ زبان سے دعویٰ کروں اور خدا کے ہاں اس دعوے میں جھوٹا ثابت ہوں''

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قتادہ سے کہا: ایسا کیوں کرتے ہو تو قتادہ نے اللہ عزوجل کے فرمان کی وجہ سے اللہ عزوجل نے

فرمایا: ''والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین'' اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اے قتادہ) تم اس طرح کیوں نہیں کہتے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ جب اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ فرمایا ''اولم تومن قال بلٰی ولٰکن لیطمئن قلبی'' اسد بن عمرو نے کہا: قتادہ ناراض ہوکر اُٹھ کر ابوبردہ کے گھر چلے گئے۔ اور قسم کھائی کہ وہ اُن سے حدیث بیان نہیں کریں گے۔

قاضی کوفہ یحییٰ بن سعید سے مناظرہ۔

اخبرنا ابوحفص عمر بن ابراهیم قال ثنا مکرم قال ثنا محمد بن عبد السلام عن ابراهیم بن محمد الذراع قال ثنا یوسف بن خالد قال سمعت ابا حنیفة قال. قدم علینا ربیعة الرائی ویحیٰی بن سعید قاضی الکوفة فقال یحیٰی لربیعه الا تعجب من اهل هذا لمصر اجمعوا علیٰ رای رجل واحدٍ قال ابوحنیفه فبلغنی ذٰلك. الخ. اخبار ابوحنیفه ص 29. الموفق ج اوّل ص 115.

یوسف بن خالد نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ربیعۃ الرای اور یحییٰ بن سعید ہمارے پاس آئے۔ یحییٰ بن سعید نے ربیعہ سے کہا: کیا تم اہل کوفہ پر تعجب نہیں کرتے کہ وہ محض ایک شخص (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کی رائے پر جمع ہو گئے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی۔ تو میں نے اُن کی طرف امام ابویوسف، امام زفر اور اپنے چند اصحاب کو بھیجا۔ تاکہ وہ قاضی یحییٰ بن سعید سے مناظرہ کریں، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی یحییٰ بن سعید سے کہا: تم اس غلام کے متعلق کیا کہتے ہو جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے۔ جن میں سے ایک نے آزاد کر دیا۔ قاضی یحییٰ بن سعید نے کہا: یہ آزاد کرنا جائز نہیں۔ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیوں۔ قاضی یحییٰ بن سعید نے جواب دیا یہ ضرر ہے یعنی نقصان پہنچانا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ روایت آئی ہے۔ ''لا ضرر ولا ضرار'' نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ۔

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر اس کو دوسرا آزاد کرنا چاہے۔ قاضی یحییٰ بن سعید نے کہا: اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تم نے اپنی قول کی خود ہی مخالفت کی ہے۔ اگر پہلا کلام کوئی کچھ عمل نہیں کرتا (یعنی ایک شریک کے آزاد کرنے سے غلام آزاد نہیں ہوتا) اور اس سے غلام آزاد نہیں ہوتا۔ لہٰذا دوسرے شریک کے بارے میں بھی یہی صورت ہوگی۔ اور وہ غلام بدستور غلام ہی رہے گا۔ یحییٰ بن سعید قاضی خاموش ہوگیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

قاضی ابن لیلیٰ کے فتویٰ پر تنقید

عن محمد بن ابراهیم انبا علی بن عیسیٰ اخبرنا ابوعبد الرحمن الموذب وکان امام مسجد محمد بن الحسن. قال کانت امراة مجنونه لها لقب وکانت اذا دعیت بذٰلك اللقب شتمت فدعا ها رجل بذٰلك اللقب فقذ فت ابویه وهما فی الاحیاء فرفعت الیٰ ابن ابی لیلیٰ فاتاما علیها

حدین فی مجلس واحد۔ الخ۔ مناقب کردری ج اول ص 165۔ الموفق ج اول ص 15۔

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ہمیں علی بن عیسیٰ نے خبر دی انہوں نے کہا: ہمیں ابوعبدالرحمٰن مودب نے خبر دی اور ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسن کی مسجد کے امام تھے۔ ابوعبدالرحمٰن مودب نے کہا: ایک مجنونہ عورت تھی جس کا ایک لقب تھا جب بھی اسے اس لقب کے ساتھ بلایا جاتا تھا وہ گالیاں دیتی تھی۔ چنانچہ ایک شخص نے اس مجنونہ عورت کو اس لقب کے ساتھ بلایا تو اس عورت نے اس کے والدین پر تہمت لگائی اور کہا ''یا ابن الزانتیین'' حالانکہ وہ دونوں زندوں میں تھے (یعنی ابھی تک بقید حیات تھے) یہ معاملہ ابن ابی لیلیٰ کے ہاں پیش کیا گیا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ جب ابن ابی لیلیٰ مجلس قضاء (مسجد) سے آرہے تھے تو انہوں نے خود یہ الفاظ سنے۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے اس عورت کو مسجد میں کھڑا ہونے کی حالت میں دو حدیں جاری کرنے کا حکم دیا۔ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ابن لیلیٰ نے اس میں چند غلطیاں کی ہیں۔

1- اصول عدالت کے خلاف لوٹ کر پھر مجلس قضاء میں آئے۔
2- اس میں اس کے والدین کو مدعی ہونا چاہیے تھا اور ابن ابی لیلیٰ خود ہی مدعی بن گئے۔
3- ایک ہی جگہ دو حدیں جاری کر دیں حالانکہ ایک حد مارنے کے بعد جب سکون ہو جاتا تب دوسری حد جاری کی جاتی۔
4- اس عورت پر دو حدیں جاری کی ہیں حالانکہ اگر قاذف بہت سارے لوگوں پر تہمت لگائے تو اس پر ایک ہی حد ہے۔
5- اس عورت پر بحالت قیام حد جاری کی حالانکہ عورت کو کھڑا کر کے حد قائم نہیں کی سکتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت پر بیٹھا کر حد جاری کرنے کا حکم فرمایا ہے۔
6- وہ عورت مجنونہ تھی اور مجنونہ پر حد جاری نہیں ہوتی کیونکہ اس سے قلم مرفوع ہے۔
7- ابن ابی لیلیٰ نے حد مسجد میں مارنے کا حکم دیا حالانکہ حد مسجد میں نہیں لگائی جاتی۔

قاضی ابن ابولیلیٰ یہ سن کر بہت برہم ہوئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی شکایت گورنر کوفہ کے ہاں جا کر کر دی، گورنر نے حکم دے دیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اب فتویٰ نہیں دے سکتے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فتویٰ سے رک گئے۔

یہاں تک کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کئی دن فتویٰ نہ دیا حتیٰ کہ ولی عہد کا ایک قاصد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور چند مسائل پیش کیے کہ وہ ان کے متعلق فتویٰ دیں، حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دینے سے انکار کر دیا اور کہا مجھے فتویٰ دینے سے روک دیا گیا ہے۔ وہ قاصد امیر کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا۔ امیر نے کہا: میں نے انہیں فتویٰ کی اجازت دی۔ تب امام صاحب رضی اللہ عنہ فتویٰ کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ اس واقعہ کو خطیب بغدادی نے بھی نقل کیا ہے اور انہوں نے اس عورت مجنونہ کا نام ام عمران لکھا ہے۔ تعجب ہے مفتی عزیز الرحمٰن پر کہ انہوں نے اکثر مقامات پر حوالہ کے مطابق بیان نہیں کیا۔ میں نے اکثر مقامات دیکھے ہیں جہاں انہوں نے اصل عبارت کے ترجمہ میں خطا کی ہے اور حوالہ کے مطابق وہ ترجمہ نہیں ہے۔ یہی واقعہ ابن ابی لیلیٰ کا ہی لے لیجئے۔ مفتی صاحب نے ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فتویٰ سے رک گئے ایک دن اتفاق سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اُن سے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا ''جان پور'' اپنے بھائی حماد سے معلوم کرلو مجھے حاکم کی طرف سے ممانعت ہے۔ اور ہمیں اپنے حکام کا حکم ماننا چاہیے۔

مفتی صاحب کی یہ عبارت کسی اصل کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ مفتی صاحب نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ''اہم واقعات زندگی اور مناظرے ومسائل'' کے ماتحت الموفق اور کردری اور خطیب بغدادی کے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ یہ تینوں کتب میرے پاس موجود ہیں لیکن اُن تینوں کتابوں میں مفتی صاحب کی منقولہ عبارت جس کا انہوں نے ترجمہ کیا ہے نہیں پائی جاتی۔ حتیٰ کہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر نے ''الخیرات الحسان'' میں لکھا ہے۔

و قیل کانت له بنت تسمی بذلك وردبانه لایعلم له ولد ذکر ولا انثی غیر حماد۔ (الخیرات الحسان ص45)

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوائے حماد کے کوئی اولاد معلوم نہیں نہ مذکر اور نہ ہی مونث معلوم نہیں مفتی صاحب نے یہ ترجمہ کہاں سے لیا ہے۔ خطیب بغدادی نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

لیکن انہوں نے بھی صرف یہی لکھا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کچھ دن فتویٰ دینے سے رک گئے حتیٰ کہ امیر کے چند مسائل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ نے یہ کہہ کر فتویٰ دینے سے انکار کر دیا کہ مجھے امیر کی طرف سے ممانعت ہے چنانچہ امیر نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو فتویٰ کی اجازت دے دی۔ (خطیب بغدادی ج13 ص350)

یہ تھے وہ چند مائل مستحسنہ جن کا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ جواب دیا جن کا جواب دینے سے آپ کے ہم عصر علماء عاجز نظر آئے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عظیم ذکاوت پر دلالت کرتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مسائل مبہمہ کے جوابات مسکتہ سے دانشمندان عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اور وقت کے قضاء حضرات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذہانت وذکاوت اور خداداد صلاحیت کو دیکھ کر آپ کے حسد میں مبتلا ہو گئے۔

حدیث شریف آیا ہے:

"اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ"

مومن کی فراست سے ڈرو۔ کہ وہ اللہ عزوجل کے اس نور سے دیکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُنھیں عطا فرمایا اور اسی نور کے باعث وہ لوگوں کے ضمائر سرائر کو دیکھتے ہیں۔ اور جیسے وہ کہتے ہیں ویسا ہی ہوتا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست میں سے ہے کہ آپ نے داؤد طائی سے فرمایا: تم عبادت کے سبب خلوت نشینی اختیار کرو گے۔ اور جیسا امام نے فرمایا: ایسا ہی ہوا۔ داؤد طائی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور مساوات صوفیہ میں سے شیخ المشائخ شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے شیخ معروف کرخی ہیں۔ اور وہ شیخ سری سقطی کے شیخ ہیں اور وہ شیخ جنید بغدادی کے شیخ ہیں۔ اُن کے متعلق کہا گیا ہے اگر داؤد طائی کے حق میں اہل دنیا کا وزن کیا جائے تو از روئے زُہد وتقویٰ وہ اہل دنیا سے گراں ہیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میرے والد نے وفات پائی میں اس وقت کم عمر تھا۔ میری والدہ مجھے کام سکھانے کے لیے کاریگر کے پاس لے کر گئی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے راستہ میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس تھا میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس درس کو دیکھ کر وہاں چلا گیا اور بیٹھ گیا۔ میری والدہ مجھے وہاں سے کھینچ کر لے جانا چاہتی تھی لیکن میں وہاں سے نہ اُٹھا۔ آخر کار میری والدہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایک بیوہ عورت ہوں اور یہ یتیم بچہ ہے مجھے معلوم نہیں آپ نے اس بچے سے کیا کہا۔ جہاں روزگار کے لیے میں اس کو لے کر جانا چاہتی ہوں وہ نہیں جا رہا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بچے کو ادھر ہی چھوڑ دجاؤ کہ وہ علم حاصل کرے گا۔ عنقریب یہ بچہ فیروزج کے صحن میں روغن کے ساتھ پستہ کا فالودہ پئے گا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب مجھے عہدہ قضاء دیا گیا ایک دن میں خلیفہ رشید کے ہمراہ صحن فروزہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کا نوکر فالودہ لے کر آ گیا۔ خلیفہ نے مجھے کہا یہ فالودہ نوش فرمائیں اور یہ فالودہ اس قسم سے ہے کہ ہر وقت اس طرح کا فالودہ تیار نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں یہ بات سن کر ہنس پڑا۔ خلیفہ نے مجھ سے تبسم کی وجہ پوچھی تو میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا وہی قصہ خلیفہ سے بیان کر دیا۔ حنیفہ نے کہا: علم بلاشبہ فوائد عطا کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں مراتب کو بلند کرتا ہے۔ اس کے بعد خلیفہ نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے کہ انہوں نے ان چیزوں کو دیکھا کہ دوسرے لوگ بچشم سر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست کو دیکھا کہ آپ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جس طرح فرمایا ایسا ہی ہوا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

مسعودی فی فروع حنیفہ قاضی ابو محمد عبد اللہ بن حسین ناصحی متوفی 447ھ میں ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کے آخری ایام میں اپنے بیٹے حماد سے فرمایا: میری تین وصیتیں یاد رکھو۔

1- مجھے معلوم ہوتا ہے میری موت میرے قریب پہنچ چکی ہے۔ جب ایسا ہو جائے تو صبر کرو اور حوصلہ رکھو کیونکہ جوانمردوں کا یہی شیوہ ہے۔

2- مجھے مارا جائے گا مگر یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی مجھے نہیں مارے گا۔ مگر ایک مسلمان جو کہ زانیہ عورت سے ہوگا۔

3- میری وفات کے بعد تین دن کے اندر ایک فتنہ عظیم پیدا ہوگا۔ چنانچہ میری نماز جنازہ کے بعد تین دن تک حجرہ میں پوشیدہ رکھنا اور بجائے میرے ایک جعلی میت میری قبر میں دفن کر دینا تا کہ لوگوں کو گمان ہو جائے یہ قبر میری ہی ہے۔

حضرت حماد بن ابو حنیفہ فرماتے ہیں اسی طرح ہوا کہ حاسدین کے حسد کے باعث خلیفہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو مارنے

کا حکم دیا اور ہر ایک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو مارنے سے انکار کر دیا مگر ایک مسلمان نے دنیا کے مال ومتاع کی امید کی خاطر بادشاہ کے حکم پر عمل کیا اور جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس سانحہ عظیم سے موت واقع ہوگئی۔ تو حماد نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کے بعد لاش مبارکہ کو ایک تاریک خانہ میں لوگوں سے مخفی کر دیا اور ایک جعلی جنازہ گھر سے باہر نکلا اور دفن کر دیا۔ حاسدین نے باہم مشورہ کیا کہ شاید ہم سے جو ہوا بادشاہ نادم ہو کر ہمیں سزا نہ دے۔ چنانچہ ہر ایک پر لازم ہے کہ گاہ بگاہ خلیفہ کے ہاں پیش ہو کر امام کے حق میں دوسری کی غیبت کر کے اس کو مغموم رکھا جائے۔ بادشاہ کو ہمارے بہتان کا خیال نہ آئے، اس طرح کہ وہ خواب بیان کرے اور خواب کا بیان ایک دوسرے سے مخالف ہو مگر جو بیان کیا جائے اس کی تعبیر ایک ہی ہو۔ اور وہ بیان یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا جسم قبر میں مسخ ہو چکا ہے اور وہ اصل حالت میں نہیں رہا۔ تمام مشورہ کرنے کے بعد ایک شب تاریک میں ایک کتا کو کفن پہنا کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر میں رکھ دیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی لاش (جو جعلی تھی) کو باہر نکال دیا۔

جب بکثرت لوگوں نے جو منافقین میں سے تھے بادشاہ کے سامنے اپنی الگ الگ خوابیں بیان کیں تو کثرت بیانات کے باعث بادشاہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں بدگمانی لاحق ہوئی۔

آخر کار بادشاہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کشائی کا حکم دیا۔ جب قبر کو دوبارہ کھودا دیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر سے کتا ملاحظہ کرنے کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کو بند کر دیا گیا۔ بادشاہ نے حماد (امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بیٹا) کو بلایا اور کہا سچ بتاؤ تمہارے باپ میں کون سا عیب پوشیدہ تھا جس کے باعث وہ قبر میں بصورت سگ ہو گئے ہیں۔ ورنہ ہم تمہارے باپ کو تمہاری طرح زندہ دیکھتے، حماد نے کہا: "العیاذ باللہ" اے بادشاہ! تو میرے والد بزگوار کو پہچانتا ہے خلیفہ نے کہ ہاں میں ان کو پہچانتا ہوں۔ حضرت حماد خلیفہ کو اس تاریخی حجرہ میں لے گئے جہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا وجود خاکی پڑا ہوا تھا۔ جب حضرت حماد نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے روئے مبارک سے پردہ کفن اٹھایا تو حجرہ آپ کے روئے مبارک کے پرتو سے مزین تھا۔ حضرت حماد نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار یہ ہیں نہ وہ جو تم نے دیکھا ہے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کا چوتھا دن تھا۔ اس کے بعد حضرت حماد نے بادشاہ کو اُن تین وصیتوں کے متعلق بتایا جو اُن کے والد گرامی نے اُنھیں کیں تھیں۔ اور بادشاہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کرامت سے بہت متعجب ہوا۔ چونکہ مارنے والے کا حال پوشیدہ تھا جب تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا فی الحقیقت وہ ایک زانیہ عورت کا بیٹا تھا۔

قضاء کے متعلق امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست

عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وروی الثقات عنه انه رضی الله عنه ضرب وحبس لیلیٰ القضاء فصبر علی ذٰلك ولم یل وکان سبب اکراهه علی القضاء انه کمامات القاضی الذی کان فی عصره فتش الخلیفة فی بلاده عن

احد ان یکون مکان القاضی الذی مات فلم یجدوا احد ایصلح لذلك غیر الامام لکثرة علمه وورعه وعفة وخوفه من الله تعالیٰ. الخ۔ میزان الکبریٰ ص 68.

ثقات نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قضاء کے لیے مارا گیا قید کیا گیا تا کہ وہ عہدہ قضاء قبول کریں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس مصیبت عظیم پر صبر فرمایا اور قضاء کو قبول نہیں فرمایا۔ اور قضاء کے کراہت کا سبب یہ تھا کہ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ہم عصر قاضی فوت ہو گیا تو خلیفہ وقت نے کوفہ سے کسی کو تلاش کیا کہ وہ اس قاضی کی جگہ جو فوت ہو چکا ہے عہدہ قضاء سنبھالے۔ لیکن انہوں نے سوائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہ پایا جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کثرت علم و ورع اور عفت اور خوف خدا سے متصف تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ لوگوں نے خلیفہ سے کہا: ہے ہم نے علماء کی تلاش کی ہے اور ہم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کسی کو افقہ اور اروع نہیں پایا اور اس کے قریب قریب سفیان ثوری ہیں اور پھر صلہ بن اشیم اور پھر شریک بن عبد اللہ نخعی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں تخمینہ (فراست) سے بتاتا ہوں کہ میں قید میں مارا جاؤں گا اور قضاء کو قبول نہیں کروں گا۔ اور سفیان ثوری بھاگ جائیں گے، اور صلہ ابن اشیم احمق بن کر خلاصی پا جائیں گے۔ اور شریک بن عبد اللہ عہدہ قبول کر لیں گے۔ اور یہ معاملہ ایسے ہی ہوا جیسے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سفیان ثوری لباس تبدیل کر کے اور عصا ہاتھ میں لے کر بلاد یمن کی طرف چلے گئے اور اُن کے خروج کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ اور شریک متولی بن گیا۔ اور صلہ بن اشیم خلیفہ کے پاس آیا اور اس سے کہا: تمہارے پاس گدھے اور گھوڑے کتنے ہیں اور آج تم نے کیا پکایا ہے۔ خلیفہ نے حکم دیا پاگل کو یہاں سے نکال دو۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو قضاء پر محبوس کیا گیا اور اُن کو مار دیا گیا۔

عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت میں اور اُن کی کتاب ''تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف'' کی روایت میں قدرے تغیر ہے۔ شاید کہ یہ اختلاف باعتبار وقوع کے ہو۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس رسالہ کی عبارت یہ ہے۔

وردی انه الی القضا ثلاثه مرأت فابی حتی ضرب فی کل مرة سوطاً فلما کان فی مرة الثالثة فاستشار صاحبیه فاستحسنا فلم یستحسن منهما فا بی حتی قید وحبس دمات فی السجود سنة مائة وخمس فی رجب وقیل فی شعبان وقیل نصف شوال ولم یخلف غیر ولده حماد انتهی۔

مروی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تین بار قضاء کے لیے بلایا گیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے عہدہ قضاء سے انکار فرما دیا حتیٰ کہ ہر بار آپ کو کوڑے لگائے گئے۔ جب تیسری بار آپ کو قضاء کے لیے طلب کیا گیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبین سے مشورہ کیا انہوں نے عہدہ قضاء قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن امام نے اُن کے مشورہ کو قبول نہ کیا اور عہدہ قضاء سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو قید کر دیا گیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے سجدہ کی حالت میں اپنی جان، جان آفرینش کو پیش کر

دی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات 150ھ میں ہوئی یہ رجب یا شعبان یا نصف شوال تھا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے سوائے حماد کے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

عارف اللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سوائے حماد کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ''ابوحنیفہ'' کے قول کو مسترد کرتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اپنے پدر بزرگوار سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے میری بیٹی! اپنے بھائی حماد سے مسئلہ دریافت کرو کیونکہ مجھے خلیفہ وقت کی طرف سے فتویٰ کی ممانعت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وفور عقل، ذہانت وذکاوت اور فراست باطنی پر یہ چند شواہد ہیں جو میں نے بطور تبرک پیش کیے ہیں ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست باطنی ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے ''زہے قسمت گر قبول افتد''۔

قسم پنجم

ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور خراج عقیدت پیش کرنا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اعلم وافقہ اور حافظ الحدیث ہونے کی شہادت دینا۔

یہ ایک عند الکل مسلمہ اصول ہے کہ شاہد کے لیے عادل وثقہ، زاہد وعابد وصادق اور خشیت الٰہی جیسے صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ اور یہ قاعدہ بھی علماء ربانین کے نزدیک مسلمہ ہے کہ شاہد کے عادل وصادق ہونے کی وہ لوگ شہادت دیں جن کی عدالت وثقاہت اور زہد وتقویٰ لوگوں میں معروف ومشہور ہو۔ اور باعتبار عدالت وثقاہت اور صادق وامین ہونے کے سب لوگ اُن پر اعتماد واعتبار کرتے ہوں۔ تو ایسے شخص کا شاہد ہونا عند الشریعت جائز اور ثابت ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ

احادیث مبارکہ کے صحیح وضعیف ہونے کا دارومدار اسناد پر ہے اور اسناد کے جملہ رواۃ نقاد رجال کے مرہون منت ہیں، جن رواۃ کے ثقہ اور عادل ہونے کی یہ شہادت دے دیں تو ان سے مروی احادیث سند صحیح سے متصف ہوتی ہیں ورنہ وہ مجروح قرار پاتی ہیں۔ ائمہ نقاد رجال جو جرح وتعدیل میں بالاجماع معتمد اور مسلم ہیں وہ یہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید القطانی یہ وہ امام ہیں جنہوں نے سب سے پہلے جرح وتعدیل میں کلام کیا ہے جن کے حق میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ''ما رایت بعینی مثل یحیٰی بن سعید القطان'' یعنی میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید قطان جیسا نہیں دیکھا۔ پھر اُن کے بعد اُن کے تلامذہ یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، عمر بن علی الفلاس، ابوخیثمہ وغیرہ۔ اور اُن کے تلامذہ مثل ابی زرعہ، ابی حاتم، بخاری، مسلم، ابی اسحاق جوزجانی سعدی اور اُن کے بعد نسائی، ابن خزیمہ، ترمذی، دولابی اور عقیلی وغیرہ۔ یہ ہیں وہ ائمہ نقد الرجال جو راوی کے جرح وتعدیل میں مشہور ہیں۔ اگر یہ نقاد رجال کسی کے حق میں عادل وثقہ ہونے کی شہادت دے دیں تو اُن کی روایت درست اور صحیح ہے۔ مخرجیں احادیث نے تخریج احادیث میں یہ کوشش کی ہے کہ وہ حدیث تخریج کی جائے جس کی اسناد

میں وہ راوی ہوں جو علماء نقد الرجال کے نزدیک ثقہ اور عادل ہوں۔ جیسے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں۔ اور کتب صحاح ستہ پر لوگوں کا اعتماد ہے۔

چنانچہ بندہ ناچیز نے اس قاعدہ کی بنا پر جن ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں اعلم وافقہ اور ثقہ فی الحدیث ہونے کی شہادت دی ہے اُن کی شہادت کو میزان نقاد رجال میں رکھا گیا ہے اور چھان بین کی گئی ہے کیا یہ شاہد قابل شہادت بھی ہیں یا نہیں۔ جب علماء نقد الرجال نے اُن کے حق شہادت دے دی کہ یہ ثقہ ہیں۔ عادل ہیں، تو پھر ان کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت بلا اختلاف عند الکل قابل قبول ہونی چاہیے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی ملحد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ثقہ فی الحدیث ہونے میں انکار کرنے یا شک کرے تو یقیناً اس نے ذخیرہ کتب احادیث بالخصوص کتب صحاح ستہ کی تکذیب کی کیونکہ ائمہ صحاح ستہ سے ان رواۃ سے روایت کی ہے جو ثقہ اور عادل ہیں۔ (**فافهم هن اوتدبر فانه من زلة الاقدام**)

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا اظہارِ عقیدت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

1- صاحب مذہب محمد ابن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت

قال حرملة بن يحيىٰ سمعت محمد ابن ادريس الشافعي يقول الناس عيال على هولاء من اراد ان يتجر في الفقه فهو عيال على ابي حنيفة الخ. تاريخ بغداد ج 13ص 346.

حرملہ بن یحییٰ نے کہا: میں نے محمد بن ادریس شافعی کو فرماتے ہوئے سنا ہے لوگ اُن پانچوں کے نمک خوار ہیں۔ جو شخص فقہ میں متبحر ہونا چاہیے وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عیال ہے۔

و سمعته يعني الشافعي يقول كان ابوحنيفة ممن وفق لكه الفقه.

حرملہ بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اُن لوگوں سے ہیں جنہیں فقہ میں کامل توفیق ملی ہے۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے باقی چار آدمیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے۔ جو شعر میں متبحر ہونا چاہیے وہ زہیر بن ابی سلمی کا عیال ہے۔ جو مغازی میں متبحر چاہے تو محمد بن اسحاق صاحب مغازی کا عیال ہے۔ اور جو نحو میں متبحر ہونا چاہے وہ کسائی کا عیال ہے اور جو قرآن کی تفسیر میں متبحر ہونا چاہے تو وہ مقاتل بن سلیمان کا نمک خوار ہے۔

حدثنا احمد بن الصلت الحماني قال سمعت ابا عبيد يقول سمعت الشافعي يقول من اراد ان يعرف الفقه فليلزم ابا حنيفه واصحابه فان الناس كلهم عيال عليه في الفقه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 346۔ الموفق ج دوم ص 31۔

احمد بن صلت حمانی نے کہا: میں نے ابوعبید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا جو فقہ کو پہچاننا چاہے تو وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب سے مجالست کرے کیونکہ فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔

حدثنا حرملة بن یحییٰ قال سمعت الشافعی یقول من لم ینظر فی کتب ابی حنیفه لم یتبحر فی الفقه. (اخبار ابوحنیفه واصحابه للصیمری ص 81)

حرملہ بن یحییٰ نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جو شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب کو نہ دیکھے وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔

اخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا احمد قال سمعت المزنی یقول سمعت الشافعی یقول الناس عیال علی ابوحنیفه فی القیاس ولا ستحسان.

اخبار ابوحنیفہ للصیمری ص 12۔ مناقب محمد بن محمد المعروف بابن بزاء کردری ج اول ص 90

مزنی نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ لوگ قیاس اور استحسان میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے اس قول کہ استحسان باطل ہے کہ قول کے بطلان کی دلیل ہے کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استحسان کو مقام مدح میں ذکر کیا ہے اور مدح صرف حسن کی ہی ہو سکتی ہے اس کے باوجود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کہا ہے میں بھی استحسان پر عمل کرتا ہوں۔

قال ادریس بن یوسف قراطیسی وکان من اجله اصحاب الشافعی قال سمعت الشافعی یقول. ما رایت اعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمد بن حسن.

اخبار ابوحنیفہ ص 123

ادریس بن یوسف قراطیسی (جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ اصحاب میں سے ہیں) نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حرام وحلال اور علل، ناسخ اور منسوخ کے متعلق اعلم حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد امام صاحب) سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

ذکر اسمعانی عن البوطی عن الشافعی رضی الله عنه قال اعاننی الله فی العلم برجلین فی الحدیث بابن عینیة وفی الفقه بمحمد. مناقب کردری ج دوم ص 150.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے مجھے علم میں دو شخصوں سے اعانت فرمائی حدیث میں ابن عیینہ اور فقہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے۔

ذکر الدیلمی عن الامام الشافعی رضی اللہ عنہ قال جالستہ عشر سنین وحملت من کلامہ حمل جمل لو کان کلم علی قدر عقلہ ما فھمنا کلامہ ولکنہ کان یکلمنا علی قدر عقولنا۔

مناقب کردری ج دوم ص155

دیلمی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں دس سال امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوں اور اُن کی تصنیفات اس قدر پڑھیں جن کو اونٹ اٹھا سکے۔ اگر امام محمد رضی اللہ عنہ اپنی عقل کے مطابق ہم سے کلام کرتے تو ہم اُن کا کلام نہ سمجھ سکتے۔ لیکن وہ ہم سے ہماری عقل وفہم کے مطابق کلام کرتے تھے۔

ولقد انصف الشافعی حیث قال من ارادلفقہ فلیلزم اصحاب ابوحنیفہ فان المعانی قد تیسرت لھم واللہ ما صرت فقیھا الا بکتب محمد بن الحسن۔ درمختار علی رد المحتار ج اول ص 38۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر انصاف فرمایا ہے کہ جو فقہ حاصل کرنا چاہے وہ اصحاب ابوحنیفہ سے سیکھے کیونکہ معانی اُن کو ہی میسر ہوئے ہیں۔ بخدا! میں بھی کتب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر ہی فقیہ بنا ہوں۔ للہٰذ روایات بالا مذکورہ پر غور فرمائیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی کسی قدر عظمت تھی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علی الاعلان یہ فیصلہ فرما دیا کہ فقہ میں جملہ فقہاء ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔ اور جس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب کو نہیں دیکھا وہ فقاھت یا تبحر فی العلم کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مقام تو اپنی جگہ مسلم خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) کے علم کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے کہ اگر وہ اپنی فقاہت اور علمیت کے مطابق کلام کرتے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر امام ومجتہد بھی اس کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر میں نے حرام وحلال اور علل اور ناسخ ومنسوخ کا اعلم نہیں دیکھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ ہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کافی ہے۔ کیونکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اگر شاگرد کی یہ شان ہے تو اُن کے استاد کا کیا مقام ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

2- صاحب مذہب حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت

اخبرنا عمر بن ابراھیم قال ثنا مکرم قال ثنا ابن مغلس قال ثنا الحمانی قال ثنا ابن مبارك قال کنت عند مالك بن انس فدخل علیہ رجل فرفعہ ثم قال اتدرون من ھذا حین خرج قالوا لا وعرفتہ انا فقال ھذا ابوحنیفۃ العراقی لو قال ھذہ الاسطوانہ من ذھب لخرجت کما قال۔ لقد وفق لہ الفقہ حتی ما علیہ فیہ کبیر مونۃ۔ قال ودخل علیہ الثوری فاجلسہ دون الموضع الذی اجلس فیہ ابا حنیفہ فلما خرج قال ھذا سفیان وذکر من فقھہ وورعہ۔

اخبار ابوحنیفہ للصمیری ص 74، الموفق ج دوم ص 26۔ مناقب کردری جلد اول ص 39

ابن مبارک سے روایت ہے کہ میں حضرت مالک بن انس کے پاس موجود تھا تو امام مالک کے پاس ایک شخص آیا امام مالک نے ان کو بلند جگہ پر بٹھایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو امام مالک نے حاضرین سے فرمایا: تم جانتے ہو یہ شخص کون تھا ابن مبارک کہتے ہیں میں اُن کو پہچانتا تھا۔ امام مالک نے فرمایا: یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عراقی ہیں (آپ کی علمیت کا یہ حال ہے) اگر آپ کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو دلیل سے اس دعویٰ کو ثابت کر دکھائیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کو فقہ میں وہ توفیق عطا فرمائی اس میں اُن کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ پھر امام ثوری آئے تو اُن کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کم درجہ میں جگہ دی جب وہ چلے گئے تو امام مالک نے فرمایا: یہ سفیان ثوری ہیں۔ اور ان کی فقاھت اور پرہیزگاری کا ذکر کیا۔

اخبرنا احمد بن الصباح قال سمعت الشافعي "محمد بن ادریس" قال قیل لمالك بن انس هل رایت ابا حنیفه قال نعم رایت رجلا لو كلمك في هذه الساریه ان یجعلها ذهبا لقام بحجته.

تاریخ بغداد ج13 ص338۔ الموفق ج دوم ص26۔ تہذیب الکمال ج10 ص314

احمد بن صباح نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ "محمد بن ادریس" سے سنا انہوں نے کہا: حضرت امام مالک بن انس سے کہا گیا کیا تم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے امام مالک نے فرمایا: جی ہاں میں نے دیکھا ہے۔ وہ ایک ایسے شخص ہیں اگر تجھ سے اس ستون کو سونے کا بنانے کے متعلق کلام کریں۔ تو وہ اس کو اپنی دلیل سے سونے کا ثابت کر دیں۔

عن اسحاق بن ابی اسرائیل سمعت محمد بن عمر الواقدي یقول كان مالك بن انس كثیر اما كان یقول بقول ابوحنیفه ویتفقده وان لم یكن یظهره۔ الموفق ج دوم ص 33.

اسحاق بن ابی اسرائیل جو ابوداؤد ونسائی کے شیوخ میں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اسحاق بن عمر واقدی امام مالک کے شاگرد کہتے تھے۔ کہ امام مالک اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق حکم دیتے تھے۔ اور اُن کے قول کی تلاش کرتے تھے اگرچہ وہ ظاہر نہیں کرتے تھے۔

قال اخبرنا الفضل بن بسام انبا اسماعیل بن اسحاق انباء اسحاق بن محمد (یہ جلیل القدر محدث اور ثقہ تھے ذہبی نے کہا: "ثبتا") قال كان مالك ربما اعتبر بقول ابی حنیفه في المسائل

(الموفق ج دوم ص 33)

امام مالک رضی اللہ عنہ اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو معتبر سمجھتے تھے۔

یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کمال مدح وتعریف ہے کہ امام مالک بذات خود ایک مجتہد امام ہونے کے اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو تلاش کرتے اور بسا اوقات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ صادر فرماتے اور آپ کی قوت استدلال کے معترف تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

3- صاحب مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے شہادت۔ **وقال احمد بن حنبل فی حقہ انہ من اھل الورع والزھد وایثار الاخرۃ بمحل لا یدرکہ احد** ۔عقو الجمان لمحمد بن یوسف صالحی ص 194۔الخیرات الحسان۔ص 77۔اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 57۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق یہ شہادت دی کہ آپ ورع اور زُہد وایثار آخرت میں ایسے مقام پر تھے جو کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو قضاء قبول کرنے کے لیے کوڑے لگائے گئے اور آپ نے عہدہ قضاء قبول نہیں فرمایا اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ورضوان ہو۔

وعن العباس بن محمد قال احمد بن حنبل اول ما طلبت الحدیث ذھبت الیہ وطلبۃ منہ ثم کتباھا عن الناس۔ مناقب کردری ج دوم ص125

عباس بن محمد سے روایت ہے جو سنن اربعہ کے شیوخ سے ہیں۔ کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں سب سے پہلے حدیث حاصل کرنے کے لیے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور پھر اور لوگوں سے حدیث کو لکھا۔

ناظرین کرام یہ روایات پڑھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں ائمہ ثلاثہ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر اعتراض رہا ہے۔ اب بنظر انصاف بتائیں ائمہ ثلاثہ تو یہی ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں اعلم وافقہ واروع ہونے کی شہادتیں پیش کر رہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت

قبل ازیں ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔

"اعلم الناس، افقه الناس، افقه، اعلم" وغيرها.

محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری فرماتے ہیں "وقوله اعلم الناس" یعنی آثار واحادیث کے اعلم۔ "و افقه الناس" یعنی احادیث وآثار کے معانی کے بہت جاننے والے۔ اس لیے کہ احادیث وآثار کے معانی کا علم احادیث وآثار کے علم کو مستلزم ہے۔ اس تصریح سے واضح ہو گیا کہ جہاں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کہا "اعلم الناس او اعلم" تو اس سے مراد آثار واحادیث کے اعلم مراد ہیں۔ اور جہاں انہوں نے یہ کہا "افقه الناس او افقه" تو اس سے مراد یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ آثار واحادیث کے معانی کے سب سے اعلم ہیں۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم حدیث وآثار پر دلالت کرتا ہے۔

مناقب کردری ج اول ص 43۔

فقہ دراصل حدیث ہے۔

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی فرماتے ہیں:

جمہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول، فعل، تقریر اور تابعین کے قول، فعل، تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ یعنی جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو یا صحابہ وتابعین نے فرمائی ہو۔ جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا صحابہ وتابعین نے کیا ہو وہ بھی حدیث ہے۔ اس طرح جو کام حضور علیہ السلام کے سامنے کسی نے کیا ہو یا کوئی بات کی ہو اور حضور علیہ السلام نے اس پر انکار نہ فرمایا ہو بلکہ سکوت فرمایا ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کسی نے کوئی فعل کیا یا کچھ کہا یا تابعین کے سامنے کسی نے کچھ کیا یا کہا تو صحابہ وتابعین نے اس پر سکوت فرمایا ہو تو وہ بھی حدیث ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

اعلم ان الحديث في اصطلاح جمهور المحدثين يطلق على قول النبي صلى الله عليه وسلم وفعله وتقريره وكذلك يطلق على قول الصحابي وفعله وتقريره وعلى قول التابعي وفعله

وتقریرہ۔

صدیق حسن بھوپالی نے خطہ کے 24ھ پر جمہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے حدیث کی یہی تعریف کی ہے میر سید شریف نے ترمذی شریف کے مقدمہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ تابعی کا قول، فعل، تقریر بھی حدیث ہے تو جمہور ائمہ کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعی ہیں لہٰذا آپ کا قول، فعل اور تقریر بھی حدیث ہی ہوا۔

اس ضابطہ اور قاعدہ کے مطابق اعلم الناس اور افقہ الناس سے مراد یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے آثار وحدیث کے اعلم ہیں اور آثار وحدیث کے معانی کے بھی آپ سب سے اعلم ہیں۔ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم حدیث کو مستلزم ہے" واللہ اعلم بالصواب"

خلف بن ایوب عامری رحمۃ اللہ علیہ

4- خلف بن ایوب عامری ابوسعید بلخی متوفی 205ھ ترمذی کے مشائخ سے ہیں۔ اسد بن عمرو بجلی، اسرائیل بن یونس اور خارجہ بن مصعب سے روایت کیا۔

ابو حاتم نے کہا: ان سے روایت کی جائے، حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اُن کا ذکر کیا اور اُن کے متعلق کہا اہل بلخ کے زاہد اور فقیہ تھے۔ خلیلی نے کہا: "صدوق مشہور"

عبدالرحمٰن بن ابوحاتم نے کہا: میں نے ابوحاتم سے اُن کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: اُن سے روایت کی جائے، امام ذہبی کہتے ہیں۔ وہ صاحب علم وعمل تھے اُن سے ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ میزان الاعتدال ج اول ص 659۔ تہذیب الکمال ج 3 ص 323، تہذیب التہذیب ج 3 ص 147۔

یہ خلف بن ایوب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس طرح شہادت دیتے ہیں **صار العلم من اللہ تعالیٰ الی محمد ثم صار الی اصحابہ ثم صار الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفۃ و اصحابہ فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط**۔ تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔ الخیرات الحسان ص 83۔ المومن ج دوم ص 120، مناقب کردری ج اول ص 36۔

اللہ تعالیٰ سے علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پھر آپ کے اصحاب کرام کے پاس آیا۔ پھر تابعین کے پاس آیا پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے پاس آیا جو چاہے راضی رہے اور جو چاہے ناراض رہے۔

حدثنا محمد بن القاسم البلخی انباء وھب بن ابراھیم القاضی انبا خلف بن ایوب الکوفی قال کنت اختلف الی مجالس العلماء فربما سمعت شیأً لا اعرف معناہ فیغمنی ذلک فاذانصرفت الی مجلس ابوحنیفۃ سالۃ عما کنت لا اعرفہ فیفسرلی ذلک فدخل فی قلبی من بیانہ وتفسیرہ النور. (الموفق ج دوم ص 40)

خلف بن ایوب کہتے ہیں۔ میں علماء کرام کی مجالس میں جاتا تھا بسا اوقات بہت سی ایسی باتیں سنتا تھا جن کے معنی نہ پہچانتا تھا۔ مجھے اس سے غمگینی حاصل ہوتی تھی۔ اور جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوتا اور ایسے مسائل کے متعلق اُن سے دریافت کرتا جو میں نہ پہچانتا تھا۔ آپ اُن کی مجھ سے تفسیر بیان فرماتے۔ تو اُن کے بیان اور تفسیر سے میرے دل میں نور پیدا ہو جاتا۔ (یعنی میرا دل اُن سے روشن ہو جاتا)

عن جعفر بن محمد عن الحسن بن جمعه سمعت خلف بن ایوب یقول کان ابوحنیفة شیئًا ندرا، وکان ابویوسف شیئًا عجبا ندرا، یعنی نادراً لا قیاس علیه. الموفق ج دوم ص 43.

خلفؔ بن ایوب نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک نادر چیز تھے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک عجب اور نادر چیز تھے۔ نادر کے معنی ہے اُن پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

5- سفیان بن عیینہ متوفی 198ھ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: اُن سے احتجاج پر امت کا اجماع ہے۔ اور سفیان مطلقاً ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام زہری کے اصحاب میں سفیان بن عیینہ سے کوئی بھی اتقن نہیں۔ امام عجلی کوفی نے کہا: حدیث میں وہ ثقہ اور ثبت ہیں اصحاب حدیث کے حکماء سے اُن کا شمار ہوتا ہے، ابن مدینی نے کہا: اے ابوسعید! سفیان حدیث میں امام ہیں۔ احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا: سفیان بن عیینہ کوفی ''ثقة، ثبت فی الحدیث'' ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے اَسّی (80) سے زائد تابعین کو پایا ہے اور اُن کا علم میں ایک قدر کبیر اور محل فطیر تھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر امام مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز کا علم جاتا رہتا۔ امیر المومنین ہارون نے کہا: لوگوں کے سردار سفیان بن عیینہ ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے بشر بن مفضل کو کہتے ہوئے سنا سطح زمین پر کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو سفیان بن عیینہ کے مشابہ ہو۔ میزان الاعتدال ج دوم ص 170۔ تہذیب الکمال ج 4 ص 271، تہذیب التہذیب ج 4 ص 119۔ تاریخ بغداد ج 9 ص 173۔ یہ سفیان بن عیینہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت دیتے ہیں۔

O حدثنا اسحاق بن البهلول سمعت ابن عيينه يقول ما مقلت عيني مثل ابی حنیفه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔ الموفق ج دوم ص 26

اسحاق بن بہلول فرماتے ہیں میں نے ابن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میری آنکھوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں دیکھا۔

O عن سوید بن سعید انبا سفیان بن عیینه قال اول من اجلسنی فی الحدیث ابوحنیفة قلت کیف، قال لما دخلت الکوفة قال لهم ابوحنیفه هذا اعلمهم بعمرو بن دینار فاجتمع الی المشائخ

يسالو ننى عن حديث عمرو بن دينار.

الموفق ج دوم ص64، مناقب کردری ج اول ص115، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص75۔

سوید بن سعید سے روایت ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا: مجھے حدیث سنانے کے لیے جس نے مجھے سب سے پہلے بٹھایا وہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا: کیسے، سفیان بن عیینہ نے کہا۔

جب میں کوفہ میں آیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: یہ (ابن عیینہ) عمرو بن دینار کی احادیث کی اعلم ہیں۔ تو میرے پاس مشائخ جمع ہو گئے اور مجھ سے عمرو بن دینار کی حدیث کے متعلق دریافت کرتے۔

O عن محمد بن مثنى صاحب بشر بن الحارث سمعت ابن عيينه قال العلماء ابن عباس فى زمانه والشعبى فى زمانه وابوحنيفه فى زمانه. وزاد الكردرى سفيان الثورى فى زمانه.

الموفق ج دوم ص64۔ کردری ج اول ص115۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص76

سفیان بن عیینہ نے کہا: ابن عباس۔ شعبی، ابوحنیفہ اور ثوری اپنے زمانہ کے علماء ہیں۔

O عن عبد الله بن الزبير الحميدى قال سمعت سفيان بن عينية يقول شيان ما ظننت انهما يجاوزان قنطرة الكوفة وقد بلغا الا فاق. قراة حمزه، درائى ابى حنيفه.

تاریخ بغداد ج13 ص346۔ مناقب کردری ج اول ص90

سفیان بن عیینہ کہتے تھے۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ دو چیزیں کوفہ کی حد سے تجاوز کر جائیں گی۔ حالانکہ وہ آفاق کو پہنچ چکی ہیں۔ اول قرات حمزہ۔ دوم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے۔

O عن ابن كاس سمعت سفيان بن عيينه يقول من ارادالمغازى فالمدينه، ومن ارادالمناسك فمكه، ومن ارادالفقه فا الكوفة وليلزم اصحاب ابوحنيفه.

الموفق ج دوم ص64، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص75۔ عقود الجمان ص188

ابن کاس سے روایت ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا جو مغازی کے متعلق کچھ حاصل کرنا چاہے تو وہ مدینہ منورہ جائے۔ اور جو مناسک حج چاہے تو وہ مکہ شرفہ جائے۔ اور جو شخص فقہ چاہے تو وہ کوفہ جائے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی مجالست کرے۔

O عن ابى يعقوب مرزوى سمعت ابن عينية يقول لم يكن فى زمان ابى حنيفة باالكوفة رجل افضل منه واورع ولا افقه منه. الموفق ج اول ص 195

ابو یعقوب مروزی سے روایت ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ سے کوئی افضل واورع نہیں تھا اور نہ ہی کوئی اُن سے زیادہ افقہ تھا۔ ابوالموید موفق بن احمد مکی فرماتے ہیں: میں

کہتا ہوں علی بن خشرم کی روایت میں ابن عیینہ سے اس طرح مروی ہے کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ متقی و پرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا۔ اور علی بن خشرم مسلم، ترمذی اور نسائی کے رواۃ سے ہیں۔

سفیان سعید بن مسروق ثوری

6- سفیان سعید بن مسروق ثوری ابوعبداللہ کوفی متوفی 161ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ حافظ مزی نے اُن کے 282 شیوخ نقل کیے ہیں اور سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج اور یحیٰی بن سعید قطان کو اُن کے شاگردوں میں نقل کیا ہے۔ شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ، ابوعاصم النبیل، یحیٰی بن معین اور اُن کے علاوہ بیشمار علماء کرام نے کہا: سفیان ثوری حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ اُن کے حق میں یہ شہادت کافی ہے۔

(تہذیب الکمال ج 4 ص 259۔ تاریخ الکبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ج 4 ترجمہ 2077، تہذیب التہذیب ج 4 ص 111)

یہ سفیان ثوری حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن ثابت بن موسیٰ ضبی زاهد قال کان الثوری اذا سئل عن مسئلة دقيقة وفی مناقب کردری کان اذا اشکل علی الثوری مسئلة یقول ما کان احد یحسن ان یتکلم فی هذا لامر الا رجل قد حسدناه ثم یسال اصحاب ابی حنیفة ما یقول صاحبکم یحفظ الجواب ثم یفتی به.

الموفق ج دوم ص 14۔ مناقب کردری ج اول ص 268، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 54

ثابت زاہد جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی کے رواۃ سے ہیں اور سفیان ثوری کے شاگرد ہیں ان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہ سفیان ثوری سے جب کسی دقیق مسئلہ کے متعلق دریافت کیا جاتا۔ اور مناقب کردری کے مطابق جب امام ثوری کو کسی مسئلہ میں مشکل پیش آتی تھی تو وہ کہتے تھے اس کا بہترین جواب وہی دے سکتا ہے جس سے ہم حسد کرتے ہیں۔ (مراد حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں) پھر سفیان ثوری یہ مسئلہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے دریافت کرتے۔ کہ تمہارے امام نے اس کے متعلق کیا فتویٰ دیا ہے۔ پھر جواب کو یاد رکھتے تھے پھر اس کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

O عن اسماعیل بن حماد عن ابی بکر بن عیاش قال مات عمر بن سعید اخو سفیان فأتیناه تعزیه فاذالمجلس غاص باهله وفیهم عبد الله بن ادریس اذاقبل ابوحنیفه فی جماعة، فلما راه سفیان تحرك من مجلسه ثم قام فاعتنقه، فاجلسه فی موضعه وقعد بین یدیه. الخ.

تاریخ بغداد ج 13 ص 341۔ مناقب کردری ج دوم ص 11۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 73

اسماعیل بن حماد ابوبکر بن عیاش سے روایت کی کہ سفیان ثوری کے بھائی عمر بن سعید فوت ہو گئے۔ ہم اُن کی تعزیت کے لیے اُن کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی مجلس گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں عبداللہ بن ادریس بھی موجود تھے۔ اسی وقت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک جماعت کے ہمراہ تعزیت کے لیے تشریف لائے۔ جس

وقت سفیان نے اُن کو دیکھا تو مجلس سے اُٹھ کر تعظیم وخیر مقدم کے لیے آگے بڑھے۔ اور نہایت ہی عزت واکرام کے ساتھ اپنی جگہ پر بٹھایا۔ اور خود آپ کے آگے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ تعزیت کر کے واپس تشریف لے گئے تو میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! آج میں نے آپ کا ایسا عمل دیکھا ہے جسے آپ ناپسند کرتے تھے۔ اور ہمیں اس سے باز رکھا کرتے تھے، سفیان ثوری نے پوچھا ایسا کون سا عمل تم نے دیکھا ہے میں نے کہا: آپ کے پاس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لیے قیام کیا بلکہ اُن کو اپنی جگہ بٹھا کر نہایت درجہ ادب واحترام کیا۔ سفیان نے جواب دیا۔ میں نے اُن کے لیے تو تمہیں کبھی منع نہیں کیا یہ شخص (امام صاحب) علم کے بہت بلند وارفع مقام پر فائز ہیں۔ اگر میں اُن کے علم کے لیے کھڑا نہ ہوتا۔ تو میں اُن کی کبرسنی کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر میں اُن کی بزرگی کے لیے کھڑا نہ ہوتا تو اُن کے فقہ کے کے لیے کھڑا ہوتا اور اگر میں اُن کے فقہ کے لیے کھڑا نہ ہوتا تو میں اُن کے تقویٰ اور ورع کے لیے کھڑا ہوتا۔ ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں میں اُن کے اس جواب سے لاجواب ہو کر رہ گیا۔

سفیان ثوری کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ عنہ علم کے نہایت بلند اور ارفع مقام پر فائز تھے۔ یقیناً سفیان ثوری جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں آپ کے علم حدیث کے معترف ہیں۔

O عن حسن بن بشر قال حدثنی زائده قال رایت تحت راس سفیان کتاباً ینظر فیه. فاستاذنته فی النظر فیه، فدفعه الی فاذاهو کتاب الرهن لا بی حنیفة فقلت له تنظر فی کتبه فقال وددت انها کلها عندی مجتمعه انظر فیها ما بقی فی شرح العلم غایة ولکنا ما ننصفه.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 65 مناقب کردری ج دوم ص 9۔ الخیرات الحسان ص 76

حسن بن بشر سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھ سے زائدہ نے بیان کیا اُنہوں نے کہا میں نے سفیان ثوری کے سرہانے کتاب دیکھی جسے وہ دیکھتے تھے۔ میں اس کتاب کے دیکھنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے کتاب میرے سپرد کر دی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کتاب، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب الرھن ہے۔ میں نے سفیان سے کہا آپ اُن کی کتابیں دیکھتے ہیں۔ سفیان ثوری نے کہا: کاش میرے پاس اُن کی سب کتابیں ہوتیں جنہیں میں دیکھا کرتا۔ تو علم کی شرح میں کوئی بات باقی نہ رہ جاتی لیکن ہم انصاف نہیں کرتے۔

O عن احمد بن محمد قال ثنا محمد مقاتل قال سمعت ابن المبارك قال قلت لابی عبد الله سفیان الثوری. تقول فی الدعوة قبل الحرب. قال ان کان ابوحنیفه یرکب فی العلم احد من سنان الرحم کا ذوالله شدید الاخذ للعلم ذاباً عن المحارم. متبعاً لا هل بلدم. لا یستحل ان یاخذ الا بما یصح عندهٗ من الاثار عن النبی صلی الله علیه وسلم شدید المعرفة بنا سخ الحدیث ومنسوخه وکان یطلب احادیث الثقات ولا خرمن فعل النبی صلی الله علیه وسلم وما ادرك

علیه عامة العلماء من اهل الکوفه فی اتباع الحق اخذ به وجعله دینه وقد شنع علیه قوم فسکتنا عنهم بما نستغفر والله تعالیٰ منه، بل کانت منا اللنظه بعد اللفظه۔

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص66۔ مناقب کردری ج دوم ص9۔ الخیرات الحسان ص76۔ عقود الجمان ص191)

محمد مقاتل نے کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سفیان ثوری سے کہا۔ تم حرب سے قبل دعوت کے متعلق کیا کہتے ہو۔ تو سفیان ثوری نے ابن مبارک سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ وہ ایسے علم پر سوار ہیں کہ جو برچھی کی انی سے زیادہ تیز ہے۔ بخدا! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ غایت درجہ کے لینے والے (یعنی اخذ علم میں بہت مستعد) اور منہیات کا انسداد کرنے والے تھے۔ سوائے صحیح حدیث کے دوسری قسم کی حدیث لینا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حدیث کی ناسخ ومنسوخ کو خوب پہچانتے تھے، ثقہ اصحاب کی احادیث اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کے متلاشی رہتے۔ حق کی پیروی میں جس بات پر جمہور وعلماء کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک کرتے اور اس کو دین ومذہب قرار دیتے تھے۔ قوم نے بے جا آپ پر طعن وتشنیع کی اور ہم نے بھی خاموشی اختیار کی جس کی نسبت ہم اللہ عزوجل سے استغفار کرتے ہیں۔ بلکہ ہم سے بھی آپ کی شان میں بعض غلط الفاظ نکلے۔

○ **عن جندلی بن والق حدثنی محمد بن بشر قال کنت اختلف الی ابی حنیفة والیٰ سفیان فآتی ابا حنیفه فیقول لی من این جئت فا قول من عند سفیان فیقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمه ولاسود حضر الاحتاجا الی مثله فآتی سفیان فیقول لی من این فا قولی من عند ابی حنیفه فیقول لقد جئت من عند افقه اهل الارض۔**

تاریخ بغداد ج13 ص343۔ تہذیب الکمال ج10 ص315۔ مناقب کردری ج دوم ص11

محمد بن بشر بن فرافصہ ابوعبداللہ کوفی جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں کہتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام سفیان ثوری دونوں کے ہاں مختلف اوقات میں جایا کرتا تھا۔ جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تو مجھے فرماتے کہاں سے آئے ہو۔ میں عرض کرتا سفیان ثوری کے پاس سے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تو ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو وہ بھی اس شخص کے محتاج ہوتے، اگر میں سفیان ثوری کے پاس جاتا تو مجھے کہتے کہاں سے آئے ہو۔ میں کہتا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں۔ تو امام سفیان ثوری کہتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ روئے زمین پر اُن جیسا کوئی فقیہ نہیں ہے۔

(ضروری نوٹ) مناقب کردری میں محمد بن بشر کی جگہ محمد بن منتشر ہے۔ اور علامہ فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ننگی تلوار" میں تبییض الصحیفہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس کو نقل کیا ہے اور مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محمد بن منتشر ہی لکھا ہے۔ حالانکہ تبییض الصحیفہ میں بھی محمد بن بشر ہی ہے۔ حافظ مزی نے تہذیب الکمال اور حافظ عسقلانی نے تہذیب

التہذیب میں ترجمہ (تذکرہ) محمد بن بشر کے ماتحت لکھا ہے کہ یہ ابن فرافصہ ابوعبداللہ کوفی ہیں۔ اور ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ میں سے ہیں۔ حافظ خطیب بغدادی نیز صاحب تہذیب الکمال حافظ مزی نے بھی اس روایت کو محمد بن بشر کی طرف ہی منسوب کیا ہے حافظ مزی اور حافظ عسقلانی نے سفیان ثوری کو محمد بن بشر کے شیوخ سے شمار کیا ہے" واللّٰہ اعلم بالصواب"

ذرا بنظر انصاف امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو دیکھیں کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی افضلیت وثقاھت، فقاھت واجتہاد اور تبحر فی الحدیث کے عظیم محدث جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں کیسے گواہی دے رہے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صحیح وضعیف، ناسخ ومنسوخ کی جانچ پڑتال میں کتنے ماہر تھے اور اپ کو اس میں کتنا ملکہ حاصل تھا۔ آپ اُن ہی احادیث مبارکہ کو لیتے جو صحیح ہونے کے اعتبار سے پایہ صحت کو پہنچ چکی ہوں۔ اور جن کے رواۃ ثقہ وعادل ہوں اور جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آخری فعل ثابت ہو اور بذات خود سفیان ثوری مسائل دقیقہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ ہی کی تحقیق کو پسند فرماتے اور اُن کے قول پر ہی فتویٰ دیتے تھے۔ اور آپ کو "افقہ اھل الارض" تسلیم کرتے تھے اور قلد مُد کی اس روایت

قال سفیان الثوری کنا بین یدی ابوحنیفہ کا العصافیر بین ید البازی وان ابا حنیفہ سید العلماء۔

یعنی سفیان ثوری نے کہا: ہم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے سامنے چڑیاں ہوتی ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سید العلماء تھے۔

کے مطابق امام سفیان ثوری آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتے جیسا کہ باز کے مقابلہ میں چڑیا ہوتی ہے۔ کیا اُن اقوال کے مقابلہ میں اھل حدیث کے پاس کیا جواب ہے جو یہی کہتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اھل الرائے تھے۔ اُن کے مذہب کے بنیاد قیاس اور احادیث ضعیفہ پر ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تو صرف چند احادیث ہی آتی تھیں۔ اب امیر المومنین فی الحدیث کی شھادت پر دیکھیے اُن کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

7- عبد اللہ بن مبارک بن واضح حنظلی تمیمی ابوعبدالرحمٰن مرزوی احد الائمۃ الا علام وحفاظ الاسلام متوفی 181ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

ابن مہدی نے کہا: ائمہ چار ہیں۔ سفیان ثوری، امام مالک، حماد بن یزید اور عبد اللہ بن مبارک، ابن جنید نے ابن مصیر سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مبارک نہایت ذیرک، متثبت اور ثقہ تھے۔ اور صحیح حدیث کے عالم تھے۔ اسماعیل بن عیاشی نے کہا: روئے زمیں پر ابن مبارک جیسا کوئی نہیں۔ عجلی نے کہا: "ثقة، ثبت فی الحدیث" وھب بن زمعہ فضالہ الفوی سے روای۔ انہوں نے کہا: میں کوفہ میں اصحاب حدیث کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اور جب وہ حدیث کے معاملہ میں باہم الجھ پڑتے تو

کہتے اس طبیب (یعنی عبد اللہ بن مبارک) کے پاس چلوحتیٰ کہ ہم اس سے دریافت کریں، علی بن صدقہ نے کہا: میں نے ابواسامہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اصحاب حدیث میں عبد اللہ بن مبارک لوگوں میں امیر المومنین کی مثل تھے۔ عثمان بن سعید نے کہا: میں نے نعیم بن حماد کو کہتے ہوئے سنا عبد اللہ بن مبارک اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے۔ اُن سے کہا گیا کہ تم تنہائی میں وحشت محسوس نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا میں کیسے وحشت محسوس کروں درانحالیکہ میرے پاس نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں۔

تاریخ بغداد ج10 ص151، تہذیب الکمال ج5 ص584، تہذیب التہذیب ج5 ص382، تاریخ الکبیر ج5 ترجمہ 679،

یہ امام عبد اللہ بن مبارک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن یعلی بن حمزہ قال سمعت ابو وھب محمد بن مزاحم یقول سمعت عبد اللہ بن المبارک یقول رایت اعبد الناس ورایت اورع الناس ورایت اعلم الناس ورایت افقہ الناس۔الخ۔

تاریخ بغداد ج13 ص342، الموفق ج دوم ص29

عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں میں نے لوگوں میں سے زیادہ اعبد، متورع، اعلم اور افقہ کو دیکھا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ عابد عبد العزیز بن ابی رواد ہیں اور لوگوں میں سے متورع فضیل بن عیاض ہیں اور لوگوں میں سے اعلم سفیان ثوری ہیں۔ اور لوگوں میں سے افقہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں پھر کہا میں نے فقہ میں امام جیسا نہیں دیکھا۔

O عن ابراھیم بن عبد اللہ الخلال قال سمعت ابن المبارک یقول کان ابوحنیفۃآیۃ فقال لہ قائل فی الشریا ابا عبد الرحمن او فی الخیر فقال اسکت یا ھذا فانہ یقال نہایۃ فی الشر وآیہ فی الخیر ثم تلا ھذہ الایہ "و جعلنا ابن مریم وامہ آیہ"

سورہ مومنون آیت 50۔ تاریخ بغداد ج13 ص336۔ الموفق ج دوم ص26۔ الخیرات الحسان ص75۔ مناقب کردری ج اول ص38

ابراہیم بن عبد اللہ خلال نے کہا: میں نے عبد اللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک آیت (نشانی) ہیں۔ کسی نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! (یہ ابن عبد اللہ کی کنیت ہے) شر میں یا خیر میں حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: خاموش رہو شر میں غایت کہا جاتا ہے اور خیر میں آیت کہا جاتا ہے پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ "وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ" تلاوت فرمائی۔

O عن سدید بن نصر سمعت ابن المبارک یقول لا تقولوا رای ابی حنیفہ ولکن قولا تفسیر الحدیث، الموفق ج دوم ص 51.

سوید بن نصر سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

○ عن حیی بن حاتم الجرجرانی سمعت عبد اللّٰہ بن المبارک یقول لو کان ابوحنیفة فی الامم الماضیة لنقل، الینا حدیثه وما سمعت بمثله ولا رایت وجها افقه منه۔ الموفق ج دوم ص 51۔

عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امم ماضیہ میں ہوتے تو ہم اُن کی حدیث نقل کرتے۔ میں نے ان کی مثل کسی کو نہیں سنا اور نہ ہی میں نے اُن سے زیادہ کوئی افقہ دیکھا ہے۔

○ و عنه قول ابی حنیفة عند نا اذا لم نجد اثراً کالا ثر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم۔

الخیرات الحسان ص 75۔ عقود الجمان ص 189

عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں جب ہم اثر نہ پائیں تو ہمارے نزدیک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کی مثل ہے۔

○ عن یعلی بن حمزه سمعت بشر بن یحییٰ سمعت ابن المبارک یقول علیکم بالا ثرولا بد الاثر من ابی حنیفة فیعرف به تاویل الحدیث ومعناہ۔ الموفق ج دوم ص 53۔

عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں تم اثر (حدیث) کو لازم پکڑو اور ضروری ہے کہ یہ اثر (حدیث) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہو۔ اس کے باعث حدیث کی تاویل اور معنی پہچانے جاتے ہیں۔

○ عن محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارک، سئل متی یسع الرجل ان یفتی او ان یلی القضاء اوا لحکم: قال اذا کان عالماً بالحدیث، بصیر ابا الرائ، عالماً بقول ابی حنیفه حافظاله۔ اخبار ابوحنیفه واصحابه ص 12۔ الموفق ج اول ص 90۔ مناقب کردری ج اول ص 146۔

محمد بن مقاتل سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا۔ کہ اُن سے پوچھا گیا آدمی کب فتویٰ دینے۔ قاضی بننے اور فیصلہ کرنے کی وسعت رکھتا ہے یا اس کے لیے یہ جائز ہے۔ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: جب وہ حدیث کا عالم ہو۔ رائے میں بصیر ہو، اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کا اعلم اور اس کا حافظ ہو۔

محمد بن المعروف بابن بزار صاحب فتاویٰ بزازیہ یہاں فرماتے ہیں یہ استقرار مذہب سے قبل ہمارے اصحاب سے دو روایتوں میں سے ایک روایت پر محمول ہے۔ لیکن استقرار مذہب کے بعد اس کی کوئی حاجت نہیں اسے صرف تقلید ہی ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

○ عن عطیه بن اسباط، وساله رجل فقال أیما افقه ابوحنیفه اومالك فقال ابوحنیفة افقه من ملا الارض مثل مالك۔ الموفق جا دوم ص 68

عطیہ بن اسباط سے روایت ہے (اور یہ عبد اللہ بن مبارک کی ہمشیرہ کے داماد تھے) کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مبارک سے دریافت کیا ابوحنیفہ اور امام مالک میں سے کون افقہ ہے۔ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: امام مالک کی مثل اگر زمین مملو ہو تو

پھر بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ افقہ ہیں۔

O قال عبد الله بن مبارك ليس احد حق ان يقتدى به منه كان اماماً تقياً نقياً ورعاً فقيهاً، كشف العلم كشفاً لم يكشفه احد ببصر و فهم وفطنة وتقى، ثم حلف ان لا يحد ثهم شهرا،

مناقب کردری ج اول ص 40۔عقود الجمان ص 189۔الخیرات الحسان ص 75۔الموفق ج دوم ص 121

عبداللہ بن مبارک کا یہ قول اُن کے طویل قول کا تمتہ ہے اصل میں اُن کا یہ قول اس طرح ہے۔حبان بن موسیٰ بن سوار ابومحمد مرزوی متوفی 233ھ بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی کے رواۃ سے ہیں اور عبداللہ بن مبارک کے شاگرد ہیں وہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک لوگوں کو احادیث بیان کرتے تھے اور کہتے "حدثنی النعمان" کسی نے کہا: تمہاری مراد کیا ہے ابن مبارک نے فرمایا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو علم کا اصل ہیں تو کچھ لوگ حدیث لکھنے سے رک گئے۔ ابن مبارک نے فرمایا: تمہارا ادب کتنا برا ہے۔ اور تم اپنے مشائخ سے بہت جاہل ہو اور تمہیں علم اور صاحب علم کی معرفت بہت کم ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مبارک نے یہ فرمایا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر کوئی شخص اس بات کا استحقاق نہیں رکھتا کہ اس کی تقلید کی جائے۔ کیونکہ وہ ایک امام متقی، متورع، عمدہ، عالم اور فقیہ تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی بصارت وفہم، ذکاوت اور اتقی سے علم کو واضح کیا ہے ایسا کسی نے نہیں واضح کیا۔ موفق بن احمد مکی نے لکھا ہے امام ابومحمد حارثی نے کہا: عبداللہ بن مبارک کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضائل ومسائل میں مرویات بے شمار ہیں جو بیان نہیں کی جاسکتیں۔ کیونکہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اُن کی کتب کو سنا ہے۔ اور جو وہ نہ سن سکے وہ انہوں نے ایک شخص یا دو شخص سے سنا ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ اُن سے معروف ہے کہ بہت دفعہ اس طرح کہتے حدثنی رجل عن ابی حنیفة و حدثنی رجل عن رجل عن ابی حنیفه .

(الموفق ج دوم ص 54)

عبداللہ بن مبارک کے اقوال کو بغور پڑھیں کہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کتنی زبردست شہادت پیش کی ہے باوجود یہ کہ امام مالک اُن کے آخری استاد ہیں اور آخری استاد کا احترام بھی بے حد کیا جاتا ہے اس کے باجود وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تقلید کو امام مالک کی تقلید پر ترجیح دے رہے ہیں۔ کہ اگر امام مالک جیسی شخصیت سے یہ زمیں مملو بھی ہوتو اُن سب سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ افقہ ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر عبداللہ بن مبارک کی یہ شہادت کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تبحر فی الحدیث میں عظیم دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا انتخاب صرف صحیح احادیث ہیں۔ اس لیے عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: آثار سے تمسک کرو بالخصوص وہ آثار جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کیونکہ وہ صحیح آثار کا انتخاب فرماتے تھے۔ امام جلیل عبداللہ بن مبارک کی شہادت کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ افضل، متورع، اعلم، افقہ اور علم حدیث کے ماہر ہیں کہ بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کو قلت حدیث کا نشانہ بنانا کسی منصف مزاج کو زیبا نہیں دیتا۔

عبدالوہاب بن صمام رحمۃ اللہ علیہ

8- عبدالوھاب بن صمام صنعانی عبدالرزاق بن صمام کے بھائی۔ ابن معین نے اُن کی توثیق فرمائی۔ میزان الاعتدال ص ج دوم ص684۔ ترجمہ 5329 یہ عبدالوھاب بن صمام امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن احمد بن عطية قال ثنا الحلوانی قال سمعت عبد الوهاب بن صمام صنعانی أخا عبد الرزاق بن صمام صنعانی يقول مارايت مشائخ عدن الذی دخلوالكوفه فی طلب العلم ويقولون كلهم ما راينا با الكوفه فی زمن ابی حنيفه افقه منه ولا اشد ورعاً۔

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص33۔ مناقب کردری ج اول ص227۔ الموفق ج اول ص207

حلوانی نے کہا: میں نے عبدالوھاب بن صمام جو عبدالرزاق بن صمام صنعانی کے بھائی ہیں کہتے ہوئے سنا طلب علم کے لیے جو مشائخ عدن کوفہ میں آئے میں نے دیکھا وہ سب کے سب یہی کہتے تھے کہ ہم نے زمانہ ابوحنیفہ میں اُن سے زیادہ فقیہ اور بہت زیادہ متقی کوفہ میں کسی کو نہیں دیکھا محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری نے عبدالرزاق بن صمام صنعانی سے یہ روایت نقل کی ہے۔

لیکن قاضی حسین بن علی ابوعبداللہ صمیری متوفی 436ھ نے اپنی کتاب اخبار ابوحنیفہ میں یہ روایت عبدالرزاق بن صمام صنعانی کے بھائی عبدالوھاب بن صمام نے نقل کی ہے۔ اور ''اخبار ابوحنيفه واصحابه'' کی روایت صحیح ہے۔ ان کی خطیب بغدادی نے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ سے تعصب رکھنے کے توثیق کی ہے اور خطیب بغدادی نے خود ان سے روایت کیا ہے جیسا کہ تاریخ ابن عساکر ج4 ص344 میں ہے کہ حسین بن علی بن محمد بن جعفر ابوعبداللہ قاضی حنفی فقیہ المعروف بالصمیری نے معافی بن زکریا اور ابن شاھین وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ اور اُن سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ وامغانی اور اُن کے سوا ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی رحمۃ اللہ علیہ

9- عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی ابویحییٰ کوفی متوفی 202ھ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ سے ہیں۔ ابویحییٰ حمانی یزید بن ابی بردہ سے، اعمش، سفیانین اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن معین نے کہا: ''ثقة'' نسائی نے کہا: ''ثقة'' ابن عدی نے کہا اُن کی اور اُن کے بیٹے کی حدیث لکھی جائے، ہارون حمانی نے کہا: ثقة، عبداللہ بن احمد دروقی نے کہا: یحییٰ بن عبدالحمید اور اُن کا باپ دونوں ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج6 ص45۔ میزان الاعتدال ج دوم ص542۔ تہذیب التہذیب ج6 ص130)

یہ ابویحییٰ حمانی کوفی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O قال جعفر بن محمد بن موسیٰ النيسابوری الحافظ سمعت علی بن سالم العامدی يقول

سمعت ابا یحییٰ الحمانی یقول مارایت رجلا قط خیر امن ابی حنیفة۔

(تاریخ بغداد ج 13 ص 337۔ الموفق ج دوم ص 26۔ مناقب کردری ج اول ص 38)

علی بن سالم عامری نے کہا: میں نے ابو یحییٰ حمانی کو کہتے ہوئے سنا میں نے کوئی شخص امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بہتر و افضل نہیں دیکھا۔

O عن قاسم بن عباد حدثنی من سمع ابا یحییٰ الحمانی قال، قال عثمانی المدنی. کان ابو حنیفه افقه من حماد وافقه من ابراهیم وافقه من علقمة والا سود. الموفق ج دوم ص 37.

قاسم بن عباد سے روایت ہے مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ابو یحییٰ حمانی سے سنا۔ انہوں نے کہا: عثمان مدنی نے کہا: حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حماد سے بھی افقہ تھے۔ ابراہیم نخعی سے بھی افقہ تھے۔ اور علقمہ واسود اُن دونوں سے بھی افقہ تھے۔

یہ شہادت صاف اور واضح کر رہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے تمام علماء سے افقہ تھے۔ اور سب لوگوں سے افضل تھے۔

ابوبکر بن عیاش بن سالم اسدی رحمۃ اللہ علیہ

10- ابوبکر بن عیاش بن سالم اسدی کوفی متوفی 193ھ بخاری اور سنن اربعہ کے رواۃ سے ہیں اُن کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ اور اسماء مختلفہ یہ ہیں۔ محمد، عبداللہ، سالم، شعبہ، رؤبہ، سلم، خداش، مطرف، حماد اور حبیب، اور صحیح یہ ہے کہ اُن کی کنیت ہی اُن کا نام ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ابوبکر بن عیاش ''صدوق صاحب قرآن وخیر'' ہیں، عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابن معین نے کہا: ابوبکر ثقہ ہیں، ابو حاتم نے کہا: ابوبکر عبد اللہ بن بشر رقی سے احفظ اور اوثق ہیں، عجلی نے کہا: ثقہ ہیں ابن سعد نے کہا: ''ثقة صدوقاً عارفاً بالحدیث والعلم'' ہیں، ابوداؤد نے کہا: ثقہ ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''صدوق ثقة''۔

ابوبکر بن عیاش بن سالم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور یہ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

O عن احمد بن عطیة العوفی، حدثنا منجاب قال سمعت ابا بکر بن عیاش یقول، ابو حنیفة افضل اهل زمانه. تاریخ بغداد ج 13 ص 337. الموفق ج دوم ص 26. مناقب کردری ج اول ص 38.

منجاب نے کہا: میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابو حنیفہ اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں۔

ابوبکر بن عیاش کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جملہ علوم میں اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ثقاہت واعلمیت کی ایک زبردست شہادت ہے۔

قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ

11- قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود المسعودی ابو عبداللہ کوفی متوفی 175ھ ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ

سے ہیں۔ عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ احمد بن حنبل سے روایت کی قاسم بن معن ثقہ ہیں، ابن معین سے روایت ہے وہ ایک نجیب وشریف آدمی تھے، ابو حاتم نے کہ وہ صدوق اور ثقہ تھے، آجری نے ابوداؤد سے روایت کی کہ قاسم بن معن ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ، فقہ اور حدیث کے عالم ہیں۔ اور انہیں اپنے زمانہ کا شعبی کہا جاتا ہے۔ تہذیب الکمال ج 8 ص 308، تہذیب التہذیب ج 8 ص 338۔

یہ قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن مسعودی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت دیتے ہیں۔

O عن سليمان بن ابی شيخ۔ حدثنی حجر بن عبد الجبار قال قيل للقاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ ترضى ان تكون من غلمان ابی حنيفة قال ما جلس الناس الى احد انفع من مجالسة ابی حنيفه وقال له القاسم تعال معی اليه فجاء فلما جلس اليه لزمه وقال ما رايت مثل هذا زاد الفرائضی قال سليمان وكان ابو حنيفه ورعا سخياً۔

(تاریخ بغداد ج 13 ص 337، مناقب کردری ج اول ص 220، الموفق ج اول ص 192)

حجر بن عبدالجبار نے کہا: قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے کہا گیا، کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہو۔ قاسم بن معن نے کہا: ضرور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس نافع اور سودمند نہیں۔ پھر قاسم بن معن نے اس سے کہا: آؤ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف چلیں، چنانچہ جب وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو اُن کی صحبت کو اختیار کر لیا۔ انہوں نے کہا: میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں دیکھا فرائضی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ سلیمان ابو شیخ نے کہا: ابوحنیفہ بہت متقی اور سخی تھے۔

عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

12- عبد المالک بن عبدالعزیز بن جریج اموی متوفی 150ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ کنیت ابوالولید، ابن شہاب اور عمرو بن دینار سے ملاقات کی اور امام اعمش کو دیکھا ہے اُن سے روایت نہیں کی۔ احمد بن سعد بن ابی جریج نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ جعفر بن عبدالواحد نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ ابن جریج ''صدوق'' ہیں جب وہ کہیں ''حدثنی'' تو وہ سماع ہے۔ علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید قطان سے کہا: ابن جریج مالک سے نافع میں روایت کرنے میں اثبت نہیں، یحییٰ بن معین نے کہا: اصحاب حدیث پانچ ہیں اور اُن میں سے ابن جریج کا بھی ذکر کیا۔ امام ذہبی نے کہا: ابن جریج اعلام الثقات میں سے ایک ہیں۔ اور وہ فی نفسہ ''مجمع علی ثقة'' ہیں۔

تہذیب الکمال ج 6 ص 444، تہذیب التہذیب ج 6 ص 404، تاریخ بغداد ج 10 ص 402، میزان الاعتدال ج دوم ص 659

عبد المالک بن عبدالعزیز بن جریج اموی ابوخالد مکی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت دیتے ہیں۔

O عن جعفر بن محمد بن عيسىٰ بن نوح يقول سمعت محمد بن عيسىٰ بن الطباع يقول

سمعت روح بن عبادۃ یقول کنت عند ابن جریح سنة خمسین واتاہ موت ابی حنیفه فاسترجع وتو جع وقال اے علم ذھب قال ومات فیھا ابن جریح۔

تاریخ بغداد ج 13 ص 338۔تہذیب الکمال ج 10 ص 314، اخبار و ابوحنیفہ واصحابہ ص 74

روح بن عبادہ کہتے ہیں 150ھ میں، میں ابن جریج کے پاس تھا اُن کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی آپ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اور اظہار غم کیا۔ اور فرمایا: ایک علم کثیر جا تا رہا۔ روح بن عبادہ نے کہا: اس سال ابن جریج بھی وفات پا گئے۔

O عن احمد بن کا سب، سمعت ابن عیینه یقول قال ابن جریح بلعنی عن النعمان فقیه اھل کوفة انه کان شدید الورع، صائناً لدنیه ولعلمه لا یؤ ثر اھل الدنیا علیٰ اھل الآخرۃ واحسیه سیکون له شان فی العلم فی العلم عجیب وزاد صاحب العقود الجمان وذکر عنده یوماً فقال اسکتوا انه لفقیه، انه لفقیه، انه لفقیه،

(الموفق ج اول ص 206، عقود الجمان ص 193، الخیرات الحسان ص 77، مناقب کردری ج اول ص 92)

جب ابن جریج کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم وورع اور استقامت دین وعلم کا حال معلوم ہوا تو کہنے لگے عنقریب علم کے متعلق اس کی عجیب شان ہوگی۔ آپ کے پاس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو فرمایا خاموش رہو اور تین دفعہ کہا وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔

O عن محمد بن قدامة الزاھد البلخی انباء یحییٰ بن موسیٰ سمعت عمر بن ھارون یقول قال ابن جریح ما افتی ابوحنیفه رحمه اللّٰه فی مسئلة الامن اصل محکم لوشئنا لمکینا ہ ذٰلك.

(الموفق ج اول ص 87۔ مناقب کردری ج اول ص 146)

عمر بن ہارون کہتے ہیں ابن جریج نے کہا: ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی مسئلہ کے متعلق جو بھی فتویٰ دیا وہ اصل محکم (قرآن وسنت) کے مطابق ہے اگر ہم چاہیں تو اس کی حکایت کر سکتے ہیں۔ ابن جریج امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ ہیں۔ اور عطاء بن ابی رباح کے بعد اھل مکہ کے بہت بڑے بڑے فقیہ شمار ہوتے ہیں۔ کبراء تابعین کو پایا ہے اور اُن کی اکثر روایات کبراء تابعین سے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اُن کے درمیان کیے مناظرے ہوئے، اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حاسدین میں اُن کا شمار ہوتا ہے اس کے باوجود وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں فرما رہے ہیں اُن کا ہر مسئلہ قرآن وسنت کے مطابق ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم وورع اور استقامت علم ودین ایک عجیب شان اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افقہیت وثقاہت کی کتنی زبردست شہادت پیش کر رہے ہیں۔ ابن جریج کے قول سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ مسائل قرآن وسنت سے مستخرجہ ہیں اور یہ منکرین امام صاحب رضی اللہ عنہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

معسر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

13- مسعر بن کدام بن ظہیر بن عبیدہ بن حارث بن ھلال عامر ابوسلمہ کوفی متوفی 153 یا 155ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یحیٰ بن سعید قطان نے کہا: مسعر بن کدام "کان من اثبت الناس" امام احمد بن حنبل نے کہا: "ثقة" عجلی کوفی نے کہا: "ثقة ثبت فی الحدیث" ابوطالب کی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ سے روایت میں ہے "ثقة خیار" اُن کی حدیث اھل صدق سے ہے اسحاق بن منصور نے بطریق یحیٰ بن معین کہا "ثقہ" محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی نے کہا: "مسعر حجۃ" کوفہ میں اُن کی مثل کون ہے۔ ابوزرعہ سے اُن کے متعلق پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا: "ثقۃ" احمد بن محمد بن بلال نے معصب بن مقدام کے طریق سے روایت کی کہ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور سفیان آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور وہ دونوں طواف کر رہے تھے آپ سے سفیان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مسعر بن کدام وفات پا گئے ہیں آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ آسمان والے اُن کی موت سے خوش ہوئے ہیں۔ تہذیب الکمال ج 9 ص 592، تہذیب التہذیب ج 10 ص 113۔

امام ذہبی فرماتے ہیں سلیمان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں کہ مسعر بن کدام مرجئہ میں سے تھے۔ میں کہتا ہوں ارجاء کئی اجلہ علماء کرام کا مذہب ہے اور اس کے قائل پر تحامل (ظلم وزیادتی) کرنا مناسب ولائق نہیں۔ میزان الاعتدال ج 4 ص 99۔

یہ جلیل القدر امام، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو شہادت پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

O و لقد مسعر یقول من جعل ابا حنیفه بینه وبین الله رجوت أن لا یخاف ولا یکون فرط فی الاحتیاط لنفسه. تاریخ بغداد ج 13 ص 339۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 9۔ الخیرات الحسان ص 78۔ الموفق ج اول ص 108۔

عقود الجمان میں یہ اضافہ ہے

"قیل له لم ترکت رای اصحابه واخذت برایه قال لصحته فاتوا با صح منه لا رغب عنه الیه"
عقود الجمان ص 196۔

مسعر بن کدام کہتے تھے جس شخص نے اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان امام صاحب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ یا واسطہ بنایا امید ہے کہ اس کو کوئی خوف وخطرہ نہیں ہوگا اور نہ ہی اپنے لیے احتیاط میں کوتاہی کرے گا مسعر بن کدام سے کہا گیا۔ تم نے اپنے اصحاب کی رائے کو ترک کرے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے کو کیوں اختیار کیا انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ اُن کی رائے ہی صحیح ہے۔ تم اُن کی رائے سے زیادہ صحیح رائے دکھلاؤ تو میں اس کو اختیار کر سکتا ہوں۔

O عن ابی اسحاق الخوارزمی قاضی خوارزم قال مر مسعر بن کدام بابی حنیفه واصحابه فوجدهم قد ارتفعت اصواتهم فا قام ملیًا ثم قال هولاء افضل من الشهداء والعباد والمتهجدین هولا یجهدون فی احیاء سنة محمد صلی الله علیه وسلم "وفی روایة الکردری فی احیاء العلوم" ویجتهدون فی اخراج الجهال من جهلهم هولاء افضل الناس، الخ.

الموفق ج اول میں ص 249۔ مناقب کردری ج اول ص 247۔

ابو اسحاق خوارزمی قاضی خوارزم کہتے ہیں ایک دن مسعر بن کدام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے پاس سے گذرے (یعنی اُن کی مجلس) اور اُن کو مذاکرہ مسائل فقہ میں آواز بلند کرتے ہوئے پایا تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر گئے۔ پھر مسعر بن کدام نے فرمایا: یہ لوگ شہداء عبادت کرنے والوں اور تہجد ادا کرنے والوں سے افضل ہیں۔ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احیائے سنت میں جدوجہد کرتے ہیں۔ اور جاہل لوگوں کو اُن کی جہالت سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ سب لوگوں سے افضل ہیں۔ اور مناقب کردری میں ہے کہ یہ لوگ علوم کے احیاء میں مشغول و مصروف ہیں۔ پھر مسعر بن کدام حلقہ درس کے قریب گئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے فرمایا: اے اصحاب! ابوحنیفہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے نرمی کرو کیونکہ آپ باوجود متواتر بارہ راتوں سے محوِ خواب نہیں ہوئے اور جو رات گذر گئی اس رات میں بھی آپ کے ساتھ حاضر تھا حالانکہ آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

O قال ابن المبارك رايت مسعر ا في حلقة جالسا بين يديه يستفيد منه وما رايت احد ايتكلم في الفقه احسن منه، مناقب کردری ج اول ص 43 الخیرات الحسان ص 78، عقود الجمان ص 197، الموفق ج دوم ص 29

عبداللہ بن مبارک نے کہا: میں نے مسعر بن کدام کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں اُن کے سامنے بیٹھے ہوئے آپ سے استفادہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ فقہ میں اُن سے بہتر اور اچھا کلام کرتا ہو۔

O عن محمد بن عبد الله المالكي سمعت سليمان بن الربيع سمعت همام بن مسلم سمعت مسعراً يقول لم اربا الكوفة افقه من ابي حنيفة، الموفق ج دوم ص 36.

حمام بن سلمہ نے کہا: میں نے مسعر بن کدام کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے افقہ کوئی نہیں دیکھا۔

O عن ابن المبارك قال كان مسعر اذا راى ابا حنيفة قام له واذا جلس معه جلس بين يد يه وكان مجلاله مائلا اليه مثنيا عليه. الموفق ج دوم ص 37.

عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے انہوں نے کہا: مسعر بن کدام جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے کھڑے ہو جاتے۔ اور جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھتے تو اُن کے سامنے بیٹھے۔ مسعر بن کدام امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بہت عزت و تکریم کرنے والے اور اُن کی طرف رغبت رکھنے والے اور اُن کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے۔

O عن محمد بن عيسىٰ سمعت الحسن بن قتيبة سمعت مسعر بن كدام يقول ما احسد با الكوفة الا رجلين ابا حنيفه في فقهه والحسن بن صالح في زهدم.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 54، الموفق ج دوم ص 36

حسن بن قتیبہ نے کہا: میں نے مسعر بن کدام کو کہتے ہوئے سنا کہ کوفہ میں صرف دو شخص ہی محسود گردانے جاتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فقہ کی وجہ سے۔ اور حسن بن صالح کو زھد کے باعث ذرا بنظر انصاف دیکھیں کہ اھلِ حدیث کے مقتدی وپیشوا حضرات کہ مسعر بن کدام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کس قدر عزت واحترام اور اُن کی نسبت کس قدر حسنِ اعتقاد رکھتے تھے کہ جو شخص اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو واسطہ گردانے اسے کوئی خوف وخطرہ نہیں۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ اجتہاد وثقاہت جملہ المعال سے افضل ہے اس لیے مجتہدین وفقہاء شہداء، عابدوں اور تہجد گذاروں سے افضل ہیں۔

معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ

14- معمر بن راشد ازدی حدانی متوفی 153ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ عباس دوری نے بطریق یحییٰ بن معین کہا معمر بن راشد امام زھری کی امام مالک سے روایت کرنے میں ''اثبت الناس'' ہیں۔ امام عجلی نے کہا: ''ثقۃ رجل صالح'' نسائی نے کہ معمر بن راشد ''ثقۃ مامون'' ابن حبانی نے کہا: وہ فقیہ، متقن، حافظ، ورع ہیں معاویہ بن صالح نے ابن معین سے روایت کی کہ وہ ''ثقہ'' ہیں عمرو بن بجلی نے کہا: ''اصدق الناس'' یعقوب بن شیبہ نے کہا: معمر بن راشد ثقہ، صالح، ابوحاتم نے کہا: صالح الحدیث، عبدالرزاق نے کہا: میں نے معمر بن راشد سے دس 10,000 ہزار احادیث لکھی ہیں۔

میزان الاعتدال ج 4 ص 153، تہذیب الکمال ج 10 ص 22، تہذیب التھذیب ج 10 ص 244

یہ معمر بن راشد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت دیتے ہیں۔

O عن علی ابن المدینی قال سمعت عبد الرزاق یقول کنت عند معمراً فأتاہ ابن المبارک فسمعنا معمرًا یقول. ما اعرف رجلًا یحسن یتکلم فی الفقہ او یسعہ ان یقس ویشرح لمخلوق النجاۃ فی الفقہ احسن معرفۃ من ابی حنیفۃ ولا اشفق علی نفسہ من ان یدخل فی دین اللّٰہ شیئًا من الشك من ابی حنیفہ.

مناقب کردری ج اول ص 42، الموفق ج اول ص 90، جلد دوم ص 28، تاریخ بغداد ج 13 ص 339، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 11۔

علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے عبدالرزاق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں معمر بن راشد کے پاس تھا کہ عبد اللہ بن مبارک اُن کے ہاں تشریف لائے تو ہم نے معمر بن راشد کو کہتے ہوئے سنا میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں اچھی طرح سے کلام کرسکتا ہو۔ نیز اس کو قیاس کرنے میں وسعت ہو اور مخلوق خدا کے لیے فقہ اور حدیث کی شرح کی قدرت رکھتا ہو۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ سب باتیں حاصل ہیں۔ اور مجھے سوائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو اپنے نفس میں اس بات کا بہت خوف رکھتا ہو کہ دین خداوندی میں کسی طرح کی کوئی مشکوک بات داخل کردے۔

ابوجعفر عیسیٰ بن ابی عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

15- ابوجعفر عیسیٰ بن ابی عیسیٰ (ابی عیسیٰ کا نام ماھان ہے) ابوحاتم رازی متوفی، فی حدود 160ھ سنن اربعہ اور ادب المفرد البخاری کے رواۃ سے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے کہا: ''ثقہ'' احمد بن سعد بن ابی جریح نے یحییٰ بن معین

سے روایت کی اُن کی حدیث لکھی جائے۔ ابوبکر بن خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے کہا: ''صالح'' عباس ودری نے یحییٰ بن معین سے کہا: ''ثقۃ'' اور عبداللہ بن علی بن مدینی نے اپنے باپ علی بن مدینی سے روایت کیا وہ موسیٰ بن عبیدہ کی مثل ہیں اور یحییٰ بن معین والی بات کہی۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے علی بن مدینی سے کہا: ''کان عندنا ثقۃ'' ابوحاتم نے کہا: ''ثقۃ صدوق صالح'' (تہذیب الکمال ج 11 ص 298۔ تہذیب التہذیب ج 12 ص 56)

ابوجعفر رازی تمیمی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت دیتے ہیں۔

O عن حامد بن آدم حدثنا عبد الله بن ابی جعفر الرازی قال سمعت ابی یقول ما رایت احدًا افقه من ابی حنیفه وما رایت احداً اورع من ابی حنیفة. تاریخ بغداد ج 13 ص 339.

حامد بن آدم سے روایت ہے ہم سے عبداللہ بن ابی جعفر رازی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد (ابوجعفر رازی) کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے افقہ کسی کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر پارسا و پرہیز گار کسی کو دیکھا ہے۔

ابوجعفر رازی محدث کبیر کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کتنی زبردست شہادت ہے کہ میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسا افقہ کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقاہت و تورع کی عظیم شہادت ہے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

16- فضیل بن عیاض بن مسعود بن بشر تمیمی یربوعی ابوعلی زاھد متوفی 187ھ سوائے ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

ابراہیم بن محمد شافعی نے کہا: میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا فضیل ثقہ ہیں۔ ابوعبید قاسم بن سلام نے کہا: عبد الرحمن بن مہدی نے کہا: فضیل بن عیاض ایک صالح آدمی ہیں۔ امام عجلی کوفی نے کہا: ثقہ ہیں، ابوحاتم نے کہا: ''صدوق'' ہیں۔ نسائی نے کہا: ''ثقۃ مامون'' ہیں دارقطنی نے کہا: ثقہ ہیں۔ محمد بن سعد نے کہا: ثقہ ہیں وہ ایک نبیل، فاضل، عابد، متقی اور کثیر الحدیث ہیں۔ ہیثم بن جمیل نے شریک بن عبداللہ سے روایت کی کہ فضیل بن عیاض اپنے زمانہ کی حجت ہیں، عثمان بن شیبہ نے کہا: ثقہ اور صدوق ہیں حجت نہیں، امام ذہبی نے کہا: اُن کی ثقاہت وجلالت پر سب کا اجماع ہے۔

(تہذیب التہذیب ج 8 ص 296، تہذیب الکمال ج 8 ص 243، میزان الاعتدال ج 3 ص 361)

فضیل بن عیاض امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن احمد بن الصلت قال حدثنا سعید بن منصور قال سمعت الفضیل بن عیاض یقول کان ابوحنیفة رجلا فقیها معروفاً با الفقه، مشهور ابا الورع. "واسع المال" معروفا باالافضال علی کل من یطیف به، صبورا علی تعلیم العلم با اللیل والنهار، حسن اللیل کثیر الصحت قلیل

الکلام حتی ترد مسئلة فی حلال اوحرام، فکان یحسن ان یدل علی الحق، هاربًا من مال سلطان. تاریخ بغداد ج 13ص 339. مناقب کردری ج اول ص 143. الموفق ج اول ص 75.

رزاد ابن الصباح وکان اذا وردت علیه مسئلة فیها حدیث صحیح اتبعه وان کان عن الصحابة والتابعین والاقاس واحسن القاس. حواله مذکور

سعید بن منصور جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں کہتے ہیں میں نے فضیل بن عیاض کو کہتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مرد فقیہ، معروف با الفقہ، مشہور با الورع تھے۔ بسیار مال و دولت رکھتے تھے، اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے، اور رات دن تعلیم علم میں منہمک اور مصروف رہتے تھے، عمدہ رات گذارنے والے اور خاموش طبع اور کم گو تھے، یہاں تک کہ مسئلہ کے جواب میں یہ حلال ہے یہ حرام ہے فرماتے، اللہ عزوجل کے راہ میں خوب خرچ کرتے، اور بادشاہ کے تحائف وغیرہ سے دور بھاگتے تھے، ابن صباح (محمد بن حمدان) نے حدیث مکرم پر یہ اضافہ کیا ہے۔

اور جب آپ پر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اور اس کے متعلق حدیث صحیح ہوتی تو اس کی اتباع کرتے تھے خواہ وہ حدیث مبارکہ صحابہ و تابعین سے ہو۔ ورنہ آپ قیاس و اجتہاد فرماتے اور خوب اجتہاد فرماتے۔

اعمش سلیمان بن مہران رحمۃ اللہ علیہ

یہی حدیث اختصاراً اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری میں بھی ہے دیکھو صفحہ 50۔

17- اعمش سلیمان بن مہران اسدی متوفی 148ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ عباس دوری نے سہل بن حلیم سے روایت کی کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اعمش اپنے اصحاب سے چار خصال کی وجہ سے سبقت لے گئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سلیمان بن مہران اعمش اُن سب سے حدیث کے احفظ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ اور ثبت ہیں کہا گیا ہے اعمش کو چار ہزار حدیث زبانی یاد تھی۔ اور اُن کی کوئی کتاب نہ تھی۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: ''ثقة ثبت''۔ (تہذیب الکمال ج 4 ص 421۔ تہذیب التہذیب ج 4 ص 224۔ تاریخ بغداد ج 9 ص 7۔)

یہ سلیمان اعمش امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن احمد بن عطیة قال ثنا علی بن معبد قال ثنا عبید الله بن عمر قال کنا عند الاعمش وهو یسئل ابا حنیفة عن سائل ویجیبه ابوحنیفه فیقول له الاعمش من این لك هٰذا فیقول انت حدثتنا عن ابراهیم بکذا و حدثتنا عن الشعبی بکذا قال فکان الاعمش عند ذٰلك یقول یا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادله.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 13۔ الموفق ج اول ص 63 مناقب کردری ج اول ص 206۔ الخیرات الحسان ص 143/205 عقود الجمان ص 321

احمد بن عطیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے علی بن معبد نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا انہوں نے کہ ہم امام اعمش کے پاس تھے اور وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے چند مسائل کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ اور

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اُن کا جواب دیا اعمش نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے یہ مسائل کہاں سے لیے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہم سے ابراہیم نے ایسے بیان کیا اور آپ نے شعبی سے یہ حدیث بیان کی عبید اللہ بن عمر نے کہا: اس وقت امام اعمش نے کہا: اے فقہاء کرام! کے گروہ آپ طبیب ہیں اور ہم دوا فروش،

ابوعبداللہ حسین علی صمیری۔ ابوالموید امام موفق بن احمد مکی اور محمد بن محمد المعروف بابن بزار کردری نے امام اعمش کا یہ قول عبید اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے اور علامہ حجر مکی نے اپنی کتاب الخیرات الحسان میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ ابوالموید نے لکھا ہے۔ مجھے اس سے اطول ابوالمحاسن حسن بن علی مرغینانی نے بیان کیا۔

پھر ابوالموید نے وہ تمام احادیث ذکر کیں جس کی طرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا۔ کہ تم نے فلاں سے ہمیں یہ حدیث بیان اور فلاں سے یہ حدیث بیان کی۔ اس کے بعد ابوالموید لکھتے ہیں۔

O قال الاعمش فقلت حبك ما حدثتك في مائة يوم تريس ان تسرده علي في ساعة ما ظننت انك تستعمل هذه الاثار[1] ثم ان الاعمش قال يا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصيادله واما انت ايها الرجل فانت اخذت كل الطرفين۔ (الموفق ج اول ص 165۔ مناقب کردری ج اول ص 206)

امام اعمش نے کہا آپ نے حد کر دی جو احادیث میں نے سو دن میں آپ سے بیان کیں تھیں۔

آپ نے اُن احادیث کو معہ اسناد ایک ساعت میں مجھ سے بیان کر دی ہیں۔ مجھے یہ علم نہ تھا کہ آپ اُن احادیث پر عمل کر رہے ہیں۔ اے جماعت فقہاء! آپ طبیب ہیں اور ہم دوا فروش، اور اے شخص کامل! تو نے تو دونوں طرف (فقہ وحدیث) سے بہرہ وافر حاصل کیا ہے۔

O عن احمد بن محمد بن مغلس قال ثنا ابن نمير قال حدثني ابي قال كان الاعمش اذا سئل عن مسئله قال عليكم تبلك الحلقه يعني حلقه ابي حنيفة۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 70۔

وزادالكردري فانهم اذا وقعت لهم مسئله يد برونها حتى يصير نها۔ مناقب کردری ج دوم ص 3۔

یعنی امام اعمش سے جب کسی مسئلہ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ فرماتے اس حلقہ میں جاؤ یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس۔ محمد بن محمد المعروف بابن بزاز نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ وہ حلقہ والے ایسے ہیں جب اُن کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے وہ اس میں غور وخوض کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس مسئلہ کو پالیتے ہیں۔

O عن احمد بن حميد يقول حدثني محمد بن السقر قال سمعت عبد الله بن داؤد قال اراد الاعمش الحج فقال من ههنا يذهب الى ابي حنيفهه يكتب لنا مناسك الحجر۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 70

عبد اللہ بن داؤد نے کہا: امام اعمش نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو کہا یہاں کون ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائے

---

[1] مناقب کردری میں اس طرح ہے:

حسبك ماحدثتك ني مائة يوم تحدثني في ساعة ما علمت انك لقل بهذا الاحاديث

اور ہمارے لیے مناسک حج لکھوا کر لائے۔ اس کی تفصیل امام کردری نے اس طرح کی ہے۔

O عن علی بن مسعر ان الاعمش خرج حاجاً فشیعه علماء الکوفة وانا فیهم فراوه حزینًا فقال افیکم علی قلت نعم قال ارجع الی الکوفة وقل لا بی حنیفة یکتب لی المناسك ففعلت فأتیب به الیه. مناقب کردری ج دوم ص 3.

علی بن مسعر سے روایت ہے کہ امام اعمش حج کے لیے نکلے تو کوفہ کے علماء بھی اُن کے پیچھے حج کے لیے نکلے۔ علی بن مسعر کہتے ہیں میں بھی اُن لوگوں میں شامل تھا علماء نے امام اعمش کو غمناک دیکھا امام اعمش نے کہا: کیا تم میں علی بن مسعر ہیں۔ میں نے کہا: جی ہاں حاضر ہوں۔ امام اعمش نے کہا: کوفہ جاؤ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہو وہ میرے لیے مناسک حج لکھ دیں۔ علی بن مسعر کہتے ہیں میں کوفہ گیا اور مناسک حج لکھوا کر امام اعمش کے پاس لایا۔

O وسئل الاعمش عن مسئلة فقال انما یحسن جواب هذا لنعمان بن ثابت واظنه بورك له فی علمه. (عقود الجمان ص 199. مناقب ابی حنیفه وصاحبیه للذهبی ص 29. الخیرات الحسان ص 79)

امام اعمش سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس مسئلہ کا بہترین جواب تو نعمان بن ثابت ہی دے سکتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ اللہ عزوجل نے اُن کے لیے علم میں برکت عطا فرمائی ہے۔

آپ دیکھیں امام اعمش کی اُن روایات سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کمال فضیلت کی کتنی عظیم و بلند مرتبہ شہادت مل رہی ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام الفقہاء والمحدثین ہیں۔ کیونکہ فقہ اور حدیث دونوں سے بہرہ مند ہیں۔ صاحب عقود الجمان نے لکھا ہے جو صرف حدیث کے متلاشی ہیں اور اس کو سمجھتے نہیں وہ اس شخص کی مثل ہے کہ ادویات کو تو جمع کر لیتا ہے لیکن اُن کے منافع سے بے خبر ہے۔ حتیٰ کہ وہ طبیب کے پاس جاتا ہے یہی حال محدث کا ہے کہ وہ وجہ حدیث کو نہیں سمجھتا حتیٰ کہ وہ فقیہ کے پاس جاتا ہے۔

دیکھو حدیث کے جلیل القدر امام بھی مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ شہادت دیتے ہیں کہ اللہ نے اُن کے علم میں برکت بخشی ہے۔

حکم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

18- حکم بن عبداللہ ابومطیع بلخی فقیہ صاحب ابوحنیفہ متوفی 199۔ ابن عون، ہشام بن حسان سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے احمد بن منیع، خلد و بن سالم صفار اور ایک جماعت نے اُن سے روایت کی۔ امام ذہبی لکھتے ہیں اُن شہروں والوں نے ان سے فقہ حاصل کی۔ وہ رائے میں بصیر اور کبرالشان علامہ ہیں۔ ابن مبارک اُن کے دین و علم کی وجہ سے اُن کی بہت زیادہ عزت و تکریم کرتے تھے۔ ابن معین نے کہا: ''لیس بشیء'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''ضعیف'' نسائی نے کہا: ضعیف، میزان الاعتدال ج اول ص 574۔ اور بالاجماع علماء کرام حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے۔ اور یہاں صرف امام

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ہی بیان کیے جا رہے ہیں۔ اس لیے اُن کا ضعف مضر نہیں۔ یہ حکم بن عبد اللہ ابو مطیع بلخی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن محمد بن الفضیل الزاهد البلخی یقول سمعت ابا مطیع الحکم بن عبد الله یقول ما رایت صاحب. یعنی حدیث. افقه من سفیان الثوری وکان ابوحنیفه افقه منه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 341۔ مناقب کردری ج اول ص 42۔ الموفق ج دوم ص 28

محمد بن فضیل زاہد بلخی کہتے ہیں میں نے ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ بلخی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کوئی صاحب حدیث سفیان ثوری سے افقہ نہیں دیکھا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سفیان ثوری سے بھی زیادہ اُفقہ ہیں۔

ابو مطیع بلخی کا یہ قول امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صاحب حدیث ہونا ثابت کر رہا ہے کیونکہ اگر سفیان ثوری باوجود صاحب حدیث ہونے کے افقہ ہیں تو بطریق اول امام اعظم رضی اللہ عنہ صاحب حدیث ہونے کے سفیان ثوری سے بھی زیادہ افقہ ہیں یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب حدیث ہونے پر کتنی عظیم اور زبردست شہادت ہے "فافهم"

ابو عاصم النبیل ضحاک رحمۃ اللہ علیہ

19- ابو عاصم النبیل ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم بن ضحاک شیبانی بصری متوفی 213ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ اسماعیل بن رافع مدنی، جریر بن حازم، سلیمان تیمی اور شعبہ بن حجاج وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے بخاری علی بن مدینی وغیرہ نے روایت کی۔

عثمان بن سعید داری نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا: ''ثقة کثیر الحدیث'' ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: ''صدوق'' محمد بن سعد نے کہا: ''ثقة فقیها'' عمر بن شبہ نے کہا: بخدا! میں نے اُن کی مثل نہیں دیکھا، آجری نے کہا: ابو عاصم ایک ہزار جید حدیث کے حافظ تھے۔ امام ذہبی نے کہا: ابو عاصم کی توثیق پر علماء کا اجماع ہے۔

تہذیب الکمال ج 5 ص 17۔ تہذیب التہذیب ج 4 ص 451۔ میزان الاعتدال ج دوم ص 325۔

یہ ابو عاصم النبیل جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی کے شیخ ہیں وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اعلمیت و افقہیت کی یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن الحسن بن علی ولقد قلت لابی عاصم یعنی النبیل ابوحنیفة افقه او سفیان قال عبد ابی حنیفة افقه من سفیان. قال یعنی ضرار بن صرد وسالت ابا عاصم النبیل فقلت ایما افقه سفیان او ابوحنیفة قال غلام من غلمان ابی حنیفه افقه من سفیان،

تاریخ بغداد ج 13 ص 342۔ الموفق ج دوم ص 28۔ مناقب کردری ج اول ص 42

حسن بن علی نے کہا: میں نے ابو عاصم النبیل سے کہا، کیا ابوحنیفہ افقہ ہیں یا سفیان ثوری، ابو عاصم نے کہا: ابوحنیفہ کا غلام بھی سفیان سے افقہ ہے۔ ضرار بن صرد نے کہا: میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا اور کہا سفیان یا ابوحنیفہ میں سے کون افقہ ہے ابو عاصم النبیل نے کہا: ابوحنیفہ کے شاگردوں کے شاگرد بھی سفیان سے افقہ ہیں۔ ابوالمؤید مکی کی اصل عبارت یہ ہے۔

O و اخرج هذالحديث الامام ابومحمد الحارثي با سفاده. ان ابا عاصم قال للسائل يا جاهل اصغر غلمان ابی حنيفه افقه من سفيان.

اس حدیث کو امام ابومحمد حارثی نے اپنی اسناد کے ساتھ اس طرح تخریج کیا ہے کہ ابو عاصم نے سائل سے فرمایا: اے جاہل! ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کا اصغر بھی سفیان سے افقہ ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت کہ آپ افقہ ہیں یہ شہادت کافی ووافی وشافی ہے۔

O عن احمد بن محمد قال ثنا نصر ابن علی قال قلت لابی عاصم ابوحنيفه عندك افقه ام سفيان قال هو والله عندی افقه من ابن جريج مارات عينی رجلًا اشد اقتدا رأ منه على الفقه.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 79 الموفق ج دوم ص 65۔ مناقب کردری ج اول ص 116۔ عقود الجمان ص 205۔ الخیرات الحسان ص 82

نصر بن علی نے کہا: میں نے ابو عاصم سے کہا: تمہارے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ افقہ ہیں یا سفیان ابو عاصم نے کہا: بخدا! امام صاحب رضی اللہ عنہ میرے نزدیک ابن جریج سے بھی زیادہ افقہ ہیں۔ میری آنکھوں نے کسی شخص کو بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ فقہ پر قدرت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ اور محمد بن محمد المعروف بابن بزار کردری نے یہ حدیث بشر بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔

O عن احمد بن محمد قال ثنا نصر بن علی قال سمعت ابا عاصم النبيل، سئل ايما افقه سفيان اوابو حنيفة فقال انما يقاس الشی علی شكله. ابو حنيفة فقيه تام الفقه، وسفيان رجل متفقه.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 66۔ مناقب کردری ج دوم ص 9۔

نصر بن علی نے کہا: میں نے ابو عاصم النبیل سے سنا کہ اُن سے پوچھا گیا سفیان یا ابوحنیفہ میں سے کون افقہ ہے۔ تو ابو عاصم نے کہا: چیز کو اس کی شکل پر قیاس کیا جاتا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تام الفقہ فقیہ ہیں اور سفیان ثوری فقہ حاصل کر رہے ہیں۔

یعنی سفیان ثوری تام الفقہ فقیہ نہیں۔

محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری نے یہ حدیث مدینی سے روایت کی ہے۔

لفظه وذكر الامام المدينی عن نصر بن علی سئل ابوعالم النبيل. الخ.

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی نے نصر بن علی کے طریق سے اپنے شیخ ابو عاصم النبیل سے روایت کی۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کے شیخ ابوعاصم النبیل امام صاحب رضی اللہ عنہ کے افقہ واعلم کی جو شہادت دے رہے ہیں یہ شہادت بحق امام صاحب رضی اللہ عنہ نہایت ہی معتمد ومعتبر ہے۔ جس سے انکار صرف کور باطن ہی کر سکتا ہے۔

عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ

20- عبداللہ بن داؤد بن عامر بن ربیع ھمدانی ثم شعبی ابوعبدالرحمٰن المعروف بالخریبی متوفی 213ھ سوا مسلم کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یہ اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد سلیمان الاعمش وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابراہیم بن محمد تیمی، علی بن مدینہ وغیرہ نے روایت کی۔ ابن سعد نے کہا: ''ثقة عابد'' معاویہ بن صالح نے ابن معین سے روایت کی ''ثقہ، مامون، صدوق'' عثمان دارمی نے ابن معین سے روایت کی کہ ابوعاصم اور عبداللہ بن داؤد دونوں ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ اور نسائی نے کہا: ''ثقہ'' ابوحاتم نے کہا: ''صدوق'' دارقطنی نے کہا: "ثقة زاهد"

تہذیب التہذیب ج5ص199۔ تہذیب الکمال ج5ص320، الکاشف للذہبی ج دوم ص75

یہ عبداللہ بن داؤد المعروف بالخریبی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو یوں سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

O و في رواية محمد بن سعيد قال عبد الله ابن داؤد الخريبي هذا يجب على الاسلام واهله ان يدعوالله لا بي حنيفه في صلوتهم قال وذكر حفظه عليهم السنن والفقه،

الموفق ج دوم ص30۔ مناقب کردری ج اول ص43۔ تاریخ بغداد ج13ص344۔ تہذیب الکمال ج10ص316۔ الخیرات الحسان ص78

محمد بن سعید ابوعبداللہ کاتب کی روایت میں ہے کہ میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی کو کہتے ہوئے سنا اھل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کریں محمد بن سعید نے پھر اُن سے ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اھل اسلام کے لیے احادیث اور فقہ کو پورے طور پر محفوظ کر دیا ہے۔

O وقيل لبعض الائمة مالك تخص ابا حنيفة عند ذكره بمدح دون غيزه قال لان منزلة ليست كمنزلة غيره فيما انتفع الناس بعلمه فاخصه عند ذكره ليرغب الناس با الدعاء له.

عقود الجمان ص207۔ الخیرات الحسان ص83۔ الموفق ج دوم ص150

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے بعض ائمہ (مراد خدیج بن معاویہ ہے) جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کرنے کے وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہے یہ کہا گیا کہ تم اُن کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہو جو دوسرے ائمہ کی نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: اس لیے اُن کی قدر و منزلت دوسروں کی طرح نہیں ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم نے لوگوں کو بہت نفع دیا ہے چنانچہ اُن کے ذکر کے وقت خصوصیت سے اُن کی تعریف کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کی رغبت پیدا ہو۔

O عن احمد بن عطيه انبا نصر بن علي انبا عبد الله بن داؤد الخريبي قال من اراد ان يخرج

من ذلالعمی والجهل ویجد لذة الفقه فلینظر فی کتب ابی حنیفه۔ الموفق ج دوم ص 65. اخبار ابوحنیفه واصحابه ص 78. عقود الجمان ص 195. الخیرات الحسان ص 78. مناقب کرداری ج اول ص 115.

عبداللہ بن داؤدخریبی نے کہا: جو شخص گمراہی اور جہالت کی ذلت سے نکلنا چاہے اور فقہ کی لذت حاصل کرنا چاہیے۔ اس کو چاہیے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب کو دیکھے۔

O عن علی بن الربیع سمعت بشر بن الحارث سمعت عبد الله بن داؤد الخریبی قال اذا اردت الاثار اوقال الحدیث واحسبه قال والورع فسفیان واذا اردت تلك الحقائق فأبو حنیفة.

الموفق ج دوم ص30۔ تاریخ بغداد ج13 ص343۔ تہذیب الکمال ج10 ص315

بشر بن حارث سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن داؤدخریبی کو کہتے ہوئے سنا: جب تم آثار کا ارادہ کرو یا فرمایا حدیث حاصل کرنا چاہو۔ بشر بن حارث کہتے ہیں میرے خیال میں انہوں نے فرمایا: پارسا پرہیز گار بننا چاہو تو امام سفیان ثوری ہیں۔ اور جب تم اُن آثار وحدیث کے حقائق سے واقفیت چاہو تو امام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑو۔

عبداللہ بن داؤدخریبی کی یہ شہادت، شہادت نمبر 19 کی توضیح وتشریح ہے۔ وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تام الفقہ فقیہ ہیں یعنی آپ کو فقہ میں کلی مہارت اور دسترس حاصل ہے جو امام سفیان ثوری کو حاصل نہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن داؤدخریبی کی شہادت بتا رہی ہے۔

کہ امام سفیان ثوری محدث ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ احادیث وآثار کے حقائق سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث دانی میں بھی بے مثل ہیں کیونکہ احادیث وآثار کے حقائق پر آگہی علم حدیث کو مستلزم ہے۔ جب تک احادیث سے واقفیت نہ ہوگی حقائق تک رسائی ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اعلمیت وافقہیت پر عمدہ دلیل ہے۔

یحییٰ بن نصر بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ

21- یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی متوفی 215ھ عاصم الاحول، ھلال بن خباب اور ثور بن یزید سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابراہیم بن سعید جوھری، احمد بن سیار اور ایک جماعت نے روایت کیا۔ ابوزرعہ نے کہا: ''لیس بشیء'' ابن عدی اُن کی احادیث حسنہ روایت کرتے ہیں۔ ابن عدی نے کہا: ''ارجو انه لا باس به''

ابو حاتم نے کیا میرے نزدیک وہ ''لیس'' ہیں تاریخ بغداد ج 14 ص184۔ میزان الاعتدال ج 4 ص 411 ترجمہ 9642۔ یہ یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔

O عن محمد بن عمر الوراق عن خالد بن نزار عن یحیٰی بن نصر بن حاجب قال دخلت علیٰ ابی حنیفه فی بیت مملو کتباً فقلت له ما هذه قال هذه احادیث کلها ما حدثت بها الا الیسیر

الذی ینتفع به فقلت له حدثنی ببعضها فا ملی علی حدثنا سلمه بن کهیل الحدیث.

جامع المسانید ج اول ص222۔ الموفق ج اول ص95،96 ۔مناقب کردری ج اول ص151

یحیٰ بن نصر بن حاجب سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھر میں داخل ہوا جو کتب سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ کتابیں کیسی ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سب کی سب احادیث کی کتب ہیں۔ میں نے اُن کتب احادیث سے صرف تھوڑی سی احادیث بیان کی ہیں۔ جو قابل انتفاع ہیں۔ میں نے عرض کیا: کوئی حدیث مجھے بھی بیان فرمایئے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھایا "حدثنا سلمة بن کهیل الحدیث" اور یہ حدیث اس طرح ہے۔

O ابو حنیفة عن سلمة بن کهیل عن حبة بن جوین العرفی قال سمعت علیا رضی اللہ یقول انا اول من اسلم وصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم. جامع المسانید ج اول ص 222.

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے حبہ بن جوین عرفی سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں جو اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی۔

یحیٰ بن نصر بن حاجب نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق جو حدیث دانی کی شہادت دی ہے اس کی مؤید وہ حدیث ہے جس کو موفق بن احمد مکی نے یحیٰ بن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا۔

O حدثنا عبد اللہ بن عبید انبا محمد بن علی سمعت من یقول اخبرنا یحییٰ بن عبد اللہ قال حدثنی رجل قال اتیت ابا حنیفة فسئلة عن خمس مائة مسئلة فافتا فی کلها فاتیت سفیان الثوری محدثنی فی کل مسئلة بحدیث. الموفق ج اول ص 145.

یحیٰ بن عبداللہ نے کہا: مجھے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے پانچ سو مسائل کے متعلق دریافت کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے تمام مسائل کے متعلق فتویٰ دیا۔ (وہ شخص کہتا ہے) پھر میں امام سفیان ثوری کے پاس آیا تو آپ نے ہر مسئلہ کے متعلق مجھے ایک ایک حدیث بیان فرمائی۔

یحیٰ بن عبداللہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو پانچ صد (500) مسائل کے متعلق فتویٰ دیا اُن سب کا ماخذ حدیث مبارکہ ہی تھی۔ کیونکہ وہ شخص خود بیان کر رہا ہے کہ میں نے امام سفیان ثوری سے اُن جملہ مسائل کے فتاویٰ کو پیش کیا تو سفیان ثوری نے ہر مسئلہ کے متعلق مجھے حدیث بیان کی۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ پر سب سے بڑا اعتراض یہی ہے کہ ان کی مرویات کی تعداد صرف سترہ ہے اور اُن کی دلیل ابن خلدون کی یہ عبارت ہے۔

یقال بلغت روایاته الی سبعة عشر حدیثا.

کہا گیا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی کل تعداد سترہ ہے۔

پھر اُس کی تاکید وتائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام حمیدی کا یہ قول بھی پیش کیا جاتا ہے جسے اوثق الحمید نے نقل کیا ہے۔

قال الحمیدی فرجل لیس عندہ سنن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ فی المناسک۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حمیدی کہتے ہیں اس شخص (امام ابوحنیفہ) کو مناسک حج میں نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا علم تھا اور نہ ہی سنت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مقام غور ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پانچ صد فتاویٰ کا ماخذ حدیث مبارکہ ہے جو سفیان ثوری سے منقول ہے اور سفیان ثوری امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ اگر معترضین کی دلیل جو انہوں نے ابن خلدون اور حمیدی کے حوالہ سے پیش کی تسلیم کر لیا جائے تو سفیان ثوری کے قول کا اُن کے پاس کیا جواب ہے جن کو بالا جماع تمام ائمہ اعلام امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہیں۔

سر دست تو امام سفیان ثوری کا قول ہی اُن کی منہ پر ایک ایسا طمانچہ ہے جس کا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اور ابن خلدون کی اس عبارت کا جواب آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حمیدی کا اعتراض تو اس کا یہی جواب کافی ہے کہ امام اعمش جیسے عظیم الشان محدث کبیر جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں انہوں نے جب حج کا ارادہ کیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوائے۔ علماء کرام کی نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعمش نے دو مرتبہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوئے۔ حسین بن علی ابوعبداللہ صیمری کی کتاب ''اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 70'' سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعمش کے لیے علی بن مسعر کے علاوہ کوئی اور شخص بھی تھا جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوا کر لایا۔ اور یہ روایت عبداللہ بن داؤد خریبی کی ہے جو سوائے مسلم کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ اور مناقب کردری ج دوم ص 3 پر علی بن مسعر سے روایت ہے جو سلیمان الاعمش کے شاگردوں سے ہیں اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں اُن کی وفات 189ھ میں ہوئی۔ وہ کہتے ہیں جب امام اعمش حج کے لیے روانہ ہو گئے تو راستہ میں مجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس مناسک حج لکھوانے کے لیے بھیجا اور میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوا کر لایا اور امام اعمش دے دئے۔

لہٰذا امام اعمش جیسے عظیم محدث بھی مناسک حج میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ تو امام اعمش کے مقابلہ میں حمیدی کا کیا مقام ہے جو یہ کہتے ہیں مناسک حج میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تھا اور نہ ہی سنت صحابہ کا اور امام اعمش جیسا جلیل القدر محدث خود مناسک حج امام صاحب رضی اللہ عنہ سے لکھوا رہا ہے معلوم ہوا مناسک حج کے متعلق جتنا علم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کسی اور کے پاس نہیں تھا۔ اور علی بن مسعر قرشی ابوالحسن کو جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اور یحییٰ بن نصر بن حاجب کی روایت کی تائید امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بھی کرتی ہے امام قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ بغداد جلد نمبر 14 کے صفحہ نمبر 249 پر اس طرح نقل کیا ہے۔

O حدثنا ابوجعفر الطحاوی، حدثنا ابن ابی عمران، حدثنا بشر بن الولید قال سمعت ابا

يوسف يقول. سالني الاعمش عن مسئلة فاجبته فيها. فقال لي من اين قلت هذا. فقلت لحديثك الذي حدثتناه انت. ثم ذكرت له الحديث فقال لي يا يعقوب اني لا حفظ هذالحديث قبل ان يجتمع ابواك فما عرفت تاويله حتیٰ الان. اخبار ابی حنیفه واصحابه ص 96. الموفق ج دوم ص 224.

بشر بن ولید نے کہا: میں نے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے امام اعمش نے کسی مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو میں نے امام اعمش کو اس کا جواب دیا۔ امام اعمش نے کہا: اے امام ابو یوسف! تم نے یہ مسئلہ کس حدیث سے اخذ کیا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا: اس حدیث سے جس کو آپ نے ہمیں بیان کیا۔ پھر میں نے وہ حدیث ذکر کی۔ امام اعمش نے مجھ سے فرمایا: اے یعقوب! مجھے تمہارے ولادت سے پہلے یہ حدیث یاد ہے اور میں اب تک اس کی تاویل کو نہیں پہچان سکا۔

یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

22- یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف قاضی صاحب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔ متوفی پانچ ربیع الآخر 182ھ۔ امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے ابواسحاق شیبانی، سلیمان تیمی، یحییٰ بن سعید انصاری، سلیمان الاعمش، ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کی۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن حسن شیبانی، بشر بن ولید کندی، علی بن جعد، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت کیا۔

ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی نے لکھا ہے۔ عمرو الناقد نے کہا: وہ صاحب سنت تھے۔ ابوحاتم نے کہا: اُن کی احادیث لکھی جائیں۔ محمود بن غیلان نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے کہا: تم امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ تو یزید بن ہارون نے کہا میں اُن سے روایت کرتا ہوں۔ امام طحاوی نے کہا: میں نے ابراہیم بن ابی داؤد برلسی سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا اصحاب رائے میں بہت زیادہ حدیث بیان کرنے والا اور اثبت حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے اور کوئی نہیں دیکھا۔ خود امام ذہبی فرماتے ہیں: جب اُن سے ثقہ روایت کرے اور وہ ثقہ سے روایت کریں تو ''لاباس بہ'' معین اُن کی احادیث لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (میزان الاعتدال ج 4 ص 447)

ابوبکر بن احمد بن علی خطیب بغدادی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔ حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کو اسلام میں سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارا گیا۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں، علی بن اسحاق مادرانی نے کہا: میں نے عباس بن محمد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ اصحاب حدیث سے محبت کرتے اور اُن کی طرف میلان رکھتے تھے۔ یحییٰ بن معین نے کہا۔ ہم امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث لکھتے تھے۔ تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں۔

علی بن احمد بن سلیمان مصری نے کہا: ہم سے احمد بن سعد ابی جریج نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین

سے حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو یحییٰ بن معین نے کہا: اُن کی احادیث نہ لکھی جائیں۔
اس کے جواب میں خطیب بغدادی نے لکھا۔

قلت

ابن ابی جریح کے علاوہ دوسروں نے یحییٰ بن معین سے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق روایت کی ہے۔ تاریخ بغداد ج14 ص245۔249۔257۔260۔ معلوم ہوا خطیب بغدادی کے نزدیک بھی امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں ثقہ ہیں۔ اور یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابو یوسف کی ثقاہت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اخبار ابو حنیفہ ص 90۔ یہ امام یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے متعلق یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

O حدثنا احمد بن محمد بن مغلس قال سمعت محمد بن سماعه يقول. سنعت ابا يوسف يقول ما خالفت ابا حنيفة في شيء قط فقد برقد الا رايت مذهبه الذى ذهب اليه انجى في الاخرة. وكنت ربما ملت الى الحديث وكان هو ابصرً باالحديث الصحيح مني۔

تاریخ بغداد ج13 ص240۔ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص11۔ الخیرات الحسان ص143۔ الموفق ج دوم ص121۔ مناقب کردری ج اول ص40

محمد بن سماعہ نے کہا: میں نے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ میں نے جس چیز میں بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور میں نے اس میں تدبر کیا تو میں نے دیکھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب جس کی طرف آپ گئے ہیں وہی مذہب آخرت میں نجات دہندہ ہے اور میں بسا اوقات حدیث کی طرف رغبت کرتا تو کیا دیکھتا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ مجھ سے بھی حدیث صحیح کے بینا ہوتے۔

محمد بن یوسف صالحی دمشقی اپنی کتاب مستطاب ''عقود الجمان'' میں لکھتے ہیں۔

O وقال كان اذا صمم على قول درت على مشائخ الكوفة هل اجد في تقوية قوله حديثا اواثراً فربما وجدت الحديثين والثلاثه فاتية بها فمنها ما يقول فيه هذا غير صحيح او غير معروف فاقول له وما علمك بذلك مع انه يوافق قولك فيقول انا عالم بعلم اهل الكوفة.

مناقب کردری ج دوم ص103۔ عقود الجمان ص321۔ الخیرات الحسان ص143۔ الموفق ج دوم ص151

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کسی قول پر مصمم ارادہ کر لیتے کہ یہی قول درست اور صحیح ہے تو میں مشائخ کوفہ کے دروازوں پر دستک دیتا۔ کیا مجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کے متعلق کوئی حدیث یا اثر ملتا ہے یا نہیں۔ بسا اوقات میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق دو یا تین احادیث پا لیتا۔ اور اُن احادیث مبارکہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ بعض کے متعلق فرماتے یہ حدیث غیر صحیح ہے یا غیر معروف ہے۔ چنانچہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کرتا باوجودیکہ کہ یہ حدیث آپ کے قول کے موافق ہے آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ غیر معروف ہے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے میں اہل کوفہ کے علم کا سب سے زیادہ اعلم ہوں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کا کتنا اونچا مقام ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ حدیث آپ کے قول کے موافق ہے فرماتے یہ حدیث صحیح نہیں۔ یا یہ حدیث غیر معروف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور اس حدیث مبارکہ سے بھی اعلیٰ پایہ
کی حدیث صحیح و معروف موجود ہو گی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث صحیح اور غیر صحیح کی پہچان تھی۔ اس لیے آپ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو غیر صحیح اور غیر معروف قرار دیا باوجود اس کے کہ وہ احادیث آپ کے قول کے موافق تھیں۔ معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکثر مسائل احادیث صحیح سے ماخوذ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث کا الزام محض حسد و بغض کی بناء پر ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

O حدثنا احمد بن الصلت، حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت ابا يوسف يقول ما رايت احدا اعلم تفسير الحديث ومواضع النكت التي فيه من الفقه من ابي حنيفة۔ تاریخ بغداد ج 13ص 340۔

مناقب کردری اور الموفق میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔

وكنا تحتلف في مسئلة فأتي ابا حنيفه فكانما يخرجها من كمه فيدفعه الينا۔

الموفق ج دوم ص43۔ مناقب کردری ج اول ص99۔ الخیرات الحسان ص143

بشر بن ولید نے کہا: میں نے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حدیث کی تفسیر اور جس حدیث میں فقہ کے مواضع نکت ہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اعلم کسی کو نہیں دیکھا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب ہم کسی مسئلہ میں باہم اختلاف کرتے پھر ہم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے۔ (اور وہ مسئلہ اختلافی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کرتے) تو ایسا محسوس ہوتا گویا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ وہ مسئلہ اپنی آستین سے نکال کر ہمارے سپرد فرماتے۔ یہ بندہ ناچیز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایات مذکورہ بالا پر بلا تبصرہ عرض کرتا ہے۔ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایات یحییٰ بن نصر بن حاجب کی روایت کی مؤید ہیں کہ امام صاب کے پاس کتب احادیث کا ایک ذخیرہ تھا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن کتب احادیث سے صرف وہی احادیث مبارکہ بیان کیں جو اُمتِ محمدیہ کے لیے قابل انتفاع تھیں۔ اُن جملہ روایات سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے اور صرف اُن احادیث مبارکہ سے مسائل اخذ فرمائے جو اُن کے نزدیک صحیح تھیں۔ اور جو احادیث مبارکہ غیر صحیح اور منسوخ تھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن سے مسائل اخذ نہیں فرمائے۔ اب انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے اگر چاہیں تو انصاف کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث تسلیم کر لیں یا عدم انصاف کی بناء پر قلت احادیث کا الزام لگا دیں۔ اللہ عزوجل انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد بن بشر بن فرافصہ رحمۃ اللہ علیہ

23- محمد بن بشر بن فرافصہ بن مختار بن ردیح عبدی ابو عبد اللہ کوفی متوفی 203ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے

ہیں۔انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش اور عمرو بن میمون وغیرہم سے روایت کیا۔ اور اُن سے اسحاق بن راہویہ، جعفر بن عون، عباس بن محمد دوری اور علی بن مدینی وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوداؤد نے کہا: محمد بن بشر کوفہ والوں سے زیادہ احفظ تھے۔ عثمان بن سعید داری نے یحییٰ بن معین روایت کرتے ہوئے کہا وہ ''ثقہ'' ہیں۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے محمد بن بشر کے سعید بن عروجہ سے سماع کے متعلق دریافت کیا تو ابوداؤد نے کہا: وہ کوفہ والوں میں سے زیادہ احفظ تھے۔ یعقوب بن شیبہ اور محمد بن سعد دونوں نے کہا: وہ کثیر الحدیث اور ثقہ ہیں۔ نسائی اور ابن قانع نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن جنید نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا اُن کی احادیث لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: محمد بن بشر ''ثقہ، ثبت'' ہیں۔ (الکاشف للذہبی ج 3 ص 22۔ تہذیب الکمال ج 8 ص 590۔ تہذیب التہذیب ج 9 ص 74)

محمد بن بشر بن فرافصہ کی روایت سفیان ثوری کی شہادت میں گذر چکی ہے۔

یہاں بطور توثیق اُن کی شہادت رقم کی جا رہی ہے۔

یہ محمد بن بشر بن فرافصہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی رائے کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

O عن جندل بن والق، حدثنی محمد بن بشر قال کنت اختلف الی ابی حنیفة والی سفیان فاتی ابا حنیفه فیقول لی من این جئت فا قول من عند سفیان، فیقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمه والاسود حضر الاحتا جا الی مثله، فاتی سفیان فیقول لی من این جئت فاقول من عند ابو حنیفه فیقول لقد جئت من افقه اهل الارض۔

تاریخ بغداد ج 13 ص 343۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 315۔ مناقب کردری ج دوم ص 11

محمد بن بشر نے کہا: میں مختلف اوقات میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام سفیان ثوری دونوں کے ہاں جایا کرتا تھا۔ جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تو مجھے فرماتے کہاں سے آئے ہو۔ میں عرض کرتا سفیان ثوری کے پاس سے آیا ہوں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو وہ بھی اس شخص کے محتاج ہوتے۔ اگر میں سفیان ثوری کے پاس جاتا تو مجھے فرماتے کہاں سے آئے ہو تو میں عرض کرتا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں۔ تو امام سفیان ثوری کہتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ روئے زمین پر اُن جیسا کوئی فقیہ نہیں چنانچہ محمد بن بشر، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت رائے کے اظہار کے گواہ ہیں جو یہ شہادت دے رہے ہیں کہ سفیان ثوری جیسی شخصیت بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کی معترف ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایسے شخص ہیں کہ روئے زمین پر اُن جیسا کوئی فقیہ نہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ''افقہ الناس'' ہونا آپ کے آثار واحادیث کے معانی پر سب سے اعلم ہونے کو مستلزم ہے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم حدیث وآثار کے متعلق نہایت قوی شہادت ہے۔

یہاں ایک غلطی کا ازالہ بھی از حد ضروری ہے۔ وہ یہ کہ مناقب کردری میں محمد بن بشر کی جگہ محمد بن منتشر لکھا گیا ہے۔ اس طرح علامہ فقیر محمد جہلمی نے اپنی کتاب مستطاب ''ننگی تلوار'' میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب 'تبییض

الصحیفہ'' کے حوالہ سے بھی محمد بن بشر کی جگہ محمد بن منتشر ارقام فرمایا ہے حالانکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تبییض الصحیفہ'' میں بھی محمد بن بشر ہی منقول ہے۔

''دیکھو باب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سیر ومناقب'' صاحب تہذیب الکمال حافظ جمال الدین مزی اور صاحب تہذیب التہذیب حافظ عسقلانی نے بھی ترجمہ، محمد بن بشر کے ماتحت لکھا ہے۔ محمد بن بشر بن فرافصہ ابوعبداللہ کوفی جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں۔ خطیب بغدادی اور حافظ مزی دونوں ہی نے اس روایت کو محمد بن بشر کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اُن دونوں نے سفیان ثوری کو محمد بن بشر کے شیوخ سے شمار کیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ادارہ ان دونوں کتابوں کی دوبارہ طباعت کرے تو از راہ کرم وہ اس غلطی کا ازالہ کر کے عنداللہ ماجور ہو "واللہ اعلم با الصواب"۔

علی بن عاصم بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ

24- علی بن عاصم بن صہیب ابوالحسن متوفی 201ھ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ انہوں سے اسماعیل بن خالد، بیان بن بشر احمس، عاصم بن کلیب اور عبدالملک بن عبدالعزیز وغیرہم سے روایت کیا۔ اور اُن سے ابراہیم بن سعید جوہری، علی بن مدینی شیخ امام بخاری، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن زریع وغیرہم نے روایت کیا۔ یعقوب نے کہا: میں نے ابراہیم بن ہاشم کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے سفیان بن عیینہ سے کہا: علی بن عاصم نے محمد بن سوقہ سے روایت کیا ہے اور اُن کی حدیث کا ذکر کیا۔ تو ابن عیینہ نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا۔ خطیب بغدادی نے کہا: وہ اہل صدق سے ہیں اور حدیث میں قوی نہیں۔ اور حدیث محمد بن سوقہ کی وجہ سے معتوب ہیں۔ پھر خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ چند خواب جو لوگوں نے دیکھے کہ حدیث مذکور صحیح ہے روایت کیے۔ امام عجلی نے علی بن عاصم کے ذکر میں کہا وہ ثقہ ہیں اور حدیث میں مشہور ہیں۔ ابوداؤد بن اشعث نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ سے کہا گیا علی بن عاصم کیسے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو اُن سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ یحییٰ بن جعفر نے کہا: علی بن عاصم کے پاس تیس ہزار سے اکثر کا اجتماع ہوتا اور آپ دوکان کی سطح پر تشریف فرما ہوتے اور آپ کے تین املاء کرانے والے ہوتے۔

تاریخ بغداد ج11 ص444۔ تہذیب التہذیب ج7 ص348۔ تہذیب الکمال ج7 ص332

یہ علی بن عاصم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح شہادت دیتے ہیں۔

O عن علی ابن موسیٰ القمی قال سمعت محمد بن عمار یقول۔ قال علی بن عاصم۔ کنا فی مجلس فذکر ابوحنیفة فقال لی خالد الطحان لیت بعض علمه بینی وبینك.

تاریخ بغداد ج13 ص344

علی بن موسیٰ قمی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے محمد بن عمار کو کہتے ہوئے سنا کہ علی بن عاصم نے کہا: ہم ایک مجلس میں تھے وہاں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو خالد (بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید) طحان نے مجھ سے کہا:

کاش کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض علم میرے اور تیرے درمیان ہوتا۔

یہ خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید طحان متوفی 182ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ابن سعد، ابوزرعہ، نسائی، ابوحاتم نے اُن کو ثقہ کہا ہے۔ یہ باوجود ایک عظیم محدث ہونے کے اس خواہش کا اظہار کر رہے ہیں کہ کاش حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بعض علم میرے پاس ہوتا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ علی بن عاصم اور خالد طحان سے بھی حدیث میں زیادہ اعلم تھے۔ ورنہ اُن کی خواہش کا کوئی مقصد نہ تھا کیونکہ وہ خود ایک عظیم محدث تھے۔ چنانچہ علی بن عاصم کی روایت سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث ہیں۔ اور ایک دو عظیم محدثین کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت نہایت معتبر ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث دانی میں بے مثل تھے۔

(تہذیب التہذیب ج 3 ص 100)

O عن یحییٰ بن ابی طالب قال سمعت علی بن عاصم یقول. لووزن علم ابی حنیفة بعلم اھل زمانه لرجح علیھم. اخبار ابی حنیفه واصحابه ص 9.

اور الموفق بن احمد مکی نے مناقب ابوحنیفہ میں احمد بن محمد کے طریق سے اس کو روایت کیا۔

عن احمد بن محمد انباء عبد الله بن مسلمه سمعت ابا العباس سمعت علی بن عاصم یقول. الخ. الموفق ج دوم ص 47. مناقب کردری ج اول ص 101.

علی بن عاصم فرماتے ہیں اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم کو اُن کے زمانہ والوں کے علم کے ساتھ وزن کیا جائے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم اُن کے علم پر غالب آ جائے گا۔

O عن محمد بن مھاجر سمعت علی بن عاصم یقول اقاویل ابی حنیفة تفسیر العلم فمن لم ینظر فی اقاویله احل بجھله الحرام وحرم الحلال وضل الطریق.

(الموفق ج دوم ص 47۔ مناقب کردری ج اول ص 101)

محمد بن مہاجر سے روایت ہے کہ میں نے علی بن عاصم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں۔ پس جو شخص آپ کے اقوال کو پیش نظر نہ رکھتے ہوئے کوئی فتویٰ دے وہ اپنی جہالت کے باعث حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر کے اسلام کے راستہ کو گم کر دیتا ہے۔

علی بن عاصم کے قول سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے خطیب بغدادی کی یہ روایت کافی ہے۔

O عن محمد بن حفص عن الحسن بن سلیمان انه قال فی تفسیر الحدیث "لاتقوم الساعة حتیٰ یظھر العلم" قال ھو علم ابی حنیفه وتفسیر والآثار

تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔ الموفق ج دوم ص 148۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 9

محمد بن حفص نے حسن بن سلیمان سے روایت کی کہ انہوں نے اس حدیث مبارکہ "لاتقوم الساعة" کی تفسیر کے متعلق کہا وہ علم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم مراد ہے اور اس کی تفسیر آثار ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں اور علم کی تفسیر آثار ہیں چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال احادیث مبارکہ میں ہیں۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکثر مسائل احادیث سے ماخوذ ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے سے انکار کیا اس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم اور اس کی تفسیر آثار کا انکار کیا۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب لفظ "ذی علم" مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے مراد جمیع علوم کا عالم ہوتا ہے جیسے کہا جائے فلاں ذی علم ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جملہ علوم وفنون پر دسترس رکھتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ جملہ علوم کا علم رکھتا ہو اور علم حدیث سے بے بہرہ ہو۔ اس کی مثال یوں لے لیجئے جیسے کوئی شخص یہ کہے ابن تیمیہ، ابن قیم، محمد بن علی بن محمد شوکانی نہایت اعلیٰ پایہ کے عالم دین ہیں۔ تو کیا آپ یہ تسلیم کرنا گوارہ کرو گے کہ وہ علم نحو وصرف، علم معانی، علم منطق، علم فقہ اور علم اصول فقہ، علم تفسیر اور اصول تفسیر وغیرہ میں نہایت اعلیٰ پایہ کے عالم دین ہیں لیکن عالم بالحدیث نہیں۔ یقیناً آپ یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ تو کتنی ستم ظریفی ہے کہ ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اعلم الناس، افقہ الناس اور افقہ اہل الارض اور اعلم اہل زمانہ کے خطاب سے آپ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کررہے ہیں اور آپ یہی کہہ رہے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث نہیں۔ ذرا انصاف سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ

25- ابونعیم فضل بن دکین (دکین اُن کا لقب ہے) عمرو بن حماد متوفی 219ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اعمش، یونس بن اسحاق، سفیان ثوری، ہشام دستوائی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اسحاق بن راہویہ، احمد بن منیع، عباس دوری، محمد بن یحییٰ وغیرہم نے روایت کیا۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: ابونعیم ثقہ، ثبت اور صدوق ہیں مروزی نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا: یحییٰ بن معین اور عبدالرحمٰن نے کہا: ابونعیم حجت اور ثبت ہیں۔ ابن عمار نے کہا: ابونعیم "متقن حافظ" ہیں اور اس طرح آجری، ابوداؤد، عجلی، ابوحاتم اور ابوزرعہ نے کہا۔

(تہذیب الکمال ج 8 ص 208، تہذیب التہذیب ج 8 ص 270)

یہ حافظ ابونعیم امام الائمہ، سراج الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

قال ابونعیم الفضل بن دکین فی روایة الجوهری عنه کان ابوحنیفة صلی اللہ علیه وسلم صاحب غوص فی المسائل،

الموفق ج دوم ص 30، کردری ج اول ص 43، البدایہ والنہایہ ج 10 ص 107، تہذیب الکمال ج 10 ص 316، تاریخ بغداد ج 13 ص 344۔

---

۱ الموفق میں "وتفسیره الآثار" کی جگہ "وتفسیر للآثار" ہے۔

جوہری کی حافظ ابونعیم فضل بن دکین سے روایت میں ہے۔ حافظ ابونعیم نے کہا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل میں صاحب غوص (یعنی معانی کی حقیقت تک پہنچنا) تھے۔

ابوعبدالرحمٰن مقری رحمۃ اللہ علیہ

26- ابوعبدالرحمٰن مقری، یعنی عبداللہ بن یزید عدوی ابوعبدالرحمٰن مقری متوفی 213ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ موسیٰ بن علی بن رباح، ابوحنیفہ، ابن عون اور شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے بشر بن موسیٰ بن شیخ بن صالح بن عمیری اسدی، علی بن مدینی، ابوخیثمہ، ابوبکر بن ابن شیبہ وغیرہم سے روایت کیا۔ ابوحاتم نے ''صدوق'' نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ خلیل نے کہا: ثقہ ہیں اُن کی حدیث ثقات میں سے ہے اس سے حجت پکڑی جائے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ ابن تابع مکی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ تہذیب التہذیب ج 6 ص 83، تہذیب الکمال ج 5 ص 709، الکاشف ج دوم ص 128۔

یہ ابوعبدالرحمٰن مقری امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے رائے کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

○ عن عمر بن احمد الواعظ، حدثنا محمد بن مخزوم، حدثنا بشر بن موسیٰ، حدثنا ابوعبد الرحمن المقری دکان اذا حدثنا عن ابی حنیفه قال حدثنا شاهنشاه،

تاریخ بغداد ج 13 ص 244، الموفق ج دوم ص 30، کردری ج اول ص 92۔

عمر بن احمد واعظ سے روایت ہے کہ ہم سے محمد بن مخزوم نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے بشر بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم سے ابوعبدالرحمٰن مقری نے بیان کیا۔ کہ جب ابوعبدالرحمٰن مقری حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہمیں حدیث بیان کرتے تو کہتے ہمیں شہنشاہ نے بیان کیا۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

○ عن عبد الله بن صالح انباء محمود بن شریك انبا عبد الله بن یزید (ابو عبد الرحمٰن مقری) قال حدثنا ابوحنیفة شاه مرداں۔ الموفق ج دوم ص 32۔

عبداللہ بن صالح سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہمیں محمود بن شریک نے خبر دی۔ انہوں نے کہ ہمیں عبداللہ بن یزید ابوعبداللہ حمی مقری نے خبر دی انہوں نے کہا: ہم سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شاہ مردان نے بیان کیا۔

آپ غور فرمائیں کہ ابوعبدالرحمٰن مقری برائے اصحاب حدیث میں سے اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ اکثر حدیث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ یہ شہادت دے رہے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں شاہنشاہ شاہ مرداں ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا شہادت ہوسکتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں تبحر اور حافظ الحدیث ہیں۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ

27- شداد بن حکیم متوفی 213ھ اُن کا ترجمہ بسیار تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ اور خطیب بغدادی نے اُن سے روایت کیا ہے۔ اور وہ روایت اس طرح ہے۔

O حدثنا احمد بن محمد البلخی قال سمعت شداد ابن حکیم یقول، مارایت اعلم من ابی حنیفۃرضی اللّٰہ عنہ۔ تاریخ بغداد ج13ص 344، تہذیب الکمال ج 10ص 316.

احمد بن محمد بلخی نے کہا: میں نے شداد بن حکیم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اعلم کسی کو نہیں دیکھا۔
الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں شداد بن حکیم سے اس طرح روایت کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اُن کی رائے بیان فرماتے ہیں:

O عن جعفر بن محمد انبا الحسن بن جمعہ سمعت شداراً یقول لو لا ما من اللہ علینا بابی حنیفۃ واصحابہ حیث بینوا ھذا لعلم وشر حدا لم نکن ندری ما نختار من ذٰلک رما نا خذہ بہ۔(الموفق ج دوم ص 62)

جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ ہمیں حسن بن جمعہ نے خبر دی۔ کہ میں نے شداد بن حکیم کو کہتے ہوئے سنا اگر اللہ تعالیٰ عزاسمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے ذریعہ سے ہم پر احسان نہ فرماتا کہ انہوں نے اس علم (یعنی علم حدیث) کو باالتشریح بیان کیا اگر اللہ عزوجل کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ہم اس علم سے کیا اختیار کرتے اور کس سے ہم مسائل اخذ کرتے۔
علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت

شداد بن حکیم بلخ کے ائمہ کرام رحمہم اللہ سے ایک امام ہیں اور وہ نصیر بن یحیٰ کے استاد ہیں۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کرتے وہ سفیان ثوری اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب امام زفر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے زمانہ کے زاہد تھے۔ ایک ظہر سے دوسری ظہر تک وضو کرتے اور ساٹھ سال تک وہ محوِ خواب نہیں ہوئے۔
آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں شداد بن حکیم باجود یکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کرتے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بھی یہ شہادت دے رہے ہیں کہ علم حدیث کی جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تشریح بیان کی یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر نہایت عظیم احسان ہے۔ اس سے بڑھ کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تبحر فی الحدیث میں کون سی شہادت ہو سکتی ہے مولائے کریم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عزت و تکریم کی توفیق عطا فرمائے۔

شداد بن حکیم کے اس قول کی وضاحت نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب ابجد العلوم میں اس طرح کی ہے۔

O ان معرفة التواترولا حاد والناسخ والمنسوخ وان تعلقت بعلم الحدیث لکن المحدث لا یفتتر الیه. لان ذٰلك من وظیفة الفقیه لا نه یستنبط الاحکام من الاحادیث فیحتاج الیٰ معرفت التواتر ولا حاد والناسخ والمنسوخ الخ۔ ابجد العلوم ص 438۔

حدیث تو اتر و آحاد اور ناسخ و منسوخ کا پہچاننا اگر چہ علم حدیث سے متعلق ہے لیکن محدث کو اس کی احتیاج نہیں ہوتی کیوں کہ یہ کام فقیہ و مجتہد کا ہے۔ وہ احادیث مبارکہ سے احکام نکالتا ہے۔ چنانچہ وہ تو اتر و آحاد اور ناسخ و منسوخ پہچاننے کا محتاج ہوتا ہے۔ اور محدث کا کام حدیث کا نقل و روایت کرنا ہے جو حدیث سموعہ ہے جیسا کہ سنی ہے۔

اس طرح حافظ ابن قیم نے اپنی کتاب ''اعلام الموقنین'' جو غیر مقلدوں کے نزدیک ''کا الوحی من السماء'' ہے مرقوم ہے۔

لا یجوزلا حد ان یا خذ من الکتاب والسنة ما لم یجتمع فیه شروط الاجتهاد ومن جمیع العلوم۔

یعنی کسی کو لائق و مناسب نہیں کہ وہ از خود کتاب و سنت سے کچھ اخذ کرے جب تک کہ اس میں شرائط اجتہاد مجتمع نہ ہوں۔ اور جمیع علوم مثلاً صرف، نحو، لغت، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ اور صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کا علم نہ ہو۔ اور یہ بات عند الکل مسلم ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم مجتہد ہیں۔ آپ احادیث مبارکہ کی علل اور ناسخ و منسوخ سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اس لیے جو آپ نے کتاب و سنت سے مسائل اخذ فرمائے۔ اہل اسلام میں سے اسی فیصد ان پر عمل پیرا ہیں۔ اُن میں محدثین و فقہاء اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل ہیں۔

امام ترمذی جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں نے بہ نسبت محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے فقہاء کرام کے احادیث مبارکہ کے معانی کے اعلم ہونے کی شہادت کتاب الجنائز باب غسل المیت میں اس طرح دی ہے کہ۔

''وكذٰلك قال الفقهاء وهم اعلم بمعانی الحدیث''

یعنی فقہاء کرام بہ نسبت محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے حدیث کے معنی کے زیادہ اعلم ہیں۔ اور شداد بن حکیم کا اس عبارت۔

''حیث بغیرا هذا لعلم وشرحوا''

سے اس کی طرف اشارہ ہے جو نواب صدیق حسن خان، ابن قیم اور ترمذی نے بیان کیا۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب وہ ہیں جنہوں نے اس علم کو با التشریح بیان کیا۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کے معنی کے زیادہ اعلم ہیں۔ اور احادیث مبارکہ کی علل اور ناسخ و منسوخ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس جملہ بحث سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث ہیں اور آپ نے انہیں احادیث مبارکہ سے مسائل اخذ

کیے جو اُن کے نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف قلت حدیث کی نسبت بجز حسد کے اور کوئی چیز نہیں۔

مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

28- مکی بن ابراہیم بن بشیر بن فرقد تمیمی حنظلی ابو اسکن بلخی۔ متوفی 214 یا 215ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ ابراہیم بن ادھم، جعفر بن محمد صادق، عبدربہ بن ابی راشد بصری، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

اُن سے ابراہیم بن زہیر، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ہشام دستوائی، یعقوب بن عطاء بن ابی رباح وغیرھم نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور مرزوی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مکی بن ابراہیم کے متعلق دریافت کیا تو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ صالح ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: اُن کا محل صدق ہے، نسائی نے کہا: ''لیس بہ باس'' دارقطنی نے کہا: وہ ثقہ و مامون ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں، مسلمہ نے ''صلہ'' میں کہا وہ ثقہ ہیں، خلیلی نے کہا: وہ متفق علیہ ثقہ ہیں، تہذیب الکمال ج 10 ص 91، تہذیب التہذیب ج 10 ص 292، الکاشف ج سوم ص 152، تاریخ بغداد ج 13 ص 116۔

یہ مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

O قال النخعي حدثنا اسماعيل بن محمد الفارسي قال سمعت مكي بن ابراهيم ذكر ابا حنيفة فقال كان اعلم اهل زمانه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 354، تہذیب الکمال ج 10 ص 316، الخیرات الحسان ص 78، عقود الجمان ص 195۔

نخعی نے کہا: ہم سے اسماعیل بن محمد فارسی نے کہا: میں نے مکی بن ابراہیم کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں سے اعلم ہیں۔ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کیا ہے۔

O قال كان ابوحنيفة تقيا، زاهدا، عالما، راغباً في الآخرة، صدوق اللسان احفظ اهل زمانه.

الموفق ج جلد اول ص 213، کردری ج اول ص 232

حافظ ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے۔

O كان اعلم اهل الارض. البدايه والنهايه ج 10 ص 107.

موفق بن احمد مکی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تقی، زاھد عالم، آخرت میں رغبت رکھنے والے زبان کے بہت سچے اور اپنے زمانہ والوں سے حدیث کے بہت زیادہ حافظ تھے۔

اور حافظ ابن کثیر دمشقی نے کہا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ زمین والوں میں زیادہ اعلم تھے۔ یہ الفاظ کا اختلاف ہے معنی دونوں کا ایک ہے۔ محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری نے مناقب ابوحنیفہ فی ذیل مناقب الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ ج اول ص 43 میں

لکھا ہے۔ ''اعلم الناس'' سے مراد احادیث وآثار کا جاننے والا اور ''افقه الناس'' سے مراد احادیث وآثار کے معانی کے جاننے والا ہے۔

لہٰذا مذکورہ روایات سے ثابت ہوا کہ مکی بن ابراہیم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں یا اپنے زمانہ کے زمیں والوں میں احادیث وآثار کے زیادہ اعلم ہیں اور احادیث وآثار کے حافظ ہیں۔

مکی بن ابراہیم کے متعلق الموفق نے لکھا ہے۔

○ عن عبد الصمد بن الفضل، سمعت المکی بن ابراهیم یقول کنت اتجر فقدمت علیٰ ابوحنیفة قدمة فقال لی یا مکی اراك تتجر التجارة اذا کانت بغیر علم دخل فیها فساد کثیر فلم لا یتعلم العلم. الخ. الموفق ج دوم ج 161.

عبد الصمد بن فضل سے روایت ہے کہ میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تجارت کرتا تھا، ایک دفعہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے مکی! (بن ابراہیم) میں دیکھتا ہوں کہ تم تجارت کرتے ہو۔ اور جب تجارت بلاعلم ہو تو اس میں فساد کثیر پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ تم علم حاصل کیوں نہیں کرتے۔ اور علم کو کیوں نہیں لکھتے۔ مکی بن ابراہیم کا کہنا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ مجھے مسلسل یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے علم حاصل کیا۔ اور اللہ عزوجل نے مجھے علم سے بہت زیادہ حصہ عطا فرمایا۔ مکی بن ابراہیم کہتے ہیں اس وجہ سے میں ہر نماز کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اور میں جب بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا نام لیتا ہوں اُن کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اُن کی برکت کی وجہ سے میرے لیے علم کا دروازہ کھولا۔ انتہی کلامہ۔ چنانچہ مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

الموفق بن احمد مکی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق یوں روایت کیا ہے۔

○ قال سمعت المکی یقول کان ابوحنیفه یصدق قوله فعله.

ابراہیم بن علی ترمذی نے کہا: میں نے اسماعیل بن بشر کو کہتے ہوئے سنا: انہوں نے کہا: میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت تھے کہ اُن کے قول کی آپ کا فعل تصدیق کرتا یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ قرآن مقدس کی اس آیہ کریم کا مصداق تھے "لم تقرلون ما لا تفعلون"۔

امام موفق اس روایت کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں کہ مکی بن ابراہیم 140ھ میں کوفہ میں آئے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شاگردی اختیار کی۔ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث وفقہ سنی اور مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ روایت کرتے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب میں بہت متعصب تھے اس کی

مثال صاحب موفق یہ بیان فرمائی ہے۔

O قال اسماعیل بن بشر کنا فی مجلس المکی فقال حدثنا ابوحنیفه فصاح رجل غریب حدثنا عن ابن جریح، فقال المکی انا لا فحدث السفهاء الی آخرها. الموفق ج اول ص 203، 204.

اسماعیل بن بشر نے کہا: ہم مکی بن ابراہیم کی مجلس میں موجود تھے۔ کہ انہوں نے ہم سے کہا: ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ تو ایک اجنبی آدمی نے چیخ کر کہا ہمیں ابن جریح سے حدیث بیان کرو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہمیں حدیث بیان نہ کرو۔ اس پر امام مکی بن ابراہیم نے کہا: ہم جاہلوں سے حدیث بیان نہیں کریں گے۔ انہوں نے اس شخص سے فرمایا: میری مجلس سے نکل جاؤ۔ اسماعیل بن بشر کہتے جب تک وہ شخص آپ کی مجلس سے نہیں نکلا مکی بن ابراہیم نے ہمیں حدیث بیان نہیں کی۔ جب وہ شخص مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا تو مکی بن ابراہیم نے کہا: ''حدثنا ابوحنیفه'' اور پوری حدیث بیان کی۔

مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مکی بن ابراہیم کو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کتنی محبت تھی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مکی بن ابراہیم اکثر امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

مکی بن ابراہیم کی اس شہادت کے بعد کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں میں سے زیادہ حافظ حدیث تھے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مکی بن ابراہیم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

علامہ صالح نے اپنی کتاب عقود الجمان ''الباب الخامس'' میں لکھا ہے۔ جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ حکم بن عتیبہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری، شریک، حسن بن صالہ، یحیٰ بن سعید قطان، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، امام مالک، معمر بن راشد، شافعی، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق کے علاوہ دیگر ائمہ اسلام سے روایت کرنے والوں سے زیادہ ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ابراہیم بن طہمان، اسباط بن محمد، عبدالرزاق بن ہمام، حفص بن عبدالرحمٰن، حمزۃ الزیات، زفر بن ھذیل، عبد اللہ بن مبارک، سفیان ثوری، ابونعیم فضل بن دکین، وکیع بن جراح، یزید بن زریع، یزید بن ہارون، معافی بن عمران، ابو یوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، مکی بن ابراہیم، ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبداللہ انصاری جیسے ائمہ کرام رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

اور آخری تین ائمہ اعلام مکی بن ابراہیم، ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبد اللہ انصاری وہ کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ ہیں جن سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح جامع میں بائیس 22 احادیث ثلاثیات روایت کی ہیں۔ جن احادیث ثلاثیات پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت فخر ہے۔ اور لوگوں کو یہ معلوم نہیں اُن احادیث میں سے بیس احادیث ثلاثیات وہ ہیں جو امام حنیفہ کے تلامذہ یا آپ کے شاگردوں کے شاگردوں سے مروی ہیں۔

اُن میں سے گیارہ احادیث مکی بن ابراہیم سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہیں بخاری شریف کی ترتیب کے اعتبار سے وہ پہلی چار احادیث پھر چھٹی، ساتویں، گیارھویں، تیرھویں، چودھویں، سترھویں اور انیسویں احادیث مبارکہ ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن میں سے چھ احادیث ثلاثیات ابوعاصم النبیل ضحاک بن مخلد سے تخریج کی ہیں اور ابوعاصم النبیل ضحاک

مخلد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے تخریج کی ہیں۔ اور ابو عاصم الفیل ضحاک بن مخلد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ وہ احادیث یہ ہیں۔ پانچویں، آٹھویں، نویں، پندرھویں، اٹھارویں اور اکیسویں۔

اور محمد بن عبد اللہ انصاری سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین روایات ثلاثیات تخریج کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے یہ محمد بن عبد اللہ انصاری امام زفر اور ابو یوسف قاضی کے اصحاب میں سے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ وہ احادیث یہ ہیں۔ دسویں، سولھویں اور بیسویں۔ تاریخ بغداد ج سوم ص 29 اب بائیس میں سے صرف دو باقی رہ گئیں۔ اُن میں سے تیرھویں حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عصام بن خالد حمصی سے تخریج کیا ہے۔ اور بائیسویں کو خلاد بن یحیٰی کوفی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا۔

معلوم ہوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بائیس 22 احادیث ثلاثیات میں سے بیس 20 امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں یا آپ کے شاگردوں کے شاگردوں سے تخریج کی گئی ہیں۔ جن میں سے گیارہ صرف مکی بن ابراہیم سے تخریج شدہ ہیں اور مکی بن ابراہیم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ وہی مکی بن ابراہیم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دے رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں میں سے زیادہ حافظ حدیث تھے۔ لہٰذا مکی بن ابراہیم کی شہادت کو ماننا پڑے گا ورنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات کی کوئی قدر و قیمت باقی نہ رہ جائے گی۔ اس لیے کہ اگر اُن کی شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں معتبر و معتمد نہیں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات ثلاثیات جو کہ مکی بن ابراہیم سے تخریج کی گئی ہیں قابل اعتبار و اعتماد باقی نہیں رہ جائیں گی" واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد"۔

وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ

29- وکیع بن جراح بن ملیح رواسی ابو سفیان الحافظ متوفی 196ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ہشام بن عروہ، اعمش، ابن جریج، اوزاعی، سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اُن کے بیٹوں سفیان اور ملیح اور اُن کے شیخ سفیان ثوری، ابراہیم بن سعد جوہری وغیرہم نے روایت کیا۔

عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے اُن سے احفظ کسی کو نہیں دیکھا۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ حافظ ہیں۔ احمد بن سہل بن بحر نے احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہوئے کہا وکیع بن جراح اپنے وقت میں امام المسلمین ہیں۔ محمد بن نعیم بلخی نے کہا: میں نے یحیٰی بن معین سے سنا۔ انہوں نے کہا: بخدا! میں نے اُن سے احفظ کوئی نہیں دیکھا۔ ابن عمار نے کہا: کوفہ میں وکیع بن جراح کے زمانہ میں اُن سے افقہ اور حدیث کا اعلم کوئی اور نہیں ہے۔ بشر بن موسیٰ اسدی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علم، حفظ اور اسناد میں وکیع بن جراح کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (تہذیب الکمال ج 10 ص 535، تہذیب التہذیب ج 11 ص 123،)

امام ذہبی نے الکاشف میں کہا: حماد بن زید نے کہا: اگر تو چاہے تو اس طرح کہہ لے کہ وکیع بن جراح سفیان سے بھی

ارجع ہیں۔ الکاشف ج سوم ص208۔

یہ محدث عظیم وکیع بن جراح امام الائمہ، سراج الامہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس طرح شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن احمد بن الصلت قال سمعت مليح بن وكيع يقول، سمعت ابی یقول ما لقيت احداً افقه من ابی حنيفه ولا احسن صلوٰة منه۔

تاریخ بغداد ج 13 ص 345، الموفق ج دوم ص 30، مناقب کردری ج اول ص 105، الخیرات الحسان ص 80، عقود الجمان ص 199

احمد بن صلت نے کہا: میں نے ملیح بن وکیع کو کہتے ہوئے سنا۔ ملیح بن وکیع نے کہا: میں نے اپنے والد وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے افقہ (یعنی احادیث وآثار کے معانی کا اعلم) اور بہت اچھی نماز پڑھنے والا مجھے کوئی نہیں ملا۔

O عن قاسم بن عباد سمعت يوسف الصفار يقول. سمعت وكيعاً يقول لقد وجد الورع عن ابی حنيفة فی الحديث ما لم يو جد عن غيره۔ الموفق ج اول ص 197. مناقب کردری ج اول ص 222.

قاسم بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے یوسف صفار کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا کہ حدیث میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے جو ورع (شبہات سے اجتناب) پائی گئی ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی گئی۔

O قال اخبرنا مكرم بن احمد القاضی ثم اخبرنا الصیمری "قراة" اخبرنا عمر بن ابراهيم المقری، حدثنا مكرم اخبرنا علی بن الحسين بن حبان عن أبيه قال سمعت يحيىٰ بن معين قال مارايت افضل من وكيع ابن الجراح، قيل له ولا ابن المبارك، قال، قد كان لا بن المبارك فضل ولكن مارايت افضل من وكيع، كان يستقبل القبلة ويحفظ حديثه يقوم الليل ويسرد الصوم ويفتی بقول ابی حنيفة وقد سمع منه شيأ كثيراً. قال يحيىٰ بن معين وكان يحيىٰ بن سعيد القطان يفتیٰ بقوله ايضاً.

تاریخ بغداد ج 13 ص 475، تہذیب الکمال ج 10 ص 536، عقود الجواہر المنیفہ مذیل الخیرات الحسان ص 192، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصیمری ص 149۔ مناقب کردری ج دوم ص 201۔

خطیب بغدادی نے اولاً اپنی سند سے پھر امام محدث ومورخ کبیر ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری متوفی 436ھ کی سند سے عمر بن ابراہیم کے طریق سے مکرم بن احمد قاضی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: ہمیں علی بن حسین بن حبان نے اپنے والد حسین بن حبان سے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے وکیع بن جراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن معین سے کہا گیا عبداللہ بن مبارک بھی وکیع بن جراح سے افضل نہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: عبداللہ بن

مبارک کے لیے فضل و بزرگی ہے۔ لیکن میں نے وکیع بن جراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا وہ قبلہ رخ ہو کر حدیث یاد کرتے تھے، اور رات کو قیام کرتے اور پے در پے روزہ رکھتے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ فتویٰ دیتے۔ وکیع بن جراح نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اکثر احادیث مبارکہ سنیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: یحییٰ بن سعید قطان بھی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ دیتے۔

غور فرمائیں ایک عظیم محدث جس کو امیر المومنین فی الحدیث سے موسوم کیا گیا ہے وہ یہ شہادت دے رہے ہیں۔ کہ ایک عظیم محدث نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بکثرت احادیث سنی ہیں۔ جب وکیع بن جراح جیسا عظیم محدث جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں احادیث مبارکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سماعت کرے تو گیا آپ کے خیال میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کا عالم کیا ہوگا۔ کہ ایک عظیم محدث بھی آپ کے سامنے زانوئے قلمذ تہہ کیے ہوئے نظر آتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث کا الزام لگانے والوں کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ کہ ایک عظیم نقاد ایک عظیم محدث کے متعلق یہ شہادت دے رہا ہے کہ اس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بکثرت احادیث سنی ہیں۔ پھر طرفہ یہ کہ اس حدیث کا تخریج کرنے والا بھی عظیم نقاد ہے (یعنی حافظ مزی) جس کے متعلق نہایت ہی متشدد امام ذہبی اپنی کتاب ''المعجم المختصر'' میں لکھتے ہیں جس آدمی نے امام حافظ مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' کو دیکھا تو جان جائے گا کہ حافظ مزی کا حفظ حدیث میں کیا مقام ہے۔ امام ذہبی اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں لکھتے ہیں جب حافظ مزی حدیث بیان کرتے تو ایک کے بعد دوسری جماعت اس کو نقل کرتی اور اس کا مطالعہ کرتے۔ پھر امام ذہبی فرماتے ہیں حافظ مزی اسماء الرجال کے علم کے امام ہیں۔

اب اتنی مستند و معتمد نقل کے بعد بھی کوئی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف قلت حدیث کو منسوب کرتا ہے تو ہم اس کے لیے فقط دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

O عن احمد بن محمد قال ثنا علی بن محمد النخعی قال ثنا نجیح قال ثنا ابن کرامة قال کنا عند وکیع یوماً، فقال رجل اخطا ابوحنیفه رضی الله عنه فقال وکیع یقدر ابوحنیفه یخطی ومعه مثل ابی یوسف وزفر فی قیاسهما مثل یحیی ابن ابی زائده وحفص بن غیاث وحبان ومندل فی حفظهم للحدیث والقاسم بن حصین فی معرفة با اللغة والعربیة وفضیل بن عیاض وداؤد طائی فی زهد هما دور عهما من کان هٰؤلاء جلساء لم یکن یخطی لا نه ان اخطا ردوه. (اخبار ابوحنیفه واصحابه للصمیری ص 152، الخیرات الحسان ص72، مناقب کردری ج اول ص 91)

ابن کرامہ نے کہا: ہم ایک دن وکیع بن جراح کے پاس موجود تھے۔ ایک شخص نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خطا کی ہے۔ حضرت وکیع بن جراح نے کہا: وہ کس طرح خطا کر سکتے ہیں۔ ائمہ فقہاء میں اُن کے ساتھ حضرت ابو یوسف وزفر کی مثل، ائمہ حدیث میں یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبان اور مندل کی مثل، ائمہ لغت و ادب میں قاسم بن معین کی مثل

اور ائمہ زہد وورع میں فضیل بن عیاض اور داؤد طائی کی مثل موجود ہیں۔ چنانچہ جس شخص کے اصحاب ایسے اشخاص ہوں وہ کبھی خطا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر یہ لوگ کوئی خطا دیکھتے تو فوراً اُن کو حق بات کی طرف متوجہ کر دیتے۔

علامہ ابن حجر مکی نے اس طرح روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت وکیع بن جراح کے پاس کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خطا کی ہے اس پر آپ نے اس کو سخت زجر وتوبیخ فرمائی اور کہا جو کوئی ایسا کہتا ہے وہ حیوانات بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔

ابن بزاز کردری نے ابن کرامہ کی جگہ ابن عکرمہ سے یہ روایت نقل ہے۔

میرے خیال میں نہ ابن کرامہ صحیح ہے اور نہ ہی ابن عکرمہ صحیح ہے۔ یہ کاتب کی غلطی ہو سکتا ہے۔ اصل میں ابن قدامہ ہے۔ اور ابن قدامہ دو ہیں جیسا کہ حافظ عسقلانی نے لکھا ہے۔ ایک محمد بن قدامہ مصیصی اور دوسرے محمد بن قدامہ جوہری ہیں محمد بن قدامہ مصیصی ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ سے ہیں اور محمد بن قدامہ جوہری امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''افعال العباد'' کے رواۃ سے ہیں۔ اور یہ دونوں وکیع بن جراح سے روایت کرتے ہیں۔ تہذیب التہذیب ج 9 ص 409، 410۔

O عن وکیع، انه قد وقع یوماً حدیث فیه غموض فوقف وتنفس الصعداء وقال لا تنفع الند امة این الشیخ فیفرج عنا۔ مناقب کردری ج اول ص 97.

وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ انہیں ایک دن ایک حدیث پیش آئی جس میں دقائق تھے۔ تو وکیع بن جراح کھڑے ہو کر ایک اونچا سانس لیا اور کہا ندامت نفع نہیں دیتی۔ شیخ (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں۔ جو ہم سے اس حدیث مبارکہ کے دقائق کو کھول کر بیان کر دیں۔

O عن علی بن حکیم سمعت وکیعا یقول یا قوم تطلبون الحدیث ولا تطلبون تاویله ومعناه وفی ذٰلك یضیع عمر کم ودینکم ودوت ان یجتمع لی عشر فقه ابی حنیفة۔

مناقب کردری ج اول ص 97

علی بن حکیم سے روایت ہے کہ میں نے وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا اے لوگو! تم حدیث کی تلاش تو کرتے ہو لیکن اس کی تاویل ومعنی کی تلاش نہیں کرتے اور اس میں اپنی عمر اور دین ضائع کر دیتے ہو۔ میں چاہتا ہوں کاش کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ کا دسواں حصہ میرے پاس جمع ہو۔

O عن محمد بن طریف قال کنا عن وکیع فقرأ فقال یاایها الناس لا ینفعکم سماع الحدیث بلا فقه ولا تفقهون حتی تجا لسوا اصحاب ابو حنیفة فیفسروا لکم اقاویله۔

مناقب کردری ج اول ص 97

محمد بن طریف (جو مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں) سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم حضرت وکیع بن جراح کے پاس موجود تھے۔ اور آپ حدیث پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تمہیں فقاہت حاصل نہیں ہوگی

جب تک کہ تم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی مجلس اختیار نہ کرو گے۔ اور وہ تمہیں اپنے امام (ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کے اقوال کی تفسیر نہ بتائیں۔

ناظرین کرام! ذرا حضرت امام وکیع بن جراح کی جملہ روایات کی طرف توجہ فرمائیں۔ کہ اس عظیم محدث کی یہ کتنی زبردست شہادت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صرف احادیث وآثار کے اعلم نہیں بلکہ اُن آثار واحادیث کے دقائق ومعانی کے بھی اعلم تھے۔ ایسی زبردست شہادت کے بعد بھی کوئی ذی عقل وباشعور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے کا انکار کرسکتا ہے۔ اور وکیع بن جراح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شعر میں یوں کہا ہے۔

شکوت الی وکیع سؤ حفظی

فارشد فی الی ترک المعاصی

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے استاد کے ہاں اپنے سوء حفظ کی شکایت کی تو مجھے میرے استاد نے ترک معاصی کی طرف راہنمائی فرمائی۔

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ

30- نضر بن شمیل ابوالحسن مازنی بصری متوفی 203ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حمید، ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابن معین، اسحاق بن راہویہ، دارمی وغیرہم نے روایت کیا۔ نضر بن شمیل صاحب سنت امام اور ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے علی بن مدینی سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقات میں سے ہیں۔ عثمان دارمی نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ اور اسی طرح نسائی نے کہا، ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

الکاشف ج سوم ص179، تہذیب الکمال ج10 ص294، تہذیب التہذیب ج 10 ص439

یہ نضر بن شمیل حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O **قال ابن صلت سمعت الحسین بن حریث یقول سمعت النضر بن شمیل یقول کان الناس نیاما عن الفقه حتی ایقظهم ابوحنیفة بما فتحه، وبینه، لخصه،**

تاریخ بغداد ج13 ص235، خیرات الحسان ص78، الموفق ج دوم ص56

ابن صلت نے کہا: میں نے حسین بن حریث کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے نضر بن شمیل کو کہتے ہوئے سنا۔ لوگ فقہ کے متعلق سوئے تھے یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو بیدار کیا۔ اور فقہ کو واضح کیا اور اس کو بیان کیا اور اس کا خلاصہ کیا۔

یحییٰ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

31- یحییٰ بن سعد بن فروخ قطان تمیمی ابوسعید بصری الحافظ، متوفی 198ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ حماد بن

زید، خالد الحذاء، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ یہ دونوں یحییٰ بن سعید قطان کے شیوخ سے ہیں، یحییٰ بن معین اور اُن کے علاوہ خلق کثیر نے اُن سے روایت کیا۔

احمد بن حسن ترمذی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا یحییٰ بن سعید اور وکیع بن جراح کے متعلق اُن سے دریافت کیا گیا تو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید قطان کی مثل نہیں دیکھا۔ اور اسی طرح عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا۔ محمد بن سعد نے کہا: یحییٰ بن سعید ثقہ، مامون اور حجت ہیں، امام عجلی بصری نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور صرف ثقہ سے ہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ اور حافظ ہیں، نسائی نے کہا: وہ ثقہ اور ثبت ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اُن کی مثل نہیں دیکھا۔ بغداد نے کہا: یحییٰ بن سعید اپنے زمانہ والوں کے امام ہیں۔ ابراہیم بن محمد تیمی نے کہا: میں نے اسماء الرجال کا اعلم یحییٰ بن سعید قطان سے کسی کو نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن معین سے روایت ہے کہ مجھ سے عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا: تمہاری آنکھیں یحییٰ بن سعید کی مثل نہیں دیکھ سکیں گی۔ الکاشف ج سوم ص 225، تاریخ بغداد ج 14 ص 144، تہذیب الکمال ج10 ص685، 686، تہذیب التہذیب ج 11 ص 219۔

یہ جرح وتعدیل کے امام اور کبیر الشان محدث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن عبد الرحمٰن بن عمر بن نصر بن محمد الدمشقی، حدثنی ابی حدثنا احمد بن علی القاضی قال سمعت یحیٰی بن معین یقول سمعت یحیٰی بن سعید القطان یقول لا نکذب واللّٰہ ما سمعنا من رای ابوحنیفة فقد اخذنا با کثر اقواله قال یحییٰ بن معین وکان یحییٰ بن سعید یذھب فی الفتویٰ الی قول الکوفین ویختار قوله من اقوالھم وتتبع رایه من بین اصحابه۔

تاریخ بغداد ج 13 ص345، تہذیب الکمال ج10 ص316، الموفق ج دوم ص30، البدایہ والنہایہ ج10 ص107، مناقب کردری ج اول ص 89، الخیرات الحسان ص78

احمد بن علی قاضی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین جو جرح وتعدیل کے امام ہیں کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا بخدا! ہم جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی شخص احسن الرائے نہیں سنا۔ اور ہم نے اکثر آپ کے اقوال کو ہی لیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: یحییٰ بن سعید قطان فتویٰ میں کوفیوں کے قول کے طرف ہی رجوع فرماتے اور اُن کے اقوال میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار فرماتے، اور آپ کے اصحاب میں سے صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے پر ہی عمل کرتے۔

O عن عبد العزیز بن جعفر الحری. انبا ھیثم بن خلف انبا احمد بن منصور سمعت یحیٰی بن معین، سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول کم من شی حسن قد قاله ابوحنیفه۔

الموفق ج دوم ص30

احمد بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ بہت سی چیزیں بہت اچھی ہیں۔ (مراد مسائل ہیں) جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہی ہیں۔

O عن علی بن الحسن بن عبدہ انبأ حنش بن حرب سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول لیس للناس غیر ابی حنیفہ فی مسائل تبوھم قال الخ۔ الموفق ج دوم ص 45.

حنش بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ آئندہ پیش آور مسائل میں لوگوں کے لیے سوائے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کوئی چارہ کار نہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا۔ ابتداء میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ شان نہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اُن کی جلالت شان میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھر اُن کی عظمت کو لوگ سلام کرنے لگے۔

یحییٰ بن سعید قطان ائمہ نقد کے عظیم امام بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے کے معترف ہیں وہ اس طرح کہ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک یحییٰ بن سعید قطان حدیث کے حافظ اور مجتہد ہیں۔ حافظ اس محدث کو کہتے ہیں جس کو ایک لاکھ احادیث مع اسناد واحوال رواۃ یاد ہوں۔ اور حجت اس شیخ کو کہتے ہیں جس کو تین لاکھ احادیث مع اسناد اور جرح و تعدیل محفوظ ہوں۔ جب ایسا عظیم نقاد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے کی تصویب کر دے اور آپ کے قول کو قابل فتویٰ تسلیم کرے تو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث تسلیم کر لیا۔ کیونکہ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مسائل کتاب وسنت کے خلاف ہوتے اور محض امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے اور قیاس کے مظہر ہوتے تو یحییٰ بن سعید قطان جیسا عظیم محدث کبھی بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے کو مستحسن اور آپ کے قول کو لائق فتویٰ نہ سمجھتے۔ یحییٰ بن سعید قطان کو معلوم تھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ مسائل احادیث سے ماخوذ ہیں۔ اس لیے انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو قابل فتویٰ تسلیم کیا۔ اب یحییٰ بن سعید قطان جیسے عظیم نقاد کے اس اعتراف کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث کا الزام محض تعصب اور بد دیانتی پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ ایک کبیر الشان محدث یہ شہادت دے رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقط حافظ حدیث ہی نہیں بلکہ معانی احادیث و آثار کے اعلم بھی ہیں۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت ناقابل تردید ہے ہاں اگر کوئی شدت تعصب اور قلت انصاف کا شکار ہو جائے تو الگ بات ہے۔ جیسے حافظ بغدادی اور ابونعیم وغیرہ۔ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث کی علل، ناسخ و منسوخ، صحیح اور غیر صحیح کے اعلم نہ ہوتے تو یحییٰ بن سعید جیسا نقاد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے اور قول کا اتباع کبھی نہ کرتا۔

ابن نجار نے اپنی کتاب "الرد علی ابی بکر الخطیب بغدادی" میں لکھا ہے۔

O قال ابن جوزی انبانا ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی عن ابیہ قال سمعت اسماعیل بن الفضل القوسی، وکان من اہل المعرفۃ بالحدیث یقول ثلاثۃ من الحفاظ لا احبہم لشدۃ تعصبہم وقلۃ انصافہم الحاکم ابوعبد اللہ، وابونعیم الاصفہانی، وابوبکر

الخطیب. جز 22ص 145.

ابن جوزی نے کہا: ہمیں ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی نے اپنے والد سے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے اسماعیل بن فضل قوسی ''جو کہ حدیث کی معرفت والوں میں سے ہیں'' کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حفاظ میں سے تین ابوعبداللہ حاکم، ابونعیم اصفہانی اور ابوبکر خطیب بغدادی کو اُن کے شدت تعصب اور قلت انصاف کی وجہ سے پسند نہیں کرتا۔

معلوم ہوا ان میں نہایت درجہ کا تعصب اور قلت انصاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حرمت قلم کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اور اُن کے قلم سے عظیم حافظ بھی محفوظ نہیں رہے۔ اور اُن کے قلم نے عظیم نقاد محدثین رحمۃ اللہ علیہم کو بھی نہیں معاف کیا اور ان پر طعن وتشنیع کا بار اٹھایا۔ آپ حافظ ابونعیم کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کو ملاحظہ فرمائیں دیگر ائمہ مذاہب کا ذکر تو کیا ہے لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا پسند نہیں کیا حالانکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ لیکن شدت تعصب اور قلت انصاف کی جھلک ''حلیۃ الاولیاء'' میں آپ کو نظر آئے گی۔ کہ شاگردوں کا ذکر تو کیا لیکن استاد کا ذکر کرنا گوارا نہیں کیا۔ ''اللہ عزوجل معاف فرمائے آمین''

اس لیے ابن نجار نے آخر میں یوں ارقام فرمایا ہے:

O ومن هذا حاله لا نصيح ان يكون بمنزلة الائمة الذين تقبل اقوالهم فى الجرح والتعديل.

ص 147.

جس شخص کا یہ حال ہو وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ اُن ائمہ کرام کے قائم مقام ہو کہ جرح وتعدیل میں اُن کے اقوال قبول کر لیے جائیں اور نہ ہی اُن کی روایات اس کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

32- یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد بن بسطام بن عبد الرحمٰن، ابوزکریا بغدادی الحافظ امام المحدثین رحمۃ اللہ علیہم متوفی 233ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عباد بن عباد مھلبی، عیسیٰ بن یونس، ابونعیم فضل بن دکین، وکیع بن جراح، یحییٰ بن زکریا، ابوزائد وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، مرزبانی، احمد بن حنبل وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابوالحسن بن براء نے کہا: میں علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت آدم سے لے کر آج تک جتنی احادیث یحییٰ بن معین نے لکھیں کسی اور نے لکھی ہوں۔ احمد بن عقبہ نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے دریافت کیا: اے ابوزکریا! آپ نے اپنے ان ہاتھوں سے کتنی احادیث لکھی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھوں سے چھ ہزار احادیث لکھی ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے لوگوں میں اس کی مثل نہیں دیکھا۔ عبدالخالق بن منصور نے کہا: میں نے ابن رومی سے کہا کہ میں سعید حداد کو کہتے ہوئے سنا کہ حدیث میں سب لوگ یحییٰ بن معین کے زیر کفالت ہیں۔ ابن رومی نے کہا:

آپ نے سچ کہا ہے۔ دنیا میں اُن کی مثل کوئی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور عباس محمد بن دوری نے کہا: یحییٰ بن معین نے ایام حج میں حج کرنے سے قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور والی مدینہ نے آپ کی نماز پڑھائی۔ حزامی نے والی مدینہ منورہ سے بات چیت کی تو انہوں نے یحییٰ بن معین کے لیے وہ چار پائی نکالی جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو رکھا گیا تھا۔ اور والی مدینہ منورہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس کے بعد کئی بار اُن کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ محمد بن اسماعیل صائغ مکی نے کہا: یحییٰ بن معین نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر اٹھایا گیا۔ ابراہیم بن منذو نے کہا: ایک شخص نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع ہوئے دیکھا۔ اُن سے کہا گیا تم کیوں اکٹھے ہوئے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص (یحییٰ بن معین) کی نماز پڑھنے تشریف لایا ہوں کیوں وہ میری حدیث سے کذب کو دور کرتے تھے۔

تہذیب الکمال ج10 ص771 تا781، الکاشف ج سوم ص235، تہذیب التہذیب ج11 ص287۔ تاریخ بغداد ج14 ص181

یہ امام المحدثین و امام جرح و تعدیل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن القاسم التنوخي، حدثني ابي حدثنا ابوبکر انبا احمد بن الصلت سمعت یحییٰ بن معین یقول وھو یسئل عن ابی حنیفة أثقة ھو فی الحدیث فقال نعم ثقه، ثقه کان واللّٰہ أورع من ان یکذب وھو اجل قدرا من ذٰلك وسئل عن ابی یوسف فقال ھو صدوق ثقة.

الموفق ج اول ص192، ابن نجار (الرد علی الخطیب) مذیل تاریخ بغداد جز22 ص100، مناقب کردری ج اول ص220

O عن مکرم بن احمد قاضی قال حدثنا علی ابن الحسین بن حیان عند ابیه قال انبا یحییٰ بن معین قال. روی عن ابی حنیفة سفیان الثوری، عبد الله ابن المبارك، حماد بن زید، وکیع بن جراح، عباد بن عوام، جریر۔

قال یحییٰ بن معین ابن المبارك اوثق عندی من عبد الرزاق ومعمر وکذ والله عندی ھو اثبت الناس فیما یتحدث به وھو من خیار المسلمین. اخبار ابوحنیفه واصحابه للصمیری ص 135.

یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع بن جراح، عباد بن عوام اور جریر نے روایت کیا۔ یحییٰ بن معین نے کہا: عبد اللہ بن مبارک میرے نزدیک عبد الرزاق اور معمر سے زیادہ اوثق ہیں۔ اور اس طرح بخدا! جو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں وہ میرے نزدیک سب لوگوں سے اثبت ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے افضل ترین سے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ یحییٰ بن معین کے نزدیک سب لوگوں سے اوثق ہیں۔ اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصول حدیث میں سے ایک اصول یہ بھی تھا کہ آپ کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہیں تھی۔ آپ کے نزدیک وہی حدیث معتبر تھی جو اپنے شیخ سے سننے سے لے کر اس کو بیان کرنے تک اس کو یاد ہو۔

احمد بن صلت سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا درانحالیکہ آپ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا کیا آپ حدیث میں ثقہ ہیں۔تو یحییٰ بن معین نے جواب دیا امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ بخدا! آپ متھم باالکذب ہونے کے شبہات سے بہت دور ہیں۔ اور آپ کی قدر ومنزلت اس سے اجل ہے۔ پھر یحییٰ بن معین سے حضرت امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا گیا تو یحییٰ بن معین نے کہا: وہ حدیث میں صدوق اور ثقہ ہیں۔

احمد بن صلت بن مغلس کے متعلق امام ذہبی نے لکھا ہے کہ اُن کی وفات 300ھ سے پہلے ہوئی ہے۔ وہ ثابت بن محمد، ابونعیم فضل بن دکین، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں دارقطنی نے کہا: وہ ضعیف ہیں۔عبد الباقی بن قانع نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہیں تاریخ بغداد ج 4 ص 431، میزان الاعتدال ج اول ص 105۔

O عن علی بن الحسین عن ابیه قال سئل یحییٰ بن معین عن الرجل یجد الحدیث لا یحفظه یحدث به. فقال کان ابوحنیفه یقول لا تحدث الا بما تعرف وتحفظ.

الموفق ج اول ص 193، مناقب کردری ج اول ص 220

علی بن حسین نے اپنے والد (حسین بن حیان بن عمار) سے روایت کی کہ حضرت یحییٰ بن معین سے کسی شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ حدیث پاتا ہے لیکن اسے یاد نہیں کیا وہ شخص یہ حدیث بیان کرے۔تو یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وہی حدیث بیان کرو جس کو تم جانتے ہو اور تمہیں یاد ہو۔

حسین بن حیان رحمۃ اللہ علیہ

حسین بن حیان بن عمار بن واقد ابوالحسن متوفی 305ھ۔ وہ محمد بن بکار، محمود بن غیلان، یحییٰ بن عثمان حربی سے روایت کرتے ہیں۔اُن سے محمد بن مخلد، مکرم بن احمد قاضی، علی بن عمر سکری نے روایت کیا خطیب بغدادی نے اُن کو ثقہ لکھا ہے۔

(تاریخ بغداد ج 11 ص 394)

O عن محمد بن علی بن العباس البزاز قال حدثنی قاسم المقری والحسین بن فهم وغیرهما قالوا سمعنا یحییٰ بن معین یقول، الفقهاء اربعة ابوحنیفة وسفیان ومالك ولاوزاعی.

O وقال یحییٰ بن معین فی روایة احمد بن عطیه عنه، وقد سئل یحییٰ هل حدث سفیان عن ابی حنیفه قال نعم، کان ابوحنیفة ثقة صدوقاً فی الحدیث والفقه، ماموناً علی دین الله.

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 80، الموفق ج دوم ص 65، الخیرات الحسان ص 80، مناقب کردری ج اول ص 116، ابن نجار ج 22 ص 100، عقود الجمان ص 80` 200)

قاسم مقری اور حسین بن فہم اور اُن دونوں کے علاوہ اور لوگوں سے بھی روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا فقہاء چار ہیں۔ ابوحنیفہ، سفیان، مالک اور اوزاعی رحمہم اللہ۔

احمد بن عطیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: یحییٰ بن معین سے دریافت کیا گیا کیا سفیان نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث اور فقہ میں صدوق اور ثقہ ہیں۔ اللہ کے دین پر مامون ہیں۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے، احمد بن صلت حمانی، احمد بن محمد بن صلت سے منسوب ہیں اور انھیں احمد بن عطیہ بھی کہا جاتا ہے بقول خطیب بغدادی احمد بن صلت اور احمد بن عطیہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ (تاریخ بغداد ج 4 ص 431)

آپ غور فرمائیں یحییٰ بن معین نے تمام ائمہ فقہاء و محدثین رحمہم اللہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر کیسے ترجیح دی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ متوفی 204ھ جو آپ کے زمانہ میں تھے اُن کو فقہاء میں شمار ہی نہیں کیا۔

O عن محمد بن سعد العوفي يقول سمعت يحيیٰ بن معين يقول كان ابوحنيفة ثقة لا يحدث با الحدث الابما يحفظ، ولا يحدث بما لا يحفظ.هذا هو مذهب ابي حنيفة واصحابه انه لا يجوز حديثا عن النبي صلى الله عليه وسلم الاما سمعه وحفظه من حين سمعه الى حين اداه.

الرد علی الخطیب لابن نجار مذیل تاریخ بغداد جز 22 ص 99، تہذیب الکمال ج 10 ص 312، تہذیب التہذیب ج 10 ص 449۔

حافظ مزی اور عسقلانی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

O وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معين كان ابوحنيفة ثقة في الحديث.

محمد بن سعد بن عوفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں آپ وہی حدیث بیان فرماتے جو آپ کو یاد ہوتی۔ اور جو حدیث یاد نہ ہوتی وہ بیان نہ کرتے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ اصحاب کا یہی مذہب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی وہ اس کے سننے سے لے کر اس کے ادا کرنے تک اس کو یاد ہو۔ ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنا جائز نہیں۔ حافظ مزی اور عسقلانی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ صالح بن محمد اسدی الحافظ نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں۔

محمد بن سعد بن عوفی رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن سعد بن محمد عوفی متوفی 272ھ۔ وہ یزید بن ہارون اور روح بن عبادہ اور یعقوب بن ابراہیم وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اُن سے محمد بن مخلد، یحییٰ بن محمد بن صائد وغیرہم نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی نے کہا: وہ ''یعن'' ہیں احاکم ابوعبداللہ نے کہا: انہوں نے دارقطنی سے ان کا ذکر سنا اور کہا ''لا باس بہ'' تاریخ بغداد ج دوم ص 366، میزان الاعتدال ج سوم ص 560۔

O عن عباس بن محمد الدوری قال سمعت يحيیٰ بن معين يقول وقال له رجل، ابوحنيفه كذاب، قال ابوحنيفة أنبل من ان يكذب كان صدوقاً.

الرد علی الخطیب لابن نجار جز 22 ص 99، مقدمہ عقود الجواہر المنیفہ ص 191

عباس بن محمد دوری سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب ایک شخص نے اُن سے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کذاب ہیں میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا تو یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اس سے بہت بڑی ہے کہ وہ جھوٹ بولیں۔ آپ حدیث میں ''صدوق'' ہیں۔

ابن بزاز کردری نے اس کو احمد بن سعید حمصی سے روایت کیا ہے۔ (مناقب کردری ج اول ص 91)

O عن جعفر بن ابی عثمان قال سمعت یحییٰ وسالتهٗ عن ابی یوسف وابی حنیفه فقال کان ابو یوسف اوثق منه فی الحدیث قلت فکان ابو حنیفة یکذب قال. الخ ابن نجار ص 99.

جعفر بن ابوعثمان سے روایت ہے انہوں نے میں نے یحییٰ بن معین سے سنا۔ اور میں نے اُن سے حضرت امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو یحییٰ بن معین نے کہا: حدیث میں حضرت امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ اُن سے اوثق ہیں۔ میں نے کہ تو پھر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں متہم با الکذب ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: آپ جھوٹ بولنے سے بہت دور ہیں۔ اور جو شخص جھوٹ نہ بولے تو دوسرا اس سے کیسے اوثق ہوسکتا ہے۔ (یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حدیث میں اوثق ہیں) باوجود اس کے حضرت امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو کچھ تھا وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وساطت سے تھا۔

جعفر بن محمد بن ابی عثمان رحمۃ اللہ علیہ

جعفر بن محمد بن ابی عثمان ابوالفضل طیالسی متوفی 202ھ عفان بن مسلم، سلیمان بن حرب، یحییٰ بن معین وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابوبکر شافعی، اسماعیل بن محمد صفار، یحییٰ بن صائد وغیرہم نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی نے کہا: وہ ثقہ اور ثبت ہیں۔ اور حسن الحفظ ہیں۔ (تاریخ بغداد ج 7 ص 197)

عباس بن محمد دوری رحمۃ اللہ علیہ

یہ عباس بن محمد دوری ابوالفضل بغدادی متوفی 271ھ سنن اربعہ کے رواۃ سے ہیں وہ سلیمان بن داؤد طیالسی، ابوعاصم ضحاک بن مخلد، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی، ابونعیم فضل بن دکین، یحییٰ بن معین وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے اسماعیل بن محمد صفار، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی، یعقوب بن سفیان فارسی وغیرہم نے روایت کیا۔

حافظ مزی فرماتے ہیں وہ ''صدوق'' ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں حافظ عسقلانی لکھتے ہیں مسلمہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ خلیلی نے ''الارشاد'' میں کہا ان کی عدالت متفق علیہ ہے۔ تہذیب الکمال ج 5 ص 229، تاریخ بغداد ج 12 ص 144، تہذیب التہذیب ج 5 ص 130، الکاشف ج دوم ص 61۔

O عن احمد بن محمد بن القاسم بن محرز قال سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابوحنیفة لا باس به. وکان لا یکذب، وسمعت یحییٰ یقول مرة اخری ابوحنیفة عند نا من اهل الصدق

ولم يتهم با الكذب ولقد ضربه ابن هبيرة على القضاء فابى ان يكون قاضيا۔

(الرد علی الخطیب لابن نجار جز 22ص 99، البدایه والنهایه ج 10ص107.

احمد بن محمد بن قاسم بن محرز نے کہا: میں نے یحیٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ''لاباس به''
اور میں نے دوسری بار یحیٰ بن معین کو اس طرح کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے نزدیک اھل صدق سے ہیں۔ اور آپ متھم بالکذب نہیں۔ آپ کو ابن ھبیرہ نے قضاء پر کوڑے مارنے کا حکم دیا کیونکہ آپ نے قاضی کا عہدہ لینے سے انکار فرما دیا تھا۔

اور یہ احمد بن محمد بن قاسم بن محرز ابوالعباس بغدادی، یحیٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے جعفر بن درستویہ بن مرزبانی فارسی نے روایت کیا۔

O عن احمد بن محمد بغدادی قال سالت یحییٰ بن معین عنه فقال عدل، ثقه، ما ظنك لمن عدله ابن المبارك ووكيع. مناقب کردری ج اول ص 91.

احمد بن محمد بغدادی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے یحیٰ بن معین سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو یحیٰ بن معین نے کہا: وہ ''عدل، ثقہ'' ہیں اور تیرا اس شخص کے متعلق کیا گمان ہے جس کی عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح نے عدالت کی توثیق کی ہے۔

O قال وكيع ليحيیٰ بن معين يا أبا زكريا ابوحنيفه كان يصدق فی الحديث قال نعم، صدوق، قال وقيل ليحيیٰ بن معين ايما احب اليك ابوحنيفة اوالشافعی او ابويوسف القاضی فقال اما الشافعی خلااحب حديثه، واما ابوحنيفه فقد حدث عنه قوم صا لحون، وابويوسف لم يكن من اهل الكذب كان صدوقاً.

عقود الجواہر المنیفہ للسید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی 1205ھ اور جواہر الخیرات الحسان کے ساتھ مطبوع ہے۔ ص 191، 192۔ اخبار ابوحنیفہ واصحاب للصمیری ص 80

وکیع بن جراح عظیم محدث نے عظیم ناقد یحیٰ بن معین سے کہا: اے ابوزکریا! حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں مصدق ہیں۔ یحیٰ بن معین نے کہا: ہاں آپ ''صدوق فی الحديث'' ہیں۔ حضرت وکیع بن جراح نے کہا: یحیٰ بن معین سے کہا گیا آپ کے نزدیک ابوحنیفہ یا امام شافعی رحمہ اللہ یا ابویوسف قاضی میں کون زیادہ پسندیدہ ہیں۔ یحیٰ بن معین نے جواب دیا بہر حال میں امام شافعی رحمہ اللہ کی حدیث کو پسند نہیں کرتا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن سے صالحین لوگوں نے حدیث بیان کی۔ اور امام ابویوسف قاضی رحمہ اللہ اھل کذب میں سے نہیں وہ حدیث میں ''صدوق'' ہیں۔

O عن عبد الله بن احمد بن ابراهيم الدروقی قال سئل ابن معين وانا اسمع عن ابی حنيفة فقال ثقة ما سمعت احدا ضعفه هذا شعبة بن الحجاج يكتب اليه ان يحدث ويامره وشعبه

وشعبة. الانتقاء لا بن عبد البر ص 127.

عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم دروقی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں سن رہا تھا کہ یحییٰ بن معین سے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ یحییٰ بن معین نے وہ ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو آپ کی تضعیف کرتے ہوئے نہیں سنا۔ یہ شعبہ بن حجاج امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور حدیث بیان کرنے کے لیے لکھتے اور اُن کو حدیث لکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور شعبہ تو شعبہ ہی ہیں۔

قارئین گرامی!

آپ کو معلوم ہونا چاہیے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت جن کو علماء محدثین رحمہم اللہ نے اعلم الناس، افقہ الناس سے تعبیر کیا ہے وہ ابن معین وشعبہ بن حجاج کی توثیق وتعدیل کی محتاج نہیں۔ جو ہم نے ابن معین وشعبہ بن حجاج اور دیگر ائمہ محدثین کرام رحمہم اللہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی توثیق وتعدیل نقل کی ہے یہ صرف اُن لوگوں کو لگام دینے کے لیے ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اور جن عاقبت نااندیش نے جسارت کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تضعیف کی ان کے قول سے جو خوش ہوتے ہیں۔ اور ابن معین اور شعبہ بن حجاج جیسے عظیم ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی تعدیل وتوثیق کے بعد کوئی اس کا اھل نہیں رہا کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی گفتگو کرے۔

ابن بزاز کردری اپنی کتاب مناقب ابوحنیفہ میں لکھتے ہیں۔

O قال كيف تقولون الامام الاعظم لا يعرف الحديث وهو يقول. حديث "اوينقص اذا جف" مداره علي عياش وهو ضعيف الحديث فقول ابن المبارك هذا اعتراف بان الامام من نقاد المحدثين خبير، حفير بد قائقه فيقف المحقق عند كلامه في الجرح والقبول.

مناقب کردری ج اول ص 104

حضرت عبد اللہ بن مبارک نے کہا: تم امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق کس طرح کہتے ہو کہ وہ حدیث کی معرفت نہیں رکھتے، حالانکہ آپ حدیث مبارکہ "اوينقص اذا جف" کے متعلق فرماتے ہیں اس کا مدار عیاش پر ہے اور وہ حدیث میں ضعیف ہے۔ تو عبد اللہ بن مبارک کا یہ قول اعتراف ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا شمار نقاد محدثین کرام رحمہم اللہ میں سے ہوتا ہے۔ جو حدیث مبارکہ کے دقائق کے کھود کرید کرنے والے اور خبر رکھنے والے ہیں۔ پس جب کوئی محقق کلام کرے گا تو بالضرور جرح وقبول میں اپنے کلام کے وقت توقف کرے گا۔ کیونکہ روایت میں بعض محدثین رحمہم اللہ کی شرائط رد اور قبول میں علماء فقہاء کی شرائط کے مخالف ہیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالح دمشقی اپنی کتاب مستطاب عقود الجمان میں ارقام فرماتے ہیں:

O وكان رحمه الله بصيراً بعلل الاحاديث وبا التعديل والتجريح مقبول القول في ذلك.

(عقود الجمان ص 168)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ علل احادیث کے بصیر اور تعدیل وتجریح میں آپ کا قول بقول ہے۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی کی تصریح سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ تعدیل وتجریح میں کسی کے محتاج نہیں بلکہ آپ نقاد ائمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم میں سے ہیں۔ اور آپ کی تعدیل وتجریح میں قول بقول ہے۔

امام المحدثین عظیم نقاد حضرت یحییٰ بن معین کی اس زبردست شہادت کے بعد کوئی بھی اس کا اہل نہیں کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی گفتگو کرے اور بمصداق ''بمن شهدت اعداء ه'' کے خطیب بغدادی نے بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعدلیل وتوثیق میں روایات نقل کیں۔ حالانکہ خطیب بغدادی اور دارقطنی اور امام ذہبی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ضعیف الحدیث قرار دیا ہے۔

لیکن یحییٰ بن معین کی شہادت نے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں۔ اُن سے صالحین لوگوں نے روایت کیا وغیرہ وغیرہ۔ خطیب بغدادی وغیرہ کے قول کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ اور یحییٰ بن معین جن کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علامہ علی بن مدینی نے فرمایا: میں نے لوگوں میں ان کی مثل نہیں دیکھا ابن روی کے قول کے مطابق دنیا میں اُن کی مثل نہیں۔ اُن کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور آپ کی تعدیل وتوثیق کے اعتراف کے بعد دارقطنی اور خطیب بغدادی وغیرہ کے قول کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی۔ اگر اتنی عظیم وزبردست شہادت کے بعد بھی معترضین امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث اور عدم حدیث دانی کا اعتراض کرتے ہیں تو یہ آسمان پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ تھوک آسمان پر تو پہنچتا نہیں بلکہ اُن کا تھوکا ہوا خود اُن کے سروں پر آ کر گرتا ہے۔

حضرت امام المحدثین یحییٰ بن معین سے روایت کرنے والے ائمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

احمد بن صلت، حسین بن فہم، قاسم مقری، احمد بن عطیہ، محمد بن سعد عوفی، صالح بن محمد اسدی، عباس بن محمد دوری، جعفر بن ابی عثمان، احمد بن محمد بن قاسم بن محرز، احمد بن محمد بغدادی، وکیع بن جراح، عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی

''رحمهم الله عليهم اجمعين''

ان ائمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم میں سے اکثر کے تراجم اُن کی روایت کے ماتحت میں نے نقل کر دیے ہیں۔

چنانچہ حضرت یحییٰ بن معین سے روایت کرنے والوں کے اختلاف اور متن کے اختلاف کی وجہ سے یہ ایک الگ الگ شہادت مقصود ہوگی۔ اس بناء پر یہ مجموعی بارہ 12 شہادتیں ہوئیں۔ ان کو اکتیس شہادتوں میں جمع کیا تو یہ تینتالیس 43 شہادتیں ہوئیں اس کے بعد آپ چوالیسویں 44 شہادت ملاحظہ فرمائیں۔

یٰسین بن معاذ الزیات رحمۃ اللہ علیہ

44- یٰسین بن معاذ الزیات۔ آپ کی وفات سفیان ثوری کی وفات کے قریب قریب ہے۔ وہ زہری، حماد بن ابی سلیمان وغیرہما سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے علی بن غراب، مردن بن معاویہ اور عبد الرزاق وغیرہم نے

روایت کیا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں آپ کوفہ کے مفتی اور کبار فقہاء میں سے ہیں۔ اور آپ کی کنیت ابوخلف ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: اُن کی حدیث ''لیس بشیء'' ہے نسائی اور ابن حنید نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے۔ رماوی نے کہا: عبدالرزاق بن ہمام نے کہا: اہل مکہ کہتے ہیں ابن جریج نے ابوالزبیر سے نہیں سنا انہوں نے صرف یاسین بن معاذ الزیات سے سماعت کیا ہے۔
(میزان الاعتدال ج4 ص358)

یہ عظیم محدث وفقیہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

O عن محمد بن ابراهيم حدثني الوزير بن عبد الله سمعت ياسين الزيات بمكة وعنده جماعة عظيمة، وهو يصح با على صوته ويقول يا ايها الناس اختلفوا الىٰ ابى حنيفة واغتنموا مجالسة وخذوا من علمه فانكم لم تجالسوا مثله ولن تجدوا اعلم باالحلال والحرام منه فانكم ان فقد تموه فقد تم علماً كثيراً. الموفق ج دوم ص 38. مناقب کردری ج اول ص 95.

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ مجھ سے وزیر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے مکہ مکرمہ میں یٰسین الزیات سے سنا اور آپ کے پاس ایک عظیم جماعت موجود تھی یٰسین الزیات بآواز بلند چیخ کر فرما رہے تھے: اے لوگو! حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جایا کرو اور اُن کی مجلس کو غنیمت سمجھو، اور اُن سے علم حاصل کرو۔ اگر تم امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسے کے پاس نہ بیٹھے تو تم ہرگز حلال وحرام میں اُن زیادہ اعلم نہ پاؤ گے۔ پس اگر تم نے ان کھو دیا تو تم نے ایک کثیر علم کو کھو دیا۔ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یٰسین الزیات عظماء اصحاب حدیث میں ہیں۔ جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اعلم ہیں اور آپ ایک علم کثیر کے حامل ہیں۔ ظاہر ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے اعلم اور اُن کے معانی کے افقہ ہیں۔ جو حلال وحرام کو خوب پہچانتے ہیں۔ ایسے اعلم احادیث وآثار جو حلال وحرام کو جانتا ہو کھو دینا ایک علم کثیر کھو دینے کے مترادف ہے۔ ابن بزار کردری نے اس حدیث کو عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

O قال وقعت لى فى الليل مسئلة مهمة ولم يكن لى بد من ان اساله فاتية فوجد ته يصلى فلما فرغ سالة ففرج لى عنها فانى لا دعو له فى وبر كل صلوٰة كما ادعو لنفسى وللمسلمين.

مناقب کردری ج اول ص 95، الموفق ج دوم ص 38

یٰسین بن معاذ الزیات کہتے ہیں مجھے ایک رات ایک مشکل اور اہم مسئلہ در پیش آیا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ میں آپ کے حضور حاضر ہوا تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے وہ مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے مجھ سے کھول کر وہ مسئلہ بیان فرمایا۔ میں ہر نماز کے بعد آپ کے لیے دعا کرتا ہوں جیسا کہ میں اپنے لیے اور جملہ مسلمانوں کے لیے دعا کرتا ہوں۔

یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ

45- یحییٰ بن آدم بن سلیمان قرشی اموی ابوزکریا متوفی 203ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن عیاش، خطر بن خلیفہ، مسعر بن کدام، یونس بن ابی اسحاق وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، بشر بن خالد، یحییٰ بن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

ابو حاتم نے کہا: وہ فقیہہ تھے اور ثقہ، یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں اور ''فقیہ البلدان'' ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ علم کے جامع ثقہ عاقل اور حدیث میں ''ثبت'' ہیں۔ ابن شاہین نے کہا: یحییٰ بن ابی شیبہ نے کہا: جب تک ان کے مافوق مثل وکیع وغیرہ اُن کی مخالفت نہ کریں وہ حدیث میں ثقہ، صدوق، ثبت اور حجت ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج11 ص175، تہذیب الکمال ج10 ص621)

یہ یحییٰ بن آدم جو حدیث میں حجت ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن احمد بن مغلس سمعت یحییٰ بن آدم یقول ان للحدیث نا سخا ومنسوخاً کما فی القرآن ناسخ ومنسوخ وکان النعمان جمع حدیث اھل بلدہ کلہ فنظر الی آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی قبض علیہ فاخذبہ فکان بذلك فقیھا۔

الموفق ج اول ص93، مناقب کردری ج اول ص143۔

ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری نے اس حدیث کو حسن بن صالح سے روایت کیا ہے۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص11۔

احمد بن معلس کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے ہوئے سنا کہ جیسے قرآن مقدس میں ناسخ اور منسوخ ہے اسی طرح حدیث میں بھی ناسخ ومنسوخ ہے۔ اور نعمان بن ثابت یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام شہر والوں کو جمع کیا پھر رسول اللہ ﷺ کے آخر فعل کی طرف نظر کی جس پر نبی اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہوا اور اس حدیث پر عمل کیا اس کی وجہ سے آپ فقیہ بن گئے۔

قطب ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب ''میزان الکبریٰ'' کے مقدمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

O اما قول سیدنا ومولانا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما ان آخر الا مرین من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الناسخ المحکم فھوا کثری لا کلی۔ میزان الکبریٰ ج اول ص 13.

یعنی ہمارے موجود اور سردار حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہ رسول اللہ ﷺ کے فعل مبارکہ کے دو اُمر میں سے امر آخر وہ (پہلے فعل کے لیے) محکم ناسخ ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اکثر پر دال ہے نہ کہ کل پر۔ یعنی اکثر رسول اللہ ﷺ کا آخری فعل، فصل اول کا ناسخ ہے۔

چنانچہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے آخر فعل جس پر حضور اقدس ﷺ کا وصال مبارک ہوا پر عمل کیا ہے کیوں کہ

نبی اکرم ﷺ کا آخر عمل عمل اول کے لیے ناسخ ہے۔

یحییٰ بن آدم کے حق میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی کی یہ شہادت ہے۔

O عن محمد بن نهشل سمعت علی بن المدینی یقول کان یحییٰ بن آدم عالماں الناس وباقاویلهم، کثیر الحدیث والفقه وکان یمیل الی ابی حنیفة میلا شدیداً.

(الموفق ج دوم ص 41۔ مناقب کردری ج اول ص 98)

محمد بن نہشل سے روایت ہے کہ میں نے علی بن مدینی (شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو کہتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن آدم کثیر الحدیث اور فقہ تھے۔ اور لوگوں اور اُن کے اقوال کے عالم تھے۔ اور وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سخت میلان رکھتے تھے۔ شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علی بن مدینی کی اس شہادت کی یحییٰ بن آدم کثیر الحدیث تھے۔ کہ بعد ثابت ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے اعلم تھے اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت تامہ رکھتے تھے۔

لہٰذا امام اعظم رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنوں کا یہ طعن کہ آپ نے اثر کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا۔ یہ طعن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سراسر بہتان عظیم اور افتراء ہے۔

کیونکہ کتب امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کی کتب ایسے مسائل سے بھری پڑی ہیں۔ کہ انہوں نے قیاس پر عمل کو چھوڑ کر اثر وارد پر عمل کیا۔ جیسے نماز میں قہقہہ سے وضو کا ٹوٹ جانا۔ نماز میں حدث سابق کے بعد بناء، ایک پہلو چت لیٹ کر سونے سے وضو کا ٹوٹ جانا اور بھول کر کھانے پینے سے روزہ کا باقی رہنا وغیرہا مثالیں موجود ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

کتب معتبر ومعتمدہ میں منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جب صحیح حدیث مل جاتی تو آپ نے اپنی رائے اور قیاس کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرتے۔

(1) امام اعظم رضی اللہ عنہ ہاتھ کہ انگلیوں پر اُن کے منافع کے اعتبار سے رویت قائم فرماتے ہیں کیونکہ انگوٹھا باعتبار منافع تمام انگلیوں سے اکثر منافع والا ہے چنانچہ آپ اس کی دیت زیادہ قائم کرتے بہ نسبت خنصر کے کہ اس میں نفع بہت کم ہے۔ حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ کی یہ حدیث پہنچی۔

"انه قال الخنصر والابهام سواء"

یعنی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاتھ کی یہ دونوں خنصر اور ابہام انگلیاں حکم میں برابر ہیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے اور قیاس کو ترک کر کے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان عالیشان پر عمل کیا اور فرمایا: اُن دونوں انگلیوں میں دیت برابر ہے۔

(2) ناک اور دونوں کانوں کی دیت کے ایجاب میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے ہوئے کانوں کی دیت کو ناک کی دیت سے کم فرمایا۔ اور اس کی دلیل یہ پیش کی کہ دونوں کانوں کو پگڑی نے چھپایا ہوا ہے۔ لہٰذا بہ نسبت ناک کے کان کی دیت بہت کم رکھی۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث پہنچی۔

"ان النبی صلی اللہ علیه وسلم اوجب فی الاذنین الدیة"۔

تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی رائے اور قیاس کو ترک کر دیا۔

(3) جیسا کہ علی بن عاصم کی روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عطاء بن ابی رباح کے قول پر عمل کرتے ہوئے فرماتے کہ حیض کا اکثر پندرہ دن ہے۔ حتیٰ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث حضرت انس بن مالک پہنچی۔

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال الحیض ثلاثه الی عشرة فما زاد فهو استحاضة"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض تین دن سے دس دن تک ہے اور اس سے جو زیادہ خون ہے وہ استحاضہ (بیماری) کا خون ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے اعراض کرتے ہوئے اس حدیث پر عمل کیا۔

(4) خلف الاحمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا، میرا سہارا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور آپ نماز عید سے نہ پہلے اور نہ بعد کوئی نماز پڑھتے۔ پھر میں نے آپ کو نماز عید کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں کھڑا ہو کر آپ کو دیکھتا رہا حتیٰ کہ آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ خلف الامر نے کہا: میں نے عرض میرا سہارا تو آپ ہی ہیں۔ اور آپ نماز عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتے۔ اور آج آپ نماز عید کے بعد نماز ادا کر رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث پہنچی ہے۔ کہ آپ نماز عید کے بعد چار رکعت نماز ادا فرماتے۔

دیکھو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کو ترک کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صحیح اثر پر عمل کیا۔

میں نے یہ چند مسائل بطور نمونہ تحریر کیے ہیں۔ تاکہ طعنہ زنوں کو باور کرایا جا سکے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کہ آپ نے اثر کو چھوڑ کر رائے اور قیاس پر عمل کیا یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جب بھی صحیح حدیث ملی آپ نے اپنی رائے کو ترک کر کے اس حدیث پر عمل کیا جیسا کہ بالا مذکورہ چند مسائل سے اس کی توثیق ہوتی ہے۔ الحاصل یہ کہ محدث کبیر جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں اور پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ بن مدینی نے بھی اُن کی توثیق کی۔ حضرت یحییٰ بن آدم کی روایت سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث و آثار کے اعلم اور اُن کے ناسخ و منسوخ کی معرفت تامہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل آخر پر عمل فرماتے، ایسی زبردست شہادت کے باوجود اگر کوئی کور باطنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی و حدیث فہمی پر اعتراض کرتا ہے تو وہ محض حسد و بغض کی بنا پر اعتراض کرے گا۔ اللہ عزوجل انصاف سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

○ عن حسن بن یزید أنبا یعقوب بن اسحاق انبا ابی انبا یحییٰ بن آدم قال کان الحسن بن صالح ابن حی الهمدانی النخعی ینقل الیه حدیث ابی حنیفة ومسائله وکان یستحسنه.

(الموفق ج دوم ص38)

یحییٰ بن آدم نے کہا: حسن بن صالح بن حی ہمدانی نخعی کے پاس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور آپ کے مسائل نقل کیے جاتے تو حسن بن صالح اُن کو مستحسن فرماتے۔ یہ حسن بن صالح مسلم، سنن اربعہ اور معلقات بخاری کے رواۃ میں سے ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اچھا سمجھتے تھے۔ اگر امام کی احادیث بقول بعض ضعیف ہوتیں تو یہ کبیر محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بہت اچھا سے توثیق نہ کرتا۔

O عن محمد بن حسن انبا اسحاق بن ابی اسرائیل سمعت یحییٰ بن آدم قال اتفق اهل الفقه والبصر انه لم یکن احد أفقه من ابی حنیفة۔ الموفق ج دوم ص 41. مناقب کردری ج اول ص 98.

محمد بن حسن سے روایت ہے کہ ہمیں اسحاق بن ابی اسرائیل (یہ کتاب ادب المفرد للبخاری، ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ سے ہیں یحییٰ بن معین، دارقطنی اور بغوی نے اُن کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج اول ص 223) نے کہا: میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اہل فقہ اور اہل بصیرت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کوئی احادیث و آثار کے معانی کا جاننے والا نہیں ہے۔

O عن محمد بن نصر انبا یحییٰ بن اکثم سمعت یحییٰ بن آدم یقول کان کلام ابی حنیفة فی الفقه لله۔ ولو کان یشوبه شئی من امر الدنیا لم ینفذ کلامه فی الافاق کل هن النفاذ مع کثرة حساده ومنتقصیه۔ مناقب کردری ج اول ص 98. الموفق ج دوم ص 41.

محمد بن نصر سے روایت ہے کہ ہمیں یحییٰ بن اکثم (یہ ترمذی کے رواۃ سے ہیں ابن حبان نے اُن کا اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن معین بھی انھیں اچھا خیال کرتے) نے کہا: میں نے یحییٰ بن امام کو کہتے ہوئے سنا کہ فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کلام محض اللہ عزوجل کے لیے تھا۔ اگر اس میں دنیاوی امر کا ذرا بھر بھی شائبہ ہوتا تو آپ کا کلام باوجود حاسدین اور نقص بیان کرنے والوں کے اطراف واکناف عالم میں مکمل نافذ نہ ہوتا۔

O عن عباس بن حمزه انبا محمد بن مهاجر سمعت یحییٰ بن آدم یقول اجتهد ابوحنیفة فی الفقه اجتهادا لم یسبقه الیه احد فهدا ه الله سبیله وسهل لا طریقه وانتفع الخاص والعام۔

الموفق ج دوم ص 41، مناقب کردری ج اول ص 98

عباس بن حمزہ سے روایت ہے کہ ہمیں محمد بن مھاجر نے خبر دی کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فقہ میں ایسا اجتہاد کیا کہ اُن سے پہلے یہ اجتہاد کسی سے نہ ہو سکا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اجتہاد کی واضح راہ عطا فرمائی۔ اور اس کا طریق سہل اور آسان فرما دیا۔ اور خاص وعام اُن کے علم سے مستفید ہوئے۔ جملہ اہل عقل و دانش اور منصف مزاج پر یہ واضح ہونا چاہیے کہ محدث عظیم یحییٰ بن آدم کی جملہ روایات امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اعلمیت وافقہیت پر عمدہ دلیل ہیں۔ اور یہ بات بھی حاشیہ ذہن میں ملحوظ ہونی چاہیے کہ فقہ آثار واحادیث کے معانی دقیقہ کے استخراج کا دوسرا نام ہے۔ اور

احادیث وآثار کے معانی کے اعلمیت پر اللہ عزوجل نے جو بصیرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی وہ کسی کا مقدر نہیں۔ اور یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی پر عمدہ اور زبردست شہادت ہے۔ جس سے کسی ذی عقل سلیم کو اعتراض نہیں۔

O عن یحییٰ بن آدم قال کان جریر بن معاویة من کبراء الکوفة فی الحدیث والفقه واذا ذکره عظمه ومدحه فقلت له اذا ذکرت غیره لم تمدحه مثل هذا قال لان منزلة لیست کمنزلة غیره فیما انتفع به الناس فا خصه عند ذکره لیر غب الناس فی الدعاء له.

(مناقب کردری ج اول ص103)

یحییٰ بن آدم سے روایت ہے انہوں نے کہا: جریر بن معاویہ جو کوفہ کے اکابر محدثین وفقہاء رحمۃ اللہ علیہم سے تھے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو اُن کی عظمت اور تعریف ہی فرماتے۔ یحییٰ بن آدم نے کہا۔ میں نے جریر بن معاویہ سے کہا: کیا بات ہے جب کسی اور شخص کا ذکر آتا ہے تو آپ اس کی ایسی مدح نہیں فرماتے، فرمایا یہ اس لیے کہ اُن کا مقام ومرتبہ دوسروں کی طرح نہیں کیونکہ اُن کے ذکر کے وقت خصوصیت سے آپ کی مدح کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے لیے لوگوں کو دعا کرنے کی رغبت ہو۔

عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ

46- عمرو بن دینار مکی ابومحمد الاثرم جمحی متوفی 126ھ جو کبار تابعین اور صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ذکوان ابی صالح ذکوان، سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق، سائب بن یزید، عطاء بن ابی رباح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ایوب سختیانی، جعفر بن محمد صادق، حماد بن زید، مسعر بن کدام، سفیان ثوری اور اُن کے علاوہ خلق کثیر نے روایت کیا۔

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ عمرو بن دینار اہل مکہ کے اعلم میں سے ہیں۔ امام زہری نے کہا: میں نے اس شیخ (عمرو بن دینار) سے جید حدیث کی نص بیان کرنے والا نہیں دیکھا یحییٰ بن سعید قطان نے میرے نزدیک عمرو بن دینار قتادہ بن دعامہ سے بھی اثبت ہیں، ابوزرعہ، ابوحاتم اور نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور نسائی نے ''ثبت'' کا اضافہ کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن حکم نے سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ''حدثنا عمرو بن دینار'' ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا۔ اور وہ ثقہ، ثقہ، ثقہ ہیں۔ (یعنی صفت کا تین بار اعادہ کیا) ابن عیینہ اور عمرو بن جریر نے کیا وہ کثیر الحدیث ثقہ، ثبت، صدوق اور عالم ہیں۔ وہ اپنے زمانہ کے مفتی اہل مکہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج7 ص587۔ تہذیب التہذیب ج8 ص30)

امام ذہبی نے کہا: وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، ماجہ سے روایت کرتے ہیں اُن سے شعبہ بن حجاج، سفیانین اور مالک نے روایت کیا۔ الکاشف ج دوم ص284۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن محمد کو دیکھا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علم کا اعلم اُن سے اور کوئی نہیں۔ انہوں نے ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے سنا۔ تاریخ الکبیر ج 6 ص 328، حدیث نمبر 2544۔

یہ محدث عظیم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن ابو سلیمان قال حدثنا حماد بن زید قال کنا ناتی عمرو بن دینار فاذا جاء ابوحنیفه اقبل علیه وترکنا نسائی ابا حنیفة فنساله فیحدثنا۔

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصیمری ص 72، الخیرات الحسان ص 81، عقود الجمان للصالحی ص 203)

ابوسلیمان سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے حماد بن زید (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں ابوبکر بن منجویہ نے کہا حماد بن زید نابینا ہونے کے باوجود احادیث کے حافظ تھے) نے کہا: حماد بن زید نابینا ... جایا کرتے تھے۔ جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو عمرو بن دینار اُن کی طرف متوجہ ہو جاتے، اور ہمیں چھوڑ دیتے کہ ہم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مسائل دریافت کریں۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیں احادیث بیان کرتے تھے۔

کبیر تابعی اور عظیم محدث کی اس عظیم شہادت کے بعد بھی دارقطنی اور امام ذہبی جیسے متعصبین کے قول کی وہ وقعت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ ضعیف فی الحدیث ہیں۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ واقعتاً حدیث میں ضعیف ہیں تو ان دو اکابر محدثین رحمہم اللہ کی شہادت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ جن کی موجودگی میں امام صاحب احادیث بیان فرماتے ہیں۔ اور خود عمرو بن دینار اُن سے احادیث سننے کے متمنی ہیں۔

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ

لہٰذا عمرو بن دینار مکی کی شہادت سے معلوم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث تھے بلکہ عالم بالحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ احادیث کے معانی کے بھی اعلم تھے۔

47- علی بن مدینی، یعنی علی بن عبد اللہ بن جعفر بن نجیح سعدی متوفی 234ھ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، کتاب التفسیر لابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

ابوحاتم رازی نے کہا: علی بن مدینی حدیث اور اس کی علل کی معرفت میں لوگوں میں ایک علم ہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: علی بن مدینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے سب لوگوں سے اعلم ہیں۔ ابن حبان نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی علل کے اپنے زمانہ والوں سے اعلم ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ و مامون ہیں اور ائمہ فی الحدیث میں ایک امام ہیں۔ شیخ محی الدین نووی نے جامع خطیب سے نقل کرتے ہوئے کہا علی بن مدینی نے حدیث میں دوصد مصنف تصنیف فرمائے ہیں۔ اور ''زہرہ'' میں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اُن سے تین صد تین 303 احادیث تخریج کی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج 7 ص 349، تہذیب الکمال ج 7 ص 341، میزان الاعتدال ج 3 ص 138)

یہ علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں اظہار فرماتے ہیں:

O قال الامام علی بن المدینی۔ ابوحنیفة روی عنه الثوری وعبد اللّٰه بن المبارك وحماد بن زید وهشام وو کیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهوثقة لاباس به۔(الخیرات الحسان ص 158، جامع باین العلم وفضله لابن عبد البر ج دوم ص 149، مقدمه عقود الجواهر المنیفه للسید مرتضی زبیدی ذیل الخیرات الحسان ص 192)

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے ''ہشام'' کی جگہ ''ھشیم'' لکھا ہے۔

برادرانِ اسلام

شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث میں ثقہ ہونے کی کتنی زبردست شہادت دی ہیں۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سفیان ثوری۔ عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشام بن عروہ، یا ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح، عباد بن عوام اور جعفر بن عون جیسے اکابر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور آپ ثقہ ہیں۔ ''لاباس بہ'' آپ غور فرمائیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ائمہ اعلام محدثین رحمہم اللہ جو کہ سب کے سب ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں روایت نقل فرما رہے ہیں۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ضعیف ہوتے تو یہ ائمہ کرام رحمہم اللہ اُن سے روایت کیسے کرتے۔ ان عظیم وکبیر ائمہ محدثین رحمہم اللہ کا امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا درحقیقت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور آپ کی ثقاہت فی الحدیث کی عمدہ دلیل اور شہادت ہے۔ اس کے بعد کسی صاحب علم کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

عطا بن ابی رباح

48- عطاء بن ابی رباح ابومحمد مکی متوفی 114ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے۔ وہ جابر بن عبد اللہ، رافع بن خدیج، زید بن ارقم، عبد اللہ بن عمر بن خطاب وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابراہیم بن میمون، ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی، حجاج بن ارطاۃ نخعی، حسین بن ذکوان معلم وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔

محمد بن احمد بن عثمان ذہبی فرماتے ہیں مکہ مکرم میں اپنے زمانہ والوں سے علم اور اتقان کے اعتبار سے تابعین کے سردار ہیں۔ وہ کبیر الشان امام اور حجت ہیں۔ اُن سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ اور فرمایا: میں نے عطاء بن ابی رباح کی مثل نہیں دیکھا۔ عبد الحمید حمانی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن سے میں نے ملاقات کی اُن میں سے میں نے عطاء بن ابی رباح سے کسی کو افضل نہیں دیکھا۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے بعض اہل علم کو کہتے ہوئے سنا وہ کثیر الحدیث عالم، فقیہ اور ثقہ تھے۔

میزان الاعتدال ج 3 ص 70، تہذیب الکمال ج 7 ص 138، تہذیب التہذیب ج 7 ص 109

کبار تابعین میں سے حضرت عطاء بن ابی رباح شیخ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ فرماتے ہیں:

O عن حفص بن یحییٰ قال حدثنا محمد بن ابان عن الحارث بن عبد الرحمن قال کنا نکون عطاء بعضنا خلف بعض فاذا جاء ابوحنیفه اُوسع له وادناه۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 83، الموفق ج دوم ص 67۔

حفص بن یحییٰ سے روایت ہے انہوں نے ہمیں محمد بن ابان نے حارث بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم مقتدائے ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم حضرت عطاء بن ابی رباح کے پاس سماعت احادیث کے لیے ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھے ہوتے تھے کہ اتنے میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو حضرت عطاء بن ابی رباح اُن کے لیے جگہ فراخ کر دیتے اور آپ کو اپنے قریب بٹھاتے۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ حضرت عطاء بن ابی رباح کے حلقہ درس میں سماعت حدیث کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اور اپنے شیخ سے احادیث سنتے۔ ذرا تدبر و تفکر سے بتائیں جس شخص نے ایک مسلم ومقتداء امام سے احادیث سماعت کی ہوں وہ حدیث میں ضعیف کیسے ہوسکتا ہے۔ پھر غور فرمائیں کہ حضرت عطاء بن ابی رباح باوجودیکہ کبار تابعین سے ایک عظیم محدث ہیں وہ اپنے شاگرد کی کتنی عزت احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ اللہ عزوجل نے احادیث کے معانی کے سمجھنے پر جتنی دسترس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور کسی کو یہ نصیب نہیں ہوئی۔ اور استادِ محترم کا اپنے ایک شاگرد کا اتنا احترام ہی شاگرد کی حدیث دانی حدیث فہمی کے لیے کافی دوانی ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد کے علم کو جو خراج تحسین پیش کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

O عن حسان بن ابراهيم عن ابراهيم الصائغ قال کنت عند عطاء بن ابی رباح وعنده ابوحنیفة فسئل عن قول الله "وآتیناه اهله ومثلهم معهم" قال عطاء رد الله علی ایوب علیه السلام اهله ومثل اهله وولده فقال ابوحنیفه اویر والله علی نبی ولد الهسو اله من صلبه یا ابا محمد فقال ما سمعت فیها عافاك الله فقال رد الله علی ایوب اهله وولده من صلبه ومثل اجور ولده فقال هذا حسن۔

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصیمری ص 24، الموفق ج اول ص 158، الخیرات الحسان ص 113، مناقب کردری ج اول ص 203

حسان بن ابراہیم نے ابراہیم صائغ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں امام عطاء بن ابی رباح کے پاس موجود تھا۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اُن کے پاس تھے۔ عطاء بن ابی رباح سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "و آتیناه اهله ومثلهم معهم" کے متعلق دریافت کیا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو اُن کے اہل اور اہل واولاد کی مثل واپس لوٹایا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابومحمد! (یہ عطاء بن ابی رباح کی کنیت ہے) کیا اللہ عزوجل نے ایک نبی کو وہ اولاد واپس لوٹائی جو اس نبی کے صلب سے نہیں ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح نے کہا: اے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! آپ نے اس

کے متعلق کیا سنا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام پر ان کے اہل اور اُن کی اپنے صلب سے اولاد واپس فرمائی۔ اور آپ کی اولاد کے اجور کی مثل واپس لوٹایا۔ (یعنی اولاد کا ثواب) یہ سن کر امام عطاء بن ابی رباح نے کہا: یہ تفسیر بہت اچھی ہے۔

آپ نے دیکھا ایک عظیم محدث اپنے شاگرد کے علم کو کس طرح داد تحسین پیش کر رہا ہے جب ایک عظیم مقتداء اور امام المحدثین اپنے اس ایک شاگرد کا اس طرح عزت و احترام کرتا ہے تو ہمیں بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عزت و تکریم کرنی چاہیے۔ نہ کہ امام کے نقائص و مثالب بیان کریں۔ یہ علماء کرام کو زیب نہیں دیتا۔ انصاف حضرات علماء کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس پر اُن کو قائم رہنا چاہیے ''واللہ یھدی الی سبیل الرشاد''

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ

49- عبدالرحمٰن بن مہدی بن حسان بن عبدالرحمٰن عنبری ابوسعید بصری لؤلؤی متوفی 198ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ جریر بن حازم، شعبہ، سفیانین وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ابن مبارک (اور یہ اُن کے شیوخ سے ہیں) یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ وغیرہم سے روایت کیا۔

ابوعبداللہ سے کہا گیا عبدالرحمٰن بن مہدی حافظ ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ حافظ ہیں۔ ابوحاتم نے ابوالربیع زہرانی سے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کی مثل نہیں دیکھا اور اُن سے ''بصراً با الحدیث'' سے اُن کا وصف بیان کیا۔ ابن ابی صفوان نے کہا: میں نے علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا اگر میں رکن و مقام کے درمیان قسم کھانا چاہوں تو میں اللہ کی یہی قسم کھاؤں گا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کسی کو اعلم با الحدیث نہیں دیکھا۔ اثرم نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب عبدالرحمٰن بن مہدی کسی شخص سے حدیث بیان کریں تو وہ حدیث حجت ہے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں دنیا میں اُن کی نظیر جانتا امام ذہبی نے کہا: وہ یحییٰ بن سعید قطان سے بھی افقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج 6 ص 280، تاریخ بغداد ج 10 ص 239۔ تہذیب التہذیب ج 6 ص 297، الکاشف للذہبی ج دوم ص 165)

یہ محدث عظیم عبدالرحمٰن بن مہدی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن عطاء بن موسیٰ الجرجانی انبا صدقة. سمعت عبد الرحمن المهدی قال کنت نقالاً للحدیث فرأیت سفیان الثوری امیر المومنین فی العلماء وسفیان بن عینیة امیر العلماء وشعبه عیار الحدیث وعبد الله بن المبارک صراف الحدیث ویحییٰ بن سعید قاضی العلماء وابا حنیفة قاضی قضاة العلماء ومن قال لك سوی هذا فارمه فی کناسة بنی سلیم.

الموفق ج دوم ص 45، مناقب کردری ج اول ص 100

عطاء بن موسیٰ جرجانی سے روایت ہے کہ ہمیں صدقہ نے خبر دی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تو صرف حدیث کا ناقل ہوں۔ میں نے سفیان ثوری کو دیکھا ہے وہ علماء میں امیر المومنین ہیں۔ اور سفیان بن عیینہ علماء کے

امیر ہیں۔ اور شعبہ بن حجاج عیار الحدیث (یعنی حدیث کا میزان جس پر حدیث کی جانچ پڑتال کی جائے)۔ اور عبد اللہ بن مبارک حدیث کے صراف ہیں اور یحیٰ بن سعید قاضی العلماء ہیں۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قضاۃ العلماء کے قاضی ہیں۔ اور جس شخص نے اس کے سوا کوئی بات کہی اسے نبی سلیم کے کوڑا کرکٹ والی جگہ پھینک دو۔

دیکھو اس شہادت سے باعتبار اعلمیت وافقہیت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کس قدر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کہ روایت میں مذکور جملہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ کے اوصاف کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جامع ہیں۔ اور جن حضرت ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی عبد الرحمٰن بن مہدی نے اعلیٰ درجہ کی تعریف کر کے اُن پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کو فوقیت وترجیح دی ہے وہی حضرات یعنی سفیانین۔ شعبہ، ابن مبارک اور یحیٰ بن سعید قطان امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں توثیق اور افضلیت کی شہادت دے چکے ہیں۔ اب عبد الرحمٰن بن مہدی جن کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی یہ شہادت دیتے ہیں کہ اگر میں رکن اور مقام کے درمیان قسم کھانا چاہوں تو میں یہی قسم کھاؤں گا کہ بخدا! میں نے عبد الرحمٰن بن مہدی سے بڑھ کر عالم بالحدیث کوئی اور نہیں دیکھا۔ وہی عبد الرحمٰن بن مہدی امام صاحب رضی اللہ عنہ کو روایت میں مذکور ائمہ محدثین رحمہم اللہ پر فوقیت وترجیح دے رہے ہیں۔ کہ اُن حضرات میں جو یہ اوصاف پائے جاتے ہیں کہ کوئی امیر المومنین فی العلماء ہے تو کوئی امیر العلماء۔ کوئی عیار الحدیث ہے تو کوئی صراف الحدیث اور کوئی قاضی العلماء۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن جملہ اوصاف کے مالک ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہوسکتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے اعلم وافقہ تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور فقہ پر اعتراض صرف اور صرف حسد وبغض پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عفان بن یسار باہلی رحمۃ اللہ علیہ

50- عفان بن سیار باھلی ابوسعید جرجانی قاضی متوفی 181ھ۔ نسائی کے رواۃ میں سے ہیں- وہ ابوحنیفہ، مسعر بن کدام وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے حسین بن علی بسطامی، موسیٰ بن نصیر رازی وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوحاتم شیخ نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ کثیر الحدیث سے معروف نہیں۔ اور ابن حباب نے اُن کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

الکاشف ج دوم ص236، تہذیب التہذیب ج7ص229۔ تہذیب الکمال ج7ص176۔

یہ عفان بن سیار باہلی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن قبیصه بن الفضیل انبا اسحاق بن ابراهیم قال سمعت عفان بن سیار یقول مثل ابی حنیفه مثل الطبیب الحاذق یعرف دواء کل داء۔ الموفق ج دوم ص 49۔

قبیصہ بن فضیل سے روایت ہے کہ ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے عفان بن سیار باھلی کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثال ایک طبیب حاذق کی ہے جو ہر مرض کی دواء کو پہچانتا ہے۔

اس مثال کی توثیق امام اعمش کے قول سے ہوتی ہے امام اعمش نے کہا۔

یامعشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة. الالخیرات الحسان ص 144.

اے گروہ فقہاء تم طبیب ہو اور ہم دوا فروش۔

پوری حدیث شہادت امام اعمش میں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی نے اس کی توضیح یوں بیان فرمائی ہے۔

O من یطلب الحدیث ولم یتفقه کان کمن یجمع الا دویة ولا یدری منافعها حتیٰ یجیئی الطبیب' هکذا المحدث لا یعرف وجه حدیثه حتیٰ یجیئی الفقیه. عقود الجمان ص 306.

جو شخص صرف طالب حدیث ہے اور فقہ کو نہیں جانتا وہ اس شخص کی مثل ہے جو ادویہ کا جامع ہے اور اُن کے منافع سے بے خبر حتیٰ کہ وہ طبیب کے پاس جاتا ہے۔ اسی طرح محدث ہے۔ وہ اپنی حدیث کی وجہ کو تو پہچانتا نہیں حتیٰ کہ وہ فقیہ کے پاس جاتا ہے۔

چنانچہ محدث عظیم عفان بن سیار کی شہادت سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث و آثار کے اعلم اور اُن کے معانی دقیقہ کے افقہ ہیں۔ کیونکہ آپ طبیب حاذق ہیں اور ہر مرض کی دوا کے عارف اور محدث صرف دوا فروش۔

اور ادویہ کے منافع و تاثیرات کو صرف طبیب حاذق ہی پہچانتا ہے۔ محدث کرام صرف احادیث کے جامع ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن احادیث و آثار کے معانی کے اعلم۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

51- یزید بن ہارون بن زاری ابوخالد واسطی متوفی 206ھ احد الاعلام الحفاظ المشاہیر۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ سلیمان تیمی، حمید الطویل، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری اور خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن معین اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابو طالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یزید ہارون حدیث کے حافظ ہیں۔ ابن مدینی نے کہا: وہ ثقات میں سے ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں, ابوحاتم شیخ نے کہا: وہ ثقہ اور امام صدوق ہیں اُن کی مثل سوال نہ کیا جائے۔ محمد بن قدامہ جوہری نے کہا: میں نے یزید بن ہارون کو کہتے ہوئے سنا مجھے پچیس ہزار اسناد یاد ہیں اور فخر نہیں۔ اور علی بن مدینی نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ یحییٰ بن ابی طالب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اُن کے حلقہ درس میں ستر ہزار آدمی ہوتے تھے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں علی بن شعیب نے کہا: میں نے یزید بن ہارون کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے چوبیس ہزار حدیث مع اسناد یاد ہیں اور فخر نہیں۔

تہذیب التہذیب ج 11 ص 366۔ تہذیب الکمال ج 11 ص 80۔ تاریخ بغداد ج 14 ص 341، الکاشف ج سوم ص 251

O عن شیبه بن هشام انبا لبید بن ابی لبید قال کنا عند یزید بن هارون فقال المغیرة عن انه

قال كذا فقام رجل فقال ايها الشيخ حدثنا بالحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ودعنا عن هذا فقال يزيد يا احمق هذا تفسير احاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وما تصنع بالحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لم تفهم معنا هاد تفسير ها ولكن همتكم السماع والجمع لو كان همتكم العلم لطلبتم تفسير الحديث ومعانيه ونظر تم في كتب ابى حنيفة وفى اقاويله فيفسر لكم الحديث وزجر الرجل واخر جه من مجلسه۔

الموفق ج دوم ص48، مناقب کردری ج اول ص101

شیبہ بن ہشام سے روایت ہے ہمیں لبید بن ابی لبید نے خبر دی انہوں نے کہا: ہم یزید بن ہارون کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو یزید بن ہارون نے کہا: مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا۔ کہ انہوں نے اس طرح کہا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے شیخ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرو اور اُن کو چھوڑو۔ یزید بن ہارون نے کہا: اے جاہل یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تفسیر ہیں۔ اور تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کیا کرے گا جب کہ تو اس کا معنی اور تفسیر نہیں سمجھتا۔ یزید بن ہارون نے کہا: تمہارا ارادہ صرف سماع حدیث اور جمع ہے اگر تمہارا ارادہ حصول علم ہے۔ تو تم حدیث کے معنی اور تفسیر طلب کرو۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور اُن کے اقوال کو دیکھو وہ تمہیں حدیث کی تفسیر بیان کریں گے۔ یزید بن ہارون نے اس شخص کو زبر و توبیخ کی اور اپنی مجلس سے اس کو نکال دیا۔

ایک عظیم محدث کی شہادت سے ثابت ہوا حدیث دانی بلا فقاہت کوئی کمال نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا علمائے مجتہدین کے اقوال عین حدیث کی تفسیر ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف حدیث کا سماع اور اُن کا جمع کرنے والا فقہاء کرام کے درجہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور آپ کے اقوال رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تفسیر ہیں۔ اس لیے یزید بن ہارون نے فرمایا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور اقوال کو دیکھو۔

اس سے قبل امام شعبی سے مذکور ہو چکا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال حدیث کی تفسیر ہیں۔ لہٰذا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی اور حدیث فہمی کے متعلق ایک زبردست شہادت ہے۔

O عن احمد بن عطيه قال ثنا تميم بن المنتصر قال كنت عند يزيد بن هارون فذكر ابو حنيفه فقال انسان منه فاطرق طويلا. قالو رحمك الله حدثنا فقال كان ابو حنيفه تقيا، زاهدا، عالماً، صدوق اللسان احفظ اهل زمانه. سمعت كل من ادركة من اهل زمانه يقول انه ما رائى افقه منه. (اخبار ابوحنيفه واصحابه للصيرى ص 36)

احمد بن عطیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے تمیم بن منتصر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں یزید بن ہارون کے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی انسان نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کی۔ تو یزید بن ہارون نے کافی دیر سر جھکائے رکھا۔ حاضرین

نے کہا: اللہ آپ پر رحمت کرے ہمیں حدیث بیان کریں۔ تو یزید بن ہارون نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پرہیز گار، صاف ستھرے، زاھد، عالم اور زبان کے بہت سچے تھے۔ اور اپنے زمانہ والوں سے حدیث کے احفظ تھے۔ میں نے ان کے زمانہ والوں میں سے جس سے ملا میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا کہ اس نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا افقہ (احادیث وآثار کے معانی کا اعلم) نہیں دیکھا۔

یہ کتنی عظیم اور زبردست شہادت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں میں سے سب سے زیادہ حدیث کے حافظ ہیں۔ اور یہ کہ آپ احادیث وآثار کے معانی کے سب سے زیادہ اعلم وافقہ ہیں۔

O عن احمد بن سهل سمعت محمد بن خزيمة البلخي سمعت سليمان بن داؤد سمعت احمد بن اسماعيل البغدادي، سمعت يزيد بن هارون وسهل متى يحل للرجل ان يفتي فقال اذا كان مثل ابى حنيفه قال فقيل له يا ابا خالد تقول مثل هذا فقال نعم واكثر من هذا مارايت رجل افقه من ابى حنيفه ولا اورع منه. الخ.

قال وقال يزيد بن هارون برواية ابراهيم بن عبد العزيز وسئل متى يفتي الرجل قال اذا كان مثل ابى حنيفة. قلت وهيهات ان يكون ذلك ثم قال لا غنى عن النظر في كتبهم وعلمهم فبلكتبهم تيفقه الرجل. الموفق ج اول ص 191، ج دوم ص 48، مناقب کردری ج اول ص 100، 219۔

احمد بن اسماعیل بغدادی نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ فتویٰ دینے کا آدمی کب مجاز ہوسکتا ہے۔ ہارون نے کہا: جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔ راوی نے کہا: یزید بن ہارون سے کہا گیا: اے ابوخالد! تم ایسا کہتے ہو۔ یزید بن ہارون نے کہا: ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی شخص کو افقہ (احادیث وآثار کے معانی کا اعلم) اور اورع نہیں دیکھا۔

راوی نے کہا: یزید بن ہارون نے بروایت ابراہیم بن عبدالعزیز کہا کہ یزید بن ہارون سے پوچھا کیا کون شخص فتویٰ کا مجاز ہوسکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔ ابراہیم بن عبدالعزیز نے کہا: میں نے کہا: یہ بھی ہوسکتا ہے۔ پھر یزید بن ہارون نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور علم میں غور وفکر کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں اور اُن کی کتب کی وجہ سے ہی آدمی فقیہ بن سکتا ہے۔

ایک نہایت ہی عظیم محدث جس کو چوبیس ہزار احادیث مع اسناد یاد ہوں۔ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دے رہا ہے کہ فتویٰ دینا امام صاحب رضی اللہ عنہ یا آپ جیسے اہل فقہ کا ہی کام ہے۔ اور جب تک کسی کو احادیث وآثار کے معانی پر واقفیت نہ ہو اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں۔

O عن يعقوب بن احمد قال سمعت الحسن بن علي قال سمعت يزيد بن هارون وسأله انسان

فقال یا ابا خالد من افقه من رایت قال ابو حنیفة.

تہذیب الکمال ج10 ص314، تاریخ بغداد ج13 ص341، مناقب کردری ج اول ص42، الموفق ج دوم ص28

یعقوب بن احمد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حسن بن علی سے سنا انہوں نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ ایک آدمی نے اُن سے پوچھا اور کہا اے ابوخالد! جن کو تم نے دیکھا ہے اُن میں سے افقہ کون ہے۔ یزید بن ہارون نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے معانی کے سب سے زیادہ اعلم ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی پر یہ کتنی زبردست شہادت ہے۔

O عن محمد بن سعد ان سمعت من حضر یزید بن ھارون عندہ وفی روایة مناقب الکردری عن محمد بن سعدان قال کنت عندہ. وعندہ یحییٰ بن معین وعلی بن المدینی واحمد بن حنبل وزھیر بن معاویة وجماعة آخروف. اذجاء الرجل فسالہ عن مسئلة فقال لہ یزید اذھب الی اھل العلم قال، فقال لہ ابن المدینی الیس اھل العلم والحدیث عندك قال اھل العلم اصحاب ابی حنیفة وانتم صیادلة. (الوفق ج دوم ص 47، مناقب کردری ج اول ص 101)

محمد بن سعدان سے روایت ہے میں نے اس شخص سے سنا جو یزید بن ہارون کے پاس تھا۔ اور مناقب کردری کی روایت ہے محمد بن سعدان خود یزید بن ہارون کے پاس موجود تھے۔ اور یزید بن ہارون کے پاس اس وقت یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، زہیر بن معاویہ اور اُن کے علاوہ ایک جماعت موجود تھے۔ اچانک ایک آدمی کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا اور اس نے یزید بن ہارون سے مسئلہ دریافت کیا محمد بن سعدان نے کہا۔ یزید بن ہارون نے اس شخص سے کہا: تم اہل علم کے پاس جاؤ۔ محمد بن سعدان نے کہا۔ علی بن مدینی نے یزید بن ہارون سے کہا: کیا اہل علم وحدیث تیرے پاس بیٹھے ہوئے نہیں۔ یزید بن ہارون نے جواب دیا۔ اہل علم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہیں۔ اور تم صرف دوا فروش۔ ذرا اس مسلم ومقتداء امام کی شہادت پر غور کریں کہ علی بن مدینی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور زہیر بن معاویہ جیسے کبرائے محدثین رحمہم اللہ کی موجودگی میں یزید بن ہارون نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا تم تو صرف دوا فروش ہو۔ (یعنی تمہارا کام صرف احادیث سننا اور جمع کرنا ہے) اہل علم جو احادیث کے معانی کو جانتے ہیں وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہیں۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا احادیث وآثار کے معانی پر اتنی دسترس ہے کہ وہ علماء محدثین رحمہم اللہ کے مقابلہ میں اہل علم کہلائے تو اصحاب امام صاحب رضی اللہ عنہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں۔

ان کا مقام ائمہ محدثین رحمہم اللہ سے کہیں زیادہ ہے تو بذات خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اس علم میں کیا مقام ہوگا۔ یہ زبردست شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اصحاب امام کے آثار واحادیث کے معانی کے اعلم اور احادیث دانی کی عمدہ دلیل ہے۔

O عن عبد اللہ بن محمد قال ثنا مکثرم قال ثنا احمد قال سمعت سجادة. قال دخلت انا وابو

مسلم المستملي علي يزيد بن هارون وهو نازل ببغداد علي منصور بن مهدي وصعدنا الى غرفة هو وفيها فقال له ابومسلم ما تقول يا ابا خالد في ابي حنيفة رضي الله عنه والنظر في كتبه فقال انظروا فيها ان كنتم تريدون ان تفقهوا فاني ما رأيت احدًا من الفقهاء يكره النظر في قوله ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 65، خیرات الحسان ص 77، عقود الجمان ص 194، مناقب کردری ج اول ص 42، الموفق ج دوم ص 29، تاریخ بغداد ج 13 ص 342

احمد بن محمد حمانی نے کہا: میں نے سجادہ کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا میں نے ابومسلم مستملی دونوں یزید بن ہارون کے پاس گئے اور وہ بغداد میں منصور بن مہدی کے گھر رہ رہے تھے، ہم اس بالا خانہ کی طرف چڑھے جہاں وہ مقیم تھے۔ تو ابومسلم نے یزید بن ہارون سے کہا: اے ابوخالد! تم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھنے کے متعلق کیا کہتے ہو۔ یزید بن ہارون نے کہا: اگر تم فقیہ بننا چاہتے ہو تو آپ کی کتب کا مطالعہ کرو میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول میں نظر کو ناپسند کرتا ہو۔ امام ثوری نے حیلہ کر کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب ''کتاب الرھن'' حاصل کی اور اس کو لکھا۔

معلوم ہوا فقاہت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب بینی میں ہے۔ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھنے کو ناپسند کرتے ہیں وہ فقیہ نہیں بن سکتے۔ اور فقیہ وہ ہوتا ہے جو احادیث و آثار کے معانی کا اعلم ہو، ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول حدیث کی تفسیر ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل کرنے سے حدیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول حدیث سے ماخوذ ہے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی اور حدیث فہمی کی عمدہ دلیل ہے۔

محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ

52- محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی ابوجعفر الباقر آپ کی وفات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سن 114 ہجری۔ بعض کے نزدیک سن 115 ہجری بعض کے نزدیک سن 116 ہجری۔ اور بعض کے نزدیک 117 ہجری۔ اور ابن سعد کے قول کے مطابق سن 118۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حافظ ابونعیم نے کہا: آپ سن 114 ہجری میں فوت ہوئے اور صحیح قول یہی ہے۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اپنے باپ علی بن حسین سے اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما، وغیرہم خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے اُن کے بیٹے جعفر۔ اسحاق سبیعی، زھری، عمرو بن دینار، اوزاعی، ابن جریج وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ مدنی تابعی ثقہ ہیں۔ اور نسائی نے تابعین میں سے اہل مدینہ کے فقہاء سے اُن کو شمار کیا ہے۔ محمد بن فضیل بن غزوان نے سالم بن ابی حفصہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے ابوجعفر محمد بن علی، اور جعفر بن محمد سے حضرت

ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا تو اُن دونوں نے کہا: اے سالم! اُن دونوں سے محبت کرو۔ اور اُن کے دشمنوں سے برات کا اظہار کرو کیونکہ وہ دونوں امام ہدیٰ تھے۔

(تہذیب الکمال ج 9ص208، تہذیب التہذیب ج 9ص350، تاریخ الکبیر ج اول ص183، الکاشف ج سوم ص 71)

یہ پیشوائے محدثین حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

○ عن عبد الله بن المبارك قال انطلق ابوحنيفة الى الحج فلما انتهى الى المدينة استقبله محمد بن على بن الحسين بن على رضى الله عنهم فقال لابى حنيفة رضى الله عنه انت الذى حولت دين جدى واحاديثه بالقياس فقال ابوحنيفة معاذ الله ان افعل ذلك. الخ.

الموفق ج اول ص167، 168۔ مناقب کردری ج اول ص208

عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابوجعفر الباقر سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم وہی ہو جنہوں نے قیاس سے میرے نانا کا دین اور احادیث کو بدل دیا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ابوجعفر الباقر نے فرمایا: نہیں بلکہ تم نے اس کو تبدیل کیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اپنی شان کے مطابق تشریف فرما ہوں اور میں بھی آپ کے حضور جیسا کہ میرے بیٹھنے کا حق ہے بیٹھوں۔ میرے نزدیک آپ کی حرمت ایسی ہی ہے جیسے آپ کے نانا سیدنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت آپ کے اصحاب پر آپ کی حیات مبارکہ میں تھی۔ حضرت امام ابوجعفر الباقر بیٹھ گئے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر الباقر سے کہا میں آپ سے تین سوال کرتا ہوں آپ مجھے جواب ارشاد فرمائیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام جعفر الباقر سے کہا: کیا مرد کمزور ہے یا عورت حضرت امام ابوجعفر نے کہا: عورت کمزور ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مرد کا کتنا حصہ ہے اور عورت کا کتنا حصہ ہی۔ امام ابوجعفر نے جواب دیا مرد کے لیے دو حصے اور عورت کا ایک حصہ۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آپ کے نانا کا قول ہے اگر میں آپ کے نانا کے دین واحادیث کو تبدیل کرتا تو قیاس کے مطابق عورت کے لیے دو حصے اور مرد کا ایک حصہ ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ عورت مرد سے ضعیف ہے۔

پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے امام ابوجعفر الباقر سے سوال کیا نماز افضل ہے یا روزہ۔ امام ابوجعفر نے فرمایا: نماز افضل ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ کے نانا کا قول ہے۔ اگر میں آپ کے نانا کے دین کو تبدیل کرتا تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو۔ میں اس کو نماز قضاء کرنے کا حکم دیتا۔ نہ کہ روزہ قضاء کرنے کا۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے امام ابوجعفر الباقر سے دریافت کیا کیا بول (پیشاب) زیادہ نجس ہے یا نطفہ، امام ابوجعفر الباقر نے جواب دیا پیشاب زیادہ نجس ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں قیاس سے آپ کے نانا کے دین واحادیث کو تبدیل کرتا تو میں حکم دیتا کہ بول

کرنے سے غسل کیا جائے اور نطفہ سے وضو کیا جائے۔ کیونکہ بول نطفہ سے زیادہ نجس ہے۔ لیکن اللہ کی پناہ کہ میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس سے تبدیل کروں۔ یہ سن کر حضرت امام ابوجعفر الباقر کھڑے ہو گئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا اور اُن پر لطف وکرم فرمایا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو بوسہ دیا۔

اد روایت میں امام المحدثین امام ابوجعفر الباقر کا اعتراف ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث پر قیاس کو ترجیح نہیں دیتے۔ بلکہ ہمارے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ اگر امام ابوجعفر الباقر یہ اعتراف نہ کرتے تو آپ کیسے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہو کر اُن کے چہرہ کو بوسہ دیتے۔

چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی پر یہ ایک زبردست شہادت ہے کہ ایک ہاشمی پیشوائے محدثین نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے احادیث پر عمل کرنے کی توثیق فرمادی۔ اب اس کے بعد کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ پر منکرین حدیث کا اعتراض کوئی وقعت رکھتا ہے۔ ''اللہ جل اسمہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین''

سعید بن یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ

53- سعید بن یحیٰ بن مہدی بن عبد الرحمٰن بن عبد کلال ابوسفیان حمیری متوفی 202ھ بخاری اور ترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حصین بن عبد الرحمٰن، سفیان بن حسین، معمر بن راشد وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

اور ان سے ابوبکر بن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، زیاد بن ایوب وغیرہم نے روایت کیا۔ خطیب بغدادی نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں بغداد تشریف لائے اور وہاں حدیث بیان کی۔ حاکم ابوعبداللہ بن بیع نے ذکر کیا کہ انہوں نے دارقطنی سے اُن کے متعلق پوچھا تو دارقطنی نے کہا: وہ متوسط الحال ہیں قوی نہیں۔ ابوعبید محمد بن علی آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے ابوسفیان حمیری کے متعلق پوچھا تو ابوداؤد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

(تاریخ بغداد ج 9 ص 77، تہذیب الکمال ج 4 ص 232، تہذیب التہذیب ج 4 ص 99۔ الکاشف ج اول ص 298)

یہ ابوسفیان حمیری امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن احمد بن زهير انبا ابن ابى شيخ سمعت ابا سفيان الحميرى يقول. ابوحنيفة كان حبر هذه الامة ولم يتهيالاحدهما تعياله من كشف المسائل الصعبة. وتفسير الاحاديث المبهمة.

الموفق ج دوم ص 47، مناقب کردری ج اول ص 100

احمد بن زہیر سے روایت ہے کہ ہمیں ابن ابی شیخ نے خبر دی کہ میں نے ابوسفیان حمیری کو کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس امت کے ایک بہت بڑے امام تھے۔ فقہی مسائل کے حل کرنے اور احادیث مبہمہ کی تفسیر کرنے میں جو قدرت اُن کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔

دیکھو یہ کبرائے محدثین بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی کی کتنی زبردست شہادت پیش کر رہے ہیں کہ

احادیث مبہمہ کی تفسیر کی جو قدرت اللہ عزوجل نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عطا فرمائی ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس سے بڑھ کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے کی اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے۔

توبہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

54- توبہ بن سعد یا توبہ ابوصدقہ انصاری بصری ہیں جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اُن سے شعبہ بن حجاج، معاویہ بن صالح، ابونعیم، وکیع نے روایت کیا اور نسائی نے اپنی سنن میں اُن سے صرف ایک حدیث ''فی وقت الظھر'' روایت کی ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں میں نے امام ذہبی کا لکھا ہوا پڑھا ہے کہ وہ ثقہ ہیں اُن سے شعبہ نے روایت کیا ہے اور شعبہ کی اُن سے روایت اُن کی توثیق ہے۔ اور توبہ بن سعد کو ابن بزاز نے بلد دمرو سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قلمبند لکھا ہے اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث کے ایک راوی ہیں۔ اور ثقہ ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج اول ص516، تہذیب الکمال ج دوم ص146، الکاشف ج اول ص113)

یہ توبہ بن سعد یا توبہ ابوصدقہ انصاری بصری امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث دانی کے متعلق یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن حمویه بن حاتم قال سمعت توبة يقول قال لی ابی حنيفة رضی الله عنه لا تسالنی عن أمر الدين وانا ماش ولا تسالنی وانا احدث الناس ولا تسالنی وانا قائم ولا تسلنی وانا متكئی فان هذه اما كن لا لا يجتمع فيها العقل۔ اخبار ابوحنیفه واصحابه للصمیری ص 29.

حمویہ بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے توبہ کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے امر دین کے متعلق مت سوال کرو جب میں چل رہا ہوں۔ اور جب میں لوگوں کو حدیث بیان کر رہا ہوں تو بھی مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ اور اگر میں کھڑا ہوں تو پھر بھی مجھ سے کوئی مسئلہ دریافت نہ کرو۔ جب میں تکیہ لگائے ہوئے ہوں تب بھی مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ کیونکہ یہ اماکن وہ ہیں جن میں آدمی کی عقل مجتمع نہیں ہوتی۔

ذرا اس روایت پر غور کرو کہ توبہ یہ کہہ رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں لوگوں سے احادیث بیان کر رہا ہوں تو مجھ سے کسی امر دینی کے متعلق سوال نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ لوگوں سے احادیث بیان کرتے تھے۔ اور احادیث بیان کرنا عالم بالحدیث ہونے کی علامت ہے۔ معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے اس کی تائید قطب ربانی حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے وہ اس طرح نقل کرتے ہیں۔

O ودخل عليه مرة رجل من اهل الكوفة والحديث يقر اعنده فقال الرجل دعونا من هذه الاحاديث فزجره الامام زجر اشديداً۔ وقال له لولا السفة ما فهم احدمنا القرآن۔

میزان الکبریٰ ج اول ص55

یعنی اہل کوفہ سے کوئی شخص امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس حدیث پڑھی جا رہی تھی۔

اس شخص نے کہا: چھوڑو ہمیں یہ احادیث بیان نہ کرو۔ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو سخت جھڑک دی۔ اور اس سے کہا: اگر یہ احادیث مبارکہ نہ ہوتیں تو ہم میں سے کوئی قرآن مقدس کو نہ سمجھ سکتا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے بھائی! دیکھو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث کی طرف سے جو مدافعت فرمائی اور حدیث میں نظر کے ترک پر جو زبرو توبیخ فرمائی۔ اس کو ملاحظہ فرماؤ۔ اور غور کرو کہ کسی کے لیے یہ کیسے لائق ومناسب ہوسکتا ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف وہ قول منسوب کریں کہ یہ اللہ کے دین میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے ہے۔ جس کی ظاہر کتاب وسنت میں کوئی شہادت نہیں۔

حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم آثار سلف کو لازم پکڑو اور اپنے آپ کو رائے سے بچاؤ اور دوسرے لوگوں کی رائے سے بچو۔

یہ جملہ روایات اس پر دلیل ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکثر مسائل فقہ احادیث وآثار سے مستخرجہ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ پر رائے کا الزام درست نہیں۔ اور اُن سے یہ بھی ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث اور معانی احادیث کے اعلم تھے۔ اور آپ پر قلت حدیث کا الزام بھی محض تعصب ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

O قول من اقوال العلماء الا هو مستند الى اصل من اصول الشريعة عن تامل. لان ذلك القول اما ان يكون راجعا الى اية اوحديث او اثر أ قياس صحيح على اصل صحيح لكن من اقوالهم ما هو ما خوذ من صريح الايات اولاخبار اوالاثار. الخ. میزان الکبریٰ ج اول ص 32.

علماء مجتہدین کے اقوال میں سے ہر قول وہ اصول شریعت میں سے اصل کی طرف مستند ہے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو تامل کرے۔ کیونکہ یہ قول آیہ مبارکہ کی طرف راجع ہوگا یا یا اخبار کی طرف یا آثار کی طرف یا اصل صحیح پر قیاس صحیح کی طرف، لیکن اُن کے اقوال میں سے کچھ وہ قول ہیں جو صریح آیات سے ماخوذ ہیں یا اخبار یا آثار سے ماخوذ ہیں۔ ''واللہ اعلم بالصواب''

ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ

55- ابن عائشہ، عبید اللہ بن محمد بن حفص بن عمر ابوعبد الرحمٰن بصری المعروف با العیشی ماہ رمضان المبارک 228ھ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی کے رواۃ میں سے ہیں وہ حماد بن سلمہ، مہدی بن میمون، ابوعوانہ، وھیب بن خالد اور اپنے باپ محمد بن حفص وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ابوبکر الاثرم، ابوحاتم، ابوزرعہ جربی، یعقوب بن ابی شیبہ، عباس دوری ابوالقاسم بغوی وغیرہم نے روایت کیا ابوطالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ حدیث میں صدوق ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق اور ثقہ ہیں۔ آجری نے ابوداؤد سے روایت کرتے ہوئے کہا ابن عائشہ حدیث میں صدوق ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں انھیں مستقیم الحدیث لکھا ہے۔ ابن حراش نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں۔ ابن عائشہ کو حماد بن سلمہ سے نو ہزار 9000۔ احادیث یاد تھیں۔

تہذیب الکمال ج 6 ص 589، تاریخ الکبیر ج 5 ص 400، الکاشف ج دوم ص 204، تہذیب التہذیب ج 7 ص 45

یہ عظیم محدث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے متعلق شہادت دیتے ہیں۔

O عن احمد بن عبد قاضی الری قال حدثنا ابی قال کنا عند ابن عائشة فذکر حدیثا لابی حنیفة. فقال بعض لمن حصفر لا ترده فقال له اما انکم لو رایتموه لا رد تموه. وما اعرف له ومکم مثلا الا ما قال الشاعر ۔اور حافظ مزی نے ''لا ترده'' کی جگہ ''لا تزیده'' روایت کیا ہے۔

اقلو ا علیه ویحکم لا ابالکم. من اللوم اوسد وا المکان الذی سدا.

تاریخ بغداد ج 13 ص 365، تہذیب الکمال ج 10 ص 321۔

احمد بن عبد قاضی الری سے روایت ہے انہوں نے ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا انہوں نے کہا۔ ہم ابن عائشہ کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا: تم اس کا ارادہ نہ کرو (یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو چھوڑ دو)۔ ابن عائشہ نے اس شخص سے کہا: اگر تم آپ کو دیکھ لیتے تو ضرور آپ کی حدیث کو چاہتے۔ میرے نزدیک آپ کی اور تمہاری مثال وہی ہے جو شاعر نے کہا۔ تم پر افسوس ہے تمہارا باپ مرے آپ پر ملامت کم کرو یا آپ کا قائم مقام لاؤ۔

ابن عائشہ کی شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب حدیث ہونے پر کافی ووافی ہے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ

56- عبدالعزیز بن ابی رواد (اور ابی رواد کا نام میمون ہے) متوفی 155ء 159ھ تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ نافع، عکرمہ، سالم بن عبداللہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اُن کے بیٹے عبدالمجید، یحییٰ بن سعید قطان، عبداللہ بن مبارک وغیرہم نے روایت کیا۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ابوحاتم نے کہا: وہ حدیث میں صدوق اور ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: اُن کی حدیث اخذ کرنے میں کوئی حرج نہیں عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ صالح الحدیث ہیں۔ (تہذیب الکمال ج 6 ص 359، تہذیب التہذیب ج 6 ص 338، الکاشف للذہبی ج دوم ص 175)

یہ مسلم ومقتداء امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کرنے کی یوں شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن ابوسعید البلخی قال سمعت ابا عبد الرحمن المقرئی قال. قال عبد العزیز بن ابی رواد ابوحنیفة المحنة. من احب ابا حنیفة فهو سنی ومن ابغضه فهو مبتدع.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 79

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے۔

O عن سری بن یحییٰ انبا شعیب بن ابراهیم قال قال عبد العزیز بن ابی رواد بیننا وبین

الناس ابو حنيفة ممن احبه وتولا ه انه من اهل السنة. ومن ابغضه علمنا انه من اهل البدعة.

الموفق ج دوم ص 32، الخیرات الحسان ص 81، عقود الجمان ص 2،3، مناقب کردری ج اول ص 92

ابو سعید بلخی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن یزید جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) مقریٰ کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: عبدالعزیز بن ابی رواد نے کہا: جو شخص حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرے وہ سنی ہے اور جو آپ سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔

الموفق بن احمد مکی کی روایت کے مطابق۔

سری بن یحییٰ سے روایت ہے کہ ہمیں شعیب بن ابراہیم نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: عبدالعزیز بن ابی رواد نے کہا: ہمارے اور لوگوں کے درمیان حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حد فاصل ہیں جو اُن سے محبت اور دوستی رکھتا ہو ہم اس کو اہل سنت سمجھتے ہیں۔ اور جو اُن سے بغض رکھتا ہو ہم اس کو اہل بدعت قرار دیں گے۔

ابراہیم بن معاویہ ضریر رحمۃ اللہ علیہ

57- وقال ابراهيم بن معاوية العزيز (وهو ابراهيم بن محمد بن خازم السعدى ابو اسحاق بن ابى معاوية الضرير الكوفى) من تمام السنة حب ابى حنيفة وقال كان يصف العدل ويقول به. وبين للناس سبيل العلم واوضح لهم مشكلاته. (الخيرات الحسان ص 82، عقود الجمان ص 204)

ابراہیم بن معاویہ ضریر (وہ ابراہیم بن محمد بن خازم سعدی ابواسحاق بن ابومعاویہ ضریر کوفی ہیں اور یہ ابوداؤد کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں)۔

یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اہل سنت کا تمام اور کمال حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی محبت ہے۔ آپ نے طریق عدل بیان کر دیا اور اس پر فتویٰ دے دیا۔ اور لوگوں کو علم کا راستہ بتا دیا اور لوگوں کے لیے علم کے مشکلات کو واضح اور آسان کر دیا۔

ان دونوں پیشوائے محدثین نے تو اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا ہرگز اہل سنت سے نہیں ہو سکتا وہ بدعتی ہے۔

آپ اُلٹی گنگا دیکھیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلدین کو غیر مقلدین بدعتی کہتے ہیں۔ اور ائمہ محدثین رحمہم اللہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا ہو اس کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔ اُن دونوں ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی شہادت سے یہ ثابت ہوا غیر مقلدین بدعتی ہیں کیونکہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اور مقلدین امام صاحب رضی اللہ عنہ بحمدہ تعالیٰ اہل سنت ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو علم کا راستہ بتایا اور علم کے معضلات اور مشکلات کو لوگوں کے لیے واضح اور آسان کر دیا۔ ورنہ غیر مقلدین کی طرح لوگ احادیث میں ہی الجھے رہتے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث و آثار کے معانی کو ایک

فقہ کی صورت میں ہمیں عطا فرما کر امت محمدیہ پر بڑا احسان فرمایا ہے اور جو احسان فراموش ہے وہی بدبخت ہے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد کے بیٹے عبدالمجید اپنے باپ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے محبت کے متعلق اس طرح بیان کرتے ہیں۔

O عن حسن بن معروف انا محمد بن زنبور انا عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد قال کان ابی اذا اشتبه علیه شئی من امورفیه کتب به الی ابی حنیفة وکما ارتحلت الی ابی حنیفة حملنی مسائل الیه اساله عنها وکان ابوحنیفة اذا قدم مکة لا یفارقه ابی وکان یقتدی به فی امور۔ (الموفق ج دوم ص 31، مناقب کردری ج اول ص 92)

حسن بن معروف نے کہا: ہمیں محمد بن زنبور نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: ہمیں عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میرے باپ پر جب بھی امر دین میں سے کچھ اشتباہ واقع ہوتا تو اس امر دین کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ کر بھیجتے۔ اور جب میں حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے کے لیے تیار ہوتا میرے باپ مجھے کثیر مسائل دے کر اُن کے پاس بھیجتے۔ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اُن مسائل کے متعلق دریافت کرتا۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ مکرمہ تشریف لاتے۔ میرے باپ اُن سے جدا نہ ہوتے اور امور دین میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے۔

یہ عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد متوفی 206ھ مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عبدالملک بن جریج، لیث بن سعد، معمر بن راشد، یاسین بن معاذ الزیات وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے احمد بن حنبل، حسن بن صباح بزار، سریج بن یونس، عبداللہ بن زبیر حمیدی وغیرہم سے روایت کیا۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یحیٰی بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے عبدالمجید بن عبدالعزیز رواد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ثقہ ہیں۔ اُن سے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحیٰی بن معین حدیث بیان کی ہے۔ تہذیب الکمال ج 6 ص 413، تہذیب التہذیب ج 6 ص 381۔

یہ محدث عظیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کتنی زبردست شہادت پیش کر رہے ہیں کہ میرے باپ باوجود ایک مسلم امام ہونے کے دینی امور میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے اور مشکل مسائل ان سے ہی دریافت کرتے۔

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ

58- مقاتل بن حیان نبطی ابوبسطام بلخی متوفی قبل از 150ھ مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اپنی پھوپھی عمرہ، سعید بن مسیب، ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری، عکرمہ، سالم بن عبداللہ، قتادہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے مصعب بن حیان، عبداللہ بن مبارک، ابوعصمہ نوح بن ابی مریم وغیرہم سے روایت کیا۔

O اسحاق بن منصور نے یحیٰی بن معین سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ اور اس طرح ابوداؤد نے اُن کو ثقہ کہا ہے۔

مروان بن محمد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔نسائی نے کہا: ''لیس بہ باس'' دارقطنی نے کہا: ''صالح'' ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا۔تہذیب الکمال ج10 ص73۔تہذیب التہذیب ج10 ص278۔

یہ مقاتل بن حیان امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

○ عن صالح بن احمد بن یعقوب بن مروان حدثنی ابی عن ابیه مروان سمعت مقاتل بن حیان یقول ادرکت التابعین ومن بعدهم فما رایت احداً اشبه باطنه بظاهره. وظاهره بباطنه. راشدًا اجتهادًا ونظرًا الی نفسه من ابی حنیفه رضی الله عنه

(الموفق ج دوم ص 58. مناقب کردری ج اول ص 110)

صالح بن احمد بن یعقوب بن مروان سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ مروان سے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے مقاتل بن حیان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ پایا ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کا باطن، ظاہر کے اور اس کا ظاہر باطن کے مشابہ ہو۔اور نہ ہی اجتہاد میں بہت سخت اور نہ ہی اپنا آپ پر رکھنے والا میں نے کسی کو دیکھا ہے۔

امام ابومحمد نے کہا: مقاتل بن حیان نے عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، نافع اور ایک جماعت تابعین کو پایا ہے۔اور اُن سے روایت کی ہے۔ وہ ایک جلیل عالم آدمی تھے۔ پھر وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے۔ اور اُن کے سامنے زانو تلمذتہہ کیا اور اُن سے علم حاصل کیا۔ وہ اپنے وقت کے اہل بلخ کے عظیم امام تھے۔

جب اُن سے کوئی فتویٰ پوچھا جاتا تو اس کا جواب دینے کے بعد فرماتے یہ شیخ کوفی یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

دیکھو ایک عظیم محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ اجتہاد میں بہت سخت تھے۔اور اپنے فتویٰ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول قرار دے رہے ہیں۔

اس سے بڑھ کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب علم ہونے اور صاحب حدیث ہونے کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ ایک مسلم ومقتدا ۔امام۔حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے۔اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے فقہ کا اعتراف کر رہا ہے۔اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث نہیں تو کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے فقہ کو تسلیم کر لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔لیکن اکابر محدثین کا کہنا تھا کہ احادیث و آثار کا اعلم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے ورنہ وہ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو رد کر دیتے۔

○ عن اسرائیل عن مقاتل بن حیان قال جلست الیه فما رایت ابصرولا ادرك للغوامض منه.

مناقب کردری ج اول ص110

اور الموفق بن احمد مکی نے ابومقاتل سے اس حدیث کی روایت کی جس میں یہ اضافہ ہے۔

O قال ابو مقاتل و صدق مقاتل بن حیان کان اکبر مما قال ۔ الموفق ج دوم ص58۔

اسرائیل نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوں۔ میں نے آپ سے بڑھ کر صاحب بصرت نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی مبہم مسائل کو پالینے والا دیکھا ہے۔

ایک عظیم محدث کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کی نسبت کتنی زبردست شہادت ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ علیہ

59- محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار صاحب مغازی متوفی 150، 152، 153ھ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابان بن صالح، ایوب سختیانی، عبید اللہ بن عمر بن خطاب، عطاء بن ابی رباح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے جریر بن حازم، جریر بن عبدالحمید، حفص بن غیاث، حماد بن سلمہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم نے روایت کیا۔

سفیان بن عیینہ نے کہا: میں نے شعبہ بن حجاج سے سنا وہ کہتے ہیں محمد بن اسحاق حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ یونس بن بکر نے کہا: میں نے شعبہ بن حجاج کو کہتے ہوئے سنا وہ امیر المومنین ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عباس دوری نے یحیٰی بن معین سے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ امیر الحدیث ہیں۔

(تہذیب الکمال ج8 ص550، تہذیب التہذیب ج9 ص38)

یہ محمد بن اسحاق صاحب مغازی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں

O عن یونس بن بکیر یقول قدم محمد بن اسحاق الکوفة فکنا نسمع منه المغازی ربما زار ابا حنیفة فیما بین الایام ویطیل المکث عنده دیجاربه فی سائل تنو یه.

الموفق ج دوم ص32، 33۔

یونس بن بکیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ محمد بن اسحاق صاحب مغازی کوفہ میں آئے۔ تو ان سے اکثر ذکر غزوات سنا کرتے تھے۔ اور وہ اُن دنوں اکثر اوقات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زیارت اُن کے مقام پر جا کر کیا کرتے تھے۔ اور طویل عرصہ آپ کے ہاں قیام کرتے اور مسائل پیش آمدہ کا ان سے استفادہ کرتے تھے۔

علامہ فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر لکھتے ہیں۔

دیکھو یہ وہی محمد بن اسحاق ہیں جن کی حدیث پر مسئلہ فاتحہ خلف الامام کا دارومدار ہے اور جو بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر الحدیث ہیں۔ اُن کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو اپنی اقامت کے دنوں میں بار بار جانا اور مسائل مشکلہ پیش آمدہ کی نسبت آپ سے استفادہ کرنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر ایسی زبردست دلیل ہے کہ جو مخالفین پر اتمام الحجت ہے۔ کیونکہ جب وہ محمد بن اسحاق کو بڑے پایہ کا محدث مانتے ہیں اور اُن کے فعل سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ فضیلت کی شہادت ملتی ہے تو پھر

غیر مقلدین امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ سچ ہے۔

"والفضل ما شهدت به الاعداد" ننگی تلوار ص 46۔

میں کہتا ہوں۔ محمد بن اسحاق کی اس فضیلت سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب علم ہونے کی بھی شہادت ملتی ہے۔ کیونکہ اگر محمد بن اسحاق امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ کو نہ مانتے ہوتے تو وہ کبھی مشکل مسائل جو پیش آنے والے ہیں میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے استفادہ نہ کرتے۔ اور ہر ذی عقل سلیم یہ جانتا ہے کہ فقہ درحقیقت احادیث وآثار کا دوسرا نام ہے۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ احادیث وآثار کے خلاف ہوتی تو اس پایہ کا محدث کیوں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پیش آنے والے مسائل کی نسبت استفادہ کرتا۔ جہاں محمد بن اسحاق کے فعل سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شرف وفضیلت کا اظہار ہوتا ہے وہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے کا اعتراف بھی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ

60- اسحاق بن راہویہ بن ابراہیم بن مخلد الحافظ ابوایوب حنظلی المعروف بابن راہویہ متوفی 238ھ سوا ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابن عیینہ، جریر، بشر بن مفضل، حفص بن غیاث وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے یحییٰ بن آدم اور یہ اُن کے شیوخ سے ہیں۔ محمد بن رافع، یحییٰ بن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

امام ذہبی نے کہا: وہ ائمہ اعلام میں سے ایک ثقہ اور حجت ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوعبداللہ کو کہتے ہوئے سنا اور اُن سے اسحاق بن راھویہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا: اسحاق جیسے کے متعلق نہ پوچھا جائے ہمارے نزدیک اسحاق ''ائمہ المسلمین'' میں سے ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ مامون ہیں، ابوزرعہ نے کہا: لوگوں نے اسحاق سے احفظ نہیں دیکھا۔ ابن خزیمہ نے کہا: بخدا!! اگر وہ تابعین میں ہوتے تو وہ ان کے حفظ، علم اور فقہ کے وجہ سے اُن کا اقرار کرتے، نسائی نے کہا: میں نے سعید بن ذویب کو کہتے ہوئے سنا کہ سطح زمین پر اسحاق کی مثل کوئی اعلم نہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص 364، میزان الاعتدال ج اول ص 182، تہذیب التہذیب ج اول ص 216)

یہ مسلم وعظیم محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی شہادت اس طرح پیش کرتے ہیں۔

O عن سری بن عاصم انبا علی بن اسحاق بن ابراهیم الحنظلی سمعت ابی یقول مارأیت احداً اعلم با الاحکام والقضایا من ابی حنیفة۔ الموفق ج دوم ص 58.

سری بن عاصم سے روایت ہے ہمیں علی بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے خبر دی۔ کہ میں نے اپنے والد (اسحاق بن راہویہ) کو کہتے ہوئے سنا۔ میں نے احکام اور قضایا میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اعلم نہیں دیکھا۔

یہ حدیث بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی اور حدیث فہمی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ احکام وقضایا کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں۔ جب تک اُن دونوں پر مہارت تامہ حاصل نہ ہوگی۔ اُن سے احکام وقضایا کا ماخوذ کرنا صحیح

نہ ہوگا۔

لہٰذا ایک مسلم ومقتداء امام کی یہ شہادت بتا رہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو احادیث وآثار میں مکمل دسترس حاصل تھی۔ اور اُن کے اعلم تھے۔

عبید بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ

61- عبید بن اسباط بن محمد ابومحمد کوفی متوفی 250ھ بخاری ''الجزء قراۃ خلف الامام'' ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ اپنے باپ اسباط بن محمد قرشی، سفیان بن عقبہ سوائی، عبداللہ بن ادریس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابوحاتم محمد بن ادریس رازی، محمد بن علی الحکیم ترمذی وغیرہم نے روایت کیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: میرے والد ابوحاتم محمد بن ادریس رازی نے مکہ مکرمہ میں اُن سے سماعت کیا۔ اور اُن کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ ''شیخ'' ہیں۔ محمد بن عبداللہ حضرمی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ امام ذہبی نے اُن کی توثیق کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج 7 ص 58، تہذیب الکمال ج 6 ص 606، الکاشف ج دوم ص 206)

یہ عبید بن اسباط امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

O عن محمد بن الحسن البلخي، انبا محمد بن حرب حدثني عبيد بن اسباط. قال كان ابوحنيفة سيد الفقهاء ولم يغمز في دينه الا حاسد از باغي شر. الموفق ج دوم ص 42.

محمد بن حسن سے روایت ہے کہ ہمیں محمد بن حرب نے خبر دی کہ مجھ سے عبید بن اسباط نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہاء کے سردار تھے۔ اور امور دین میں آپ کی نسبت جو نکتہ چینی کرے یا عیب جوئی کرے وہ حاسد یا طالب شر (شریر) ہے۔

عطا بن جبلہ فزازی رحمۃ اللہ علیہ

62- عطاء بن جبلہ فزازی۔ وہ منصور بن معتمر، لیث بن ابی سلیم، سلیمان اعمش، ابن جریج اور عمر بن عبداللہ بن یعلی سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے یحییٰ بن ابی بکیر، موسیٰ بن ناصح، ابوموسیٰ ہروی، محمد بن صباح جرجرائی، سعید بن یعقوب طالقانی اور ابراہیم بن موسیٰ فراء نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی اپنی عادت کے مطابق لکھتے ہیں مجھے ابراہیم بن عبداللہ بن جنید سے خبر پہنچی کہ انہوں نے یحییٰ بن معین سے کہا: تم عطاء بن جبلہ فزازی کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا: ''لیس بشیء'' اور وہ بغداد میں تھے۔

سعید بن عمرو برزعی نے کہا: ابوزرعہ رازی سے عطاء بن جبلہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے وہ منکر الحدیث

ہیں۔ میں نے کہا: عطا بن جبلہ کون ہیں انہوں نے کہ وہ اہل جبلا باز کے ایک شیخ ہیں وہ دینور اور حلوان کے درمیان ایک قریہ ہے۔ امام ذہبی نے بھی ابوحاتم کے حوالہ سے کہا: وہ حدیث میں قوی نہیں۔ تاریخ بغداد ج 12 ص 291، میزان الاعتدال ج سوم ص 65۔

یہ عطاء بن جبلہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور یہ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

O عن يعلى بن حمزه قال سمعت بشر بن يحيىٰ سمعت عطاء بن جبله يقول لم أر أحدا من العلماء يختلف ان ابا حنيفة كان افقه القوم. الموفق ج اول ص 200

یعلی بن حمزہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے بشر بن یحییٰ سے سنا انہوں نے کہا: میں نے عطاء بن جبلہ فزازی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علماء میں سے کسی کو اس بات میں اختلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے افقہ (احادیث وآثار کے معانی کے اعلم) تھے۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ خطیب بغدادی نے انہیں منکر الحدیث اور لیس بش، اور امام ذہبی "لیس با لقوی" لکھا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اعلم الناس اور افقہ الناس ہونا کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ سے منقول ہے۔ جب عطاء بن جبلہ کی حدیث کے شواہد ہیں تو یہ حدیث صحیح ہے۔

اُن دونوں شہادتوں یعنی "سید الفقہاء اور افقہ القوم" سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا فقہ میں کوئی ثانی نہیں۔ اس لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سب لوگوں کو فقہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا عیال قرار دیا ہے اور 75 فیصد کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ پر عمل پیرا ہونا جن میں ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ مثل یحییٰ بن سعید قطان، سفیان ثوری، ابن مبارک وغیرہ اور کبار اولیائے کرام بھی شامل ہیں۔ اس بات کی دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ عند اللہ مقبول ہے۔ اور آپ کی افقہیت واعلمیت سے بھی کسی نے انکار نہیں کیا۔ تو ظاہر ہے کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ ونقاد رجال کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال پر فتویٰ دینا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کبرائے محدثین رحمہم اللہ اور فن رجال کے ائمہ کی نظر میں صاحب حدیث اور ثقہ ہیں اگر امام صاحب، حافظ الحدیث نہ ہوتے تو یہ ائمہ کبار کبھی بھی آپ کے اقوال کو فتویٰ کے لیے پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال احادیث کی تفسیر ہیں۔ اور یہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ حفاظ الحدیث میں سے ہیں۔

داؤد بن نصیر طائی رحمۃ اللہ علیہ

63- داؤد بن نصیر طائی ابوسلیمان کوفی الفقیہ الزاہد۔ متوفی 160ھ نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عبد الملک بن عمیر، اسماعیل بن ابی حاتم، حمید الطویل وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اُن سے عبد اللہ بن ادریس، ابن عیینہ، وکیع، ابونعیم وغیرہم نے روایت کیا۔ غلابی نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی، (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ)۔ سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہوئے کہا داؤد طائی کا شمار صاحب علم وفقہ سے ہوتا ہے۔ امام ذہبی نے کہا: وہ کبار زھاد سے ہیں

اور بلاتفریق ثقہ ہیں۔

یہ داؤد طائی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن عبد الله بن مبارك قال ذكر ابوحنيفة عند داؤد الطائي فقال ذلك نجم يعتدى به السارى وعلم يقبله قلوب المومنين فكل عالم ليس من علمه يعلم فهو بلاء علىٰ حامله معه، والله اعلم با الحلال والحرام۔

الموفق ج دوم ص63۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص76، الخیرات الحسان ص82، عقود الجمان ص205، مناقب کردری ج اول ص112

عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے انہوں نے کہا: داؤد طائی کے پاس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک ایسا ستارہ ہیں جس کی روشنی میں سب لوگ ہدایت پاتے ہیں اور آپ کا علم ایسا ہے کہ مومنوں کے دل اس کو قبول کرتے ہیں۔ جس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے علم حاصل نہیں کیا وہ علم صاحب علم پر مصیبت ہے بخدا! آپ حلال وحرام کے اعلم ہیں۔

شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

64- شعبہ بن حجاج بن ورد ابوبسطام عتکی متوفی 160ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابان بن تغلب، اسماعیل بن علیہ، ثابت بن اسلم بنانی، سفیان ثوری اور خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے ابراہیم بن طہمان، ایوب بن ابوتمیمہ سختیانی، محمد بن جعفر غندر، یحییٰ بن سعید قطان اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

فہد بن حیان نے کہا: میں نے سفیان ثوری کو کہتے ہوئے سنا شعبہ بن حجاج حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ عباس بن یزید بحرانی نے کہا: میں نے ابن عیینہ سے سنا کہ انہوں نے شعبہ بن حجاج کا ذکر کیا اور کہا وہ حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ صاحب حدیث ثقہ، مامون، ثبت اور حجت ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں۔ صالح بن محمد بغدادی نے کہا: سب سے پہلے رجال میں شعبہ نے کلام کیا پھر اُن کی اتباع کرتے ہوئے یحییٰ بن سعید قطان، پھر احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین نے کلام کیا۔ شعبہ بن حجاج ثوری سے دس سال بڑے تھے۔ اور ثوری ابن عیینہ سے دس سال بڑے تھے۔ تاریخ بغداد ج9 ص259، تہذیب الکمال ج4 ص592، الکاشف ج دوم ص10، تہذیب التہذیب ج4 ص345۔

یہ امیر المومنین فی الحدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

O عن عباس بن حمزة انبا محمد بن المهاجر انبا يحيىٰ بن آدم قال كان شعبة اذاسئل عن ابى حنيفة اطيب فى مدحه وكان يهدى اليه في كل عام طرفة وكان ابوحنيفة يعرف له ذلك.

الموفق ج دوم ص 46، مناقب کردری ج اول ص 100.

عباس بن حمزہ سے روایت ہے کہ ہمیں محمد بن مہاجر نے خبر دی انہوں نے کہا: ہمیں یحییٰ ابن آدم (جو ائمہ صحاح ستہ کے

رواۃ میں سے ہیں) نے خبر دی۔ محدث کبیر یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں جب بھی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج سے پوچھا جاتا تھا تو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے۔ اور ہر سال نیا عمدہ تحفہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا کرتے تھے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس تحفہ کو پہچان جاتے تھے۔

O عن نصر بن علی قال سمعت خالد بن الحارث یقول قال شعبة وکان واللّٰہ حسن الفهم، جید الحفظ حتیٰ شفعوا علیه بما هو واللّٰہ اعلم به منهم وزاد الذهبی واللّٰہ سیقون عند اللّٰہ وکان کثیر الترحم علیه۔

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 9، مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص 29، خیرات الحسان ص 80)

نصر بن علی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے خالد بن حارث (بن عبید بن سلیمان ابوعثمان بصری متوفی 186ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) کو کہتے ہوئے سنا امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج فرماتے تھے اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نہایت تیز فہم اور تیز حافظہ تھے۔ لوگوں نے اُن پر ایسی باتوں کی بناء پر طعن وتشنیع کیا جن کو آپ اُن سے اپ زیادہ جانتے تھے۔ بخدا! آخر انہوں نے خدا سے ملنا ہے یعنی اس طعن وتشنیع کا بدلہ اُن کو اس وقت ملے گا۔ اور امام شعبہ بن حجاج حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہت رحم فرماتے تھے۔

O عن نصر بن علی قال کنا عند شعبة فقیل له مات ابوحنیفة فقال بعد ما استرجع لقد طفئی عن اهل الکوفة ضوء نور العلم۔ اما۔ انهم لا یرون مثله ابداً۔

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 72، الموفق ج دوم ص 63، مناقب کردری ج اول ص 112، الخیرات الحسان ص 147

نصر بن علی سے روایت ہے انہوں نے ہم شعبہ بن حجاج کے پاس تھے۔ اُن سے کہا گیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اور انا للّٰہ وانا الیه راجعون کے بعد کہنے لگے۔ آج اہل کوفہ کا چراغ علم گل ہوگیا ہے اور اب اہل کوفہ کو قیامت تک ان کی نظیر ملنا محال ہے۔

O عن احمد بن ابی خیثمه قال ثنا یحییٰ بن معین قال سمعت ابا قطن یقول کتب لی شعبة الی ابی حنیفه یساله ان یحدثنی فلما جئت ابا حنیفة قرا الکتاب فاستحسنه۔

الموفق ج دوم ص 82، 83، مناقب کردری ج دوم ص 71، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 72، 73

احمد بن ابی خیثمہ سے روایت ہے (الموفق بن احمد مکی میں ہے ابراہیم بن محمد سے روایت ہے۔) انہوں نے کہا: ہم سے یحییٰ بن معین نے بیان کیا انہوں نے میں نے ابوقطن (عمرو بن معیثم بن قطن بن کعب زبیدی متوفی 198ھ یا سن دوصد ہجری کے بعد۔ بخاری ''الادب المفرد'' مسلم اور سنن اربعہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں) کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس خط دے کر بھیجا۔ شعبہ بن حجاج امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سوال کر

رہے تھے کہ وہ انہیں حدیث لکھ کر بھیجیں۔ یا مجھے حدیث بیان کریں۔ ابوقطن کہتے ہیں جب میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے شعبہ بن حجاج کا خط پڑھا اور اس کو اچھا سمجھا ذرا غور فرمائیں ایک محدث جو امیر المومنین فی الحدیث ہے دوسرے مسلم ومقتداء امام ابوقطن سے روایت کر رہے ہیں۔ اور ابوقطن جو کہ ایک اکابر محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہیں اس بات کی شہادت دے رہے ہیں۔ کہ امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج نے مجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ مجھے حدیث بیان فرمائیں اتنی ثقہ اور معتمد روایت کے بعد تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم با الحدیث ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ ایک امیر المومنین فی الحدیث اور فن رجال کا بلند پایہ امام۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طلب کر رہا ہے۔ اور اس کی دو کبرائے محدثین رحمہم اللہ شہادت دے رہے ہیں۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ضعیف ہوتے تو یہ فن رجال کا بلند مرتبہ امام کیوں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کرتا۔ اس روایت سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول: یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے۔

دوم: یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں نہایت ہی ثقہ تھے۔

حسن بن صالح بن صالح رحمۃ اللہ علیہ

65- حسن بن صالح بن صالح بن حی ابوعبداللہ کوفی متوفی 169ھ بخاری ''الادب المفرد'' مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابوبشر بیان بن بشر احمص، سعید بن ابی عروج، شعبہ بن حجاج، عبداللہ بن دینار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اسحاق بن منصور سلومی، جراح بن ملیح رؤاسی، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہم نے روایت کیا۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ شریک سے حدیث روایت کرنے میں اثبت اور ثقہ ہیں ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ''ثقہ، مامون'' ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: اُن میں اتقان، فقہ، عبادت اور زہد جمع ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ''ثقہ، حافظ، متقن'' ہیں نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں ابراہیم بن جنید نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں، امام عجلی نے کہا: وہ ثقہ، ثبت اور متعبد ہیں، ابن سعد نے کہا: وہ کثیر صحیح الحدیث، حجت ہیں۔

تہذیب التہذیب ج دوم ص279، تہذیب الکمال ج دوم ص570، الکاشف ج اول ص162۔

اس حدیث میں حافظ وحجت حسن بن صالح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن احمد بن عبد الله بن يونس ثنا الحسن بن صالح قال كان ابوحنيفة شد الفحص عن الناسخ والمنسوخ من الحديث فيعمل با الحديث اذا ثبت عنده عن النبى صلى الله عليه وسلم وعن اصحابه. وكان عارفاً بحديث اهل الكوفة وفقه اهل الكوفه شد الاتباع لما كان عليه الناس ببلده. وقال كان يقول ان لكتاب الله نا سخاو منسوخاً وان للحديث نا سخا ومنسوخاً

وكان حافظا لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الاخير الذى قبض عليه محا وصل الى اهل بلده۔ (اخبار ابوحنیفه واصحابه ص 11، الموفق ج اول ص 89، الخیرات الحسان ص 70)

احمد بن عبد اللہ کوفی (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) سے روایت ہے کہ ہم سے حسن بن صالح نے بیان کیا انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث ناسخ ومنسوخ کی سخت تلاشی میں مصروف رہتے تھے۔ اور اسی حدیث پر عمل کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے اُن کو ثابت ہوتی تھی۔ اور حدیث وفقہ اہل کوفہ کے صرف عارف ہی نہیں تھے بلکہ ان احادیث کے جو اُن کے شہر کے لوگوں کی عمل میں تھیں بہت سخت اتباع کرنے والے تھے۔ محدث کبیر حسن بن صالح فرماتے تھے۔ کہ جس طرح کتاب اللہ میں ناسخ ومنسوخ آیات ہیں۔ اسی طرح احادیث بھی ناسخ ومنسوخ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل اخیر کے حافظ تھے جس پر آپ نے وصال فرمایا اور اُن کے شہر کوفہ میں پہنچا تھا۔

O عن يعقوب بن اسحاق انبا ابى انبا يحيىٰ بن آدم قال كان الحسن بن صالح بن حي الهمداني النخعي ينقل اليه حديث ابى حنيفه وسائله فكان يستحسنه۔ (الموفق ج دوم ص 38، مناقب کردری ج اول ص 95)

یعقوب بن اسحاق (متوفی 250ھ مسلم، ابوداؤد، "ترمذی شمائل میں" نسائی ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں) سے روایت ہے کہ ہمیں میرے والد اسحاق نے خبر دی انہوں نے کہا: ہمیں یحیٰ بن آدم (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: حسن بن صالح بن حی ہمدانی نخعی کے پاس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور آپ کے مسائل پیش کیے جاتے حسن بن صالح امام صاحب رضی اللہ عنہ کو بہت اچھا سمجھتے تھے۔

آپ اُن دونوں حدیثوں کو دیکھو اور بغور پڑھو۔ جو ثقہ ائمہ فضلائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہیں۔ کہ ایک مسلم ومقتداء امام حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی احادیث کی کس انداز سے تعریف کر رہے ہیں۔ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث ناسخ ومنسوخ میں شد الفحص تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل اخیر کے حافظ تھے جس پر آپ نے وصال فرمایا۔ اور اس محدث عظیم کے ہاں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور مسائل پیش کیے جاتے تو وہ اُن کو بہت پسند فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصول حدیث بہت سخت تھے یہی وجہ ہے کہ خارج میں آپ کی احادیث کا اتنا ظہور نہیں ہوا جتنا دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی احادیث ظاہر ہوئی ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اصول حدیث

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں ارقام فرمایا ہے کہ ایک دفعہ بشیر عدوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث بیان کرنا شروع کر دی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ تو بشیر عدوی نے جھنجھلا کر کہا عجیب بات ہے میں حدیث سنا رہا ہوں اور آپ اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عدوی بھائی ایک وقت وہ تھا کہ جہاں کسی نے کہا: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" ہم ہمہ تن گوش ہوئے۔

اور اب تو ہم وہی احادیث سنتے ہیں جو ہم کو بھی معلوم ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلہ کی نقل لے رہے تھے اور درمیان سے الفاظ حذف کرتے جارہے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے واللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ نہیں دیا۔ اس طرح انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر دیکھی تو اس میں سے تھوڑے سے الفاظ کے علاوہ سب تحریر مٹا دی۔

اُن چیزوں کے پیش نظر ذہنوں میں یہ بات انگڑائی لے سکتی ہے کہ پھر حدیث سے کس طرح استفادہ کیا جائے۔ اس کا جواب بھی یہی ہوسکتا ہے کہ اس کے لیے اصول وضوابط مقرر کرنے ہوں گے، تب ہی احادیث سے استفادہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے معاصرین کی طعن ولعن کا خیال نہ کرتے ہوئے اصول حدیث مقرر فرمائے اور لوگوں کو قبول حدیث کا ایک معیار بتا دیا۔ بعد کو دیگر اصولوں نے حالات وزمانہ کے اعتبار سے اس میں ترمیم واضافہ کیا لیکن وہ اصول بدستور قائم رہے۔ سطور ذیل میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ سولہ اصول پیش کیے جارہے ہیں جن پر احادیث کی صحت وضعف کا دارو مدار ہے۔

1- ثقہ راویوں کے مراسلات مقبول ہیں بشرطیکہ اُن سے قوی تر دلیل موجود نہ ہو۔ (بخاری نے قرآت خلف الامام میں اس سے استدلال کیا ہے کہ مسلم میں بھی مراسیل موجود ہیں) حنفیہ نے اس بارے میں نہایت واضح طور پر فرمایا ہے۔

ومن ضعف بالارسال بنذشطر السنة المعمول بها۔

جن نے مرسل ہونے کی وجہ سے حدیث کو ضعیف قرار دیا اس نے معمول بھا سنت کے ایک حصہ کو ترک کر دیا۔

2- خبر آحاد کو اصول پر پرکھا جائے گا اور اگر وہ اس کے مطابق ہے تو اختیار کیا جائے گا ورنہ ترک کر دیا جائے گا۔

3- خبر آحاد کو کتاب اللہ کے مقابلہ میں رد کیا جائے گا۔

4- خبر مشہور کے مقابلہ میں (خواہ فعلی ہو یا قولی) خبر واحد کو ترک کر دیا جائے گا۔

5- اگر دو خبر واحد متعارض ہوں تو افقہ راوی کی خبر کو ترجیح ہوگی۔

6- اس روایت کو ترک کر دیا جائے گا جس کے روای کا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ اگر کتا کسی برتن کو چاٹ جائے تو اس کو سات دفعہ دھونا چاہیے۔ حالانکہ وہ فتویٰ تین مرتبہ دھونے پر دیتے ہیں۔

7- حدیث اگر متناً یا سنداً زائد ہو تو اس کو ناقص کے مقابلہ میں ترک کر دیا جائے گا۔

8- جس چیز میں عموم بلوی ہو اس کے مقابلہ میں خبر واحد ترک کر دیا جائے گا۔ کیونکہ قرن اول کا عموم بلوی کا اثبات متواتر ومتوارث ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حدود وکفارات کو شبہ کی وجہ سے رد کر دیا جاتا ہے۔

9- ایک ہی حکم میں اگر خبر واحد مختلف ہو اور صحابہ سے ثابت ہو کہ انہوں نے اس سے استدلال کیا ہے تو اس خبر واحد کو ترک

نہ کیا جائے گا بلکہ مناسب تطبیق وتاویل کر لی جائے گی۔

10- جس خبر واحد پر سلف میں سے کسی نے طعن نہ کیا ہو اس کو اختیار کیا جائے گا۔

11- حدود اور عقوبات میں اخف درجہ کی خبر واحد کو لیا جائے گا۔

12- حدیث کے راوی کے لیے سماعت سے لے کر نقل تک استمرار حفظ ضروری ہے۔

13- اس راوی کی روایت معتبر نہیں جو یہ کہے کہ میری بیاض میں ہے ہاں بیاض کی روایت اس وقت معتبر ہو گی جب اس کو زبانی بھی یاد ہو۔

14- احاد میں احوط کو اختیار کیا جائے گا۔

15- متاخر کو مقدم کے مقابلہ میں ترجیح ہو گی کیونکہ اس کی حیثیت ناسخ کی ہے۔

16- خبر واحد صحابہ اور تابعین کے عمل متوارث کے خلاف نہ ہو۔

چنانچہ اُن قیودات کا تقاضا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد بہت کم ہونا چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ وہ حافظ حدیث ہیں اور اُن تمام شروط وقیودُ کے ساتھ ہیں اور کمال اسی کا نام ہے۔

آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری۔ ابوحنیفہ مفتی عزیز الرحمٰن ص158۔

یہ ہے امام کا کمال دوسرے محدثین کے ہاں یہ نہیں ہے بخاری میں سے اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو کل 2761 حدیثیں بنتی ہیں۔ مؤطا امام مالک میں دس ہزار احادیث تھیں۔ لیکن دوبارہ ترتیب میں صرف 1955 باقی رہ گئیں۔

چنانچہ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے تو روایت کو لیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو سند میں سے نکال دیا ہے اور کہہ دیا کہ وہ ضعیف ہیں۔ حالانکہ اُن روایات میں ضعف مابعد کے راویوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ امام ربانی علامہ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

○ وقد من الله علی بمطالعة مسانید الامام ابی حنیفة الثلاثة من نسخة صحیحة علیها خطوط الحفاظ آخرهم الحافظ الدمیاطی فرایتهٗ لایروی حدیثا الا عن خیار التابعین العدول الثقات الذین هم من خیر القرون بشهاده رسول الله صلی الله علیه وسلم کا الاسود، علقمة، عطاء عکرمة مجاهد، مکحول والحسن البصری واضرابهم رضی الله عنهم اجمعین۔

میزان الکبریٰ ج اول ص 64۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر اللہ عزوجل نے احسان فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسانید میں سے تین مسانید کے صحیح نسخہ کا میں نے مطالعہ کیا جس پر حفاظ کے دستخط موجود ہیں۔ اُن میں سے آخری سند حافظ دمیاطی کا ہے۔ میں نے اس کو بغور دیکھا ہے کہ وہ صرف خیار تابعین سے جو عادل وثقہ ہیں روایت کرتے ہیں اور

یہ خیار تابعین اُن خیر القرون سے ہیں جن کی رسول اللہ ﷺ نے شہادت دی ہے۔ جیسے اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور آن کے ہم مثل۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تمام کے تمام رواۃ وہ ہیں جو عادل وثقہ اور اعلام واخیار ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی کذاب یا متھم بالکذب نہیں۔

یہی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۶۵ پر یوں ارقام فرماتے ہیں:

O فان قیل اذا قلتم بان ادلۃ مذھب الامام ابی حنیفۃ رضی اللّٰہ عنہ لیس فیھا شئی ضعیف لسلامۃ الرواۃ بینہ وبین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الصحابۃ والتابعین من الجرح الخ۔

اگر کہا جائے کہ جب تم کہتے ہو کہ مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ادلہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے جملہ رواۃ جرح سے سلامت ہونے کی وجہ سے اُن میں کوئی ضعیف نہیں تو تمہارا بعض حفاظ کے قول کے متعلق کیا جواب ہے کہ ادلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ضعیف ہیں۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم اس کو جزاً امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سند میں نازلین رواۃ پر محل کرتے ہیں۔ جبکہ انہوں نے اس طریق سے حدیث کی روایت نہیں کہ جس طریق سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی روایت کی اور ہم نے مسانید ثلاثہ میں جملہ احادیث کو صحیح پایا ہے۔ کیونکہ اگر وہ حدیث صحیح نہ ہوتی تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اس سے استدلال نہ فرماتے۔ اور سند نازل میں کذاب یا متھم بالکذب کا پایا جانا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قدح نہیں۔ اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث کی سند میں نہایت اعلیٰ پایہ کے عدول وثقات رواۃ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سند میں۔ سند نازل کی جرح باعث قدح نہیں۔

اس کا مکمل ذکر ان شاء اللہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ اور شیوخ الشیوخ میں آئے گا جہاں آپ پر واضح ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان کتنے واسطے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان تبع تابعین، تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی صرف واسطہ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکثر شیوخ کبار تابعین میں سے ہیں۔ چنانچہ فضلائے محدثین حسن بن صالح کی روایت اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول غیر مقلدین کے اوھام باطلہ اور فاسدہ کے قلعہ پر ایک دھماکہ ہے جس سے وہ زمین بوس ہو چکا۔ اس کے بعد اس کی تعمیر نظر نہیں آتی۔ بجز اس کے کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ذاتی حسد وعناد کی بناء پر اس کا انکار کر دیں۔ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ صرف رائے وقیاس ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث سے نابلد تھے لیکن اگر کوئی شخص حسد وعناد کی عینک اتار کر آئینہ انصاف میں دیکھے گا تو اس کے لیے ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ کی شہادت کے بعد انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ کو تسلیم نہ کرے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث نہ مانے۔ واللہ اعلم بالصواب

حفص بن غیاث

66- حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ نخعی ابوعمر الکوفی القاضی۔ متوفی 194ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اسماعیل بن ابی خالد، یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، اعمش، ثوری، جعفر الصادق وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے یحییٰ بن سعد قطان، احمد، اسحاق، ابن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور وغیرہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ عجلی نے کہا: وہ ثقہ و مامون ہیں۔ یعقوب نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ علی بن مدینی (شیخ امام بخاری) نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید کو کہتے ہوئے سنا۔

اصحاب اعمش میں سے حفص بن غیاث اوثق ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ و مامون ہیں۔ یونس نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ حفص بن غیاث نے بغداد اور کوفہ میں تین ہزار، چار ہزار جو احادیث بیان کہیں وہ جملہ احادیث آپ کو یاد تھیں۔ (تہذیب الکمال ج 3 ص 27، 26۔ تہذیب التہذیب ج 3 ص 416)

O عن معروف بن الحسن انبا موسیٰ بن سلیمان الجوز جانی سمعت حفص بن غیاث یقول سمعت من ابی حنیفة کتبه وآثاره فما رایت اذکی قلبا منه ولا اعلم بما یفسد ویصح فی باب الاحکام منه.

و فی روایة محمد بن سماعه عن حفص یقول ابوحنیفة نادر من الرجال لم اسمع بمثله قط فی فهمه ونظره. الموفق ج اول ص 40، مناقب کردری ج اول ص 96.

معروف بن حسن سے روایت ہے کہ ہمیں موسیٰ بن سلیمان جوز جانی نے خبر دی کہ میں نے حفص بن غیاث سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب و آثار سنے ہیں۔ میں نے کوئی اُن سے بہت صاف وذکی قلب نہیں دیکھا ور نہ ہی احکام حلال وحرام میں اُن سے کوئی اعلم پایا۔

محمد بن سماعہ کی حفص بن غیاث سے روایت میں ہے کہ محدث کبیر حفص بن غیاث فرماتے تھے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ یکتا رجال میں سے ہیں۔ میں نے کسی کو فہم ونظر میں اُن جیسا ہرگز نہیں سنا۔

محدث عظیم حفص بن غیاث کی روایت سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عالم بالحدیث ہونے کی زبردست شہادت ملتی ہے۔ وہ یہ کہ

''سمعت من ابی حنیفة رضی اللّٰه عنه کتبه وآثاره''.

67- حفص بن عبدالرحمٰن بن عمر بن فروخ بن فضالہ ابوعمر بلخی فقیہ نیشاپوری متوفی 199ھ۔ نسائی کے رواۃ سے ہیں اور ابن ماجہ نے اپنی کتاب ''الرد علی اهل القدر'' میں اُن سے تخریج کیا ہے۔ وہ خارجہ بن مصعب، اسرائیل، سعید بن ابی عروجہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے ابوداؤد طیالسی محمد بن رافع، یحییٰ بن اکثم وغیرہم نے روایت کیا۔ معلوم ہوا یہ

امام جلیل ابوداؤد کے رواۃ میں سے بھی ہیں۔

ابو حاتم نے کہا: صدوق ہیں لیکن مضطرب الحدیث ہیں۔ نسائی نے کہا: ''صدوق'' ابوعبد اللہ حاکم نے کہا: حفص بن عبد الرحمٰن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خراسانی اصحاب میں سے افقہ ہیں۔

الکاشف ج اول ص178، تہذیب الکمال ج سوم ص10، تہذیب التہذیب ج دوم ص404

یہ حفص بن عبد الرحمٰن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

O **عن محمد بن نصر هروی انبا محمش النیشابوری سمعت حفص بن عبد الرحمن یقول، جالست انواع الناس من العلماء والفقهاء والزهاد والنساك واهل الورع منهم فلم اراحداً فیهم اجمع لهذه الخصال۔** الموفق ج اول ص 200.

محمد بن نصر ھروی سے روایت ہے کہ ہمیں محمش نیشاپوری نے خبر دی کہ میں نے حفص بن عبد الرحمٰن کو کہتے ہوئے سنا میں نے ہر قسم کے علماء وفقہاء، زھاد، عباد اور اہل ورع کی صحبت حاصل کی لیکن میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی دوسرا اُن تمام صفات کا مجموعہ ہو۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حفص بن عبد الرحمٰن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شریک تجارت تھے اور تیس سال اُن کے ساتھ رہے۔ اور وہ نیشاپور سے تھے۔ حفص بن عبد الرحمٰن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث اور فقہ سنی ہے اور آپ سے روایت کیا ہے اور وہ ایک صالح آدمی تھے۔

جریر بن عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ

68- جریر بن عبد الحمید بن فرطصی ابوعبد اللہ رازی القاضی متوفی 188ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ عبد المالک بن عمیر، ابواسحاق شیبانی، اعمش، عبد العزیز بن رفیع وغیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے اسحاق بن راھویہ، محمد بن قدامہ، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

عجلی کوفی نے کہا: وہ ثقہ ہیں، نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن حراش نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں۔ ابوالقاسم نے کہا: اُن کی ثقاہت مجمع علیہ ہے ابواحمد حاکم نے کہا: وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہیں۔ خلیلی نے ''الارشاد'' میں کہا اُن کی ثقاہت متفق علیہ ہے۔ تہذیب التہذیب ج دوم ص76۔ تہذیب الکمال ج دوم ص241۔

یہ جریر بن عبد الحمید (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O **عن محمد بن القاسم البلخی انبا موسیٰ بن نصر سمعت جریرًا یقول کان المغیرة یلومنی اذا لم احضر مجلس ابی حنیفة ویقول لی الزمه ولا تغب عن مجلسه فانا کنا نجتمع عند حماد فلم یکن یفتح لنا من العلم ما کان یفتح له۔** الموفق ج دوم ص 35.

محمد بن قاسم بلخی سے روایت ہے کہ ہمیں موسیٰ بن نصر نے خبر دی کہ میں نے جریر بن عبد الحمید کو کہتے ہوئے سنا۔ جب بھی میں کبھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو حضرت مغیرہ مجھے ملامت کرتے تھے۔ اور مجھے فرماتے تھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کو خود پر لازم کرو۔ اور اُن کی مجلس سے غیر حاضر مت ہو۔ کیونکہ ہم امام حماد کی مجلس میں بھی حاضر ہوتے تھے لیکن علم کے جو اسرار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کھلتے ہیں وہ امام حماد سے بھی نہ کھلتے تھے۔

دیکھو حضرت مغیرہ اعلمیت وافقہیت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ جریر بن عبد الحمید جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں اعلان کر رہے ہیں کہ مغیرہ مجھے حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس سے غیر حاضری پر ملامت کرتے اور مجھے اُن کی مجلس کو لازم پکڑنے کا حکم دیتے تھے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اعلمیت کا اس طرح اظہار کرتے کہ جو رموز واسرار علم کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے اُن سے حضرت حماد بھی واقف نہ تھے۔ امام الائمہ، سراج الامۃ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اعلمیت کی اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے۔

69- محمد بن میمون ابوحمزہ سکری محدث مرو متوفی 167ھ۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عاصم بن بھدلہ، زیاد بن علاقہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے عبدان اور نعیم بن حماد وغیرہم نے روایت کیا۔ عباس دوری فرماتے ہیں محمد بن میمون ثقات لوگوں میں سے تھے۔ اور وہ شکر نہیں بیچتے تھے اُن کو سکری اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُن کے کلام میں حلاوت تھی۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عیسیٰ بن مروزی نے عباس بن مصعب بن بشر مروزی سے روایت کرتے ہوئے کہا ابوحمزہ سکری مستجاب الدعوات تھے۔ عباس بن محمد نے کہا: میں یحییٰ بن معین سے ابوحمزہ سکری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک اُن کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔

تاریخ بغداد ج 4 ص 33، 34، تہذیب الکمال ج 9 ص 378، تہذیب التہذیب ج 9 ص 486

یہ کبرائے محدثین رحمہم اللہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

() وقال الحافظ محمد بن میمون لم یکن فی زمن ابی حنیفة رضی اللہ عنہ اعلم ولا اورع ولا ازهد ولا اعرف ولا افقه منه۔ وتا اللہ ما سر فی بسماعی عنه مائة الف دنیار۔

(الخیرات الحسان ص 82، عقود الجمان للصالحی ص 204)

حافظ محمد بن میمون فرماتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی شخص آپ سے بڑھ کر اعلم، اورع اور ازهد نہ تھا اور نہ کوئی آپ سے زیادہ افقہ اور اعرف (بالحدیث) تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ سے ایک حدیث سن لینے کی خوشی ایک لاکھ دینار کے مل جانے سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔

ذرا غور فرمائیں کہ کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کے کس قدر مشتاق تھے۔ اور آپ سے سماعت شدہ حدیث کی کس قدر، قدر کرتے تھے کہ ایک لاکھ اشرفی مل جانے سے بھی ان کو زیادہ

خوشی ہوتی تھی۔
اتنی زبردست شہادت کے بعد بھی اگر کوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی پر اعتراض کرے تو مخبوط الحواس ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

70- محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری ابوعبدالرحمٰن کوفی فقیہ قاضی کوفہ متوفی 148ھ ائمہ اصحاب سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ نافع آزاد کردہ غلام ابن عمر، ابی الزبیر مکی، عطاء بن ابی رباح، اسماعیل بن امیہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ابن جریج، قیس بن ربیع، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری وغیرہم نے روایت کیا۔
ابوطالب نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے کہا یحییٰ بن سعید قطان اُن کو ضعیف سمجھتے تھے۔ ابوحاتم نے احمد بن یونس سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ اہل ارض میں سے افقہ تھے۔ ابوحاتم نے کہا: اُن کا محل صدق ہے۔ امام عجلی نے کہا: وہ صاحب سنت فقیہ۔ صدوق، جائز الحدیث تھے۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ صالح تھے اور اقوی نہیں تھے۔ نسائی نے کہا: وہ قوی نہیں تھے۔ تہذیب الکمال ج9 ص137، تہذیب التہذیب ج9 ص302۔

یہ ابن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ تھے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اُن سے اکثر مباحثے اور مناقشے کرتے رہتے تھے۔ یہ ابن ابی لیلیٰ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

O عن عبد الله بن جامع الحلوانی اخبرنا احمد بن العباس الهاشمی سمعت علی بن الجعد سمعت ابا یوسف یقول کنا نختلف اولًا الی ابن ابی لیلٰی فوقعت منه جفوة فترکت الاختلاف الیه وجعلت الاختلاف الیٰ ابی حنیفة فلقینی ابن ابی لیلیٰ فقال یا یعقوب کیف صاحبك فقلت صالح. فقال لی الزمه فانك لم تر مثله فقهاء علماً. الموفق ج دوم ص 35:

عبداللہ بن جامع حلوانی سے روایت ہے۔ کہ ہمیں احمد بن عباس ہاشمی نے خبر دی کہ میں نے علی بن جعد سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم پہلے ابن ابی لیلیٰ کے پاس حدیث سننے جایا کرتے تھے۔ مگر جب میں نے اُن سے کوئی سختی معلوم کی تو پھر میں نے اُن کے پاس جانا چھوڑ کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانا شروع کیا۔ ایک دن ابن ابی لیلیٰ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھ سے انہوں نے دریافت کیا تمہارے صاحب (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کیسے ہیں۔ میں نے جواب دیا: صالح ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا: تم اُن کی صحبت کو لازم پکڑے رہو کیونکہ تم اُن جیسا افقہ علم میں کسی کو نہ دیکھے گا۔

دیکھو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بوجہ ہمعصری کے اکثر اُن سے علمی مناقشے رہا کرتے تھے اس کے باوجود انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت افضلیت واعلمیت اور افقہیت کی جو شہادت دی وہ قابل غور ہے۔ کیونکہ وہ خود امام صاحب رضی اللہ عنہ کو علم

وفقہ میں بے مثل قرار دے رہے ہیں، اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم با الحدیث ہونے کی زبردست شہادت ہے کہ امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی لیلیٰ سے سماعت حدیث ترک کر کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سماعت حدیث کے لیے حاضر ہوئے۔

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ

71- ابن سماک یعنی محمد بن صبیح ابوالعباس مذکر مولیٰ بنی عجل جو ابن سماک سے معروف ہیں۔ متوفی 183ھ وہ ہشام بن عروہ اور اُن کے طبقہ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے احمد، ابن نمیر اور ایک طائفہ سے روایت کیا۔

ابن نمیر نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں اور ایک بار اس طرح کہا اُن کی حدیث کچھ بھی نہیں ابن سماک کوفہ کے کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم اور ہشام بن عروہ کے تمام شاگردوں میں سے ہیں۔ وعظ میں وہ واعظین کے سردار شمار ہوتے تھے امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ انہوں نے ہارون رشید کے ہاں وعظ کیا تو اُن پر غش کی حالت طاری ہوگئی۔ اور خطیب بغدادی کے لفظ یہ ہیں کہ ہارون رشید رو پڑا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ مر جاتا۔ (میزان الاعتدال ج سوم ص584، تاریخ بغداد ج دوم ص449)

کوفہ کا یہ کبیر محدث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور اس طرح اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے۔

O عن محمد بن شجاع سمعت یحییٰ بن ایوب العابد، سمعت ابن سماك یقول. اوتاد الکوفة اربعة سفیان الثوری، مالك بن مغول وداؤد الطائی صاحب ابی حنیفة وابوبکر النهشلی وکلهم جالس ابا حنیفة وحدث عنه. الموفق ج دوم ص 39، مناقب کردری ج اول ص 95.

محمد بن شجاع سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن ایوب عابد سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابن سماک کو کہتے ہوئے سنا کوفہ کے اوتاد چار ہیں۔ سفیان ثوری، مالک بن مغول، داؤد طائی صاحب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوبکر نہشلی یہ سب کے سب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے اور آپ سے حدیث کو سنا۔

محدث کبیر ابن سماک کی یہ شہادت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عالم باالحدیث ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ کوفہ کے یہ اوتاد امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سماعت کرتے تھے اور اُن میں سفیان ثوری بھی ہیں جو ائمہ نقاد کے بلند پایہ امام ہیں۔

زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ

72- زہیر بن معاویہ بن خدیج ابوخیثمہ کوفی جعفی متوفی 173ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ زیاد بن علاقہ، منصور وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے یحییٰ بن سعید قطان، علی بن جعد، یحییٰ بن یحییٰ وغیرہم نے روایت کیا۔

شعیب بن حرب نے کہا: زہیر بن معاویہ شعبہ بن حجاج کی مثل دس حفاظ سے بھی احفظ تھے۔ معاذ بن معاذ نے کہا: اللہ کی قسم! سفیان حدیث میں زہیر بن معاویہ سے اثبت نہیں تھے۔ صالح بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا

زھیر نے جو مشائخ ثبت سے روایت کیا بس یہی کافی ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے یحیٰی بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عجلی نے کہا: وہ ثقہ، مامون ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ، ثبت ہیں۔ ابن منجویہ نے کہا: وہ ''متقن حافظ'' ہیں، ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ، ثبت، مامون اور کثیر الحدیث ہیں۔

(تہذیب الکمال ج 3 ص 608، تہذیب التہذیب ج 3 ص 356، الکاشف ج اول ص 256)

یہ ایک مسلم ومقتداء امام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور اس طرح شہادت پیش کرتا ہے۔

O عن علی بن عمرو الحریری قال حدثنا علی بن محمد النخعی قال حدثنا ابن ابی خیثمه. قال ثنا عی بن جعد قال حدثنا خلاد السکوفی قال جئت یوماً الی زھیر بن معاویة فقال لی من این جئت فقلت من عند ابی حنیفه فقال والله لمجالستك ایاه یوماً انفع لك من مجالستی شهراً۔ (اخبار ابوحنیفه واصحابه ص 78. الموفق ج دوم ص 65. مناقب کردری ج اول ص 115)

محدث عظیم زھیر بن معاویہ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے علی بن عمرو حریری سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے علی بن محمد نخعی نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا انہوں نے کیا ہمیں علی بن جعد سے بیان کیا انہوں نے ہم سے خلاد سکوفی نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں ایک دن زھیر بن معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے زھیر بن معاویہ نے کہا: تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا۔ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں۔ زھیر بن معاویہ نے اللہ عزوجل کی قسم! کھا کر کہا تمہارا اُن کے پاس ایک دن بیٹھنا میرے پاس ایک ماہ بیٹھنے سے زیادہ نافع ہے۔

دیکھو یہ وہ کبیر محدث ہیں جس کے متعلق شعیب بن حرف نے کہا: شعبہ بن حجاج جیسے دس حفاظ سے بھی زھیر بن معاویہ احفظ ہیں۔ وہ یہ شہادت دے رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس نہایت ہی بابرکت ہے اور اس مجلس میں ایک دن بیٹھنا میری ایک ماہ کی مجلس سے زیادہ نافع اور سودمند ہے۔

کیونکہ انہیں معلوم تھا ہم صرف دوا فروش ہیں (یعنی سامع وجامع حدیث ہیں) اور امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک حاذق طبیب ہیں جو اُن ادویہ کی تاثیرات سے بخوبی واقف ہیں۔ یعنی آپ احادیث مبارکہ کے معانی دقیقہ کے اعلم ہیں۔ اس لیے انہوں نے خلاد سکوفی سے کہا: ہم دوا فروشوں کے پاس ایک ماہ بیٹھنے سے طبیب حاذق کی ایک دن کی مجلس زیادہ نافع اور سودمند ہے کیونکہ وہ احادیث وآثار کے معانی کے اعلم ہیں۔ تو محدث عظیم کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے پر یہ زبردست شہادت ہے۔

فضل بن موسیٰ سینانی

73- فضل بن موسیٰ سینانی ابوعبداللہ مرزوی متوفی 192ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ہشام بن عروہ اور

اُن کے طبقہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے اسحاق، محمود بن غیلان اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابن معین اور ابن سعد دونوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق، صالح ہیں۔ علی بن خشرم نے کہا: میں نے وکیع سے اُن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں اُن کو صاحب سنت سمجھتا ہوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: فضل بن موسیٰ ابوعبداللہ ثقہ ہیں۔ ابوعبداللہ دیناری نے کہا: ابونعیم سے روایت میں کہا وہ ابن مبارک سے اثبت ہیں ابواسماعیل ترمذی نے کہا: میں نے ابونعیم سے سنا کہ انہوں نے فضل بن موسیٰ کا ذکر کیا اور کہا بخدا! وہ عاقل ہیں۔ لبیب ہیں کذا وکذا۔

تہذیب الکمال ج 8 ص 231۔ تہذیب التہذیب ج 8 ص 283، الکاشف ج دوم ص 330۔

اس محدث کبیر کی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

O عن محمد بن علی بن سهل انبا احمد بن یحییٰ الباهلی سمعت الفضل بن موسیٰ السینانی یقول کنا نختلف الی المشائخ با الحجاز والعراق فلم یکن مجلس اعظم برکة ولا اکثر نفعاً من مجلس ابو حنیفة. الموفق ج دوم ص 50.

محمد بن علی بن سہل سے روایت ہے کہ احمد بن یحییٰ باھلی نے خبر دی کہ میں نے فضل بن موسیٰ سینانی کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ حجاز وعراق میں مختلف مشائخ کی مجلسوں میں حاضر ہوئے ہیں لیکن کوئی مجلس بہت بابرکت اور فائدہ مند امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے نہیں پائی گئی۔

کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں احادیث وآثار کے ساتھ، ساتھ اُن کے معانی دقیقہ کا بھی استخراج ہوتا تھا جس کو ہم فقہ سے موسوم کرتے ہیں۔ اس لیے دیگر مشائخ کی مجلس سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس نہایت بابرکت اور فائدہ مند تھی۔ جہاں احادیث کی سماعت بھی تھی۔ اور مسائل فقہ کا استخراج بھی۔ یہی وجہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال کو حدیث کی تفسیر قرار دیا گیا ہے۔

O عن محمد بن ابی منصور انبا حامد بن آدم قال قلت للفضل بن موسیٰ السینانی ما بال هولاء یقعون فی ابی حنیفه قال جاء ابوحنیفة فتکلم بما یحتاج الیه وما لا یحتاج الیه فلم یترك لهم شیأ فحسدوه رحمة الله علیه. الموفق ج دوم ص 20، مناقب کردری ج اول ص 271.

محمد بن ابی منصور سے روایت ہے کہ حامد بن آدم نے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے فضل بن موسیٰ سنیانی سے کہا: اُن لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ فضل بن موسیٰ سینانی نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ آئے تو جس کی احتیاج تھی یا نہ تھی اس میں کلام کیا۔ اور ان کے لیے کوئی چیز نہیں چھوری۔ تو اُن لوگوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حسد کیا اللہ عزوجل اُن پر رحمت فرمائے۔

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جن مسائل کی اُن کو احتیاج تھی اور آئندہ پیش آمدہ مسائل جن کی ابھی احتیاج نہ تھی وہ سب

کے سب امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن کے لیے بیان فرما دئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہم نہیں پہنچ سکے تو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حسد کرنا شروع کر دیا۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے۔

"و تعز من تشاء وتذل من تشاء"

وہ قادر مطلق جس کو چاہتا ہے عزت سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جو مقام ومرتبہ عطا فرمایا یہ کسی کو نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ا س ی 80 فیصد حضرات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مدون فقہ پر عمل پیرا ہیں۔ اور آپ کے اقوال کے مطابق فیصلے ہو رہے ہی۔ اگر مٹھی بھر لوگ اپنے اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے حسد میں مبتلا ہو کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہ کو نہیں مانتے تو اُن کے نہ ماننے سے کیا فرق پڑا ہے۔ آج بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مقلدین کی تعداد نوّے فی صد سے زیادہ ہے۔ کیا کیا جائے حسد کا کوئی علاج نہیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں راہ ہدایت نصیب فرمائے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور فقہ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

۴۷ تا ۸۷ مجموعی شہادت

سب سے پہلے ان سب ائمہ محدثین رحمہم اللہ کا ترجمہ (حالات) سماعت فرمائیں اس کے بعد ان کی مجموعی شہادت پیش کی جائے گی۔

(۱) زکریا بن ابی زائدہ ابویحیی کوفی متوفی ۱۴۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ خالد بن مسلم، عامر شعبی، ابواسحاق سبعی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ صالح ہیں۔ یحیٰی بن معین نے کہا: وہ صالح ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج سوم ص۵۸۲)

(۲) عبدالمطلب بن سلیمان ابومحمد متوفی ۱۴۵ھ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حضرت انس بن مالک، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے شعبہ، ثوری، ابن مالک وغیرہم نے روایت کیا۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ابن عمار موصلی نے کہا: وہ ثقہ، حجت ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ، ثبت ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۹۷)

(۳) لیث بن ابی سلیم ابوبکر کوفی متوفی ۱۴۸ھ ائمہ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں وہ طاؤس، مجاہد، عکرمہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ثوری، شعبہ بن حجاج، جریر بن عبدالمجید وغیرہم نے روایت

کیا۔

آجری نے ابوداؤد سے انہوں نے احمد بن یونس سے انہوں نے فضیل بن عیاض سے روایت کیا کہ لیث بن ابی سلیم اہل کوفہ کے اعلم تھے۔ ابن عدی نے کہا: ان کی احادیث صالحہ ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: "لاباس بہ"

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۶۷)

(۴) مطرف بن طریف حارثی ابوبکر یا ابوعبدالرحمٰن کوفی متوفی ۱۴۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ حکم بن عتیبہ، مسلم بن کفیل، عامر شعبی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے جریر بن عبدالحمید، زفر بن ہذیل، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

ابوداؤد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ سفیان ثوری نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۵۸)

(۵) حصین بن عبدالرحمٰن سلمی ابوھذیل کوفی منصور بن معتمر کے چچا کے بیٹے، متوفی ۱۳۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ جابر بن سمرہ، ابووائل، شعبی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں ان سے شعبہ، ثوری، جریر بن حازم وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوحاتم نے احمد حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ کبار اصحاب حدیث سے ثقہ و مامون ہیں۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ، ثبت ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ حدیث میں صدوق وثقہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج دوم ص ۳۸۱)

یہ سب کبار ائمہ محدثین اور ائمہ صحاح ستہ رحمہم اللہ کے رواۃ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح شہادت دیتے ہیں۔

عن شداد بن حکیم عن زفر قال کبراء المحدثین مثل زکریا بن ابوزائدہ وعبدالملك بن سلیمان واللیث بن ابی سلیم ومطرف بن طریف وحصین بن عبدالرحمن وغیرھم یختلفون الیه ویسالونه عما نابھم من المسائل وما اشتبه علیھم من الحدیث

(مناقب کردری ج دوم ص ۱۰۱ الموفق ج دوم ص ۱۴۹)

شداد بن حکیم نے امام زفر بن ھذیل سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: زکریا بن ابی زائد، عبدالملک بن سلیمان، لیث بن ابی سلیم مطرف بن طریف اور حصین بن عبدالرحمٰن اور ان کے علاوہ دوسرے کبرائے محدثین بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جو مسائل ان کو پیش آتے ان کے متعلق وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے اور حدیث کے متعلق ان کو شبہات ہوتے تھے ان شبہات کے متعلق بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے۔

فضلائے ائمہ محدثین رحمہم اللہ کا مسائل کے حل کے متعلق اور جو حدیث ان پر مشتبہ ہوتی اس کے شبہات کو دور کرانے کے

لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا یہ صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی ہی شہادت نہیں بلکہ امام الائمہ، سراج الامۃ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی افقہیت وحدیث دانی پر بھی عمدہ اور زبردست شہادت ہے کہ وہ احادیث کے شبہات امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حل کراتے تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے میں اور کون سی عمدہ دلیل ہوسکتی ہے۔

عن صالح بن سهيلي قال كان يحيى بن زكريا ابن ابى زائده احفظ اهل زمانه للحديث وافقهم مع مجالسة كثيرة لابى حنيفه وابن ابى ليلى. (اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصیمری ص ۱۵۰)

صالح بن سہیل سے روایت ہے انہوں نے کہا: یحییٰ بن زکریا ابن ابی زائدہ (یہ یحییٰ بن زکریا ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) اپنے زمانہ والوں میں حدیث اور فقہ کے احفظ تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ کے پاس بہت زیادہ مجلس کرتے تھے۔ آپ اس روایت پر غور کریں کہ یحییٰ بن زکریا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کی وجہ سے اپنے زمانہ کے لوگوں سے حدیث وفقہ کے زیادہ حافظ تھے۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے کی کتنی صریح وواضح شہادت ہے۔ اللہ عز وجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبدالرحمٰن بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ

(۷۹، ۸۰) عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابی عمرو (ابوعمرو کا نام حمید ہے) ابوعمر اوزاعی متوفی ۱۵۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابراہیم بن طریف، حاکم بن عتیبہ، قتادہ بن دعامہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن عیاش، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، عبدالرزاق بن ہمام وغیرہم نے روایت کیا۔

عمرو بن علی نے عبدالرحمٰن مھدی سے روایت کیا کہ حدیث میں ائمہ چار ہیں۔ اوزاعی، مالک، سفیان ثوری اور حماد بن زید، عثمان بن سعید دارمی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے اوزاعی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن عیینہ نے کہا: وہ اپنے زمانہ والوں کے امام تھے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ، صدوق، مامون اور فاضل تھے۔

(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۴۰، تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۳۸)

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

(۲) عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب قرشی اُموی عمری ابوعثمان مدنی متوفی ۱۴۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں وہ حمید الطویل، ابوحازم سلمہ بن دینار، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن عیاش، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، حشام بن عروہ، ابوالزبیر مکی وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوزرعہ، ابوحاتم دونوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ اور صحبت ہیں۔ احمد بن صالح نے کہا: وہ ثقہ ہیں ثبت ومامون ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۵۷۹، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۰)

ان دونوں ائمہ محدثین رحمہما اللہ کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

عن اسماعیل بن عیاش عن الاوزاعی والعمری انهما کانا یقولان هو من اعلم الناس بمعضلات المسائل (مناقب کردری ج اول ص ۹۰)

اسماعیل بن عیاش (یہ ائمہ سنن اربعہ اور الجزء فی رفع الیدین الامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ سے ہیں) وہ اپنے دونوں شیوخ اوزاعی اور عمری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں کہتے تھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پیچیدہ اور مشکل مسائل کے سب لوگوں سے اعلم تھے۔

ان دونوں ائمہ کبار کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اعلمیت وافضلیت پر نہایت عمدہ اور واضح شہادت ہے جس کا وہ دونوں اعتراف کر رہے ہیں۔

عن محمد بن ابراهیم الرازی انبا سلیمان بن الشاذ کوفی سمعت سفیان بن عیینه یقول اجتمع ابوحنیفة ولا وزاعی فی دارلحناطین وقال الاوزاعی لابی حنیفة ما بالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوٰة عند الرکوع وعند الرفع منه. الخ (الموفق ج اول ص ۱۳۱، مناقب کردری ج اول ص ۱۷۴)

محمد بن ابراہیم رازی سے روایت ہے کہ سلیمان بن شاذ کوفی نے خبر دی کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ دار حناطین میں اکٹھے ہوئے۔ امام اوزاعی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارا کیا حال ہے کہ تم نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں آئی۔ اوزاعی نے کہا: کیسے صحیح حدیث نہیں۔ مجھ سے زہری نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اوزاعی سے کہا: ہمیں حماد نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تکبیر تحریمہ کے نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا: میں نے تجھے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے اور تم مجھے حماد عن ابراہیم سے حدیث بیان کرتے ہو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام اوزاعی سے کہا: حماد بن ابی سلیمان، زہری سے افقہ ہیں اور ابراہیم سالم سے افقہ اور علقمہ بھی افقہ ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کم نہیں اگرچہ ابن عمر کو فضل صحبت حاصل ہے لیکن اسود بھی فضل کثیر کے مالک ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما تو عبداللہ ہی ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر امام اوزاعی خاموش ہو گئے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا امام اوزاعی سے یہ مناظرہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی کے لیے کافی ہے کیونکہ

جب امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیان کردہ حدیث کے رواۃ کو امام اوزاعی کی بیان کردہ حدیث کے رواۃ پر ترجیح دی تو امام اوزاعی نے اس ترجیح کو تسلیم کرتے ہوئے سکوت اختیار کیا اور یہ مناظرہ اس بات پر بھی واضح دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا شمار بھی ائمہ فقہاء ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہوتا تھا ورنہ امام اوزاعی جیسا محدث کبیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور سر تسلیم خم نہ کرتا۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اعلمیت کے اعتراف میں دوسری دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

عن احمد بن محمد قال ثنا محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارك قال كنت عند الاوزاعی فقال لی الاوزاعی یا ابا عبدالرحمن رجل یذکرونه باالکوفه ضال. مضل یدعو الناس الی بدعة فغبت عن الاوزاعی بثلاثة ایام وثلاث لیال. الخ

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۷۸ الخیرات الحسان ص ۷۶، تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۳۳۸، مناقب کردری ج اول ص ۳۹)

احمد بن محمد سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے ابن مبارک کو کہتے ہوئے سنا کہ میں شام مین اوزاعی کے پاس تھا۔ مجھ سے اوزاعی نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کوفہ میں ایک شخص جس کو لوگ گمراہ اور اور گمراہ کرنے والا سے یاد کرتے ہیں۔ (الخیرات الحسان اور تاریخ بغداد کی روایت کے مطابق) یہ کون مبتدع ہے جو کوفہ میں پیدا ہوا ہے اور ابوحنیفہ کی کنیت سے مشہور ہے۔ (صمیری اور دیگر کتب مندرجہ کے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے) وہ لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں میں اوزاعی سے تین دن رات غائب رہا اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسائل نکالے اور ان کو مع استدلال لکھ لیا اور میں یہ کتاب اوزاعی کے پاس لے گیا تاکہ میں یہ کتاب اسے دکھاؤں انہوں نے اذان کہی اور جب مجھے دیکھا اقامت کہی اور نماز صبح پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! تمہارے پاس یہ کتاب کیا ہے۔ میں نے کہا: اس کتاب میں مسائل ہیں اور میں نے ہر مسئلہ پر یہ لکھ دیا۔ قال النعمان کذا یعنی نعمان نے ایسا کہا۔ امام اوزاعی نے کہا: یہ کتاب ادھر لاؤ مجھے دو، امام اوزاعی نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ آخر تک اس کتاب کو پڑھا۔ امام اوزاعی نے کہا: یہ نعمان کون ہے جس کے یہ جوابات بہت اچھے ہیں۔ میں نے کہا: یہ وہی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جس سے تم منع کرتے ہو۔ امام اوزاعی نے کہا: مجھ پر حرام ہے کہ میں تم کو ایسے شخص سے منع کروں جس سے تم نے یہ علم سیکھا ہے۔ اے ابوعبدالرحمٰن! اس کی صحبت کو لازم پکڑو اور اس سے زیادہ علم حاصل کرو کیونکہ ان کا علم میں کلام کرنا بہت اچھا ہے۔

تاریخ بغداد کے الفاظ یہ ہیں۔

قال هذا نبیل من المشاء، اذهب فاستكثر منه الی ان قال الاوزاعی لابن المبارك غبطت الرجل بكثرة علمه و وفور عقله واستغفر والله لقد كنت فی غلط ظاهر، الزم الرجل فانه بخلاف ما بلغنی عنه.

امام اوزاعی نے کہا: یہ شخص مشائخ میں اعلیٰ و افضل ہے جاؤ ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔ جب مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی کی باہم ملاقات ہوئی تو اس کے بعد امام اوزاعی نے ابن مبارک سے کہا: اس شخص کے کثرت علم اور وفور عقل پر مجھے رشک آیا ہے۔ میں اللہ عز وجل سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں غلطی میں تھا۔ اس آدمی کی صحبت کو لازم پکڑو کیونکہ اس آدمی کے متعلق جو مجھے خبر پہنچی وہ آپ کے خلاف تھی۔

دیکھو امام اوزاعی نے اپنی غلطی پر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہی اور ابن مبارک کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت کو لازم پکڑنے کی نصیحت فرمائی اور اس بات کا اعتراف کیا جو کچھ مجھے کہا گیا وہ غلط اور آپ کے خلاف تھا اور ساتھ ہی آپ کے کثرت علم اور وفور عقل کا بھی اعتراف کیا۔ **واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد**

شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۱) شریک بن عبداللہ بن ابی شریک نخعی ابوعبداللہ کوفی متوفی ۱۷۷ھ اصحاب سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حضرت انس بن مالک، سعید بن مسیب، عطاء بن یسار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے وکیع بن جراح، یحییٰ بن آدم، فضل بن موسیٰ، سفیانی وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابن معین سے روایت ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور یحییٰ بن سعید قطان کے نزدیک وہ کچھ بھی نہ تھے حالانکہ وہ ثقہ، ثقہ ہیں۔ ابن معین سے ہی روایت ہے کہ وہ صدوق اور ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ و مامون ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ صدوق وثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۵۸۰، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۴۶)۔

اس محدث کبیر نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت دی وہ پیش خدمت ہے۔

عن احمد بن یحیی انبأ الحمانی انبا شریك وسمعته یقول واتاه قوم من قریش فی مسجده فذکروا ابا حنیفة فقالوا کیف کان امره فقال شریك رجل طراء علینا لم یکن منا غلب الجمیع۔ (الموفق ج دوم ص ۳۷، مناقب کردری ج اول ص ۹۵)

احمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حمانی نے خبر دی انہوں نے کہا: شریک بن عبداللہ نے خبر دی اور میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ ان کے پاس مسجد میں قریش کے کچھ لوگ آئے انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا ان کا معاملہ کیسے ہے۔ شریک بن عبداللہ نے کہا: وہ ایک ایسا شخص ہے جو اچانک ہم پر غالب آگیا (یعنی بوجہ علم) اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو سب پر غالب آیا ہو۔

شریک بن عبداللہ کی مراد یہ ہے کہ وہ ایک ایسا ذی علم شخص ہے جو باعتبار علم ہم سب پر غالب آگیا اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہم سب پر غالب آیا ہو۔

عن علی بن حکیم قال سمعت شریکا یقول کان ابوحنیفة طویل الصمت، کثیر الفکر، دقیق

النظر في الفقه، لطيف الاستخراج في العلم والعمل والبحث.

(اخبار ابوحنیفہ للصمیری ص ۴۸، الخیرات الحسان ص ۸۲، مناقب کردری ج اول ص ۲۵۶)

علی بن حکیم سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے شریک کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خاموش رہنے والے بہت زیادہ فکر کرنے والے، فقہ میں دقیق النظر، علم، عمل اور بحث میں لطیف الاستخراج تھے۔

اس روایت میں شریک بن عبداللہ نے جو فضیلت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان کی ہے وہ آپ کے سامنے ہے وہ اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فقہ میں بہت باریک بین تھے اور استخراج علم میں نہایت ہی لطیف یعنی باریک سے باریک امور کے اعلم تھے۔

اور استخراج علم کا معنی ہے کتاب وسنت سے مسائل کا اخذ کرنا، نکالنا۔ اور شریک بن عبداللہ کا یہ لفظ لطیف الاستخراج فی العلم اس بات کی دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث تھے جب تک علم حدیث پر مکمل دسترس نہ ہو ان سے مسائل کا استخراج ناممکن ہے اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی وحدیث فہمی کی زبردست شہادت ہے۔

عن علي بن الحسن انباء احمد بن بديل سمعت يحيى بن آدم يحدث عن شريك عن ابى حنيفه مسائل كثيرة فقلت ليحيى بن آدم اليس كان شريك لايجبهٔ اقاويل ابى حنيفة قال بل كان يجبهٔ وسمع منه ولكن كان يمنعه الحسد من اظهاره. (الموفق ج دوم ص ۱۲)

علی بن حسن سے روایت ہے کہ احمد بن بدیل نے خبر دی کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو بواسطہ شریک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مسائل کثیرہ بیان کرتے سنا۔ احمد بن بدیل کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن امام سے کہا: (اور یحییٰ بن آدم شریک بن عبداللہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں)، کیا شریک بن عبداللہ کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال ناپسند نہیں تھے۔ یحییٰ بن آدم نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا نہیں بلکہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو پسند کرتے تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سماعت بھی کرتے لیکن ان کو اس کے اظہار سے ان کا حسد مانع تھا۔

یحییٰ بن آدم کے قول سے ثابت ہوا شریک بن عبداللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال کو پسند کرتے تھے بلکہ آپ سے سماعت بھی کرتے تھے لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حسد کی وجہ سے وہ اس کا اظہار نہیں کرتے۔ ان کے شاگرد اور ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے یحییٰ بن آدم کی یہ شہادت قابل اعتماد ہے اور اس شہادت سے شریک بن عبداللہ کا امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سماعت کرنا اور آپ کے اقوال کو پسند کرنا بھی ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۸۲) اسد بن عمرو ابوالمنذر بجلی متوفی ۱۹۶ھ وہ ابراہیم بن حدید ربیعۃ الرای، مطرف وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حامد بن آدم وغیرہم نے روایت کیا۔

اسد بن عمرو

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ صاحب الرای "لین" ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ "صدوق" ہیں اور ایک بار یوں کہا وہ صالح الحدیث ہیں۔ ابن عمار موصلی نے کہا: "لاباس بہ" دارقطنی نے کہا: ان کے حدیث کا اعتبار کیا جائے۔ ابن عدی نے کہا: میں نے ان سے کوئی چیز منکر نہیں دیکھی۔ مجھے امید ہے "لاباس بہ" ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے صاحب ہیں اور ان سے فقہ حاصل کی اور وہ اہل کوفہ سے تھے پھر بغداد تشریف لائے اور قاضی عوفی کے بعد عہدہ قضا پر متمکن ہوئے۔

(میزان الاعتدال ج اول ص ۲۰۷، التاریخ الکبیر ج دوم ص ۶۹، ترجمہ ۱۶۴۹)

یہ محدث کبیر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

عن ابوعبداللّٰہ بن ابی حفص الکبیر سمعت حامد بن آدم سمعت اسد بن عمرو قال کان ابوحنیفۃ یقول لنا اذا حدثتکم لبثیء لم اجد فیہ الاثر فاطلبوہ فقد یکون فیہ الاثر ثم قال یومًا۔ الخ (الموفق ج اول ص ۹۱)

ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر سے روایت ہے کہ میں نے حامد بن آدم سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے اسعد بن عمرو کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیں فرمایا کرتے تھے جب میں تجھے کچھ بیان کروں اور اس کے متعلق میں کوئی اثر (حدیث) نہ پاؤں تو تم اس اثر کو تلاش کرو ضرور اس مسئلہ کے متعلق کوئی اثر (حدیث) ہوگی۔

پھر ایک مرتبہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کسی مرد نے اپنی عورت سے کہا: اللہ کی قسم! میں تین ماہ تیرے قریب نہیں جاؤں گا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایلا'' نہیں۔ جب تک کہ وہ چار ماہ کی قسم! نہ کھائے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق کوئی حدیث بیان نہ فرمائی لیکن اتنا ہی فرمایا اس کے متعلق اثر تلاش کرو۔ کچھ عرصہ گزرا کہ ہمارے ہاں حضرت سعید بن ابی عروجہ تشریف لائے اور سعید بن عروجہ علماء کے اختلاف کے سبب اس زمانہ میں بوجہ کثرت علم دوسروں پر مقدم سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے اس کے متعلق ہمیں حدیث سنائی وہ حدیث مبارکہ یہ ہے۔

فحدثنا عن عامر الاحول عن عطاء عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما انہ قال اذا حلف الرجل ان لا یقرب امراتہ ثلاثۃ اشہر فترکہا اربعۃ اشہر فلیس بمول.

یعنی عامر الاحوال نے عطاء بن ابی امام سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب کسی آدمی نے قسم کھالی کہ وہ تین ماہ اپنی عورت کے قریب نہ جائے گا اور اس آدمی نے

اپنی بیوی کو چار ماہ چھوڑے رکھا وہ ایلا کرنے والا نہیں۔
ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کو اس مسئلہ پر اثر مل جانے پر خوشخبری سنائی تو امام صاحب رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ ہم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ نے کس دلیل کی بناء پر یہ فرمایا تھا کہ وہ ایلا کرنے والا نہیں ہے۔ حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عز وجل کی مقدس کتاب کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
للذین یولون من نسائهم تربص اربعة أشهر. (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۶)
اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ناپسند کیا کہ میں تفسیر بالرای پر جسارت کروں۔
محدث عظیم کی اس شہادت سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ہر مسئلہ اثر وحدیث کے تابع ہے اور اس روایت سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بصیرت بھی خوب واضح ہوتی ہے کہ آپ نے بالجزم فرمایا اس کے متعلق اثر طلب کرو۔ تم کو ضرور کوئی اثر ملے گا۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہوسکتا ہے جب احادیث میں بصارت کے ساتھ بصیرت بھی ہو اور ہمارے دوست باوجود بصارت کے بصیرت سے اندھے ہیں جنہیں کبائر ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی شہادت کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم باحادیث ہونے کے منکر ہیں۔ اللہ عز وجل سے دعا ہے کہ وہ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

سعید بن ابی عروجہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۳) سعید بن ابی عروجہ ابوالنصر بصری متوفی ۱۵۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ایوب سختیانی، حسن بصری، سلیمان اعمش، قتادہ بن دعامہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن علیہ، روح بن عبادہ، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔
اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ اور نسائی سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے "مامون" کا اضافہ کیا ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ سے روایت میں کہا سعید بن ابی عروجہ حدیث میں احفظ واثبت ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث اور ثقہ ہیں۔ ابن عدی نے کہا: سعید ثقات مسلمانوں سے ہیں۔
(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۶۴، تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۸۷، میزان الاعتدال ج دوم ص ۱۵۳)
یہ محدث عظیم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:
عن احمد بن عطية سمعت ابن ابى اسرائيل سمعت ابن عيينة قال اتيت سعيد بن ابى عروبة فقال لى يا ابا محمد ما رايت مثل هذا ياتينا من بلادك افقه من ابى حنيفة لودوت ان الله اخرج العلم الذى معه الى قلوب المومنين ولقد فتح الله لهذا الرجل فى الفقه شياء كانه خلق له. (الموفق ج دوم ص ۶۴، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری ص ۷۵، مناقب کردری ج اول ص ۱۱۵)

احمد بن عطیہ سے روایت ہے میں نے ابن ابی اسرائیل سے سنا انہوں نے کہا: میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں سعید بن ابی عروبہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے کہا اے ابومحمد! تمہارے شہر سے جو ہمارے پاس آتے ہیں میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل افقہ کوئی نہیں دیکھا میری خواہش ہے کہ اللہ عزوجل جو علم ان کے پاس ہے اس کو مومنوں کے قلوب تک پہنچائے۔ اللہ عزوجل نے فقہ میں جو کچھ اس آدمی کے لیے کھول دیا ہے ایسے معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ اس کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

ابوعبداللہ حسین بن علی صمیری کے الفاظ یہ ہیں۔

یا ابا محمد ما رایت مثل هدایا تاتینا من بلدك من ابی حنیفه.

یعنی اے ابومحمد! میں نے ان ہدایا کی مثل نہیں دیکھا جو تمہارے شہر سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہمارے پاس آتے ہیں۔

عن العلاء بن همام انباء هلال بن یحیی الرائی، سمعت ابا یوسف یقول کنت اختلف الی سعید بن ابی عروبة حیث قدم الکوفة فاخبر انی اختلف الی ابی حنیفة فکلمنی فی شئی، فقال یا یعقوب یتکلم بکلام محکم تاخذ هذا الکلام عن ابی حنیفة فقلت نعم فقال ما احسنه ثم بلغنی انه جاء فی السروجا راه فی اشاء فقال له یا ابا حنیفة کل ما اخذ فاه تفاریق من قوم شتی وجدنا عندك جملة. (الموفق ج دوم ص ۴۴، مناقب کردری ج اول ص ۹۹)

علاء بن ہمام سے روایت ہے کہ ہلال بن یحییٰ رائی نے خبر دی کہ میں نے حضرت امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب سعید بن ابی عروبہ کوفہ تشریف لائے تو میں ان کے پاس گیا۔ سعید بن ابی عروبہ کو کسی نے خبر دی کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی جاتا ہوں۔ چنانچہ سعید بن ابی عروبہ نے میرے کسی مسئلہ کے متعلق کلام کیا۔ اس کے بعد سعید بن ابی عروبہ نے کہا: اے یعقوب! تم محکم کلام کرتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ کلام تم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں میں نے ان سے ہی حاصل کیا ہے اس پر سعید بن ابی عروبہ نے کہا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کتنا اچھا کلام کیا ہے۔ حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر مجھے خبر پہنچی کہ وہ خفیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مسائل میں ان سے موافقت کی۔

ابن بزاز کردری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ مسئلہ استثناء تھا جس میں سعید بن ابی عروجہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے موافقت کی۔

حضرت سعید بن ابی عروجہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! جو کچھ بھی ہم نے مختلف لوگوں سے تھوڑا تھوڑا کر کے حاصل کیا ہم نے وہ سب کا سب آپ کے پاس پایا ہے۔

اس عظیم محدث کی شہادت پر غور کرو۔ پہلی احادیث میں وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ''افقہ الناس'' یعنی تمام لوگوں سے

احادیث وآثار کے معانی کا اعلم قرار دے رہے ہیں تو دوسری روایت میں وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث والفقہ قرار دے رہے ہیں جو ان الفاظ سے مستخرج ہے۔

كل ما اخذناه تفاريق من قوم شتي وجدنا عندك جمله فافهم وتدبر.

اس عظیم وزبردست شہادت کے بعد بھی اگر کوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے یا آپ کی فقہ کا انکار کرتا ہے تو وہ صراحۃً ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی تکذیب کرتا ہے۔

(۸۴) سعید بن عبدالعزیز بن ابویحییٰ تنوخی متوفی ۱۶۷ھ اصحاب سنن اربعہ، مسلم اور ادب المفرد للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ بلال بن سعد، عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی، عطیہ بن قیس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، وکیع بن جراح، مخلد بن یزید حرانی وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں کہا شام میں کوئی شخص سعید بن عبدالعزیز سے حدیث میں اصح نہیں ہے۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں اسی طرح ابوحاتم، احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ان شاء ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی نے ولید بن مسلم سے روایت میں کہا میں تم کو ثقات صفوان بن عمرو، ابن جابر، سعید بن عبدالعزیز سے حدیث بیان کرتا ہوں۔

(تاریخ الکبیر ج سوم ص ۴۹۷، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۹، تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۸۰، الکاشف ج اول ص ۲۹۱)

یہ محدث کبیر جس کے متعلق الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اہل دمشق کے بہت بڑے امام ہیں وہ باوجود عظیم جلالت قدر کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ثابت ہے۔

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

عن محمد بن الحسن صاحب الا مالى ببلخ انباء ابوهشام الرفاعي قال، قال لي مخلد بن يزيد، قال قال لي سعيد بن عبدالعزيز اما انى كنت مع ابى حنيفة بمكة فرايتهٔ يضع لسانه حيث شاء ويغوص في غوامض العلم فيستخرج منه ما يريد درايت هذا لباب سهلا عليه.

(الموفق ج دوم ص ۱۵۳)

محمد بن حسن بلخ کے صاحب امالی سے روایت ہے کہ ابوہشام نے خبر دی انہوں نے کہا: مجھ سے مخلد بن یزید (یہ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں) نے کہا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے سعید بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ جہاں بھی آپ کلام فرماتے ہیں علم کے مبہمات کے معانی کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے جو چاہتے ہیں نکالتے ہیں اور میں نے یہ بات آپ پر سہل اور آسان دیکھا۔

یعنی احادیث وآثار کے مبہمات کے معانی کی حقیقت تک پہنچنا اور ان سے مسائل فقہ کا استخراج صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

کا ہی کام ہے۔

ایک محدث کبیر مخلد بن یزید، دوسرے مسلم ومقتداء امام کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شہادت روایت کر رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم میں جو برکت اللہ عز وجل نے ودیعت رکھی ہے اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے اور سعید بن عبدالعزیز جیسے محدث کبیر کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا یہ شہادت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے۔

عبدالعزیز بن ابی رزمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۵) عبدالعزیز بن ابی رزمہ (ابی رزمہ کا نام فزوان یشکری ہے) متوفی ۲۰۶ھ ابوداؤد اور ترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد، حماد بن زید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی، عمرو بن میمون، مالک بن مغول وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں حاکم نے کہا: یہ مراوزہ کے کبار مشائخ وعلماء میں سے ہیں اور ابن مبارک کے بہت خاص لوگوں میں سے ہیں۔ ابن قانع نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۵۶، تہذیب التھذیب ج ۶ ص ۳۳۶)

یہ عبدالعزیز بن ابی رزمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

عن داؤد بن ابی العوام سمعت وهب بن زمعه سمعت عبدالعزيز بن ابی رزمه وذكر علم ابی حنيفة باالحديث فقال قدم الكوفة محدث فقال ابوحنيفة لاصحابه انظر واهل عنده شئی من الحديث ليس عندنا، قال وقدم عليهم محدث اخر فقال لاصحابه مثل ذلك.

(الموفق ج اول ص ۸۳، مناقب کردری ۲ اول ص ۱۵۱)

داؤد بن ابی العوام سے روایت ہے کہ میں نے وہب بن زمعہ (یہ ترمذی اور نسائی کے رواۃ سے ہیں) سے سنا انہوں نے کہا: میں نے عبدالعزیز بن ابی رزمہ سے سنا اور انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث کا ذکر کیا اور کہا کوفہ میں ایک محدث آیا تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جاؤ دیکھو انکے پاس کوئی ایسی حدیث بھی ہے جو ہمارے پاس نہیں۔ عبدالعزیز نے کہا: پھر ایک اور محدث آیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے پھر یہی فرمایا۔

محدث عظیم عبدالعزیز بن ابی رزمہ کی یہ شہادت اس بات کا ثبوت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث سے بہت محبت تھی اور آپ حدیث کے متلاشی رہتے اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم باالحدیث ہونے کی زبردست شہادت ہے۔

یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ

(۸۶) یوسف بن خالد سمتی متوفی ۱۸۹ھ ابن ماجہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ اسماعیل بن ابی خالد، سلیمان الاعمش، موسیٰ بن عقبہ، یونس بن عبید وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے احمد بن موسیٰ ضبی، خلیفہ بن خیاط، نصر بن علی وغیرہم نے روایت کیا معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ضعیف ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: یوسف بن خالد سمتی فقہاء میں سے ایک فقیہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ضعیف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لوگ ان سے خاموش ہیں، نسائی نے کہا: وہ ثقہ و مامون نہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۱۴۵، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۶۳)

یہ یوسف بن خالد سمتی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

عن هلال بن يحيى الرائى سمعت يوسف بن خالد السمعتى قال اختلفت الى عثمان البتى فقيه اهل البصره. الخ. (الموفق ج دوم ص ۱۰۱ تا ۱۰۳، مناقب کردری ج دوم ص ۸۳)

ہلال بن یحییٰ رائی سے روایت ہے کہ میں نے یوسف بن خالد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں عثمان بتی اہل بصرہ کے فقیہ کے پاس گیا۔

یہ ایک طویل روایت ہے جس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا یوسف بن خالد سمتی کو وصیت کرنا منقول ہے۔ اس روایت میں اس طرح ہے۔

یوسف بن خالد سمتی کہتے ہیں میں پہلے عثمان بتی کے پاس گیا پھر ان سے اجازت لے کر کوفہ آیا اور لوگوں کے کہنے پر میں امام اعمش کے پاس چلا گیا کیونکہ لوگوں نے کہا: وہ حدیث میں سب سے اعلم ہیں۔

یوسف بن خالد سمتی کہتے ہیں۔

وكان معى مسائل فى الحديث كنت سالت عنها اهل الحديث فلم اجد من يعرفها. الخ۔

میرے پاس حدیث کے متعلق کچھ مسائل تھے میں اہل حدیث سے ان کے متعلق دریافت کرتا لیکن میں نے کوئی بھی صاحب حدیث نہ پایا جو ان کی معرفت رکھتا ہو۔

وہ کہتے ہیں جب میں امام اعمش کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا: شاید تم یہ کہتے ہو گے اہل بصرہ اہل کوفہ سے زیادہ اعلم ہیں۔ کوفہ میں ایک شخص ہے جو ان مسائل کا اعلم ہے۔ حسن، ابن سیرین، قتادہ اور بتی ان مسائل کو نہیں جانتے۔

پھر امام اعمش کی مجلس میں سے کسی نے مجھے کہا تم نعمان (بن ثابت) کی مجلس میں جاؤ، چنانچہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے ان مسائل کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

فسالتهٗ عن المسائل التى كانت اغلقت علتى فاجا بنى فيها فشفى نفسى.

میں نے ان مسائل کے متعلق امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھا جن مسائل حدیث کا مجھ پر سمجھنا دشوار تھا۔ حضرت امام

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے ان کے متعلق جواب دیا جس سے میرے دل کو تسلی ہوگئی۔

یوسف بن خالد سمتی کی یہ شہادت منہ بولتا ثبوت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے بھی اعلم تھے اوران احادیث وآثار کے معانی کے بھی اعلم تھے۔

اسرائیل بن یونس رحمۃ اللہ علیہ

(۸۷) اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق ہمدانی سبیعی ابو یوسف کوفی متوفی ۱۶۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ سلیمان الاعمش، سماک بن حرب، عبداللہ بن شریک، عبدالعزیز بن رفیع وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے آدم بن ابی ایاس، اسحاق بن منصور سلولی، عبدالرزاق بن ہمام، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہم نے روایت کیا۔

علی بن مدینی نے یحیٰی بن سعید قطان سے روایت میں کہا اسرائیل بن یونس ابوبکر بن عیاش سے مافوق ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عباس دوری نے کہا: میں نے یحیٰی بن معین کو کہتے ہوئے سنا اسرائیل شریک سے حدیث میں اثبت ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ وصدوق ہیں۔ حافظ عسقلانی نے کہا: محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: ثقہ ہیں۔ شعبہ بن حجاج نے کہا: وہ اپنے دادا ابواسحاق سے روایت کرنے میں مجھ سے اثبت ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۲۲۳، تہذیب التہذیب ج اول ص ۲۶۳، الکاشف ج اول ص ۶۹، تاریخ الکبیر ج اول ص ۵۶)

یہ محدث کبیر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

عن محمد بن ابراهيم قال حدثنا مكرم بن احمد، قال ثناء احمد بن محمد بن مغلس قال حدثنا ابوغسان قال سمعت اسرائيل يقول نعم الرجل النعمان ما كان احفظه لكل حديث فيه فقه واشد مخصه عنه واعلم بما فيه من الفقه وكان قد ضبط عن حماد فاحسن الضبط عنه.

(انتصار لابی حنیفہ، اصحابہ للصیمری ص ۹، الموفق ج اول ص ۱۰۷، الخیرات الحسان ص ۱۴۳، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۹)

عمر بن ابراہیم سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ابوغسان نہدی (مالک بن اسماعیل بن درہم ابوغسان نہدی ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے اسرائیل بن یونس کو کہتے ہوئے سنا نعمان بن ثابت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کتنے اچھے بزرگ تھے۔ ہر اس حدیث کے احفظ تھے جس میں فقہ تھا اور اس کے متعلق بہت سخت کھود کرید کرنے والے تھے اور اس میں جو مسئلہ فقہی ہوتا اس کے اعلم تھے اور حماد سے خوب محفوظ کیا۔

محدث کبیر کی اس شہادت میں لفظ احفظ اور اعلم۔ یہ دونوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے احادیث وآثار کے احفظ اور ان کے معانی کے اعلم پر دلالت کرتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ ان احادیث کے زیادہ احفظ تھے جن میں

مسائل فقہ تھے۔

اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہوسکتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث بھی تھے اور احادیث کے معانی کے اعلم بھی تھے۔

عبید بن سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۸۸) عبید بن سعید بن ابان ابو محمد کوفی قرشی اموی متوفی ۲۰۶ھ مسلم، نسائی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اسرائیل بن یونس، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن راہویہ، عبید بن اسباط، ابو کریب، محمد بن علاء، یوسف بن یعقوب، صفار وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے عبید بن سعید کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ "لیس به باس" ابوزرعہ ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابوحاتم نے "صدوق" کا اضافہ کیا ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی نے کہا: ابن خلفون نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ارضاح سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۱۸۷، تاریخ الکبیر ج ۵ ص ۴۵۰، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۶۲)

ان محدث عظیم سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

عن یعقوب بن سفیان حدثنی یوسف الصفار انباء عبید بن سعید القرشی قال مالقی ابوحنیفة احدا الا وابوحنیفة افقه منه۔ (الموفق ج اول ص ۱۱۶)

یعقوب بن سفیان سے روایت ہے کہ مجھے یوسف (بن یعقوب) صفار (یہ بخاری اور مسلم کے رواۃ سے ہیں) نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: عبید بن سعید قرشی نے خبر دی انہوں نے کہا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جس سے بھی ملاقات کی آپ اس سے بھی افقہ تھے۔

محدث کبیر کی اس شہادت سے معلوم ہوا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے معاصرین میں سے سب سے افقہ، احادیث وآثار کے معانی کے اعلم تھے۔ یعنی وہ احادیث مبارکہ جن میں مسائل فقہ تھے آپ ان احادیث وآثار کے افقہ تھے اور یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ فقہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اصولیین کے نزدیک جیسا کہ صحابی کا قول، فعل اور تقریر حدیث کہلاتی ہے اسی طرح تابعی کا قول اور فعل بھی زمرہ حدیث میں آتا ہے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال درحقیقت احادیث ہیں کیونکہ وہ ان کی تفسیر ہیں اور احادیث کی تفسیر بھی احادیث ہی کہلائے گی۔ "فافهم وتدبر"۔

علی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

(۸۹) علی بن ہاشم بن برید بریدی، عائذی ابوالحسن کوفی متوفی ۱۸۱ھ مسلم، سنن اربعہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ

سے ہیں۔ وہ اسماعیل بن ابی خالد، حسن بن صالح بن حی، سلیمان الاعمش، یاسین الزیات وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے احمد بن حنبل، اسحاق بن ابی اسرائیل، زکریا بن یحییٰ زحمویہ، محمد بن معاویہ بن مالج اخاطی وغیرہم نے روایت کیا۔

یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں۔ نسائی نے کہا: "لیس بہ باس" حافظ عسقلانی نے کہا: باغندی کے علاوہ دیگر نے علی بن مدینی سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ صالح الحدیث اور صدوق ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۴۰۸، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۹۲، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۶۰، تاریخ الکبیر ج ۶ ص ۳۰۰)

اس مسلم ومقتداء امام کی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق شہادت اس طرح مروی ہے۔

عن علی بن موسٰی انبا محمد بن معاویة سمعت علی بن هاشم یقول کان ابوحنیفة کنز العلم ما کان یصعب من المسائل علی اعلم الناس فهو کان سهلا علی ابی حنیفة

(الموفق ج اول ص ۱۲۲، مناقب کردری ج اول ص ۱۶۸)

علی بن موسیٰ سے روایت ہے کہ محمد بن معاویہ (یہ ابن مالج سے معروف ہیں اور نسائی کے رواۃ سے ہیں) نے خبر دی کہ میں نے علی بن ہاشم کو کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ علم کا خزانہ تھے جو مسائل سب لوگوں سے اعلم پر مشکل ودشوار ہوتے تھے وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سہل اور آسان ہوتے تھے۔

اس محدث کبیر کی شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی افضلیت واعلمیت پر دلالت کرتی ہے کہ جو مسائل ان لوگوں پر مشکل ترین ہوں جو نہایت ہی اعلم گردانے جاتے ہیں وہ مسائل امام صاحب رضی اللہ عنہ پر سہل اور آسان ہوتے تھے۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افضلیت واعلمیت پر کتنی زبردست شہادت ہے اور یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک محدث کبیر علم کا خزانہ قرار دے رہا ہو اور ہمارے ناعاقبت اندیش آپ کو حدیث میں نابلد کی رٹ ہی لگاتے جا رہے ہوں۔

رقبہ بن مصلقہ رحمۃ اللہ علیہ

(۹۰) رقبہ بن مصقلہ (اور بالسین مسقلہ بھی کہا گیا ہے) عبدی ابوعبداللہ کوفی متوفی ۱۲۹ھ سوائے ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور ابن ماجہ نے اپنی کتاب (کتاب التفسیر) میں ان کی روایت کو لیا ہے۔ وہ حضرت انس بن مالک (میخاقیل) ثابت بنانی، عطاء بن ابی رباح، ابی اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابراہیم بن یزید بن مردانبہ، وضاح بن عبداللہ ابوعوانہ، جریر بن عبدالحمید، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن طرخان تیمی وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ اپنے والدگرامی احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں کہتے ہیں وہ ثقات میں سے ایک ثقہ اور مامون بزرگ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین اور نسائی سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

حافظ عسقلانی نے کہا: دارقطنی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ حافظ ذہبی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۳ ص ۵۲۳، تاریخ الکبیر ج ۳ ص ۳۴۲، تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۸۶، الکاشف ج اول ص ۲۴۳)

اس محدث کبیر سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح شہادت مروی ہے۔

عن عباس بن یزید انباء ابراهیم عن یزید سمعت رقبة بن عسقلة یقول، خاض ابوحنیفة فی العلم خوضا لم یسبقه الیه احد، فادرك ما اراده.

(الموفق ج دوم ص ۳۶، مناقب کردری ج اول ص ۹۶)

عباس بن یزید سے روایت ہے کہ ابراہیم بن یزید (بن مردانبہ قرشی مخزومی نسائی کے رواۃ سے ہیں) نے خبر دی کہ میں نے رقبہ بن مصقلہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے علم میں جو غور و خوض کیا اس سے پہلے کسی نے اتنا غور و خوض نہیں کیا۔ نتیجتاً حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس علم سے جو چاہا پایا۔

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی افضلیت و اعلمیت پر زبردست شہادت ہے۔

محمد بن طلحہ بن مصرف یامی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۱) محمد بن طلحہ بن مصرف یامی متوفی ۱۶۷ھ نسائی کے سوا ائمہ صحاح ستہ اور نسائی مسند علی کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، حمید الطویل، سلیمان اعمش، سلمہ بن کہیل وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن منصور، بشر بن ولید کندی، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ نے اپنے والد احمد حنبل سے روایت میں کہا "لا باس بہ" ابوبکر بن ابی خیثمہ نے کہا: یحییٰ بن معین سے محمد بن طلحہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ صالح ہے۔ ابوزرعہ نے کہا: صالح ہے۔ حافظ عسقلانی نے کہا: عقیلی نے کہا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: "صدوق شهور محتج به فی الصحیحین"

(تاریخ الکبیر ج اول ص ۱۲۲، میزان الاعتدال ج سوم ص ۵۸۷، تہذیب الکمال ج ۹ ص ۵۵، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۳۸)

یہ محدث کبیر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

عن احمد بن سعید انبا ابو کریب حدثنی ابو تمیله یحیی بن واضح قال تجارینا مع محمد بن طلحة بن مصرف ذکر ابی حنیفة فقال محمد بن طلحة یا ابا تمیلة اذا وجدت قولا عن ابی حنیفة عن ثقة فعلیك به فانك لاتجد عن ابی حنیفة شیاء الا نصیحا.

(الموفق ج دوم ص ۴۰، مناقب کردری ج اول ص ۹۶)

احمد بن سعید سے روایت ہے کہ ابوکریب نے خبر دی کہ مجھ سے ابوتمیلہ یحییٰ بن واضح (یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم محمد بن طلحہ بن مصرف کے ساتھ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کر رہے

تھے تو محمد بن طلحہ نے کہا: اے ابوتمیلہ! جب تم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے (جو ثقہ ہیں) قول پالیا تو تجھ پر اس کا پکڑنا لازمی ہے اور تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے صرف مضبوط و پختہ چیز ہی پائے گا۔

محدث کبیر محمد بن طلحہ کی شہادت سے معلوم ہوا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال ثقہ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال احادیث کی تفسیر ہیں۔

قیس بن ربیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۴) قیس بن ربیع اسدی ابومحمد کوفی متوفی علی الاختلاف سن ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸ ہجری۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حبیب بن ابی ثابت، سلیمان الاعمش، سماک بن حرب، ہشام بن عروہ، ابواسحاق سبیعی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، عبدالرزاق بن صمام، وکیع بن جراح، یحییٰ بن عبدالحمید حمانی وغیرہم نے روایت کیا۔

معاذ بن معاذ نے کہا: مجھ سے شعبہ نے کہا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ یحییٰ بن سعید قطانی ان کی عیب جوئی کرتے ہیں بخدا! اس میں کوئی راہ نہیں۔ حاتم بن لیث مصری نے عفان سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے اس کی توثیق کی ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں قیس بن ربیع فی نفسہ صدوق ہیں۔ عمران بن ابان نے کہا: میں نے شریک بن عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ کوفہ میں قیس بن ربیع جیسا طالب حدیث پیدا نہیں ہوا۔ محمد بن مثنیٰ نے کہا: شعبہ اور سفیان دونوں قیس سے حدیث بیان کرتے تھے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں امام احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: لوگ ان کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور شعبہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ معروف بالحدیث اور صدوق ہیں۔ ابن خزیمہ نے کہا: میں نے محمد بن یحییٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوولید کہتے ہیں میں نے قیس سے چھ ہزار احادیث لکھی ہیں اور یہ مجھے چھ ہزار دینار سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۳ ص ۳۸۶، تاریخ الکبیر ج ۷ ص ۵۶، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۹۵، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۹۵، تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۴۵۱ تا ۴۵۷)

اس محدث کبیر سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

عن علی ابن المجشر المروزی، انبا یعلی بن حمزہ انبا ابراھیم بن رستم الفقیہ عن قیس بن الربیع قال ادرکت الناس وجالستھم فلم ارا حدا افقہ من ابی حنیفۃ۔

وفی روایۃ الحجاج بن محمد قال سالت قیس من الربیع عن ابی حنیفۃ فقال اعلم الناس بما لم یکن۔ (مناقب کردری ج اول ص ۹۶، الموفق ج دوم ص ۴۰)

علی بن مجشر مروزی سے روایت ہے کہ یعلی بن حمزہ نے خبر دی انہوں نے کہا: ابراہیم بن رستم فقیہ نے قیس بن ربیع

سے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے لوگوں کو پایا اور ان سے مجلس کی ہے لیکن میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو افقہ نہیں دیکھا۔

اور حجاج بن محمد کی روایت میں ہے کہ میں نے قیس بن ربیع سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو قیس بن ربیع نے جواب دیا۔ جو معاملات ابھی تک ظہور پذیر نہیں ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ سب لوگوں میں ان سے اعلم تھے۔

دیکھو ایک عظیم محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت کتنی زبردست شہادت دے رہا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث و آثار کے معانی کے سب سے اعلم تھے اور آئندہ پیش آمدہ مسائل میں بھی آپ سب لوگوں سے اعلم تھے۔ دیگر فقہا و محدثین رحمہم اللہ کی نظریں موجودہ مسائل پر مرکوز تھیں لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نظر آئندہ پیش آنے والے مسائل پر بھی مرکوز تھی۔ اس سے بڑھ کر کسی کی اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے مجلّہ ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ بھی معترف تھے۔ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت آپ کے علم کو زبردست خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ

(۹۳) خارجہ بن مصعب بن خارجہ ضبعی ابوالحجاج خراسانی سرخسی متوفی ۱۶۸ھ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ ایوب سختیانی، عمرو بن دینار، مالک بن انس، مسعر بن کدام، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے خلف بن ایوب، سفیان ثوری، ابوداؤد، سلیمان بن داؤد، طیالسی، وکیع بن جراح وغیرہم نے روایت کیا۔

مسلم نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ ان سے خارجہ بن مصعب کے متعلق پوچھا گیا تو یحییٰ بن معین نے کہا: ہمارے نزدیک وہ مستقیم الحدیث تھے اور سوائے اس حدیث کے جو وہ غیاث بن ابراہیم سے تدلیس کرتا ہے ان کی کسی حدیث کا انکار نہیں کرتے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں ابن معین نے کہا: وہ ثقہ نہیں، بخاری نے کہا: ابن مبارک اور وکیع نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن عدی نے کہا: خارجہ بن مصعب ان میں سے ہیں جن کی حدیث کو لکھا جائے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں علی بن مدینی نے کہا: وہ ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔ آجری نے ابوداؤد سے روایت میں کہا وہ ضعیف ہے۔

اس حدیث کبیر سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ اس طرح ہے۔

عن محمد بن حرب سمعت ابراهيم بن رستم يقول سمعت خارجه يقول لقيت الف عالم لو اكثر لم يكن واحد منهم يشبه ابا حنيفة في البصر والعلم والعقل (وزاد ابن البزاز والتفسير)

ونعم كد فر اى العلم، كان لامة محمد صلى الله عليه وسلم۔ (الموفق ج دوم ص ۴۹، مناقب کردری ج اول ص ۱۰۲)

محمد بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے ابراہیم بن رستم کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے خارجہ بن مصعب کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک ہزار عالم دین سے ملاقات کی ہے اگر وہ اس سے زیادہ بھی ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی بصیرت، علم، عقل، تفسیر میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مشابہ، مثل نہیں تھا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بہت اچھے صاحب علم تھے۔

ایسی زبردست شہادت کے بعد بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔

نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ

(۹۴) نوح بن ابی مریم ابوعصمہ جونوح الجامع سے معروف ہیں۔ متوفی ۱۷۳ھ ترمذی اور ابن ماجہ کی کتاب (کتاب التفسیر) کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابان بن عیاش، ثابت بنانی، سعیی الاعمش، عبدالملک بن جریج، محمد بن سلم بن شہاب زہری، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حبان بن موسیٰ، شعبہ بن حجاج، فضل بن موسیٰ سلیمانی، نعمان بن حماد مرزوی وغیرہم نے روایت کیا۔

حافظ مزی فرماتے ہیں انہیں جامع اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فقہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن لیلیٰ سے اور حدیث حجاج بن ارطاۃ سے اور مغازی محمد بن اسحاق سے اور تفسیر کلبی اور مقاتل سے حاصل کی۔ ان سے ابن مبارک اور شعبہ نے روایت کیا۔ امام زہری اور ابن ابی ملکہ کو پایا ہے۔

محمد بن عبدہ نے علی بن حسین واقد سے انہوں نے مسلمہ بن سلیمان سے انہوں نے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا: میں نے ابوعصمہ اور امام زہری کی مجلس میں دیکھا ہے عباس بن مصعب نے کہا: شعبہ بن حجاج نے ان سے روایت کیا ہے اس کے علاوہ حافظ مزی، عسقلانی، ذہبی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ مرجوح ہے اور حافظ مزی نے ان کے ترجمہ کے اوائل میں جو ارقام فرمایا ہے وہ راجح ہے۔

اس محدث کبیر سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ یہ ہے۔

عن محمد بن مزاحم سمعت ابا عصمة يقول سمعت حديثا كثيرا من المشائخ فعوضت بعضه على ابى حنيفة فلبين لى الماخوذ من غير الماخود ولو انى عرضت كل حديثى على ابى حنيفة كان احب التى من كذا ومن كذا، وذكر شياء كثيرا۔

وفى رواية ابراهيم بن رستم من استغنى عن ابى حنيفة فهو جاهل۔

(الموفق ج دوم ص ۵۰، مناقب کردری ج اول ص ۱۰۳)

محمد بن مزاحم سے روایت ہے کہ میں نے ابوعصمہ نوح بن ابی مریم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کثیر مشائخ کرام

سے حدیث کی سماعت کی ہے اور میں نے بعض حدیث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیں تو آپ نے ان کے ماخوذ کے علاوہ ان کا غیر ماخوذ بھی بیان فرمایا۔ کاش کہ میں اپنی ہر حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کرتا وہ مجھے ایسے، ایسے سے محبوب ہوتا اور ابوعصمہ نے بہت ساری چیزوں کا ذکر کیا۔

ابن بزاز کردری نے لکھا ہے۔

وبه عنه قال جالست الناس فلم را اعلم باالفتوىٰ عنه. وبه عن شداد بن حكيم وما ذكر حديثا من احاديث السلف الا اعقبه بقوله. وكان يقول لم يفسر احدا العلم مثل مافسره.

(مناقب کردری ج اول ص ۱۰۴)

ابوعصمہ نے کہا: میں بہت سے لوگوں کے پاس بیٹھا ہوں اور میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ میں کوئی اعلم نہیں دیکھا۔

شداد بن حکیم سے روایت ہے کہ ابوعصمہ سلف کی احادیث میں سے جس حدیث کا بھی ذکر کرتے مگر اس حدیث کے ذکر کے بعد یہ کہتے جیسے علم کی تفسیر حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کی ہے اور کسی نے علم کی ایسی تفسیر نہیں کی۔

عن ابراهيم بن عبدالله بن داؤد النيسابورى سمعت الحسين بن بشر بن القاسم سمعت ابى سمعت نوح بن ابى مريم يقول كنت اسال ابى حنيفة عن معانى الحديث فكان يفسر معا ويعبرها ويبينها وكنت اساله ايضا عن المسائل الغامضه (الموفق ج دوم ص ۱۱۰)

ابراہیم بن عبداللہ بن داؤد نیشاپوری سے روایت ہے کہ میں نے حسین بن بشر بن قاسم سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد بشر بن قاسم (یہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں) سے سنا انہوں نے کہا: میں نے نوح بن ابی مریم (ابوعصمہ) کو کہتے ہوئے سنا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کے معانی کے متعلق پوچھتا تھا تو آپ ان احادیث کی واضح اور کھول کر تفسیر بیان فرماتے اور میں آپ سے مبہم مسائل کے متعلق بھی دریافت کرتا تھا۔

آپ غور فرمائیں کہ پہلی روایت میں نوح بن ابراہیم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے شہادت پیش کر رہے ہیں تو دوسری روایت میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو احادیث کے معانی کے مفسر قرار دے رہے ہیں۔ اس شہادت سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث میں کتنی مہارت تامہ حاصل تھی جس سے انکار ممکن نہیں۔

زفر بن ہذیل

(۹۵) زفر بن ہذیل صاحب ابوحنیفہ ابوالعذیل عنبری متوفی ۱۵۸ھ حافظ ذہبی فرماتے ہیں آپ فقہاء وعباد میں سے ایک ہیں وہ "صدوق" ھیں۔ ابن معین کے علاوہ بھی کئی حضرات علماء فقہاء نے ان کی توثیق فرمائی۔ زفر بن ہذیل صاحب

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فن رجال کے امام امام ذہبی نے جب ان کی توثیق کردی تو ان کی ثقاہت کے لیے یہی کافی ہے۔ علاوہ ازیں ابن معین نے بھی ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (میزان الاعتدال ج دوم ص ۷۱)

یہ محدث کبیر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

عن محمد بن عبدالله بن ابی ثور قال اخبر فی محمد بن وهب قال كان سبب انتقال زفر الي ابی حنيفة انه كان من اصحاب الحديث فنزلت به وباصحابه مسئالة فاعيتهم فاتی ابا حنيفة فساله عنها فاجابه فی ذلك. الخ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۱۰۷)

محمد بن عبداللہ بن ابی ثور سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھے محمد بن وہب نے خبر دی محمد بن وہب نے کہا: امام زفر بن ہذیل کا حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانے کا سبب یہ تھا کہ امام زفر اصحاب حدیث میں سے تھے ان کو اور ان کے اصحاب کو ایک مسئلہ درپیش آیا اور اس مسئلہ نے ان کو عاجز بنا دیا تھا۔ امام زفر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کو اس مسئلہ کے متعلق جواب ارشاد فرمایا۔

امام زفر بن ہذیل نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ مسئلہ تم نے کہاں سے لیا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فلاں حدیث اور اس جہت کے اعتبار سے قیاس سے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے امام زفر سے دو مسائل اور پوچھے امام زفر نے کہا: میں پہلے مسئلہ میں ہی اندھا تھا۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب دیے اور ان کی علت بیان کی۔ امام زفر فرماتے ہیں پھر میں اپنے اصحاب کے پاس آیا اور ان سے ان مسائل کے متعلق پوچھا۔ فرماتے ہیں وہ مجھ سے بھی ان مسائل میں زیادہ اندھے تھے۔ پھر میں نے ان کو ان مسائل کا جواب ذکر کیا جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اور ان کی علل بیان کیں۔ میرے اصحاب نے کہا: تمہیں یہ مسائل کہاں سے ملے ہیں میں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے۔ امام زفر فرماتے ہیں میں ان تین مسائل کی وجہ سے حلقہ درس کا سردار قرار پایا۔ پھر میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا پھر امام زفر ان عشرہ اکابرین میں سے شمار ہو گئے جنہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتب کو مدون کیا۔

آپ نے اصحاب حدیث کا حال دیکھا جب وہ مشکل مسائل سے دوچار ہوتے تو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کا جواب انہی احادیث سے چاہتے جو احادیث خود ان کو یاد ہوتیں۔ امام زفر بن ہذیل کی اس شہادت سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے کیونکہ جو احادیث محدثین رحمہم اللہ کو یاد ہوتیں آپ انہی احادیث کا ذکر فرماتے کہ یہ مسئلہ میں نے فلاں حدیث سے لیا ہے اور وہ حدیث اس محدث کو یاد ہوتی جیسا کہ امام زفر کے قول سے ثابت ہے ورنہ وہ محدثین رحمہم اللہ یہ بھی کہہ سکتے تھے یہ حدیث آپ نے کہاں سے لی ہے۔

دوسرا یہ بھی ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف حافظ الحدیث ہی نہیں تھے یعنی صرف دوا فروش ہی نہیں تھے بلکہ طبیب حاذق تھے۔ ان ادویات کی تاثیرات سے مکمل واقف تھے۔ یعنی احادیث کے معانی کے سب سے اعلم تھے۔ احادیث کے متعلق اگر کوئی مبہم ودقیق مسئلہ درپیش آجاتا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تفسیر بیان فرماتے اور اس کے ابہام کو دور فرماتے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا یہی وہ کمال تھا جس کی بناء پہ آپ امام الائمہ اور سراج الامۃ کہلائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ

(۹۶) عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی ابوعمر یا ابومحمد کوفی متوفی ۱۹۱، ۱۸۷ھ یہ اسرائیل بن یونس کے بھائی ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اپنے بھائی اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد، سعید بن ابی عرجہ، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن راہویہ، حماد بن سلمہ، سفیان بن وکیع بن جراح، ولید بن مسلم وغیرہم نے روایت کیا۔ حافظ جلال الدین مزی لکھتے ہیں احمد بن حنبل، ابوحاتم، یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن حراش نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عثمان بن سعید دارمی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا عیسیٰ بن یونس کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ثقہ ہیں (یعنی صفت کا تکرار اعلیٰ درجہ کی تعدیل ہے) محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی نے کہا: وہ حجت ہیں۔ حافظ عسقلانی نے کہا: احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرع نے کہا: وہ حافظ ہیں۔ حافظ ذہبی نے کہا: وہ حفظ وعبارت میں علمائے اعلام میں سے ایک ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۱۵۸، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۳۹، الکاشف ج دوم ص ۳۱۹، تاریخ الکبیر ج ۶ ص ۴۰۶)

اس کبیر محدث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

عن احمد بن عطية الكوفي حدثنا ابن ابي اويس قال سمعت الربيع بن يونس يقول دخل ابوحنيفة يوما على المنصور وعنده عيسى بن موسى فقال للمنصور وهذا عالم الدنيا اليوم. فقال له يا نعمان عمن اخذت العلم قال عن اصحاب عمر عن عمر وعن اصحاب علي، عن علي، وعن اصحاب عبدالله عن عبدالله، وما كان في وقت ابن عباس على وجه الارض اعلم منه قال لقد استو ثقت لنفسك. (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۵، مناقب کردری ج دوم ص ۱۴)

احمد بن عطیہ کوفی سے روایت ہے کہ ہم سے ابن ابی اویس نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے ربیع بن یونس کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابوجعفر منصور کے پاس گئے اور وہاں عیسیٰ بن یونس بھی موجود تھے۔ عیسیٰ بن یونس نے منصور سے کہا: یہ (امام صاحب) آج دنیا کے بہترین عالم ہیں۔ یہ سن کر منصور نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے نعمان! (بن ثابت) تم نے علم کن سے حاصل کیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا عمر

بن خطاب اوران کے اصحاب سے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اوران کے اصحاب سے اور سیدنا حضرت عبداللہ اوران کے اصحاب سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وقت میں سطح زمین پر ان سے کوئی اعلم نہیں تھا۔ منصور نے کہا: اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! یقیناً آپ نے اپنے لیے بہترین علماء کا انتخاب فرمایا ہے۔

عن محمد بن احمد بن الحسن الدنيوری انبا احمد الثقفی قال كنا عند عيسىٰ بن يونس فقال حدثنا ابوحنيفه مضاح رجل فقال اليس قد استتيب ابوحنيفه فقال عيسىٰ اماتك الله عاجلا تروی عن الكفار اكتبوا فلم اروجها اورع من ابی حنيفة۔ (الموفق ج اول ص ۱۹۶)

محمد بن احمد بن حسن دینوری سے روایت ہے کہ احمد ثقفی نے خبر دی انہوں نے کہا: ہم عیسیٰ بن یونس کے پاس موجود تھے عیسیٰ بن یونس نے کہا: "حدثنا ابو حنیفة" تو ایک شخص نے بلبلا کر کہا کیا ابوحنیفہ وہ نہیں ہیں جنہیں توبہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ سن کر عیسیٰ بن یونس نے کہا: تجھے اللہ تعالیٰ ابھی موت دے کفار سے روایت کیا جائے۔ تم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھو میں نے حضرامام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں دیکھا۔

اور علی بن خشوم کی روایت میں ہے کسی نے عیسیٰ بن یونس کے پاس حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازیبا کلمات کہے تو عیسیٰ بن یونس سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک متقی شخص تھے۔

اور سلیمان بن شاذ کوفی کی روایت میں اس طرح ہے۔

قال قال لی عيسَی بن يونس لا تتكلمن فی ابی حنيفة بسوء ولا تصدقن احدا يسر القول فيه فانی والله ما رايت افضل منه ولا اورع منه وفی رواية الصاعی ولا افقه منه۔

(الموفق ج اول ص ۱۹۷، الخیرات الحسان ص ۷۹، عقود الجمان للصالحی ص ۱۹۷)

سلیمان بن شاذ کوفی نے کہا: مجھ سے عیسیٰ بن یونس نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کبھی بدگوئی نہ کرو اور جو شخص ان کی نسبت بدگوئی کرتا ہے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرو۔ اللہ کی قسم! میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کسی کو افضل واورع نہیں دیکھا اور صالحی کی روایت میں "اورع" کی جگہ "افقہ" ہے۔ یعنی میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کسی کو افقہ احادیث وآثار کے معانی کا اعلم نہیں دیکھا۔

اس محدث کبیر کی شہادت کو ذرا غور سے پڑھیں پہلی روایت سے یہ گواہی ملتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ وہ واحد شخص ہیں جو دنیا کے عالم ہیں اور پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اخذ علم کے متعلق جو جواب دیا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کا ترجمان ہے۔ کیا کوئی ذی عقل وشعور یہ کہہ سکتا ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اور ان کے اصحاب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اوران کے اصحاب، حضرت عبداللہ اوران کے اصحاب سے جو علم حاصل کیا اس میں علم حدیث نہیں تھا جبکہ ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کثیر الحدیث ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث تھے اور اس میں ایک لطیف اشارہ بھی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جب اخذ علم کی نسبت ان حضرات گرامی کی طرف کی تو اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ان احادیث کو استنباط احکام کے لیے منتخب فرماتے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل پر دلالت کرتیں اور ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عموماً وہی احادیث مروی ہیں جو نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل پر معمول بھی ہیں۔ اسی طرح عیسیٰ بن یونس کی دوسری روایت بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور تیسری روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور قناعت پر دلالت کرتی ہے۔

امام الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عیسیٰ بن یونس کی حدیث میں اکثر روایت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملی اور وہ اہل کوفہ کے اقوال میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے اور اس پر فتویٰ صادر فرماتے۔

محمد بن داؤد نے کہا: ہم عیسیٰ بن یونس کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب نکالی اور ہمیں پڑھ کر سنائی۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا: اے ابوعمرو! تم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہو۔ یہ سن کر عیسیٰ بن یونس نے کہا: کیا جس شخص سے میں دنیا میں راضی تھا کیا میں ان کی وفات کے بعد ان سے راضی نہ ہوں۔

یعنی میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں ان سے حدیث بیان کیا کرتا تھا تو کیا میں اب ان کے وصال کے بعد ان سے روایت کرنا ترک کردوں۔

محمد بن شجاع رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷) محمد بن شجاع ابوعبداللہ المعروف بابن الثلجی متوفی ۲۶۶ھ وہ یحییٰ بن آدم، اسماعیل بن علیہ، وکیع وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یعقوب بن شیبہ، ان کے بیٹے محمد بن احمد بن یعقوب، عبدالوہاب بن ابی حبہ۔

خطیب بغدادی اور امام ذہبی نے لکھا ہے یہ حسن بن زیاد لؤلؤی کے اصحاب میں سے ہیں اور اپنے وقت کے اہل عراق کے فقیہ تھے۔ اس کے علاوہ ان دونوں نے اپنی عادت کے مطابق ان کو متروک الحدیث، کذاب اور کافر تک لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی لغزش کو معاف فرمائے۔ علاوہ ازیں یہ بندۂ ناچیز کوئی احکام تو بیان نہیں کر رہا کہ ان کی روایت کو مردود قرار دیا جائے میں تو فقط امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے متعلق شواہد پیش کر رہا ہوں۔ جب دیگر ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی ثابت ہے تو ان کی روایت کو بطور تائید سمجھ لیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(تاریخ بغداد ج دوم ص ۳۲۴، میزان الاعتدال ج سوم ص ۵۷۷)

یہ محمد بن شجاع امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔

وانتخب ابوحنيفة رحمه الله الاثار من اربعين الف حديث.

(الموفق ج اول ص ۹۵، المواہب الشریفہ ص ۲۱۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار احادیث مبارکہ سے احکام کے استنباط کے لیے آثار منتخب فرمائے۔
یہ کتنی عظیم اور زبردست شہادت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو چالیس ہزار احادیث یاد تھیں جن سے آپ کے آثار کو منتخب فرمایا۔

حسن بن زیاد ابوعلی لؤلؤی

(۹۸) حسن بن زیاد ابوعلی لؤلؤی متوفی ۲۰۴ھ وہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے محمد بن سماعہ، محمد بن شجاع ثلجی، شعیب بن ایوب نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی بحسب عادت لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: ان کی حدیث نہ لکھی جائے۔ احمد بن شعیب نسائی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ اور مامون نہیں۔ اسی طرح امام ذہبی نے لکھا ہے۔
(تاریخ بغداد ج ۷ ص ۳۲۵، میزان الاعتدال ج اول ص ۴۹۱)

ابوعبداللہ حسین بن علی صمیری متوفی ۴۳۶ھ اپنی کتاب ''اخبار ابوحنیفہ واصحابہ'' کے ص ۱۳۲ پر لکھتے ہیں۔ محمد بن سماع نے کہا: میں نے حسن بن زیاد سے سنا کہ میں نے ابن جریج سے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں وہ سب کی سب احادیث وہ ہیں جن کی فقہاء کو احتیاج ہے۔

اور خطیب بغدادی اپنی کتاب تاریخ بغداد (ج ۸ ص ۷۸) میں حسین بن علی صمیری کے متعلق یہ لکھتے ہیں۔

كتبت عنه و كان صدوقا وافر العقل، جميل المعاشرة، عارفا بحقوق اهل العلم.

خطیب بغدادی کہتا ہے میں نے ان سے حدیث لکھی ہے اور وہ "صدوق" ہیں۔ وافر العقل، جمیل المعاشرت اور اہل علم کے حقوق کے عارف تھے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں لکھا ہے حسین بن علی صمیری سے بغدادی نے روایت کیا ہے۔

اور حسین بن علی صمیری کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کو بسند متصل رواۃ ثقات سے نقل کیا ہے۔ لہٰذا معلوم نہیں خطیب بغدادی کا حسن بن زیادہ لؤلؤی کی نسبت ایسا لکھنا کیوں ہے۔ درانحالیکہ ان کے سند یافتہ اور ان سے روایت کرنے والے حسین بن علی صمیری فرمار ہے ہیں۔ حسن بن زیاد نے ابن جریج سے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں جن کی فقہاء کرام کو احتیاج ہے۔ چنانچہ ایسے محدث کے خلاف خطیب بغدادی کا لکھنا صرف احناف سے حسد کی وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

یہ حسن بن زیاد لؤلؤی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور یہ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

قال الحسن بن زياد كان ابوحنيفة يروى اربعة الاف حديث، الفين لحماد، والفين سائر المشيخة. (الموفق ج اول ص ۹۶)

حسن بن زیاد نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں۔ دو ہزار حماد بن ابی سلیمان سے

اور دو ہزار تمام مشائخ کرام سے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف قلت حدیث کا اعتراض تو ختم ہوا اس لیے کہ امام حسن بن زیاد کی شہادت بتا رہی ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے چار ہزار احادیث روایت کی گئی ہیں۔

حماد بن زید رضی اللہ عنہ

(۹۹) حماد بن زید بن دوھم ازدی جھضمی ابو اسماعیل بصری متوفی ۱۷۹ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ایوب سختیانی، صالح بن کیسان، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، عبید اللہ بن عمر و عمری، عمرو بن دینار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن اسرائیل، اشعث بن اسحاق سجستانی والد ابو داؤد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید قطان اور ایک جم غفیر نے روایت کیا۔

حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں ابو حاتم بن حبان اور ابو بکر بن منجویہ نے کہا: وہ نابینا ہونے کے باوجود تمام احادیث کے حافظ تھے۔ احمد بن یوسف سلمی نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت میں کہا شیوخ میں سے میں نے حماد بن زید سے زیادہ حافظ حدیث کسی کو نہیں دیکھا۔ حافظ عسقلانی نے لکھا ہے۔

جس دن حماد بن زیاد کا انتقال ہوا یزید بن زریع نے کہا: آج ''سید المسلمین'' کا وصال ہوا ہے۔ محمد بن سعد نے کہا: وہ عثمانی ہیں اور ثقہ، ثبت، حجت اور کثیر الحدیث ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: حماد بن زید، عبدالوارث، حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ سے حدیث میں اثبت ہیں۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

حماد بن زید پانی کی طرح حدیث یاد کرتے۔ ابن مہدی نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ جو حدیث نہ لکھ سکتا ہو اور حماد بن زید سے زیادہ حافظ حدیث ہو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حماد بن زید کی نسبت فرماتے ہیں:

ایھا الطالب علماء۔ ایت حماد بن زید

فاقتبس علماء بحلم۔ ثم قیدہ بقید

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۱۰۳، تہذیب التہذیب ج سوم ص ۱۰، تاریخ الکبیر ج سوم ص ۲۵، الکاشف ج اول ص ۱۸۷)

اس محدث عظیم اور حافظ الحدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ اس طرح ہے۔

وقال حماد بن زید کنا فاتی عمرو بن دینار فاذا جاء ابوحنیفۃ اقبل علیہ وترکنا نسال ابا حنیفۃ فنسالہ فیحدثنا۔ (الخیرات الحسان ص ۸۱، عقود الجمان ص ۲۰۳، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۷۲)

حافظ الحدیث اور سید المسلمین حضرت حماد بن زید فرماتے ہیں ہم حدیث کی سماعت کے لیے عمرو بن دینار کے پاس آتے تو جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو آپ کا ادب واحترام کرتے ہوئے ہمارے شیخ عمرو بن دینار مکی آپ کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے کہ ہم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث کے متعلق

پوچھیں۔

ہم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے کا سوال کرتے تو آپ ہمیں احادیث بیان فرماتے۔

یہ حدیث شہادت عمرو بن دینار مکی میں بھی گزر چکی ہے چونکہ اس شہادت میں امام المحدثین عمرو بن دینار شیخ حماد بن زید کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس میں ادب واحترام اور اپنے شاگردوں کو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے احادیث سننے کی اجازت دینا جس کی بناء پر اس کو عمرو بن دینار مکی کی شہادت میں بھی ذکر کیا ہے۔

اور حافظ الحدیث محدث کبیر حماد بن زید امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سننے کی توثیق فرمارہے ہیں اس لیے اس حدیث کو شہادت حماد بن زید میں نقل کیا ہے۔

دیکھوایک عظیم محدث جیسا کہ ان کے حالات سے ظاہر وواضح ہے یہ شہادت دے رہا ہے کہ ایک امام المحدثین یعنی عمرو بن دینار مکی نے ہمیں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سننے کی اجازت دی اور ہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی۔ ان دو عظیم محدثین کی شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے کے لیے کافی ووافی ہے۔

ایوب بن ابی تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۰) ایوب بن ابی تمیمہ (ان کا نام کیسان) سختیانی ابوبکر بصری آزاد کردہ غلام عنزہ متوفی ۱۳۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابراہیم بن مرہ، عبدالرحمٰن بن ہرمزاعرج، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عمرو بن دینار، قتادہ بن دعامہ، مجاہد بن جبر اور خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابراہیم بن طھمان، حماد بن زید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

حافظ مزی فرماتے ہیں:

ابوبکر حمیدی نے کہا: سفیان بن عیینہ نے ۸۳ تابعین سے ملاقات کی وہ کہتے ہیں میں نے ان میں سے ایوب سختیانی کی مثل نہیں دیکھا۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ایوب ثقہ اور اثبت ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں:

ابن علیہ نے کہا: ان کے پاس ان کے پاس دو ہزار حدیث تھی۔ شعبہ نے کہا: میں نے ان کی مثل نہیں دیکھا وہ سید الفقہاء ہیں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

ابن مدینی نے کہا: وہ ابن سیرین سے روایت کرنے میں خالد الحذاء سے اثبت ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: ایوب سختیانی حدیث میں ثقہ وثبت، کثیر الحدیث کے جامع حجت وعدول ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوالولید نے شعبہ سے روایت میں کہا ایوب سختیانی سید المسلمین ہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۶۲۱، الکاشف ج اول ص ۹۳، تہذیب التہذیب ج اول ص ۳۹۸، تاریخ الکبیر ج اول ص ۴۰۹)

یہ سید المسلمین حافظ الحدیث محدث کبیر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں:

عن ابی بکر بن خلا قال سمعت عبدالرحمن بن مهدی قال سمعت حماد بن زید یقول، سمعت ایوب وذکر ابوحنیفه (وفی عقود الجواهر المنیفة لمرتضیٰ زبیدی) وقد عنده ابوحنیفة بنقص فقال یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم الخ.

(الرد علی الخطیب لابن نجار ذیول تاریخ بغداد جز ۲۲ ص ۱۲۴، عقود الجواہر المنیفہ ص ۱۹۸، یہ الخیرات الحسان کے ساتھ چھپی ہے)

ابوبکر بن خلاء سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن مہدی (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں) سے سنا انہوں نے میں نے حماد بن زید (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں) کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ایوب سختیانی سے سنا جبکہ انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور علامہ مرتضیٰ زبیدی نے لکھا ہے ایوب سختیانی کے پاس حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اچھا ذکر نہ ہوا تو حضرت ایوب سختیانی نے اس کے جواب میں اللہ عزوجل کا یہ فرمان عالیشان پیش کیا۔

"یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم الخ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے ان مذاہب کو دیکھا جنہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کلام کیا وہ جاتا رہا مٹ گیا اور مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیامت تک باقی ہے اور یہ جتنا آگے جا رہا ہے اس کے نور اور برکت میں اضافہ ہو رہا ہے اور اب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ اصحاب اہل سنت و جماعت وہی ہیں جو اہل مذاہب اربعہ ہیں۔ مثل حضرت امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

اور جس نے بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے متعلق کلام کیا اس کا مذہب مٹ گیا حتیٰ کہ کوئی اس کو پہچانتا نہیں اور مذہب ابوحنیفہ باقی ہے جس سے زمین کا شرق وغرب مملو ہے اور اکثر لوگ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ہیں۔

ابن نجار لکھتے ہیں۔ لوگوں نے جان لیا کہ اللہ عزوجل نے مذاہب ائمہ اربعہ کو پھیلایا اور اپنے دین کے نور کو ان کے ذریعہ اتم واکمل بنایا۔ خطیب بغدادی متاخرین میں سے ہیں اور انہیں اس کا علم نہیں تھا تو گویا اللہ عزوجل نے حماد بن زید کو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کے اظہار کے لیے قوت گویائی عطا فرمائی۔

ابن نجار کا مقصد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے علم قدرت میں تھا کہ ایک شخص (خطیب بغدادی) امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بعد میں آکر آپ کے ذم میں اپنا اعمال نامہ سیاہ کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کرامت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اظہار کے لیے شہادت ایوب سختیانی کا حماد بن زید کی زبان سے اعلان کرایا کہ:

یہ نور پھونکوں سے بجھایا نہ جائے گا

بلکہ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے علم کے نور اور برکت کو دن بدن مزید ترقی عطا فرمائے گا اور اللہ عزوجل کا یہ مژدہ

جاں افزا آپ کے سامنے سارے مذاہب جاتے رہے اور مذہب امام صاحب رضی اللہ عنہ آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔

عن محمد بن سعدان قال سمعت ابا سليمان الجوز جانی قال سمعت حماد بن زيد قال اردت الحج فاتيت ايوب اوودعه فقال بلغني الرجل الصالح فقيه اهل الكوفة ابوحنيفة يحج فان لقية فاقربه مني السلام قال ابوسليمان وسمعت حماد بن زيد يقول انی لاحب ابا حنيفة من اجل حبه لايوب۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری ص ۷۱، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۱)

محمد بن سعدان سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ابوسلیمان جوز جانی سے سنا انہوں نے کہا: میں نے حماد بن زید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حج کا ارادہ کیا تو میں ایوب سختیانی کے پاس آیا کہ وہ ان کو الوداع کہیں حضرت ایوب سختیانی نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے اہل کوفہ کا فقیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو ایک نیک آدمی اس سال حج کر رہے ہیں۔ اے حماد بن زید! اگر تو ان سے ملے تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا۔ ابوسلیمان نے کہا: میں نے حماد بن زید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس لیے محبت کرتا ہوں کہ حضرت ایوب سختیانی ان سے محبت کرتے تھے۔

دیکھو ایک عظیم محدث کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کتنی محبت ہے کہ وہ آپ کو نہ صرف سلام کا تحفہ بھیج رہے ہیں بلکہ یہ شہادت بھی دے رہے ہیں کہ وہ اہل عراق کے بہت بڑے فقیہ ہیں جو احادیث و آثار کے معانی کے اعلم ہیں۔

میں نے بحمدہ تعالیٰ کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی ایک سو شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت پیش کی ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ علم الناس، افقہ الناس، احادیث و آثار کے اعلم اور آثار احادیث کے معانی کے افقہ اور حدیث میں ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں۔

اس کے بعد ایک (یعنی ایک سو ایک) حضرات غیر مقلدین کے بنام بزبان خطیب بغدادی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اہم پیغام۔

محمد بن احمد حسن صواف رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۱) عن محمد بن احمد بن الحسن الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزی حدثنا حامد بن آدم قال سمعت سهل بن مزاحم يقول سمعت ابا حنيفة يقول فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه (سورۂ زمر آیت ۱۸)

قال كان ابوحنيفة يكثر من قول اللهم من ضاق بنا صدره فان قلوبنا قد اتسعت له۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۵۱)

محمد بن احمد بن حسن صواف سے روایت ہے کہ ہم سے محمود بن محمد مروزی نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے حامد بن آدم نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے سھل بن مزاحم کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ آیت مبارکہ "فبشر عبادالذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ سھل بن مزاحم نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بکثرت یہ دعا فرماتے۔

اے اللہ جس کا سینہ ہماری وجہ سے تنگ ہے یقیناً ہمارے دل ان کے لیے فراخ ہیں۔

ہم بھی اپنے امام وپیشوا کی اقتداء کرتے ہوئے معاصرین غیرمقلدین سے کہتے ہیں اگر تمہارے دل ہماری وجہ سے تنگ ہیں تو ہمارے دل آپ کے لیے نہایت وسیع ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

محترم قارئین کرام! بندۂ ناچیز نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے احادیث وآثار کے اعلم اوران کے معانی کے افقہ ہونے کی نسبت تابعین وتبع تابعین میں سے کبرائے محدثین رحمہم اللہ کی ایک سو شہادتیں پیش کی ہیں جن میں تقریباً پچپن کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ وہ ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور کچھ وہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ ہیں جو صرف سنن اربعہ اور مسلم یا سنن اربعہ اور بخاری کے رواۃ میں سے ہیں اور کچھ ائمہ محدثین رحمہم اللہ وہ ہیں جو صرف ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ ہیں اور کچھ وہ ائمہ کبار ہیں جو صرف ترمذی اور نسائی کے رواۃ میں سے ہیں اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو صرف ترمذی یا نسائی، یا ابوداؤد یا ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یا وہ صرف سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

اب قابل غور چیز یہ ہے کہ تابعین وتبع تابعین میں سے جن کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت جو اعلم بالحدیث افقہ ہونے کی شہادتیں پیش کی ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ اب انصاف ودیانت اس بات کے متقاضی ہیں کہ یا تو ائمہ محدثین رحمہم اللہ صحاح ستہ کی روایات احادیث کو صحیح قرار نہ دیا جائے یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں ان کی شہادتیں قبول کی جائیں۔ یہ بات قرین انصاف ودیانت ہیں کہ جن کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ سے ائمہ صحاح ستہ نے روایت کو لیا وہ حدیث پایہ صحت تک پہنچی اور وہ تمام کے نزدیک قابل حجت ہو اور اس حدیث کو حجت کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے اور وہی ائمہ محدثین رحمہم اللہ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت عالم بالحدیث وافقہ ہونے کی شہادت دیں تو ان کو قبول نہ کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث میں نابلد اور یتیم قرار دیا جائے۔ اب ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو ان شہادتوں کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث اور احادیث وآثار کے معانی کا اعلم ہونا تسلیم کرلیا جائے۔ ورنہ ائمہ صحاح ستہ کی احادیث کو ترک کردیا جائے یہ کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ ائمہ صحاح ستہ کی ان سے روایت کردہ حدیث تو صحیح ہو اور ان ہی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں روایت کردہ شہادت مردود اور ناقابل غور ہو۔ یہ عقل ودانش، انصاف ودیانت اور شرع کا خون ہے اور تابعین وتبع تابعین میں سے کبرائے محدثین کی تکذیب کے مترادف ہے کہ ایک مقام پر ان کی عدالت وثقاہت تو معلوم ہو اور دوسرے مقام پر ان کی عدالت وثقاہت کا خون کردیا جائے۔ اللہ عزوجل سے ہدایت کی دعا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کبرائے محدثین کی شہادت میں تاثیر ہے کہ ان کی شہادت کی وجہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی جائے۔

ہاں جب زمین کے مشارق ومغارب کے مقتداء وسردار علماء نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تقدم افضل کا اعتراف کرلیا تو یہ

تاثیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے معاصرین پر ترجیح کو واجب کرتی ہے اور یہ کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے۔ کتاب اللہ میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا.

(سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان وگواہ۔

مفسرین کرام میں سے ایک طائفہ کا قول ہے کہ اس سے بعض کا بعض پر شہادت دینا مراد ہے اور اس کی نوید حدیث مبارکہ میں بھی ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عبدالعزيز بن صهيب قال سمعت انس بن مالك رضي الله عنه يقول مرو الجنازة فأثنوا عليها خيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم وجبت ثم مروا باخرى فاثنوا عليها شرا. فقال وجبت فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه ما وجبت قال هذا اثنيم عليه خيرا فوجبت له الجنة. وهذا اثنيم عليه شرا فوجبت له النار وانتم شهدا الله في الارض.

(بخاری شریف کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت)

عبدالعزیز بن صہیب سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر وہ دوسرے جنازہ کے پاس سے گزرے اور اس کو برائی سے تعبیر کیا۔ آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا چیز واجب ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔ زمین میں تم اللہ کے گواہ ہو۔

اور مسلم شریف میں بصیغہ مجہول "مر" یہ حدیث مروی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار "دونوں جگہ" فرمایا اجب ہوگئی اور یہ جملہ "انتم شهداء الله في الارض" تین بار دھرایا۔

اور یہ حدیث کتاب الشہادات میں بطریق حماد بن زید عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال شهادة القوم المومنين مقبوله شهداء الله في الارض.

یعنی مؤمنین لوگوں کی شہادت مقبول ہے اور وہ زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔ یہ مستملی اور سرخسی کی روایت ہے۔ اور اکثرین کی روایت اس طرح ہے۔

شهادة القو[illegible] المومنون شهداء الله في الارض.

یعنی لوگوں کی شہادت مقبول ہے اور مومن لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔
دونوں روایتوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی روایت میں مومنین قوم کی صفت ہے اور خبر محذوف ہے اور وہ "مقبولة" ہے۔

دوسری روایت میں المومنون مبتداء ہے اور شهداء الله فی الارض خبر ہے۔
اور ابوداؤد شریف کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں اس طرح ہے۔

قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الملئکة علیهم السلام شهداء اللّٰه فی السماء وانتم شهداء اللّٰه فی الارض ان بعضکم علی بعض شهید.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے آسمان میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو اور بلاشبہ تم میں سے بعض بعض پر گواہ ہیں۔
حافظ عسقلانی اور علامہ بدرالدین اس حدیث کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

قوله انتم شهداء الله فی الارض. الخطاب للصحابة رضی الله عنهم ولمن کان علی صفتهم من الایمان وحکی ابن التین ان ذلك محضوص بالصحابة لاهنم نیطقون بالحکمة بخلاف من بعدهم. ثم قال والصواب ان ذلك یختص بالثقات والمتقین. (فتح الباری ج ۳ ص ۲۲۹، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۹۵)

یعنی یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہے اور ان کے لیے جو ایمان کی اس صفت سے متصف ہوں۔ ابن متین نے حکایت کی کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کہ وہ حکمت کے ساتھ کلام کرتے تھے بخلاف ان لوگوں کے جو ان کے بعد ہیں پھر ابن متین نے اس قول سے رجوع کرتے ہوئے کہا صواب یہی ہے کہ یہ ثقات اور متقین کے ساتھ مختص ہے۔
حافظ قسطلانی فرماتے ہیں:

قوله انتم شهداء الله فی الارض. لان الاضافة فیه للتشریف بانهم بمنزلة عالیة عندالله. فهو کا التزکیة من الرسول. الخ (ارشاد الساری ج ۳ ص ۵۲۲)

یعنی "انتم شهداء الله" میں اضافت تشریفی ہے اس لیے کہ وہ اللہ عزوجل کے نزدیک منزلہ عالیہ میں ہیں یعنی ان کا مقام نہایت بلند ہے اور وہ (گواہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تزکیہ کی مثل ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیک اور صالح ہونے کی شہادت دے دی ہے۔
آگے چل کر فرماتے ہیں:

فینبغی ان یکون لها اثر ونفع فی حقه.

چنانچہ لائق ومناسب ہے کہ اس شہادت میں اثر ہو اور اس کے حق میں نفع ہو۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں اس معنی کی

طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان وکذلك جعلنا کم امة وسطا میں اشارہ کیا گیا ہے۔

حافظ عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

وقال الداودی معنی الحدیث عند الفقهاء اذا اثنی علیه اهل الفضل والصدق لان الفسقه قد یثنون علی الفسقة فلا یدخلون فی معنی الحدیث۔ (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۹۵، فتح الباری ج ۳ ص ۲۳۰)

داؤدی کے فقہاء کے نزدیک (اور فتح الباری میں یہ لفظ نہیں اس میں صرف یہ ہے المعتبر فی ذلك شهادة اهل الفضل والصدق یعنی اس میں صرف اہل فضل وصدق کی شہادت معتبر ہے) جب کسی کی اہل فضل وصدق تعریف کرے تو اس کی شہادت معتبر ہے کیونکہ فاسق لوگ صرف فاسقوں کی ہی تعریف کرتے ہیں وہ حدیث کے معنی میں داخل نہیں۔

ان احادیث مبارکہ اور ان کی شرح کے اعتبار سے ثقات ومتقین اور اہل فضل وصدق کی شہادت معتبر ہے اور یہ شہادت مقبول ہے۔ اب ذرا غور فرمائیں تو "وانتم شهداء الله فی الارض" کے زمرہ میں تابعین وتبع تابعین بھی ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے۔

عن زهدم بن مضرب قال سمعت عمران ابن الحصین رضی الله عنهما قال قال النبی صلی الله علیه وسلم خیرکم قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔ الی آخر الحدیث۔

عن منصور عن ابراهیم عن عبیده عن عبدالله (بن مسعود) رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

(بخاری شریف کتاب الشهادات باب لایشهد علی شهادة جور اذا اشهد)

پہلی حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے بہتر اور باعث خیر وبرکت میرا زمانہ ہے پھر جو اس سے متصل، پھر جو اس سے متصل۔

دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے خیر وفضل کا زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر جو اس سے متصل، پھر جو اس سے متصل۔

بخاری شریف کی صحیح حدیث سے ثابت ہوا زمانہ تابعین وتبع تابعین وہ ہے جس کے اہل الفضل والخیر ہونے کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے تو جب احادیث مبارکہ کی رو سے ثقات ومتقین اور اہل فضل وصدق ہی استحقاق شہادت رکھتے ہیں اور ان کی شہادت بفرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہے تو پھر تابعین وتبع تابعین میں کبائر ائمہ محدثین رحمہم اللہ جو ثقات ومتقین اور اہل فضل وصدق میں سے ہیں ان کی شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کیسے مقبول نہ ہوگی اور ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ کی شہادت کا انکار درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کا انکار ہے۔

جب احادیث صحیحہ سے اہل فضل وصدق اور ثقات ومتقین کی شہادت عنداللہ مقبول ہے تو یہ شہادت عندالناس بدرجہ اولیٰ

مقبول ہوگی کیونکہ یہ اہل فضل وصدق اور ثقات ومتقین وہ ائمہ کبار محدثین رحمہم اللہ ہیں جن کے زمانہ کو رسول اللہ ﷺ نے زمانہ خیر سے تعبیر فرمایا۔ بعداز زمانہ خیر کے اہل خیر اور اہل فضل وصدق کی شہادت مقبول ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ تعدیل میں کیا عدد معین شرط ہے یا نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الشہادات میں ایک ترجمۃ الباب اس طرح ہے۔

باب تعدیل کم یجوز. (فتح الباری ج ۶ ص ۲۵۲)

یعنی کتنے اشخاص تعدیل کریں تو جائز ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں توقف فرمایا اور چند ابواب کے بعد اس کی تعیین فرمائی اور وہ ترجمۃ الباب یہ ہے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۷۴)

(۱۶) باب اذا زکی رجل رجلا کفاہ. (کتاب الشہادات)

یعنی ایک شخص کسی دوسرے شخص کی نیک وصالح ہونے کی شہادت دے اس ایک شخص کی شہادت کافی ہے۔

حافظ قسطلانی اس ترجمۃ الباب کے تحت لکھتے ہیں۔

قال مالك والشافعي وابویوسف ومحمد رحمهم الله علیهم اجمعین لا یقبل اقل من رجلین وقال ابوحنیفه یکفي الواحد. (ارشاد الباری ج ۶ ص ۹۰)

امام قسطلانی فرماتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو آدمیوں سے کم کی شہادت قبول نہ کی جائے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک ہی کافی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقال مالك والشافعي لا یقبل في الجرح والتعدیل اقل من رجلین وقال ابوحنیفه یقبل تعدیل الواحد.

قلت : مذهب ابی حنیفه وابی یوسف یقبل في الجرح والتعدیل واحد. (عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۲۰۱)

امام مالک وشافعی نے فرمایا: جرح وتعدیل میں دو آدمیوں سے کم نہیں ہونے چاہئیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک کی بھی تعدیل قبول کی جائے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جرح وتعدیل میں ایک کی شہادت بھی قبول ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

واجاز الاکثر قبول الجرح والتعدیل من واحد لانه ینزل بمنزلة الحکم والحکم لایشترط فیه العدد وقال ابوعبید لا یقبل في التزکیة اقل من ثلاث. وهذا کله في الشهادة امالروایة فیقبل

فیھا قول الواحد علی الصحیح لانه ان کان ناقلا عن عنیرہ فھو من جملة الاخبار ولا یشترط العدد فیھا وان کان من قبل نفسه فھو بمنزلة الحاکم ولا یتعدد ایضا۔ (فتح الباری ج ۵ ص ۲۷۴)

یعنی جرح وتعدیل میں اکثر نے ایک سے ہی کا قول قبول کرنا جائز قرار دیا ہے کیونکہ وہ قائم مقام حکم کے ہے اور حکم میں عدد شرط نہیں۔ ابوعبید نے کہا: کسی کے نیک وصالح ہونے میں تین سے کم قبول نہ کیا جائے۔ یہ تمام کے تمام بمتعلقہ شہادت ہیں لیکن روایت صحیح کے قول کے مطابق اس میں ایک قول بھی قبول کیا جائے گا کیونکہ اگر وہ اپنے غیر سے ناقل ہے تو وہ من جملہ اخبار میں سے ہے اور اس میں عدد شرط نہیں اور اگر وہ اپنی طرف سے ناقل ہے تو وہ قائم مقام حاکم کے ہے اور یہ بھی متعدد نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ بنظر انصاف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول اور شارحین بخاری کی تصریحات کو غور سے پڑھ کر آپ خود فیصلہ فرمائیں کے روایت میں فقط صحیح قول کے مطابق جرح وتعدیل میں ایک قول بھی معتبر ہے۔ یعنی اگر کسی کی جرح وتعدیل ایک آدمی بھی شہادت دے دے تو وہ متقبول ہے اور یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی طرف میلان ورحجان ہے۔

اب جبکہ امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت ایک سو تابعین وتبع تابعین میں سے کبرائے ائمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم آپ کے اعلم وافقہ ہونے پر شہادت پیش کر رہے ہیں بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعدیل کے وہ خود ناقل ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ وعادل ہیں تو ان کی شہادت وروایت کو آپ کیسے مردود قرار دے سکتے ہیں یا ان کی شہادت کو کیسے مسترد کر سکتے ہیں یا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو تسلیم کرلو یا پھر احادیث مبارکہ اور اقوال علمائے راسخین شارحین بخاری اور خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو مسترد کر کے کتب صحاح ستہ پر عدم اعتماد کا اعلان کردو کیونکہ ائمہ صحاح ستہ بھی کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم کی روایت کو قبول کر رہے ہیں جب کبار ائمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم پر اعتماد نہیں تو ان سے مرویات احادیث صحاح ستہ پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چھٹی قسم

امام الائمۃ، سراج الامۃ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور شیوخ اور شیوخ الشیوخ کے بیان میں۔

پہلے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب (شاگردوں) کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا کیونکہ کسی کی قدر ومنزلت اور فضل وشرف کی معرفت اس کے تلامذہ کے ساتھ وابستہ ہے جس کے تلامذہ بکثرت ہوں گے یہ اس کے قدر اور افضل کے علم ہوں گے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الخیرات الحسان الفصل الثامن میں لکھا ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث وفقہ اخذ کرنے والوں کے ذکر کے بیان میں۔

قیل استیعابه متعذر لا یمکن ضبطه ومن ثم قال بعض الائمة لم یظھرہ لاحد من ائمة الاسلام

المشهورین مثل کاظھر لابی حنیفۃ من الاصحاب والتلامیذ۔ الخ۔ (الخیرات الحسان ص ۶۰)

کہا گیا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب وتلامذہ کا استیعاب بہت متعذر ہے کہ ان کا احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں اسی جگہ بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ نے فرمایا: مشہور ائمہ اسلام میں سے جتنے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب وتلامذہ ظاہر ہوئے ہیں کسی کے اتنے اصحاب وتلامذہ ظاہر نہیں ہوئے اور احادیث مشتبہ کی تفسیر، مسائل مستنبطہ، حوادثات، قضایا اور احکام میں جس قدر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب سے لوگوں نے نفع حاصل کیا علماء اور جملہ لوگوں نے اس کی مثل اور کسی سے نفع حاصل نہیں کیا۔ "جزاھم اللہ خیرا" اور بعض متاخرین محدثین میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات میں تقریباً تین سو تک ان کے تلامذہ کا مع اسماء اور نسب ذکر کیا ہے۔

امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے جامع المسانید میں اس طرح ارقام فرمایا ہے۔

قرات بخط سیدی واستاذی ووالدی رحمہ اللہ عن الامام سیف الائمۃ السایلی رحمہ اللہ انہ قال اشتھد واستفاض ان ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تلمذ عند اربعۃ الاف من شیوخ ائمۃ التابعین، وتفقہ عند اربعۃ الاف فلم یفت بلسانہ ولا بقلمہ حتی امرہ فجلس فی مجلس فی جامع الکوفۃ فاجتمع معہ الف من اصحابہ اجلھم وافضلھم اربعون۔ (جامع المسانید ج اول ص ۳۲)

فرماتے ہیں میں نے امام سیف الائمہ سایلی رحمۃ اللہ علیہ کے منقول سیدی واستاذی اور والدی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا کہ امام سایلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مشہور ومشتہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ائمہ تابعین کے چار ہزار شیوخ (فی الحدیث) کے پاس تلمذ حاصل کیا اور چار ہزار سے علم فقہ حاصل کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان سے اور نہ ہی قلم سے فتویٰ دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو حکم دیا پھر آپ نے جامع کوفہ میں ایک مجلس قائم فرمائی اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے ایک ہزار امام ہمنشین ہوئے اور ان میں افضل واجل چالیس تھے۔

اس نقل سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب ایک ہزار ثابت ہوئے ہیں یہ وہ ہیں جو ان کے احاطہ نظر میں آئے ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی تعداد بہت زیادہ ہے جس کا استعاب متعذر ہے۔

یہی امام موصوف جامع المسانید کی جملہ دوم میں فرماتے ہیں:

الفصل الثالث۔ فی معرفۃ اصحاب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ الذین ردوا عنہ فی ھذہ المسانید وھم خمسمائۃ او یزیدون۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۳۴۴)

یعنی تیسری فصل

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی معرفت میں ہے جنہوں نے اسی "مسانید" میں آپ سے روایت کیا اور وہ پانچ سو سے زیادہ ہیں یہاں صرف پانچ صد یا اس سے زیادہ آپ کے ان اصحاب کا ذکر ہے جنہوں نے "جامع

المسانید'' میں آپ سے روایت کیا اور اس کے علاوہ آپ روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔
محمد بن یوسف صالحی دمشقی نے اپنی کتاب ''عقود الجمان'' کے باب پنجم میں آپ کے بعض اصحاب کا ذکر کیا جنہوں نے آپ سے حدیث وفقہ کو روایت کیا فرماتے ہیں:

واستیعاب الا خذین عن الامام ابی حنیفة لایمکن حصرة قال الحافظ ابومحمد الحارثی والذین رووا عنه اکثر ممن روی عن الحکم بن عتیبة وابن ابی لیلی وابن شبرمة وسفیان الثوری وشریك والحسن بن صالح ویحیی بن سعید وربیعة بن ابی عبدالرحمن ومالك بن انس وایوب سختیانی وابن عون وسلیمان التیمی وهشام الدستوائی وسعید بن ابی عروحه ومعمر بن راشد والشافعی واحمد واسحاق وغیرهم من ائمة الاسلام۔

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کرنے والوں کا استیعاب اس کا حصر ناممکن ہے۔ حافظ ابومحمد حارثی نے فرمایا: جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ ان سے اکثر ہیں جنہوں نے حکم بن عقیبہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری، شریک، حسن بن صالح، یحییٰ بن سعید، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، مالک بن انس، ایوب سختیانی، ابن عون، سلیمان تیمی، ہشام دستوائی، سعید بن ابی عروجہ، معمر بن راشد، امام شافعی، امام احمد، اسحاق بن راہویہ اور ان کے علاوہ دیگر ائمۂ اسلام سے روایت کیا۔

امام ابومحمد حارثی کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں کی تعداد تمام ائمہ محدثین کرام رحمہم اللہ سے روایت کرنے والوں کی تعداد سے زیادہ ہے اور جہاں تک کسی کو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں تک رسائی ہوسکی انہوں نے ان کے اسماء ونسب نقل کر دیے۔
محمد بن محمد المعروف بابن البزاز کردری فرماتے ہیں:

والذی روی الحدیث عنه اکثر من الذین روی عن الحکم وابن عیینة وابن ابی لیلی وابن شبرمة والثوری وشریك والحسن بن صالح فی جمیع اهل الکوفه الخ۔ (مناقب کردری ج دوم ص ۲۱۸)

یعنی جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث کو روایت کیا وہ جمیع اہل کوفہ میں ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے حکم بن عتیبہ، ابن عیینہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، ثوری، شریک اور حسن بن صالح سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل مدینہ میں یحییٰ بن سعید، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، مالک بن انس، ہشام بن عروہ سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل مصر میں سے ابن لعیعہ اور لیث بن سعد سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل جزیرہ وحران میں سے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل بصرتین میں سے ایوب سختیانی، ابن عون، سلیمان تیمی، ہشام دستوائی، سعید بن ابی عروجہ سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل واسط میں ہشیم اور خالد بن عبداللہ سے روایت کیا اور جمیع اہل یمن، اہل خراسان اور ماوراء النھر میں سے معمر بن راشد سے روایت کیا۔

اس کے بعد ابن بزار لکھتے ہیں۔

فلم یظهر لاحد من الائمة ما ظهر له من الاصحاب فی الفقه والمعرفة ولم ینتفع احد مثل ما انتفعوا بتفسیرهم للاحادیث المشکلة والمسائل المستخرجة۔

فقہ اور معرفت (حدیث میں) ائمہ اسلام میں سے کسی کے لیے اس قدر اصحاب ظاہر نہیں ہوئے جس قدر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب ظاہر ہوئے اور جتنا نفع احادیث مشکلہ اور مسائل مستخرجہ کی تفسیر میں اصحاب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور کسی نے حاصل نہیں کیا۔

یہ جملہ روایات اس بات کی مظہر ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا حصر ناممکن ہے چنانچہ بعض علماء اعلام نے اپنی بساط اور جدوجہد کے مطابق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اسماء گرامی ضبط تحریر میں لائے۔

ان میں سے حافظ ابومحمد حارثی، قاضی ابوالقاسم بن ابی عوام، خطیب، ابوالموید خوارزمی، امام محمد بن کردری، شیخ الحفاظ ابوالحجاج جمال الدین مزی، قاضی ابومحمد علامہ عینی، علامہ قاسم حنفی رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے بعض ایسے اصحاب ابوحنیفہ نقل کیے ہیں جو دوسروں نے نقل نہیں کیے۔ یعنی ان میں سے ہر ایک کے پاس کچھ ایسے نام تھے جو دوسرے کے پاس نہ تھے اسی لیے جب آپ کتب مختلفہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب مذکور پائیں گے تو ان میں اختلاف ہوگا بعض نے اسماء میں کچھ اضافہ کیا اور بعض نے کمی کی اور بعض نے کچھ اسماء ذکر کیے ہیں اور بعض نے ان کے سوا کچھ اور اسماء ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد بن یوسف صالحی نے حروف معجم کے اعتبار سے چند علماء کرام سے آٹھ سو کے قریب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اسماء نقل فرمائے ہیں جو ساٹھ صفحات پر مشتمل ہیں۔ شیخ علی بن سلطان محمد قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک سو پچاس نام جمع کیے ہیں پھر علامہ ملاعلی قاری نے آخر میں کہا یہ وہ نام ہیں جو ہم نے مناقب کردری سے مختصراً ذکر کیے ہیں اور ابن بزاز کردری نے تقریباً سات سو تمیں اسماء گرامی مع مقام سکونت نقل کیے ہیں۔

بندۂ ناچیز مناقب کردری سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامی بمع مقام سکونت نقل کر رہا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو میرے پاس اس موضوع پر کتب بہت کم تھیں میں نے حضرات علماء گرامی سے رابطہ کیا تاکہ مجھے کچھ کتب مل جائیں لیکن جواب نفی میں ملا۔ پھر میں نے کراچی، لاہور اور پشاور کے عظیم کتب خانوں سے رجوع کیا لیکن ان سے کوئی کتاب نہ مل سکی۔ یہ میرے لیے نہایت ہی مشکل لمحات تھے ایسے مصائب آلام سے جو شخص گزرا ہے وہی ان مشکلات کا احساس کرسکتا ہے جو اس کتاب کے لکھنے میں مجھے درپیش آئیں۔

لیکن میں نے امید کا دامن نہ چھوڑا اور مجھے ایک برادر دوست جناب محترم قاری عبدالمجید سعیدی صاحب گجراتی سے ایک کتاب مل گئی وہ الفقیہ القاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صمیری متوفی ۴۳۶ھ کی کتاب ''اخبار ابی حنیفہ واصحابہ'' ہے اور یہ کتاب نہایت مدلل ہے اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کو بسند متصل ثقات رواۃ سے نقل

کیا گیا ہے اور یہ کتاب اکثر کتب جو مناقب امام صاحب رضی اللہ عنہ میں لکھی گئی ہیں کا ماخذ رہی ہے حتیٰ کہ خطیب بغدادی نے بھی اس سے روایت نقل کی ہے۔ گویا کہ یہ کتاب نہایت ہی جامع اور ثقہ ہے لیکن پھر بھی اور کتب کی ضرورت تھی۔

چنانچہ بندۂ ناچیز نے حضرت العلام صاحبزادہ رضائے المصطفیٰ صاحب آف ڈنگہ سے رابطہ کیا اور وہ میرے استاد بھائی بھی ہیں لہٰذا آپ نے مجھے چند کتب مرحمت فرمائیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے وہ بوسیلہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت ہم پر تادیر قائم فرمائے آمین۔

ان وجوہ کی بناء پر بندۂ ناچیز نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اسماء گرامی صفحۂ قرطاس پر لانے کا ارادہ کیا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے کتب کی عدم دستیابی کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے چونکہ حضرات علماء کرام کے پاس تو یہ کتب عربی میں موجود ہیں وہ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ عربی سے ناواقف ہیں وہ ان سے کیسے مستفید ہوں گے چنانچہ عوام الناس اردو دان کے استفادہ کے لیے میں معتبر کتاب ''مناقب کردری'' سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب گرامی کے اسمائے مبارکہ مع مقام سکونت آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ زہے قسمت گر قبول افتد۔

علامہ محمد بن محمد المعروف بائن بزاز کردری نے سب سے پہلے حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا ذکر فرمایا پھر اس کے بعد دیگر شہروں سے ان کا ذکر کیا۔

(۱) مکہ مکرمہ شرفہا اللہ سے اصحاب ابوحنیفہ

جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طود مکہ عمرو بن دینار، عبدالعزیز بن ابی رواد، عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رداد، ہیت مکی، سفیان بن عیینہ کوفی ساکن مکی، عبداللہ بن رجاء، عبداللہ بن ولید ہزلی، سعید بن سالم، سلیمان بن نافع خشاب مکی، فضل بن عیاض الحارث بن عمیر، ابراہیم بن عکرمہ، عبداللہ بن یزید مقری۔ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے نو سو حدیث سنی ہے۔ یحییٰ بن سلیمان، خلاد بن یحییٰ بن صفوان، یسع بن طلحہ، حنظلہ بن سفیان، داؤد بن عبدالرحمٰن، حمزہ بن حارث بن عمر، خالد بن یزید عمری، ابوسعید طائفی مکی، عمر بن قیس مکی، عبداللہ بن میمون، یحییٰ بن ابی عمرو۔

(۲) اہل مدینہ منورہ سے

جعفر بن محمد صادق، مالک بن انس، محمد بن اسحاق بن بشار صاحب مغازی، عبیداللہ بن عمر عمری، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبدالعزیز بن محمد، محمد بن علی بن حسین بن علی، محمد بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون، اسماعیل بن یحییٰ بن عبداللہ قرشی، محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی، محمد بن عمرو واقدی، عبدالمالک بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ۔

(۳) اہل کوفہ سے

سفیان بن سعید بن سردق ثوری کوفی، ابوہاشم مغیرہ بن مقسم ضبی، عمار بن زریق اصحاب اعمش سے ہے۔ حماد بن ابی سلیمان اشعری کوفی استاد، بلال بن مرداس فزاری، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ، عبداللہ بن شبرمہ ضبی، رقبہ بن

مصدقہ، مسعر بن کدام، اسماعیل بن خالد تابعی، شریک بن عبداللہ، محمد بن ابی عبید اللہ بن ابی سلیمان فرامی، عبدالرحمٰن قشیری، نافع بن ابی نعیم، حاتم بن حاتم بن اسماعیل کوفی، ابواسحاق سلیمان بن فیروز اور اس کا بیٹا اسحاق، ابوعبدالرحمٰن عمرو بن ذر، عمرو بن محمد کوفی ابوعثمان مزنی، زکریا بن ابی زائدہ، عبدالملک بن ابی سلیمان، لیث بن ابی سلیم، مطرف بن طریف، ان کا بیٹا یحییٰ بن ابی زکریا۔ یہ سب کے سب کوفہ کے کبار ائمہ حدیث سے ہیں انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور آپ کے مناقب بیان کیے۔ مالک بن مغول بجلی، اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصعید استاد ثوری، خلاد بن یزید، بسام بن عبداللہ حیرفی، اسد بن منصور بن معتمر، ابراہیم بن زبرقان، عاصم بن ابی النجود، حمزہ بن حبیب مقری زیات، سلیم بن عیسیٰ مقری، ان کے بھائی حفص بن عیسیٰ، حسن بن عمارہ جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو غسل دیا، یاسین بن معاذ الزیات، یعقوب بن ابی مفسد، ابن عیینہ کے ماموں، یوسف بن میمون، ابوخزیمہ صباغ، ابوبردہ تیمی، مسادر بن وردان وراق، حسن بن صالح بن حی صمدانی، ہشیم بن عدی طائی کوفی، ابوبکر بن عبداللہ نہشلی، حفص بن حمزہ قرشی، سنان بن ہارون، ابان بن تغلبہ قیسی، ابان بن عثمان بجلی احمدی، یحییٰ بن یعقوب، ابوطالب قاضی، ابویوسف قاضی کے ماموں، محمد بن صبیح سماک بجلی، موسیٰ بن یزید کندی، اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان، عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن ابجر، فرات بن تمام اسدی، محمد بن خطاب سدوسی، محمد بن طلحہ بن منصرف، ان کے بھائی عبدالرحمٰن ہمدانی، ایوب بن نعمان انصاری ابویوسف کے چچا کا بیٹا، نعیم بن یحییٰ، عبید اللہ بن ولید رصافی، محمد بن عمارہ، قعقاع بن شبرمہ حنفی، ایوب بن عبداللہ قصاب، توبہ بن خلیل خیاط، مفضل کوفی، عمرو بن سلیمان عطار، حجر بن عبدالجبار بن وائل بن حجر حضرمی، حضرموت کے بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں۔ سعید بن سوید، زکریا بن عتیک، حبان بن سوید بن حکیم صوفی، حباب بن قسطاس ختنی، جعفر بن زیاد احمر علی کوفی، ابان بن ارقم عنزی، احمد بن فرات، محمد بن ربیع سلمی، محمد بن زیاد بن عمر جعفی، محمد بن قاسم ثقفی، مطلب بن زیاد، عبید بن سعید، مفضل بن صالح، ہشام بن مہران، ہشام بن ہلام سینانی، مغیرہ بن احمد بجلی، فضل بن موثق کی، یعلی بن حارث محاربی، عبداللہ بن اسید احسنی، معاویہ بن عمار بجلی، مرزبان بن مسروق، سداد بن مصعب، مغیرہ بن حمزہ بن مغیرہ، محمد بن سوید طائی، محمد بن سوید کلبی، مسلمہ بن جعفر بجلی، مفضل بن صدقہ، ابوحماد حلفی، بدیل بن ورقاء ایامی، فضیل بن زبیر اسدی، عمارہ بن محمد، ابراہیم بن محمد بن مالک ہمدانی، ولید بن قاسم ہمدانی، اسحاق بن عبداللہ عبدی، اسید بن سبرہ حارثی، سعید بن خمیس تمیمی، ان کا بیٹا مالک بن سعید، محبوب ابوالفرات، یزید بن حزن عجلی کوفی، ابراہیم بن سماعہ بجلی، اسماعیل بن شعیب السمان، ایوب بن شعیب بن خرات کوفی، عبد بن اجلح، بکر بن خنیس، عبدالقدوس بن بکر خنیس، ان کے بھائی ابراہیم بن بکر، ابوجعفر بن محمد بن حسن رقاش، ربیع بن عاصم فزاری، وکین بن ربیع خزاری، محمد بن عبداللہ بن خارجہ بن نافع انصاری، زافر بن سلیمان، محمد بن حجاج نخعی، عبدالرحمٰن بن اصبح حضرمی، اسحاق بن مالک ہمدانی، یسار بن بشیر، احمد بن صباح بن یحییٰ مزنی، محمد بن سالم بن افلح انصاری، عبدالرحمٰن بن مالک بن مغول، کامل بن علاء، مالک بن ابان عجلی، عیسیٰ بن لقمان قرشی، عبدالکریم بن عبداللہ حنفی، شیبہ بن غفار ابوغفار بن شیبہ، طلحہ بن سنان بن حارث، مصرف، محمد بن بشر سلمی، محمد بن اسماعیل قیاد کوفی، علی بن عابس، محمد بن حجر کوفی، خلف بن ایوب عامری، محمد بن عذافر صیرفی، محمد بن زائدہ، ہشام بن محمد، ابان بن صالح اموی، طریف

بن ناصح، سباع بن علاء بن عبداللہ، سعید بن فراش، حوشب، سیف بن عمرو تیمی، سیف بن عمارہ نخعی، سیف بن محمد ثوری، سیف بن حارث، سیف بن اسلم کوفی، عمار بن سیف حنفی، عوف بن مبارک عبدی، عورک سعدی، غسان بن غیلان اسدی، غیاث بن ابراہیم تمیمی، منصور بن عبداللہ ثقفی، مصعب بن وردان ازدی، مخالد بن سعید، قیس بن ربیع اسدی، زہیر بن معاویہ، ابوخیثمہ جعفر، حکیم بن ظہیر فزاری، عبداللہ بن ادریس بن یزید ازدی، ابومحمد محمد بن محمد بن فضل بن عروا حنفی، اسرائیل بن یونس، ابی اسحاق سبیعی، ان کے بھائی عیسیٰ بن یونس، میتب بن شریک، ابوسعید تمیمی، ابوبکر محمد بن عباس اسدی، عبدالرحمٰن بن سلیمان کوفی، عبداللہ بن حرب کوفی، ابوشہاب الحفاظ، عبدویہ بن نافع، یحییٰ بن یمان بجلی، جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن نمیر بن ابی حبہ ہمدانی، ابوہشام سلیمان الیزید، علی بن عبداللہ، ابوداؤد نخعی، ابوخالد احمری یشکری، علی بن ہشام برید، علی بن عزاب، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی، معصب بن سلام یمنی، عمرو بن محمد عبقری، عابد بن حبیب قیس، عبداللہ بن وہب حضرمی، اسباط بن محمد بن منیرہ قرشی، ابوالاحوص سلام بن سلیم نخعی، جریح بن معاویہ، محمد بن ہیثم نخعی، جعفر بن عون عمرو بن حریث مخزولی کی اولاد سے، مسہر بن عبدالملک ابوزید ہمدانی، عبدہ بن سلیمان، عبدہ بن حمید الحذاء، منصور بن ابی الاسود، ابومعاویہ ضریر کوفی، لیث بن عبدالرحمٰن، شاکر صمدانی، عبیداللہ بن موسیٰ قیسی، جابر بن نوح صمانی، یحییٰ بن عبدالملک بن ابی عتبہ بصری، ابومغیرہ اسماعیل بجلی، ہدیم بن سفیان بجلی، ہشام بن کلیب مرادی، خلف بن خلیفہ، زیاد بن عبداللہ بن طفیل کالی، عبداللہ بن علی، مہران بن طلاب بن حوشب، ابوردیم شیبانی، داؤد بن عبلہ حارثی، مبارک بن سعد ثوری، نوح بن دراج نخعی، عمرو بن جمیع، عثید بن قاسم، ابوزید بن علی بن حسین جعفی، سعید بن خثیم، ابوزید عیشی، خالد بن عامر بن عیاشی اسدی، حسین بن حسین بن عطیہ عوفی، جعفر بن محمد بن بشیر بن حریر بن عبداللہ بجلی، زید بن حباب عکلی، احمد بن بشیر قرشی عمری، عمرو بن مجمع کندی، علی بن طبیان عسی، ابواحمد زبیری، محمد بن عبداللہ زبیری، ابوداؤد عمرو بن سعید حضرمی، مصعب بن مقدام خثعمی، یوسف بن بکر، حماد بن خالد خیاط، عبدالعزیز بن ابان، حماد بن شعیب، عصمہ بن عبداللہ، سالم اسدی، عمرو بن شعیب، بشر بن سلیم، مسبب بجلی، محمد بن یعلی سلمی، ابونعیم فضل بن دکین کوفی، سعد بن ابی الجہم نخعی، صلت بن حجاج اسدی، سعید بن مسروق کندی، علی بن یزید صدائی، عون بن جعفر ابومحمد عبسی، ابراہیم بن محمد ثقفی، ابویحییٰ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمنی، محمد بن ربیعہ کلابی، معاویہ بن عبداللہ بن میسرہ، ابوقیس صائدی، منصور بن حازم کوفی، محمد بن عبیداللہ طنافسی، عمرو بن عبید، یعلی بن عبید، محمد بن عبید، محمد بن میمون زعفرانی، اسماعیل بن یوسف اشجعی، محمد بن بشر عبدی، زیاد بن حسن بن خرات، ابوالحسن بن اسود بن عمرو کلابی، علاء بن منہال غنوی، محاضر بن مودع اور اس کا بیٹا، ابن عبدالرحمٰن بن اسحاق قرشی، عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی، جنادہ بن سلیم، قاسم بن مالک مزنی، قاسم بن یزید جرمی، عثمان بن دینار، عثمان بن ابراہیم قرشی، حمید بن مخارق سلولی، ابوجناد خاقان بن حجاج، محمد بن اسماعیل بن بکیر بن عتیق تیمی، حارث بن عبدالرحمٰن غنوی، محمد بن طفیل بن ہانی نخعی، محمد بن مسروق کندی قاضی مصر، محمد الخاطی، اسماعیل بن ابان وراق، اسماعیل بن یحییٰ صوفی، عمار بن عبدالملک، کثیر بن محمد عجلی، معافی بن مختار، حمید بن عبدالرحمٰن رداسی، عبداللہ بن میمون، عبداللہ بن بکیر نخعی، محمد بن صلت، علی بن خادم، جندل بن واثق، معاویہ بن ہشام، ولید بن یزید ثقفی، مالک بن فدیک، طلق بن غنام، محمد بن مروان سدوسی، بشر بن

یزید یشکری، ایوب بن ہانی بن ایوب جعفی، اسد بن سعید نخعی، محمد بن واصل تیمی، واصل بن عبدالاعلیٰ اسدی، قبیصہ بن عقبہ سوائی، یحییٰ بن آدم کوفی، بشار بن ذراع، اسماعیل بن مسلم، زیاد سلولی، ابراہیم بن نعیم کنانی، محمد بن حسان، ابوالصباح بصری، محمد بن زیاد کوفی، محمد بن ابی الحاکم، محمد بن مختار بن ابی عبید ثقفی، عمر بن حماد بن طلحہ، لصید بن اسحاق بن عطار، خلف بن یاسین بن معاذ الزیات، ابراہیم بن میمون، احمد بن اسد بن عمرو بجلی، عبدالوہاب یشکری، ان کا بیٹا محمد، عبداللہ بن عبداللہ بن اسود، عبیداللہ بن زبیر قرشی آل عبداللہ بن مسعود کے موالی میں سے ہے، ابوعبدالرحمٰن حارثی، عون بن علاء بن عبدالکریم ہمدانی، عثمان بن عبداللہ کوفی، مالک بن اسماعیل ابوعثمان نہدی، زیاد بن حسن بن فرات ہمدانی، زکریا بن عدی بن عبداللہ اشجعی، حاصل بن ربیع، علی بن حمزہ کسائی، معاذ بن مسلم قرظی، یزید بن مہران، ولید بن ابان کوفی، حکیم بن قیس کوفی، تلید بن سلیمان، زکریا بن یحییٰ کوفی، زید بن حسن الحاطی، سعید بن عمرو ابی نصیر کوفی، محمد بن ابی شیبہ والد عثمان وابی بکر، عبداللہ بن صالح بن مسلم، ابوالمنذر روراق، سعید بن خثیم، اسماعیل بن خالد، اسماعیل بن نصیر، عمار بن حبیب بن حبان بن ابی الاشرس بن ابی الابیض بن اغر تیمی منقری، ولید اور ابیض عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کے بیٹے، ثعلبہ کوفی، اسید ابوسوید۔

(۴) اہل بصرہ میں سے

قتادہ بن دعامہ سدوسی جو تفسیر وحدیث اور فقہ میں اہل بصرہ کے امام ہیں، سلیمان بن طرحان تیمی، ابان بن ابی عیاش، جریر بن ابی حازم، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، عثمان بن مقسم کندی، ورقاء بن عمرو بن کلیب، سلام بن ابی مطیع، نصر بن طریف، معتمر بن سلیمان خویلی بن عبداللہ، عبدالواحد بن زیاد، ابوعبداللہ صفار، بحر بن کنیز سقاء، سالم بن نوح، سعید بن ابی عروجہ، حارث بن مبہان جرمی، وہیب بن خالد، بشر بن فضل بن ثعلبہ بصری، یزید بن زریع بصری، قنوعہ بن سوید باہلی، عمرو بن ہیثم ابوقطن، مسعدہ بن یسع بصری، ابوعبداللہ بن داؤد ہمدانی، حماد بن مسعدہ، محمد بن مبادر، عباد بن عباد مہلبی، عمرو بن حبیب، ضحاک بن مخلد ابوعاصم نبیل، عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ شامی نزیل بصرہ، عبدالرحمٰن بن مہدی، روح بن عبادہ، سلام بن منذر، عبدالوارث بن سعید، عبادہ بن مہیب، داؤد بن زبرقان، ہوذہ بن خلیفہ، حماد بن عیسیٰ، سوار بن عبداللہ قاضی یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کرتا ہے، معمر بن خاقان، سہیل بصری، ابوعمرو بن علاء مقری، سعید بن عامر ضبعی، محمد بن ابی عدی، فضیل بن سلیمان، یحییٰ بن کثیر، وہب بن جریر اور ان کے باپ جریر بن حازم، عدی بن فضل، مزاحم بن عوام، جعفر بن سلیمان، عمرو بن علی مقدی، معاذ بن معاذ عنبری، عمرو بن عبید معتزلی، عبداللہ بن بکر سہمی، عباد بن کثیر، زاہد بن سعید، عبداللہ بن محمد بن عائشہ، ابوعمرو مزیر، حماد بن یحییٰ۔

(۵) اہل واسط سے

ابوبسطام شعبہ بن حجاج، ابوعوانہ وضاح، عبدالعزیز بن مسلم، عبداللہ بن یزید ہذلی بصری، ابوزید یحییٰ بن عبسہ، ابوالنضر ہاشم بن قاسم، عامر بن مروان، ان کا بیٹا علی، ہشیم بن بشیر واسطی، خالد بن عبداللہ بصری، عباد بن عوام، محمد بن حسن واسطی،

معتمر بن مجر حمیری، ابوسفیان سلمہ بن صالح، صالح بن عمرو واسطی، علی بن عاصم بصری، محمد بن یزید واسطی، اسحاق بن یزید واسطی، اسحاق بن یوسف ازرق، یزید بن ہارون واسطی، حکم بن منصور، حارث بن منصور، اسماعیل بن منذر بن منصور، ابوشیخ، ان کا بیٹا سلیمان بن ابی شیخ واسطی، داؤد بن راشد، اسماعیل واسطی، شعیب بن حرب، سلام بن مسلم، شبابہ بن سوار۔

(۶) اہل موصل سے

ہارون بن عمرو انصاری، عبدالرحمٰن بن حسن زجاج، عمرو بن ایوب موصلی، عفیف سالم، معافی بن عمران، شعیب بن اسحاق موصلی، اسماعیل بن عیاش موصلی۔

(۷) اہل جزیرہ سے

عبدالکریم ابوامیہ جزری، امام اہل جزیرہ، مردان بن سالم جزری، مردان بن شجاع جزری رقی، ظریف بن عیسیٰ۔

(۸) اہل رقہ سے

عثمان بن سابق، عبداللہ بن عمرو جزری رقی، طلحہ بن زید رقی، کثیر بن ہشام رقی، فیاض بن محمد رقی، سعید بن مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک بن مردان رقی۔

(۹) اہل نصیبین سے

حماد بن عمرو نصیبینی، یوسف بن اسباط، ابراہیم بن محمد ابواسحاق فزاری۔

(۱۰) اہل دمشق سے

احوص بن حکیم، سعد بن عبدالعزیز، سوید بن عبدالعزیز، سعد بن یحیٰ لخمی دمشقی، شعیب بن اسحاق دمشقی، ولید بن مسلم دمشقی، محمد بن زید بن مدرج، ود بن عبداللہ خولانی، سلیمان بن ابی کریمہ، قاسم بن غصن۔

(۱۱) اہل رملہ سے

یحیٰ بن عیسیٰ رملی، ایوب بن سوید، علاء بن ہارون، ضمرہ بن ربیعہ، مخلد بن حسین مصیصی، رواد بن جراح عسقلانی، محمد بن خالد ذہبی حمصی، فرج بن فضالہ، شعبہ بن ولید، حکم بن ہشام ثقفی، ابوالفضل شامی، محمد بن اشعث شامی۔

(۱۲) اہل مصر سے

یحیٰ بن ایوب مصری، لیث بن سعد مصری، ابوعبداللہ مصری شیبانی۔

(۱۳) اہل یمن سے

معمر بن راشد، عبدالرزاق بن ہمام صنعاء، ان کی اکثر روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ہیں، قرہ بن موسیٰ بن طارق

زبیدی، حفص بن میسرہ صنعائی، مطوف بن مازن قاضی یمن، ہشام بن یوسف صنعائی، محمد بن انس صنعانی، رباح بن زید صنعانی، یوسف بن یعقوب صنعانی، اسہل بن عبدالکریم صنعانی، عباس بن سالم طائی۔

(۱۴) اہل یمامہ سے

محمد بن جعفر جعفی، ایوب بن جعفر حنفی، ہوزہ بن خلیفہ۔

(۱۵) اہل بحرین سے

عیسٰی بن موسیٰ۔

(۱۶) اہل بغداد سے

خلیفہ ابوجعفر منصور یہ وہی ہے جس نے اپنے استاذ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، مستعمل بن ملحان یہ حاتم بن علی طائی کی اولاد سے ہے جو بغداد میں مقیم ہے، حماد بن ولید نزیل بغداد، یحیٰی بن سعید اموی، عبداللہ بن مغیرہ بغدادی، محمد بن سابق، ابراہیم بغدادی، عبداللہ بن سلیمان بغدادی، طلحہ بن ایاس اوران کامنشی علی بن جعفر بن عبید جوہری، سفیان بن زیاد، ابو مالک والد حسین بن ابو مالک، مہاجر بغدادی، ابواسرائیل بغدادی۔

(۱۷) اہل اہواز سے

ابوہاشم محمد بن زبرقان، زبرقان اہوازی، سعید بن ہمام کوفی فارسی، عبداللہ بن بذیع، بجیر بن سعد فارسی، سلیمان بن یزید، عصمہ بن جراح فارسی۔

(۱۸) اہل کرمان سے

حسان بن ابراہیم کرمانی، عطاء بن جبلہ کرمانی، یحیٰی بن بکیر۔

(۱۹) اہل اصبھان سے

ابواھان نعمان بن عبدالسلام کوفی اصبھان کی قضاء پر متعین تھا، عصام اصبھانی۔

(۲۰) اہل حلوان سے

ولید حلوانی۔

(۲۱) اہل استرآباد سے

عمار بن نوح۔

(۲۲) اہل ہمدان سے

اصرم بن حوشب، قاسم بن حکم کوفی قاضی ہمدان۔

(۲۳) اہل نہاوند سے

عبدالعزیز نہاوندی۔

(۲۴) اہل ری سے

عیسیٰ بن ماہان ابوجعفر رازی، علاء بن حصین رازی، مہران بن ابی عمیر، علی بن مجاہد رازی، عیسیٰ بن خالد اصم، ابومعاذ رازی، اُزرق حنظلی، ابوزہیر، عبدالرحمٰن بن دوسی، اسحاق بن سلیمان رازی، ابراہیم بن مختار رازی، حطام بن سلیمان رازی، یحییٰ بن رازی، عثمان بن زائدہ رازی، حارث بن مسلم، صباح بن محارب، ہارون بن مغیرہ رازی، اشعث بن اسحاق رازی، ابواسماعیل خوارزمی قاضی خوارزم۔

(۲۵) اہل قومس اور رامغان سے

بکیر بن معروف امام قومس، محمد بن بکیر قاضی دامغان۔

(۲۶) اہل طبرستان سے

حکیم بن زبید قاضی آمل۔

(۲۷) اہل جرجان سے

عبدالکریم بن محمد جرجانی، امام اہل جرجان قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آتا اہل مجلس ان کے آنے سے نفع حاصل کرتے اور ہمارے پاس خراسان سے ان سے افقہ کوئی نہیں آیا، خالد بن صبیح، عمران بن عبداللہ جرجانی، ابوطیبہ جرجانی اور ان کا بیٹا احمد جرجانی، عنبسہ بن ازہر، رزین جرجانیان، بکیر بن حفص جرجانی، سعد بن سعید، عثمان بن سفیان جرجانی، ابوالخطاب جرجانی۔

(۲۸) اہل نیشاپور سے

سفیان بن قیراط، بشر بن ازہر۔

(۲۹) اہل سرخس سے

خارجہ بن مصعب امام اہل سرخس انہوں نے ایک لاکھ درہم طلب علم میں خرچ کیا اور ایک لاکھ لوگوں پر خرچ کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ امور میں ان سے مشاورت فرماتے تھے، عمارہ قاضی سرخس۔

(۳۰) اہل نساء سے

ابوسفیان نسائی قاضی مرد، فضالہ نسائی، عامر بن فرات، محمد بن یزید نے کہا: میں ان کے پاس آیا جایا کرتا تھا انہوں نے ایک دن مجھ سے فرمایا: تم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھا کرو میں نے کہا: میں طالب حدیث ہوں میں ان کی کتب نہیں دیکھوں گا۔ عامر بن فرات نے کہا: میں نے ستر سال آثار سیکھے اور میں آپ کی کتب کو دیکھنے کے بعد ہی اچھی طرح استنجاء کرتا ہوں۔

(۳۱) اہل مرو سے

ابراہیم صائغ اہل خراسان کا افتخار، ان کا بیٹا اسماعیل صائغ، حسن بن واقد امام اہل مرو، نضر بن محمد ابن مبارک نے فرمایا: نضر بن محمد تنہا ہی جماعت ہیں، فضل بن عطیہ، ان کا بیٹا محمد بن فضل ابوعاصم، ابوغانم یونس، ابوعصمہ نوح بن ابی مریم، جامع قاضی القضاۃ خراسان، ابوحمزہ محمد بن میمون یشکری، توبہ بن سعد، فضل بن موسیٰ شیبانی، نصر بن باب، محمد بن شجاع مروزی، سہل بن مزاحم، ان کے بھائی محمد بن مزاحم، یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی، نعیم بن عمرو، حکم بن میسرہ، نضر بن شمیل نحوی، حسین بن رشید مروزی، فیروز بن کعب، عبید اللہ بن عبدالرحمٰن، ابوالحارث بن ابراہیم بن مغیرہ، فضل بن سوید، خالد بن صبیح امام اہل مرو، نضر بن شمیل بشر بن یحییٰ نے کہا: میں نے ان کو مجلس ابن مبارک میں بیٹھا ہوا دیکھا جب کوئی مسئلہ ابن مبارک کے پاس آتا تو عبداللہ بن مبارک ان سے فرماتے: اے ابوالہیثم! اس کے متعلق جواب دو، منصور بن عبدالحمید، ابومجاہد عابد، عبدالعزیز، ابورزمہ، اکثم بن اکثم، عیسیٰ بن عثمان، محمد بن مختار، ابوالمتوکل امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑوسی، ابوحسان زیادی، عمرو بن داؤد، ابوحفص کندی، ابویسر مولیٰ ابی جعفر، ابوعبداللہ قرشی، ازہر بن کیسان۔

(۳۲) اہل بخارا سے

شریک بن عبداللہ نخعی، محمد بن قاسم اسدی امام اہل بخارا، محمد بن فضل بن عطیہ، محمد بن سلام، ابوخزیمہ، حازم بن عبداللہ سدوسی، جنید بن حسان صاحب حضرت انس بن مالک، حسن بصری، ابن سیرین، اسحاق بن مجاہد حنظلی، حازم بن اسحاق بن مجاہد، ابوعبداللہ اسحاق بن بشر بخاری، عثمان بن حمید المعروف بابوحنیفہ، عیسیٰ بن موسیٰ تیمی مولاھم ابواحمد غنجار بخاری، حسن بن عثمان، محمد بن سلام بیکندی، کعب بن سعد عامری، بدیل بن سہیل، احمد بن جنید حنظلی، مسیب بن اسحاق، حسن بن صالح، سعید بن ایوب، یحییٰ بن معین، محمد بن جعفر، سعد بن حفص، عبدالرحمٰن بن ہشام، نصر بن حسین، محمد بن قتیبہ، شداد بن سعد، سہل بن عاصم، محمد بن مہلب، حفص بن داؤد، معروف بن منصور، اسحاق بن حمزہ، اسحاق بن نصر، مہلب بن عاصم مصری، ولید بن اسماعیل۔

(۳۳) اہل سمرقند سے

ابومقاتل حفص بن سہیل خزاری سمرقندی، نصر بن ابی عبدالملک عتکی، شریک بن ابی مقاتل، معروف بن حسان، اسحاق

بن ابراہیم حنظلی قاضی سمرقند، یونس بن صبیح سمرقندی۔

(۳۴) اہل کیش سے

راہب بن مکشی۔

(۳۵) اہل صغانیات سے

ابوسعید محمد بن منتشر۔

(۳۶) اہل ترمذ سے

عبدالعزیز بن خالد، زیاد ترمذی، قاضی ترمذ وصغانیان، اسرائیل بن زیاد ترمذی۔

(۳۷) اہل بلخ سے

مقاتل بن حیان، متوکل بن عمران، متوکل بن شداد، ابومحمد حسن بن محمد لیثی، عمر بن ہارون، سالم بن سالم بلخی، ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی علم، عبارت اور زہد کے اعتبار سے اہل بلخ کے سردار تھے، ابومعاذ خالد بن سلیمان بلخی، حسن بن سلیمان بلخی، عمرو بن دیباج، عصام بن یوسف، مکی بن ابراہیم، ابراہیم بن ادہم المعروف بصاحب الامام، شفیق بن ابراہیم بلخی، مقاتل بن فضل فقہ اور حدیث میں ائمہ بلخ میں سے ایک امام تھے، علی بن محمد، علی بن یونس بلخی، سعدان بن سعد بلخی۔

(۳۸) اہل ہرات سے

ہیاج بن بسطام امام اہل ہرات، کنانہ بن جبلہ، ابورجاء عبداللہ بن واقد انہوں نے کہا: حسن بن عمارہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے اور میں آپ پر پانی انڈیل رہا تھا، معمر بن حسین ہروی، مالک بن سلیمان ہروی۔

(۳۹) اہل سجستان سے

عبداللہ سنجری، ایاس بن عبداللہ بن فضل سنجری۔

(۴۰) اہل رم سے

ابومعروف سجستانی قاضی رم۔

(۴۱) اہل خوارزم سے

ابوعلی خوارزمی، مغیرہ بن موسیٰ بصری ساکن خوارزم، ابراہیم بن عبدالرحمٰن خوارزمی، اسید خوارزمی اور ان کا بیٹا داؤد، ابوعلی خوارزمی قاضی خوارزم، عبیداللہ خوارزمی، عبداللہ بن یوسف خوارزمی، ابواللیث خوارزمی۔

(۴۲) امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ اصحاب جن کا نام معروف ہے لیکن شہر غیر معروف

محمد بن یزید انصاری، سالم بن محمد با معلی، ابوخزیمہ اسدی، اسماعیل بن ابی زیاد، عمرو بن شعیب، ابوالحسن باہلی، اسحاق بن ابی الجعد، عیسیٰ بن ایوب، عمرو بن عیسیٰ، حسن بن یوسف بن سلیمان، ابوعمرو دوری، یحییٰ بن نوح، ہمام بن مسلم، ابوالحارث، حسن بن شراحیل، لیث بن نصر، یوسف بن زاید، سلمہ بن سنان، عاصم بن مرزوق، اسماعیل، محمد بن سعید، اسحاق بن ابراہیم، یحییٰ بن طہان، محمد بن زیاد، محمود علی سلیمان کے بیٹے، حامد بن اسحاق عابد، منصور الحکم، ابوخزیمہ عابد، عبدالوہاب بن ابراہیم خراسانی، یحییٰ بن خالد اسماعیل بن یحییٰ، محاربی بن بجلی، ابوعمرو زبیری بن مغیرہ بن عبداللہ، سعید بن یحییٰ، حسن بن مسیب، ابوحفص عن ابیہ، ابواسحاق ازہری اشعری، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد سے، ابوبکر بن ابی عون، حکم بن ہشام، ابوبحر معتصمی، ابوالولید، علی بن علی حمیری، اسحاق بن دینار، حجر بن یزید، محمد بن عباد، ابوابراہیم مکش، شعیب بن عبدالعزیز، صفیہ حفص بن عبدالرحمن شریک امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی۔

اس کے بعد ابن بزاز کردری فرماتے ہیں:

فهولاء سبع مائة وثلثون رجلاء من مشائخ البلدان واعلام المسلمين من مشارق الارض ومغاربها اخذوا عنه ووصل العلم الينا ببركة سعيهم واجتهادهم جزاهم الله تعالى عنا خير الجزاء وخاصة عن الامام الاعظم. (مناقب کردری ج دوم ص ۲۱۹ تا ۲۲۴)

یہ مشہور شہروں کے مشائخ میں سے اور زمین کے مشارق ومغارب میں سے مسلمانوں کے سردار اور مینارۂ علم سات سوتیس آدمی ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا اور ان سے حدیث روایت کی جن کی کوشش اور اجتہاد سے علم ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے اور خاص کر کے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بہتر جزاء عطا فرمائے۔ امین بجاہ طہٰ ویٰسین۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب گرامی کے اسماء مبارکہ مع مقام سکونت سماعت فرمائے۔ اب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ گرامی کے متعلق کچھ ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ عزوجل سے بصد عجز ونیاز دعا ہے کہ وہ بوسیلہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اس سعی حقیر کو اپنی بارگاہ میں شرف اجابت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

شیوخ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فصل ہفتم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے ذکر میں فرماتے ہیں:

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم وقد ذكر منهم الامام ابوحفص الكبير اربعة الاف شيخ وقال غيره له اربعة الاف شيخ من التابعين مما بالك بغيرهم. (الخیرات الحسان ص ۵۶)

فرماتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بہت زیادہ ہیں اس مختصر میں ان کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ امام

صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے امام ابوحفص کبیر نے چار ہزار شیخ ذکر فرمائے ہیں اور ابوحفص کبیر کے علاوہ دیگر نے آپ کے چار ہزار شیخ صرف تابعین میں سے ذکر کیے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تیرا کیا خیال ان کے علاوہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اور کتنے شیوخ ہوں گے جبکہ صرف تابعین میں سے آپ کے چار ہزار شیخ ہیں تو تبع تابعین وغیرہم سے آپ کے کتنے مشائخ ہوں گے۔

عن ابوحفص ابن الامام الاجل امام الائمه بکربن محمد بن علی الزرنجری فیما کتب امی من بخارا اخبرنا والدی رحمه الله قال حکی عن ابی عبدالله بن ابوحفص الکبیر رحمه الله وقع منازعة فی زمنه بین اصحاب ابی حنیفة وبین اصحاب الشافعی فجعل اصحاب الشافعی لفیضلون الشافعی علی ابوحنیفه فقال ابوعبدالله بن حفص عدد المشائخ الشافعی کم هم فیعدوا فبلغوا ثمانین، ثم عدد مشائخ ابی حنیفة من العلماء والتابعین فبلغوا اربعة الاف فقال ابوعبدالله هذا من ادنی فضائل ابی حنیفة رحمه الله۔ (الموفق ج اول ص ۳۸، جامع المسانید ج اول ص ۳۰)

ابوعبداللہ بن حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کے زمانہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے درمیان جھگڑا ہو گیا کیونکہ اصحاب شافعی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے۔ ابوعبداللہ بن حفص نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ شمار کرو وہ کتنے ہیں چنانچہ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ شمار کیے تو وہ ۸۰ تک پہنچے پھر انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علماء اور تابعین سے مشائخ شمار کیے تو وہ چار ہزار تک پہنچے تو ابوعبداللہ نے فرمایا: یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ادنیٰ فضائل سے ہے۔

تو اس روایت سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ صرف تابعین میں تھے۔

پھر آپ کے بعض مشائخ کا ذکر کیا۔ امام حافظ ابوبکر محمد بن عمر بن محمد بن سبرہ دجاجی نے اپنی کتاب ''الاختصار لمذھب ابی حنیفه'' میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض مشائخ کا ذکر کیا۔

علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حافظ حجابی کی روایت کا اسلوب دیکھا ہے وہ اولیٰ اس لیے ہے کہ ان کی روایت میں عدد مشائخ بہت زیادہ ہیں اور میں جو مشائخ حافظ حجابی نے نقل نہیں کیے۔ ابن خسرو بلخی کی روایت سے ان کا ذکر کروں گا اور یہ کہوں گا "زاد ابن الخسرو"۔

ابوالموید علامہ محمد بن محمود خوارزمی نے لکھا ہے۔

الفصل الثانی فی معرفة مشائخ ابی حنیفة من الصحابة والتابعین رحمهم الله تعالٰی ویقرب عددهم ثلاثمائة۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۳۴۴)

فصل دوم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے صحابہ و تابعین میں سے مشائخ کی معرفت میں سے رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اور ان کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔

علمائے فحول حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ پر متفق ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی اس بارے میں تردد وتفکر نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وصف میں چند اشعار کہے ہیں ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔

ثلثة الاف والف شیوخه۔ واصحابه مثل النجوم الثواقب

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چار ہزار شیوخ ہیں اور آپ کے اصحاب کی تعداد آسمان پر چمکنے والے ستاروں کی مثل ہے۔

فن رجال کے امام ابوالحجاج حافظ جمال الدین مزی نے اپنی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ۷۶ شیوخ شمار کیے ہیں۔ بندۂ ناچیز عنقریب ان کے حالات ہدیہ ناظرین کرے گا جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف صحابی اور تابعی ہی واسطہ ہیں۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ کرام کے ثبوت کے متعلق کچھ وضاحت، امصار کی تواریخ کے عارف اور رواۃ کے اخبار اور اخیار کے آثار پر واقف کو اس بات پر شک نہیں ہونا چاہیے کہ جو اصحاب سیر ومناقب نے تذکرۂ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں آپ کے بکثرت شیوخ ذکر کیے ہیں یہ مستبعد نہیں۔ یعنی عقل ونقل کے لحاظ سے یہ بعید از سمجھ نہیں کیونکہ کوفہ وہ شہر ہے جہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور پرورش پائی اور اس وقت کوفہ فقہاء ومحدثین کا کبیر مرکز تھا۔ اس کا صرف وہی انکار کر سکتا ہے جو تواریخ بلدان اور سیر اعلام اور تراجم اعیان سے جاہل ہے۔

جب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عراق فتح ہوا تو آپ نے کوفہ کی تعمیر کا حکم دیا چنانچہ ۱۷ھ کو کوفہ تعمیر ہوا اور قبائل عرب میں سے صاحب فصاحت نے اس کے اردگرد سکونت اختیار کی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی تعلیم دین کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو یہ کہہ کر بھیجا کہ میں نے اپنے آپ پر تمہارے لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ترجیح دی ہے کہ وہ تم کو علم دین کی تعلیم دیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا علم میں ایک عظیم مقام تھا۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور آپ کے اصحاب کے اہل کوفہ کو دین کی تعلیم دینے کی وجہ سے وہاں ثقات اہل علم کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ وہاں اصفیاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حذیفہ، عمار، سلمان اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حتیٰ کہ جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کوفہ منتقل ہوئے تو آپ اہل کوفہ کے کثرت فقہاء سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ عزوجل ابن ام معبد پر رحم کرے کہ انہوں نے اس قریہ کو علم سے بھر دیا ہے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ایک لفظ میں اس طرح ہے۔

"اصحاب ابن مسعود سرج هذه القرية"

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اصحاب اس قریہ کے چراغ ہیں۔۔

یہاں تک کہ کوفہ علوم کا منبع بن گیا اور محدثین وفقہاء اور علوم قرآن وعلوم لغت عربیہ کے قائمین کی کثرت کے سبب

مسلمانوں کے دیگر شہروں میں کوفہ کا کوئی مثیل نہیں تھا۔

امام احمد بن عبداللہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک ہزار پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفہ میں تشریف لائے۔

تابعی کبیر مروق بن اجدع نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا علم چھ حضرات تک منتہی پایا۔ حضرت علی، عبداللہ، عمر، زید بن ثابت، ابودرداء اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم۔

ابومحمد رامہر مزی نے ''الفاضل'' میں انس بن سیرین سے ذکر کیا کہ انہوں نے کہا: میں نے کوفہ میں چار ہزار طالبان حدیث اور چار سو فقہاء کو دیکھا ہے۔ ابومحمد نے ہی عفان سے روایت میں کہا کہ ہم کوفہ آئے اور وہاں چار ماہ قیام کیا اگر ہم ایک لاکھ حدیث لکھنا چاہتے تو لکھ سکتے تھے لیکن ہم نے صرف پچاس ہزار کے قریب حدیث لکھی۔

پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حرمین شریفین کی احادیث دیگر شہروں کے علماء کے درمیان مشترک تھی اس لیے کہ وہ بکثرت حج کرنے آتے تھے اور حرمین شریفین سے احادیث حاصل کرتے تھے اور ان میں کتنے ایسے علماء کرام ومحدثین عظام ہیں جنہوں نے چالیس سے زائد حج اور عمرہ ادا کیے ان میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ آپ نے پچپن حج ادا فرمائے۔

علاوہ ازیں علامہ محمد بن یوسف صالحی نے عقود الجمان ص ۳۱۲ میں ذکر کیا ہے کہ جب ابن معبیرہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قضاء کے لیے مارا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور یہ واقعہ ۱۳۰ھ میں پیش آیا اور خلافت عباسیہ تک آپ وہاں قیام پذیر رہے اور ابوجعفر کے زمانہ میں آپ واپس کوفہ تشریف لائے اور ابوجعفر ۱۳۷ھ میں خلافت کا والی بنا تو اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ میں قیام کی مدت تقریباً سات سال بنتی ہے۔

الحاصل، اگر آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں شیوخ سے اخذ علم کو بھی شمار نہ کریں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قیام مکہ مکرمہ کے دوران موسم حج کے علاوہ ائمہ اعلام سے استفادہ بھی خارج از ذہن کر دیں اور ان کے سوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صرف پچپن حج کو لے لیجئے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چار ہزار شیوخ کی دلیل ہیں کیونکہ حرمین شریفین حجاج وعمار کرام کا مرکز رہے ہیں جن میں مفسرین ومحدثین اور فقہاء ومجتہدین بھی شامل ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو علوم کتاب وسنت سے محبت رکھتے تھے ہر حج میں ستر مشائخ کرام سے بھی استفادہ کیا ہو تو یہ تقریباً چار ہزار شیوخ تک تعداد پہنچ جاتی ہے۔

اگر آپ کوفہ کے کبار ائمہ محدثین اور مکہ مکرمہ میں سات سالہ قیام کے دوران ائمہ اعلام سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اخذ علم شمار کریں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے حضرات علماء کرام نے صرف تابعین میں سے آپ کے چار ہزار مشائخ کرام نقل فرمائے ہیں اور تابعین کے علاوہ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بے شمار ہیں۔

چنانچہ بوجہ بعد زمانہ وہ سب کے سب ضبط تحریر میں نہ لائے جاسکے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جن شیوخ گرامی تک ان کی رسائی ہوسکی انہوں نے وہ نقل کر دیے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے کثرت شیوخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فن رجال کے متشدد امام علامہ

ذہبی نے "مناقب ابی حنیفہ وصحابہ" کے ص ۱۰ا پر یوں لکھا ہے۔

"وروی عنه من المحدثین والفقهاء عدة لا یحصون"

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے محدثین وفقہاء میں سے اتنی تعداد نے روایت کیا ہے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ بے شمار ہیں تو جن علماء کرام نے نہایت جدوجہد کے بعد ان کے اسماء گرامی کو نقل کیا ہے ان میں سے حافظ حجابی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "الانتصار" میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کو نہایت ذمہ داری سے نقل فرمایا۔

ابوبکر محمد بن عمر حجابی الحافظ متوفی ۳۵۵ھ کے متعلق حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

ابوعلی نیشاپوری نے کہا: میں نے اپنے اصحاب میں سے احفظ ابوبکر بن حجابی سے کوئی نہیں دیکھا اور مجھے اس کے حفظ نے حیرت میں ڈال دیا۔

امام حاکم فرماتے ہیں میں نے حجابی سے اس کا ذکر کیا اور کہا ابوعلی اس طرح کہتے ہیں اور وہ حقیقت میں میرے استاد ہیں۔

محمد حسین بن فضل قطانی نے حجابی سے روایت کرتے ہوئے کہا میری کتب ضائع ہوگئیں تو میں نے اپنے غلام سے کہا: غم مت کرو کیونکہ ان میں دو ہزار احادیث تھیں اور مجھ پر ان میں سے ہر حدیث کو متناً سنداً بیان کرنا کوئی مشکل نہیں۔

ابوالقاسم تنوخی اپنے باپ سے روایت میں کہتے ہیں ہم نے ابوبکر بن حجابی سے احفظ کسی کو نہیں دیکھا۔

(میزاالاعتدال ج سوم ص ۶۷۰)

اس عظیم محدث سے الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ نقل فرمائے ہیں اور الحافظ ابوعبداللہ محمد بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ اضافہ کیا۔

اور یہ بندۂ ناچیز ابوالموید محمد بن محمود "صاحب جامع المسانید" خوارزمی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں کچھ اضافہ کرے گا۔

امام الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ گرامی کے نقل سے قبل لکھا ہے ہم سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبرک حاصل کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ شیوخ نقل کریں گے جن کا نام محمد ہے۔ پھر بحساب حروف تہجی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دیگر شیوخ نقل کیے جائیں گے اور وہ یہ ہیں۔

ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری، محمد بن قیس مرھبی، ابوعبداللہ محمد بن منکور بن تیم بن مرہ سے، ابوعون محمد بن عبداللہ بن سعید ثقفی کوفی، ابوبکر محمد بن سوقہ بیاع بزکوفی، ابوالزبیر محمد بن مسلم بن قدوس مکی، محمد بن زبیر تیمی حنظلی بصری، ابوسلمہ محمد بن عبداللہ عرزی کوفی، محمد بن عبدالرحمٰن بن زرادہ مدنی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کوفی، محمد بن مالک بن زبید ہمدانی، محمد بن عمرو عن عبداللہ بن عمر من حدیث شعیب بن اسحاق عن ابی حنیفہ، الموفق بن احمد مکی فرماتے ہیں یہ دہم سے وہ محمد وہ ہیں جو عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ

کیا ہے۔ محمد بن سائب ابوالنضر کلبی متوفی ۱۴۶ھ۔

الف

ابراہیم بن محمد بن منتشر بن اجدع ہمدانی کوفی اور یہ مسروق بن اجدع کے بھائی کے بیٹے ہیں، ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابواسماعیل سکسکی کوفی، ابراہیم بن مسلم ابواسحاق ہجری کوفی، ابراہیم بن میسرہ طائفی قیل مکی، اسماعیل بن ابی خالد مولیٰ بجیلہ، ابوعبداللہ اسماعیل بن امیہ بن عمرو بن سعید بن عاص مدنی، اسماعیل بن عبدالملک بن ابوالصغیر، آدم بن علی بکری بنی شیبان سے، ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی، ایوب بن عائذ طائی کوفی، ابان بن ابی عیاش (اور ابی عیاش کا نام فیروز ہے) ابوعقبہ عبسی حمصی، ابوحکم موذن مسجد ابراہیم نخعی کوفی، ابان بن لقیط کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

ایوب بن عتبہ یمامی قاضی یمامہ، اسماعیل بن مسلمہ مکی، اسحاق بن ثابت بن ابراہیم بن مہاجر بجلی کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

اسحاق بن سلیمان رازی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے، غنوی یا عبدی ابویحییٰ رازی۔

باء

بلال بن ابی بلال ابن سعید نے کہا: ان کو نصیبی کہا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک وہ بلال بن مرداس ہیں ان کی کنیت ابوبلال ہے اور یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کے شیخ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بکیر بن عطاء لیثی ان صح، بلال بن وہب بن کیسان۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

بہز بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری، بہلول بن عمرو صیرفی المعروف بالمجنون۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

بیان بن بشر ابوبشر کوفی احمسی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں کہا ہے بیان بن بشر نے حضرت انس اور مغیرہ رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔

بکر بن عبداللہ بن عمرو بن ہلال مزنی، بصری، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں کہا ہے انہوں نے ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔

تاء

الموفق بن احمد مکی نے اس حرف کے ماتحت امام صاحب رضی اللہ عنہ کا کوئی شیخ نقل نہیں کیا البتہ ابوالموید خوارزمی نے لکھا ہے کہ مسند میں ان کا ذکر ہے اور ترتیب کے اعتبار سے تو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں وہ یہ ہیں۔ تمیم بن سلمہ سلمی کوفی،

تمام بن مسکین، تمیم بن منتصر۔

ثاء

ابوحمزہ ثابت بن دینار بہنی (بہینہ مصر کا ایک قریہ ہے) ثابت بنانی۔

جیم

جامع بن شداد ابوصخرہ، جواب بن عبید اللہ کوفی، جابر بن یزید ابوعبداللہ جعفی۔
ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
جراح بن منہال جزری ابوالعطوف، جعفر بن محمد صادق۔
ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
جبلہ بن سحیم کوفی امام بخاری ؒ نے اپنی تاریخ میں کہا انہوں نے ابن عمر ؓ سے سنا ہے، جامع بن ابی راشد صیر فی کوفی، جویبر بن سعید کوفی۔

حاء

حکم بن عتیبہ ابومحمد مولیٰ کندہ، حبیب بن ابی ثابت ابویحییٰ اسدی کوفی، حسن بن سعد مولی علی بن ابی طالب، حسن بن حر مولیٰ بنی صید، حمید بن قیس اعرج مکی، حارث بن عبدالرحمٰن ہمدانی ابوہند، حصین بن عبدالرحمٰن ابوالہذیل سلمی کوفی، حماد بن ابی سلیمان اشعری (اور ابی سلیمان کا نام مسلم ہے) حارث بن یزید عکلی کوفی، حکیم بن صہیب صیوفی، حوط عبدی، حسین بن حارث ابوالقاسم جدلی بعض کے نزدیک معبد بن خالد جدلی، حکیم بن جبیر مولیٰ ابن امیہ ابوعبداللہ، حر بن صباح کوفی، حجاج بن ارطاۃ ابوارطاۃ کوفی۔
ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب، حسن بن عبدالرحمٰن سلمی، حسن بن عبداللہ بن مالک بن حویرث لیثی، حبیب بن ابی عمرہ قصاب، حبیب بن ابی ذئب۔

خاء

خالد بن علقمہ ابوحیہ ہمدانی کوفی، خصیف بن عبدالرحمٰن ابوعون مولیٰ بنی امیہ۔
ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
خالد بن عبدالاعلیٰ۔
ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

خالد بن سعید کوفی مولیٰ ابن مسعود رضی اللہ عنہما، خالد بن عبید، خالد بن عراک۔

دال

داؤد بن عبدالرحمٰن بن زاذان، داؤد بن نصیر بن سلیمان طائی، ابن خسرو بلخی نے حرف ذال کا اضافہ کیا ہے۔

ذال

ذر ابوعمر ہمدانی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

ذرعمرانی القاص تقریب اور خلاصہ میں وہ ذر بن عبداللہ مرہبی ہیں۔ ذر بن زیاد مدنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ذاکر بن کامل بن حسین بن محمد بن عمر خفاف ابوالقاسم۔

را

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن ابوعثمان، رباح کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

رباح بن زید صنعانی، ربیع بن سبدہ بن معبد جہنی۔

زاء

ابوالحسین زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم، زیاد بن علاقہ ابومالک کوفی، زبید بن حارث بن عبدالکریم ابوعبداللہ ہمدانی، زید بن اسلم ابواسامہ مولیٰ عمر بن خطاب، زیاد بن کلیب ابومعشر کوفی، زیاد بن میسرہ کوفی، زکریا بن ابی زائدہ ابویحییٰ ہمدانی، زکریا بن حارث کوفی، زید سلمی کوفی، زید بن ابی انیسہ ابواسامہ، زید بن ولید۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

زیاد بن حدیر اسدی کوفی ابوالمغیرہ، زر بن حبیش ابومریم اسدی، زبیر بن عدی ابوعدی عجلانی کوفی۔

سین

سماک بن حرب ابوالمغیرہ بکری کوفی، سلیمان بن خاقان ابواسحاق شیبانی، سلمہ بن کہیل ابویحییٰ حضرمی کوفی، سالم بن عجلان ابوعمر افطس حرانی، سعید بن مسروق ثوری کوفی، سعید بن مرزبان ابوسعد، سلیمان بن ابوالمغیرہ ابوعبداللہ قرشی کوفی، سعید بن ابی عروبہ بصری (ابوعروبہ کا نام مہران ہے) سفیان بن سعید ثوری۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

سلیمان بن مہران ابومحمد اعمش کوفی، سلمہ بن نبیط۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب، سلمان ابوحازم مولیٰ عنفرۃ الاشجعیہ، سلیمان بن بشار، سلیمان بن ابی سلیمان ابواسحاق شیبانی، سعید بن ابی سعید مقبری (اور ابوسعید کا نام کیسان ہے) سلیم مولیٰ شعبی کوفی، سعید بن جبیر بن ہشام ابوعبداللہ مولیٰ رابعہ من بنی اسد، سلمہ بن تمام ابوعبداللہ شقری، سلیمان بن بریدہ بن حصیب اسلمی۔

شین

شیبان بن عبدالرحمٰن ابومعاویہ تمیمی کوفی، شداد بن عبدالرحمٰن ابوردیہ بصری، شیبہ بن مساور بصری، شعبہ بن حجاج بصری، شبیب بن غرقدہ ابوعقیل کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

شرجیل بن سعید، شرجیل بن مسلم۔

صاد

صلت بن بہرام کوفی، صالح بن صالح بن حی ہمدانی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

صلت بن حجاج، صلت بن علاء، صباح بن محارب تیمی۔

طاء

طلحہ بن مصرف یامی، ابوسفیان طلحہ بن نافع، ابوسفیان طریف بن سفیان سعدی بصری، طلق بن حبیب بصری۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

طاؤس بن عبداللہ یمانی یعنی طاؤس بن کیسان ابوعبدالرحمٰن ہمدانی یمانی، طلحہ بن سنان یامی۔

عین

عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہم، عبداللہ بن ابی نجیح، عبداللہ بن عثمان بن خثیم ابوعثمان مکی، عبداللہ بن ابوحبیبہ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین مکی، عبداللہ بن داؤد، عبداللہ بن ابوالجالد کوفی، عبداللہ بن فاضع مولی ابن عمر، عبداللہ بن حمید بن عبید انصاری کوفی، عبداللہ بن سعید مقبری، عبداللہ بن عمر عمری، عبداللہ بن مبارک ابوعبدالرحمٰن مروزی، عبدالرحمٰن بن عمرو ابوعمرو اوزاعی، عبیداللہ بن عمر بن حفص ابوعثمان عمری، عبیداللہ بن ابی زیاد مکی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی (وہ ابن عقبہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں) عبدالرحمٰن بن شروان ابوقیس اودی، عبدالملک بن عمیر ابوعمیر لخمی کوفی، عبدالملک بن میسرہ زراد ہلالی کوفی، عبدالملک بن ابی بکر بن حفص بن عمر بن سعد، عبدالملک بن ایاس شیبانی الاعور کوفی، عبدالعزیز بن رفیع مکی

ان کا اصل کوفہ ہے، عبدالاعلیٰ کوفی تیمی، عبدالکریم بن ابی المخارق ابوامیہ، عبیدہ بن معتب ابوعبدالکریم ضبی، علی بن اقمر ابوالحسن وداعی ہمدانی، عطاء بن ابی رباح ابومحمد مولیٰ اسلم، عطاء بن سائب ابویزید ثقفی کوفی، عطاء بن عجلان عطار بصری، عطیہ بن سعد بن جنادہ جدی کوفی ابوالحسن، عطیہ بن حارث ابوروق ہمدانی کوفی، عمرو بن عبداللہ بن علی بن اسحاق ابواسحاق ہمدانی سبیعی، عمرو بن مرہ ابوعبداللہ مرادی، عمرو بن دینار ابومحمد مکی، عمرو بن شعیب ابوابراہیم سہمی، عامر بن شراحیل ابوعمرو شعبی از ہمدان، عامر بن سمط تمیمی کوفی، عامر بن عبداللہ بن قیس ابوبردہ بن ابی موسیٰ، عثمان بن عاصم ابوحصین اسدی کوفی، عثمان بن عبداللہ بن موہب قرشی کوفی ان کا اصل مدینہ منورہ ہے، عاصم بن ابی النجود ابوبکر کوفی مولیٰ بنی اسد، عیسیٰ بن ابی لیلیٰ، عثمان بن عبدالرحمٰن، عاصم بن کلیب جرمی کوفی، عاصم بن سلیمان ابوعبدالرحمٰن احول قاضی مدائن، عدی بن ثابت بن دینار بعض کے نزدیک ابن عبید بن عازب انصاری کوفی، عمر بن ذر بن عبداللہ ابوذر ہمدانی ''ان صح'' عمر بن بشیر ہمدانی کوفی، عمار بن عبداللہ بن سیار جہنی کوفی، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، عون بن ابی جحیفہ ابوحفص، عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ ابوالعباس مسعودی، عثمان بن راشد سلمی، علقمہ بن مرثد ابوالحارث حضرمی، عبدہ بن ابی لبابہ ابوالقاسم مولیٰ قریش، علاء بن زہیر کوفی اور بعض کے نزدیک ابن عبداللہ بن زہیر، عمیر بن سعید ابویحییٰ کوفی، عیسیٰ بن علی ابوعلی صیقل۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

عمران بن عمیر، علی بن بذیمہ، عبداللہ بن رباح عبدالرحمٰن بن حزم جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالموید خوارزمی نے جو اضافہ کیا ہے۔

عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبدالرحمٰن بن سابط، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عطاء بن یسار، عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج، عبداللہ بن دینار، عطار بن عبداللہ بن موہب مدنی، علی بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود عبداللہ بن مسعود کے بھائی کا بیٹا، ابوالحسن زراد ان کے نام میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک علی بن حسن بعض کے نزدیک جعفر بن حسن عبدالکریم بن معقل، عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، علی بن عامر، عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج انصاری حارثی، عمرو بن عبید بن باب بصری ابوعثمان، عیسیٰ بن ماہان ابوجعفر رازی، عراک بن مالک غفاری۔

غین

غالب بن ہذیل ابوالہذیل کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

غیلان بن جامع محاربی۔

فاء

فراس بن یحییٰ ہمدانی ابویحییٰ کوفی، فرات بن عبدالرحمٰن قزاز ابوالحسن کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

فرات بن ابی فرات، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں فرات بن فضل بن طلحہ لکھا ہے، فضل بن دکین (اور دکین کا نام عمر بن حماد بن زہیر تیمی ہے) حافظ ابونعیم، فضل بن موسیٰ سفیانی مروزی، فضیل بن عیاض زاہد، فروخ بن عبادہ، فرج بن بیان۔

قاف

قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، قاسم بن محمد ابوسہیل کوفی، قیس بن مسلم ابوعمر وجدلی کوفی، قتادہ بن دماعہ ابوالخطاب بصری سدوسی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

قاسم بن محمد ابونہیک اسدی، قزعہ بن یحییٰ مولیٰ زیاد۔

کاف

کدام بن عبدالرحمٰن سلمی فی، کثیر بن رماح اصم کوفی، لیث بن ابی سلیمان ابوبکر کوفی۔

لام

لیث بن ابی سلیمان ابوبکر کوفی۔ ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

لیث بن ابی سلیم، لیث بن سعد ابوالحارث مولیٰ فہم بصری۔

میم

موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ ابوعیسیٰ کوفی، موسیٰ بن ابی کثیر ابوالصباح کوفی ''ان صح'' موسیٰ بن مسلم کوفی، منہال بن عمرو اسدی ابویحییٰ، منہال بن خلیفہ ابوقدامہ کوفی، منہال بن جراح ابوالعطوف جزری، محارب بن دثار بکری کوفی، معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی، مسلم بن سالم ابوفردہ اور بعض کے نزدیک ابوفزارہ جہنی کوفی، مسلم بن کیسان ابوعبداللہ ملای کوفی ضبی، منصور بن معتمر ابوعتاب سلمی کوفی، منصور بن زاذان مولیٰ عبدالرحمٰن بن ابی عقیل ثقفی واسطی، منصور بن دینار (ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے) مسعر بن کدام ابوسلمہ صلائی کوفی، میمون ابوحمزہ اعور کوفی، میمون بن مہران جزری، میمون بن سیاہ بصری، مجالد بن سعید بن عمیر ابوعمیر ہمدانی کوفی، مرزوق ابوبکر تیمی کوفی، مکحول ابوعبداللہ شامی، مزاحم بن زفر تیمی کوفی، مخول بن راشد بن مخراق کوفی، مالک بن انس ابوعبداللہ مدنی اصحی، موسیٰ بن ابی عائشہ ابوالحسن کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

معاویہ بن اسحاق۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

مسلم بن عمران ابوعبداللہ بطین کوفی، معاویہ بن اسحاق بن طلحہ بن عبیداللہ قرشی، سروق ابوبکر تیمی مودب تیم، موسیٰ بن سالم ابوالجہضم، مبارک بن فضالہ بن ابی امیہ مولیٰ عمر بن خطاب، منذر بن عبداللہ بن منذر بن زبیر بن عوام۔

نون

نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر، نافع بن درہم ابوالہیثم عبدی کوفی، ناصح بن عجلان، نعمان، نصر بن طریف بصری۔

واؤ

واصل بن حبان اسدی کوفی، واصل بن سلیم تیمی کوفی، وقدان اور بعض کے نزدیک واقد ابویعقوب کوفی، ولید بن سریع مولیٰ عمرو بن حریث مخزومی، ولید بن عبداللہ بن جمیع زہری۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

وقیان بن یعقوب ابویعقوب کندی، ولاد بن داؤد بن علی مدنی۔

ھاء

ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی، ہشام بن عروہ بن زبیر، ہشام بن عائذ بن نصیب اسدی کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص زہری، ھیثم بن حسن ابوغسان۔

یاء

یحییٰ بن عبداللہ جابر ابوالحارث تیمی کوفی، یحییٰ بن سعید انصاری ابوسعید مدنی، یحییٰ بن ابی حیہ ابوحباب کلبی کوفی، یحییٰ بن عابد کوفی، یحییٰ بن عبید اللہ بن موہب تیمی قرشی، یحییٰ بن عمرو بن سلمہ ہمدانی، یحییٰ بن عبداللہ ابوحجیہ اجلح کندی کوفی، یزید بن صہیب ابوعثمان فقیر بصری، یزید بن عبدالرحمٰن بن زید ابوخالد کوفی، یزید بن عبدالرحمٰن عن انس، یزید بن ابی زیاد ابوعبداللہ کوفی، یونس بن عبداللہ بن ابی فردہ مدنی، یونس بن زہران، یعلی بن عطاء طائفی، یاسین بن معاذ ابوخلف زیات کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

یحییٰ بن عبدالجید بن وہب قرشی، یحییٰ بن عامر بجلی، یزید الرشک اور وہ یزید بن ابی یزید بیان بن ازہر ضبعی ہیں۔ یزید بن ربیعہ ابوکامل رجی دمشقی، صنعانی، یحییٰ بن مہاجر۔

جو کنیت سے مشہور ہیں

ابو [illegible] بن عبداللہ بن جہم، ابوالسوار، ابوغسان عن حسن بصری، ابوعبداللہ، ابوعمر عن سعید بن جبیر، ابوخالد، ابوبکر بن حفص بن عمر زہری، ابومحمد۔

ابوالموید خوارزمی نے جو اضافہ کیا۔

ابوعون، ابوعبداللہ، ابویحییٰ، ابوصخرہ محاربی۔

اسمائے مبہمات

ایک مرد ابوبکر مکی سے، ایک مرد شعبی سے، ایک مرد شریح سے، ایک مرد انس بن مالک سے، ایک مرد ابن حنفیہ سے، ایک مرد عطاء سے، ایک مرد ضحاک سے رضی اللہ عنہم۔ یہ رجال امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا آخری معجم ہے جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے یہ جملہ شیوخ کرام جن میں اکثریت کبار تابعین کی ہے تقریباً تین سو ستائیس ہیں۔ یہ بعد کے علماء کرام کی تتبع اور تلاش ہے ورنہ علماء فحول حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ از کبار تابعین پر متفق ہیں اس بارے میں کوئی تردد وتفکر نہیں۔

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ہر شیخ سے ۱۰ احادیث بھی سماعت فرمائی ہوں تو یہ چالیس ہزار احادیث بنتی ہیں۔ اس لیے امام ذہبی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حفاظ ائمہ محدثین میں شمار کیا ہے۔

ناظرین کرام کو اس فہرست کے ملاحظہ فرمانے کے بعد ان حضرات محدثین کے دعویٰ کی حقیقت طشت از بام ہو جائے گی جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ حدیث تسلیم نہیں کرتے یا آپ کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ تعجب اس بات پر ہے اگر معترض جس راوی سے حدیث روایت کرتا ہے تو وہ صحیح اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اس روای سے حدیث روایت کریں تو ضعیف۔ یہ بات تو قرین انصاف نہیں بلکہ اس نقطہ نظر کے پس منظر کوئی دوسرا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے رواۃ کی مندرجہ بالا فہرست وہ ہے جن کی روایتیں بخاری ومسلم یا صرف بخاری یا صرف مسلم میں موجود ہیں اور صحیح سمجھی جاتی ہیں لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ جب بلاتوسط ان ہی رواۃ سے روایت کرتے ہیں تو ضعیف کا سرٹیفکیٹ دے دیا جاتا ہے۔ انصاف یہی ہے کہ جس طرح بخاری کا شمار اور اس سے قبل مؤطا کا شمار اصح الکتب میں ہوتا ہے۔ مسند امام اعظم بھی اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ ہے ہاں اگر کسی حدیث پر اعتراض ہوسکتا ہے اس کے لیے نشانہ بخاری اور مسلم کو بننا چاہیے کہ اس میں واسطوں کی کثرت ہے نہ کہ مسند امام اعظم کو جبکہ اس میں حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مندرجہ بالا رواۃ کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں۔

حافظ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے اگر وسائط کم ہوں گے تو گمان خطا بھی کم ہوگا اور اگر وسائط زیادہ ہوں گے تو گمان خطا بھی زیادہ ہوگا۔ چنانچہ اس حقیقت کے اثبات کے لیے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرات صحابہ کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں ابوالحجاج جمال الدین مزی الحافظ نے ''تہذیب الکمال'' میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جو مشائخ نقل فرمائے ہیں ان کے تراجم (حالات) ہدیہ ناظرین ہیں۔

ان تراجم سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہو جائے گی کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث میں وسائط بہت کم ہیں۔

ابوالحجاج حافظ جمال الدین مزی فن رجال کے ایک بلند پایہ امام ہیں جن کے متعلق منقول ہے۔
تہذیب الکمال جیسی عظیم الشان تصنیف مصنف کی جلالت شان پر دلالت کرتی ہے اور وہ امام العلامہ شیخ المحدثین، عالم حبر، الحافظ الناقد، محقق مفید اور محدث شام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرحمٰن بن یوسف بن علی بن عبدالملک بن علی بن ابوالزہر قضاعی کلبی، مزی، دمشقی اور شافعی ہیں۔
اس کتاب کے متعلق صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ یوں رقمطراز ہیں۔
وهو كتاب كبير لم يولف مثله ولا يظن ان يستطاع. (کشف الظنون ج دوم ص ۱۵۰۹)
یعنی یہ ایسی کبیر کتاب ہے اس کی مثل کوئی کتاب تالیف نہیں کی گئی اور یہ گمان بھی نہیں اس کی مثل تالیف کی کوئی طاقت رکھتا ہو۔
حافظ ذہبی نے اپنی کتاب ''المعجم المختصر'' میں لکھا ہے۔
ومن نظر فی کتابه "تهذيب الكمال" علم محله من الحفظ فما رايت مثله، ولا راى هو مثل نفسه.
جس نے امام حافظ مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں نظر کی وہ جان جائے گا کہ ان کا حفظ میں کیا مقام ہے۔
امام ذہبی فرماتے ہیں میں نے ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے اپنے آپ کی مثل کسی کو دیکھا۔
پھر امام ذہبی فرماتے ہیں:
"ما رايت احفظ من اربعة"
میں نے چار ائمہ کرام رحمہم اللہ سے کسی کو احفظ نہیں دیکھا۔ وہ چار ائمہ اعلام یہ ہیں۔ ابن دقیق العید، دمیاطی، ابن تیمیہ اور مزی۔
ابن دقیق حدیث کی فقہ اور علل کا اعرف ہے اور دمیاطی انساب کا اعرف، ابن تیمیہ متون کا اعرف ہے اور حافظ مزی اسماء الرجال کا اعرف۔
اس جلیل القدر ناقد فن اسماء الرجال کے عظیم امام نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے تراجم میں جو ارقام فرمایا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے تراجم (حالات)

ابراہیم بن محمد منتشر رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ابراہیم بن محمد بن منتشر بن اجدع، یہ منتشر بن اجدع، مسروق بن اجدع شیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ ائمہ

صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حمید بن عبدالرحمٰن حمیری اور قیس بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۲۸۵)۔

اب دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ابراہیم بن محمد بن منتشر ہیں۔ اگر آپ اپنے شیخ الشیخ حمید بن عبدالرحمٰن حمیری سے روایت کرتے ہیں تو صحابہ تک دو واسطے بنتے ہیں کیونکہ حمید بن عبدالرحمٰن حمیری جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابی کے درمیان دو واسطے ہیں اور وہ روایت اس طرح ہوگی۔

ابوحنیفہ عن ابراہیم عن انس، یا ابوحنیفہ عن ابراہیم بن محمد منتشر عن حمید بن عبدالرحمٰن عن عبداللہ بن عباس اوعبداللہ بن محمد۔
(تہذیب الکمال ج سوم ص ۱۶۶)

اسمٰعیل بن عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ

(۲) اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصغیر ا اسدی ابوعبدالملک مکی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ''الجزء فی رفع الیدین'' للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سعید بن جبیر (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) عطاء بن ابی رباح، ابوالزبیر محمد بن سلم سے روایت کرتے ہیں (تہذیب الکمال ج اول ص ۴۸۴)

اور سعید بن جبیر بن ہشام والبی متوفی ۹۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں وہ حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوسعید خدری ابومسعود انصاری، ابوموسیٰ اشعری، ابوہریرہ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابوحنیفہ عن اسماعیل بن عبدالملک بن سعید بن جبیر عن انس بن مالک وغیرہ من الصحابہ۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۰۰)

جبلہ بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ

(۳) جبلہ بن سحیم تیمی ''یقال'' شیبانی ابوسویرہ کوفی متوفی ۱۲۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ حنظلہ انصاری امام مسجد قباء یہ صحابی ہیں۔ عبداللہ بن زبیر بن عوام، عبداللہ بن عمر بن خطاب، معاویہ بن ابوسفیان سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۲۱۶)

اب اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفة عن جبلة بن سحیم التیمی عن عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

حارث بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حارث بن عبدالرحمٰن ابوہند ہمدانی، دالانی کوفی۔ یہ ادب المفرد للبخاری اور مسند علی للنسائی کے رواۃ سے ہیں۔ یہ ضحاک بن مزاحم، محمد بن قیس، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج۱۱ص۵۸۲)

اس ترجمہ میں ضحاک بن مزاحم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

ضحاک بن مزاحم ہلالی ابوالقاسم متوفی ۱۰۵ھ سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابی الاحوص عوف بن مالک بن فضلہ جشمی، نزال بن بسرہ اور ابوصریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔
(تہذیب الکمال ج۵ص۱۸)

اب اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنيفة عن الحارث بن عبدالرحمن ابوهند عن ضحاك بن مزاحم عن انس بن مالك وغيره من الصحابة.

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

حسن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حسن بن عبید اللہ بن عروہ نخعی ابوعروہ کوفی متوفی ۱۳۹ھ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابووائل شقیق بن سلمہ، عبدالجبار بن وائل بن حجر حضرمی سے روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں ابووائل اور عبدالجبار بن وائل امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے شیوخ میں سے ہیں۔

شقیق بن سلمہ ابووائل اسد متوفی ۸۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ اسامہ بن زید، براء بن عازب، حذیفہ بن یمان، جناب بن ارت، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابودرداء، ابوسعید خدری وغیرہم من الصحابۃ۔ (تہذیب الکمال ج۶ ص۶۱۳) چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی اسناد یوں ہوئیں۔

ابو حنيفة عن حسن بن عبيدالله عن ابووائل عن الصحابة.

آپ دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

حکم بن عتیبہ کندی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حکم بن عتیبہ کندی [illegible] متوفی ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی، ابووائل شقیق بن سلمہ، عبداللہ بن ابی اوفی [illegible] سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج سوم ص۴۹)

[illegible] آپ ایک واسطہ یا دو واسطے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

اول: ابوحنیفہ عن حکم بن عتیبہ عن عبداللہ بن اوفی۔

یہاں صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

دوم: ابوحنیفۃ عن حکم بن عتیبہ عن شقیق بن سلم ابووائل عن الصحابۃ۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حماد بن ابی سلیمان (اور ابی سلیمان کا نام مسلم ہے) اشعری ابواسماعیل کوفی فقیہ استاد امام صاحب رضی اللہ عنہ متوفی ۱۲۰ھ سنن اربعہ، مسلم اور تاریخ الکبیر للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سعید بن جبیر، سعید بن مسیّب وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اس ترجمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف ایک واسطہ ہے۔

ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

شیخ الشیخ یعنی سعید بن مسیّب سے دو واسطے ہیں۔

سعید بن مسیّب بن حزن قرشی مخزومی متوفی ۹۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک، براء بن عازب اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۲۱۲)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی اسناد یوں ہوگی۔

ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن سعید بن المسیب عن الصحابۃ۔

اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

خالد بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸) خالد بن علقمہ ہمدانی الوداعی ابوحیہ کوفی۔ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عبد خیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج سوم ص ۲۶۶)

عبد خیر بن یزید یا زید ہمدانی ابوعمارہ کوفی سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ حضرت زید بن ارقم، عبداللہ بن مسعود، علی بن ابی طالب، ابوبکر صدیق اور آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۶ ص ۵۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ خالد بن علقمہ کے ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی اسناد یوں ہوگی۔

ابو حنیفۃ عن خالد بن علقمہ عن عبد خیر عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم۔

اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۹) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن (اور ابوعبدالرحمٰن کا نام فروخ قرشی تیمی ہے) ابوعثمان المعروف بربیعۃ الرای متوفی ۱۳۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ شیخ الشیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج سوم ص ۴۸۲)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ابوعیسیٰ کوفی متوفی ۸۳ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں وہ اسید بن حضیر، انس بن مالک، زید بن ارقم، عمر بن خطاب اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۵۳)۔

مام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کے ترجمہ کے بمطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک یا دو واسطہ سے صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں۔

ایک واسطہ کی اسناد اس طرح ہے۔

ابو حنیفۃ عن ربیعہ بن ابی عبدالرحمن عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

اس سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک یا دو واسطے ہیں۔

زبید بن حارث رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) زبید بن حارث بن عبدالکریم بن عمرو بن کعب یامی ابوعبدالرحمٰن کوفی متوفی ۱۰۴،۱۰۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ ابراہیم بن یزید تیمی، سعد بن عبیدہ ابی الاحوص عوف بن مالک بن فضلہ جشمی وغیرہم۔ اس ترجمہ میں سعد بن عبیدہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

سعد بن عبیدہ زہری ابوعبید مدنی عراق پر عمر بن بصیرہ کی ولدیت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمرو بن خطاب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۷۰)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفۃ عن زبید بن حارث عن سعد بن عبیدہ عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم.

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صرف دو واسطے ہیں۔

زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) زیاد بن علاقہ بن مالک ثعلبی ابو مالک کوفی متوفی ۱۲۵ھ اور حافظ ابن حجر کے مطابق ۱۳۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن شریک، سعد بن ابی وقاص (ولم نسمع منہ) مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں۔

مام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ زیاد بن علاقہ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

ابو حنیفة عن زیاد بن علاقه عن مغیره بن شعبه رضی الله عنه۔

اس ترجمہ میں زیاد بن علاقہ اپنے شیخ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

عمرو بن میمون اودی ابوعبداللہ متوفی ۷۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ خزیمہ بن ثابت (بعض کے نزدیک ان دونوں کے درمیان ابوعبداللہ جدلی واسطہ ہیں) سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۶۸۵)۔

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ سے اور ان کی اپنے شیخ سے جو کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں کی روایت کو لیا جائے تو سند حدیث اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفه عن زیاد بن علاقه عن عمرو بن میمون اودی عن الصحابه رضی الله عنهم۔

تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے بنتے ہیں۔

سعید بن مسروق ثوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) سعید بن مسروق ثوری کوفی متوفی ۱۲۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی (شیخ الشیخ امام صاحب) مسلم بن کفیل، منذر ثوری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۲۰۹)

مام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ سعید بن مسروق ثوری کے ترجمہ سے ثابت ہوا وہ ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

ابراہیم بن یزید بن شریک تیمی ابواسماء کوفی متوفی ۹۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ حضرت انس بن مالک اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۳۰۶)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سند یوں ہوگی۔

ابو حنیفة عن سعید بن مسروق الثوری عن ابراهیم التیمی عن الصحابة رضی الله عنهم۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوئے۔

سلمہ بن کھیل رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) سلمہ بن کھیل بن حصین حضرمی ابویحییٰ کوفی متوفی ۱۲۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن سوید نخعی، ابی الطفیل عامر بن واثلہ لیثی صحابی، عبداللہ بن ابی اوفیٰ صحابی، علقمہ بن قیس نخعی (شیخ الشیخ امام صاحب) سے روایت کرتے ہیں۔

اب دیکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کر رہے ہیں اور اس میں صرف امام اور صحابہ کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفة عن سلمه بن کھیل عن الصحابة.

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ کے شیخ علقمہ بن قیس سے روایت کریں تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوئے۔

علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک ابوشبل کوفی اسود بن یزید کے چچا اور ابراہیم نخعی کے ماموں متوفی ۶۳، ۶۵، ۶۱ھ ائمہ اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حذیفہ بن یمان، خالد بن ولید، جناب بن ارت، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

اب اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث شیخ کے شیخ سے ہو تو اس کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنیفة عن سلمه بن کھیل عن علقمه بن قیس عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم.

تو اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۳۸)

سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) سماک بن حرب بن اوس بن خالد ابوالمغیرہ کوفی انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ متوفی ۱۲۳ھ یہ سنن اربعہ، مسلم اور تاریخ الکبیر للبخاری کے رواۃ سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ثعلبہ بن حکم لیثی (له صحبته) جابر بن سمرہ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) نعمان بن بشر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۴۳۳)

آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ سماک بن حرب بن اوس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ بلاواسطہ تابعی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنیفة عن سماك بن حرب عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم.

یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اپنے شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی کوفی متوفی ۷۹ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اشعث بن قیس، اپنے والد عبداللہ بن مسعود، علی بن ابی طالب وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۱۹۳)

تو اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یوں ہوگی۔

ابو حنیفة عن سماك بن حرب عن عبدالرحمن بن عبداللّٰه بن مسعود عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم.

پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوں گے۔

شداد بن عبدالرحمٰن

(۱۵) شداد بن عبدالرحمٰن ابوروبہ قشیری۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ان شیخ کا ترجمہ کتب اسماء الرجال جو میرے پاس ہیں میں نہیں ہے لیکن علامہ محمد حسن سنبھلی حنفی نے ''تنسیق النظام'' میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن حبان نے ''کنیٰ'' میں ان کو ثقات تابعین سے شمار کیا ہے اور ابن حبان نے کہا: وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے جامع بن مطر نے روایت کیا۔ (تنسیق النظام ص ۵۸)

اور جامع بن مطر حبطی بصری کا ترجمہ تہذیب الکمال میں موجود ہے۔ امام مزی فرماتے ہیں یہ علقمہ بن وائل بن حجر اور معاویہ بن قرہ مزنی اور ام کلثوم بنت تمامہ حنظلیہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے روایت کیا او وہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۲۱۲)

چنانچہ ترجمہ جامع بن مطر حبطی بصری سے ثابت ہوتا ہے کہ شداد بن عبدالرحمٰن ثقات تابعین میں سے ہیں اور وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنيفة عن شداد بن عبدالرحمن عن الصحابة رضی الله عنهم۔

اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

شیبان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) شیبان بن عبدالرحمٰن تیمی نحوی ابومعاویہ بصری المؤدب متوفی ۱۶۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ قبیلہ ازد کے بطن نحوہ کی طرف منسوب ہے جس کی وجہ سے انہیں نحوی کہا جاتا ہے علم نحو کی وجہ سے انہیں نحوی نہیں کہا جاتا۔ یہ اسماعیل بن ابی خالد، حسن بصری، عبدالملک بن عمر، یحییٰ بن ابی کثیر (شیخ الشیخ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔
(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۶۳۳)

یحییٰ بن ابی کثیر طائی ابونصر یمامی متوفی ۱۳۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک سے تدلیسا اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرسلا اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۷۵۴) اور یحییٰ بن ابی کثیر کے شیخ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زہری مدنی متوفی ۹۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن زید، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۳۷۹)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ تین واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حنيفة عن شيبان بن عبدالرحمن عن يحيىٰ بن ابى كثير عن ابى سلمه بن عبدالرحمن بن

عوف عن الصحابة.

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تین واسطے ہیں۔

طاؤس بن کیسان

(۱۷) طاؤس بن کیسان ابوعبدالرحمٰن حمیری متوفی ۱۰۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ جابر بن عبداللہ، زید بن ارقم، زید بن ثابت، سراقہ بن مالک، صفوان بن امیہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، معاذ بن جبل (اور ان سے ملاقات نہیں ہوئی) ابو ہریرہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۳۶)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنیفة عن طاؤس بن کیسان عن الصحابة رضی اللہ عنهم.

(۱۸) طریف بن شہاب ابوسفیان سعدی۔ یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ ثمامہ بن عبداللہ بن انس، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) ابونضرہ منذر بن مالک بن قطعہ عبدی سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۵۶)

اور طریف بن شہاب کے شیخ منذر بن مالک بن قطعہ ابونضرہ عبدی متوفی ۱۰۸ھ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات بخاری اور ''الادب المفرد'' للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، عمران بن حصین، قیس بن عباد، ابوذر غفاری، ابوسعید خدری، ابوموسیٰ اشعری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۰۳)

اس ترجمہ سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہے۔

ابو حنیفة عن طریف بن شهاب عن منذر بن مالك ابو نضره عن الصحابة رضی اللہ عنهم.

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

طلحہ بن نافع قرشی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) طلحہ بن نافع قرشی ابوسفیان واسطی متوفی ۱۱۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سعید بن جبیر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب وغیرہم۔
(تہذیب الکمال ج ۵ ص ۸۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ طلحہ بن نافع سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفة عن طلحة بن نافع عن الصحابة رضی اللہ عنهم۔

یہاں صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) عاصم بن کلیب بن شہاب بن مجنون جرمی کوفی متوفی ۱۳۷ھ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور تعلیقات بخاری میں بھی ان کا ذکر ہے۔ یہ عبایہ بن رفاعہ (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) علقمہ بن وائل بن حجر، محارب بن وثار وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۱۲۲)

اور عاصم بن کلیب کے شیخ عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج انصاری ازرقی ابورفاعہ مدنی طبقہ ثالث سے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یہ حسین بن علی بن ابی طالب، اپنے دادا رافع بن خدیج، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوعبس بن جبر انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۲۳۴)۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث کی سند ملاحظہ فرمائیں۔

ابو حنیفة عن عاصم بن کلیب عن عبایه بن رفاعه عن الصحابة رضی اللہ عنه۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کا موازنہ پیش خدمت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجہاد باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ کے ماتحت جو حدیث مبارکہ لائے ہیں وہ یہ ہے۔

حدثنا اسحاق اخبرنا محمد بن المبارك، حدثنا یحیی بن حمزه قال حدثنی یزید بن ابی مریم اخبرنا عبایة بن رفاعه بن رافع بن خدیج قال اخبرنی ابوعبس هو عبدالرحمن بن جبر ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال۔ الخ۔

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الذبائح باب ماند من البہائم کے ماتحت جو حدیث لائے ہیں وہ بھی پیش خدمت ہے۔

حدثنا عمرو بن علی حدثنا یحیی حدثنا سفیان حدثنا ابی عن عبایة بن رفاعه بن رافع بن خدیج عن رافع بن خدیج قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ پہلی حدیث میں بواسطہ عبایہ بن رفاعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کتنے واسطے ہیں یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر چار واسطے بنتے ہیں۔

اور اس طرح دوسری حدیث میں بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر عبایہ بن رفاعہ تک چار واسطے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پانچ واسطے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

ابو حنيفة عن سعيد عن عباية بن رفاعه عن رافع بن خديج الى آخر الحديث۔

(مسند امام اعظم کتاب الذبائح ص ۱۹۴)

اس حدیث مبارکہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف دو واسطے ہیں۔

اور حدیث کا متن بھی ایک ہی ہے۔ ان هذا الابل اوابد کاوابد الوحش. یعنی اونٹوں میں سے بھی بعض وحشیوں کی مثل ہیں۔

یہ کتنی ستم ظریفی، بے انصافی اور بددیانتی ہے کہ جو حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ واسطوں سے مروی ہے وہ تو صحیح ہے اور وہی حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے دو واسطوں سے مروی ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔ میزان عدل وانصاف کہاں گیا یہ تو میزان ظلم ہے۔ خدارا انصاف کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

میں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحافظ الناقد جمال الدین مزی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جو شیوخ نقل فرمائے اور ان کا ترجمہ بھی حافظ مزی سے ہی پیش کیا جا رہا ہے۔ ان تراجم کے ماتحت جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث کی اسناد پیش کی جا رہی ہیں یہ صرف سمجھانے کے لیے ہے نہ کہ اصل اسناد میں ہے ہوسکتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ سے جو روایت نقل فرمائیں وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ نے کسی اور اپنے شیخ سے نقل کی ہو جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہوں۔

مقصد صرف یہی بتانا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک یا دو ہی واسطے ہیں جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کی روایت کرتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دو احادیث بطور نمونہ پیش کی ہیں اور صاحب عقل ودانش کے لیے یہی کافی ہے اور جاہل کے لیے دفتر بھی ناکافی۔

عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) عاصم بن ابی النجود یعنی عاصم بن بعدلہ کوفی ابوبکر مقری متوفی ۱۲۸ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ذکوان "ابی صالح السمان" ابووائل شقیق بن سلمہ، ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح، مصعب بن سعد بن وقاص یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۹۶)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ مصعب بن سعد بن ابی وقاص قرشی زہری ابوزرارہ مدنی متوفی ۱۰۳ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے والد سعد بن ابی وقاص، صہیب بن سنان، طلحہ بن عبید اللہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عدی بن

حاتم، عکرمہ بن ابوجھل، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۴۴)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابوحنیفة عن عاصم بن ابی النجود عن مصعب بن سعد بن ابی وقاص عن الصحابة رذی اللّٰه عنهم۔

عاصم بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) عامر بن شراجیل شعبی ابوعمرو کوفی مشہور قول کے مطابق آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتویں سال پیدا ہوئے اور سن وفات میں اختلاف ہے۔۱۰۴ یا ۱۰۵ یا ۱۰۶ یا ۱۱۰ھ۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن زید بن حارثہ، اشعث بن قیس کندی، انس بن مالک، براء بن عازب، حسن اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم، زید بن ثابت، سعد بن وقاص، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب وغیرہم ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: عامر بن شراحیل شعبی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکبر مشائخ میں سے ہیں اور انہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔

(تاریخ الکبیر ج ۵ ص ۱۳۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف ایک ہی واسطہ ہے اور وہ آپ کے شیخ عامر بن شراحیل شعبی ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند یوں ہوگی۔

ابو حنیفة عن عامر بن شراحیل الشعبی عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب النکاح باب (لا تنکح المراة علی عمتها) کے ترجمہ کے تحت ایک حدیث لائے ہیں وہ یہ ہے۔

حدثنا عبدان اخبرنا عبداللّٰه اخبرنا عاصم عن الشعبی سمع جابرا قال نص رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان تنکح المراة علی عمتها او خالتها وقال داؤد و ابن عون عن الشعبی عن ابی هریرة۔

یعنی عامر بن شراجیل شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کیا جائے۔ داؤد بن ابی ہندا اور ابن عون نے شعبی سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس کے متعلق حدیث سماعت فرمائیں۔

ابو حنیفة عن الشعبی عن جابر بن عبداللّٰه وابی هریرة قالا لا تنکح المراة علی عمتها ولا علی

خالتها۔ (مسند امام اعظم ص ۱۳۴)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شعبی (عامر بن شراحیل) سے وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت پر اس کی پھوپھی اور خالہ نکاح نہ کرے۔ یعنی پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی ایک نکاح میں جائز نہیں۔

آپ بنظر انصاف دونوں احادیث کا موازنہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین واسطوں سے امام شعبی سے روایت کی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ بلا واسطہ شعبی سے روایت کر رہے ہیں اور متن حدیث بھی ایک ہی ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں گمان خطا زیادہ ہو کیونکہ ان کے وسائط زیادہ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گمان خطا کم کیونکہ انکے وسائط کم ہیں لیکن ہمارا انصاف دیکھیں کہ یہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ضعیف۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بھی صحیح ترین ہے کیونکہ آپ کی حدیث میں امام شعبی تک کوئی واسطہ نہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں امام شعبی تک تین واسطے ہیں۔ اللہ عزوجل عقل سلیم عطا فرمائے۔

عبداللہ بن ابی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) عبداللہ بن ابی حبیبہ عدی آزاد کردہ غلام زبیر بن عوام۔ یہ ترجمہ اکثر کتب اسماء الرجال میں نہیں اور بعض نے ظاہراً یہ غلطی کی ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت ہیں۔ یا عبداللہ بن حبیب ابی ربیعہ ہیں لیکن اس میں اشکال ہے۔ علامہ زرقانی نے مؤطا کی شرح ''الزرقانی علی المؤطا'' کتاب النذور والایمان باب مایجب من النذور فی المشی میں اس حدیث مبارکہ۔

وحدثني عن مالك عن عبدالله بن ابی حبیبة''

کے ماتحت ارقام فرمایا۔

کہ یہ عبداللہ بن ابی حبیبہ زبیر بن عوام کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ ابوامامہ سہل بن حنیف، عثمان بن عفان، سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بکیر بن عبداللہ اشج، مالک بن انس، ابوحنیفہ نے روایت کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ''فضل لا اله الا الله'' کے ماتحت ان سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ عبداللہ بن ابی حبیبہ نے کہا: میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے۔

ابن حذاء نے کہا: یہ ان رجال میں سے ہیں جن سے امام مالک نے روایت کی ہے یہ ان کی معرفت کے لیے کافی ہے۔

چنانچہ یہ صریح ہے کہ عبداللہ بن ابی حبیبہ اس روایت میں وہی ہیں اور وہ ثقہ ہیں اور امام مالک کے شیوخ میں سے ہیں جیسا کہ مسلم نے خطبہ میں کہا امام مالک صرف ثقات سے ہی روایت کرتے ہیں۔ (شرح الزرقانی علی المؤطا ج سوم ص ۷۵ مطبوعہ دار الفکر)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی سند یہ ہے۔

ابو حنیفة عن عبداللہ بن ابی حبیبه قال سمعت ابا الدرداء صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی آخر الحدیث۔ (مسند امام اعظم ص ۱۱)

یہاں بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

عبداللہ بن دینار قرشی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) عبداللہ بن دینار قرشی عدوی ابوعبدالرحمٰن مدنی آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متوفی ۱۲۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک ابوصالح ذکران اسمان (شیخ الشیخ امام صاحب) اپنے مالک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۳۲۴)

تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی سند یوں ہوگی۔

ابو حنیفة عن عبداللہ بن دینار عن الصحابة رضی اللہ عنهم۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ھذلی ابوعبداللہ کوفی زاہد ۱۱۰ اور ۱۲۰ کے درمیان آپ کی وفات ہوئی ہے۔ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابوہریرہ، اسماء بنت ابوبکر، ان کی ہمشیرہ ام المومنین حضرت عائشہ، ام درداء رضی اللہ عنہم اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عون بن عبداللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۶۱)

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

عن ابوحنیفة عن عون بن عبداللہ بن عتبة بن مسعود عن الصحابة۔

اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

قابوس بن ابی المخارق رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) قابوس بن ابی المخارق (ویقال) ابن المخارق بن سلیم شیبانی کوفی یہ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے باپ کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ام الفضل لبابہ بنت حارث سے روایت کرتے (وقیل) وہ اپنے باپ کے واسطہ سے ہیں۔ ام الفضل سے روایت کرتے ہیں لیکن امام ذہبی نے الکاشف میں لکھا ہے وہ ام الفضل لبابہ بنت حارث سے روایت کرتے ہیں۔

ام الفضل لبابہ بنت حارث کے متعلق صاحب ''الاستیعاب''، علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ محترمہ ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بعد یہ اوّل عورت ہے جو اسلام لائی۔ نبی اکرم ﷺ ان کی زیارت کے لیے جاتے اور ان کے پاس قیلولہ فرماتے۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کثیرہ روایت کی ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۲۶۰، الکاشف ج دوم ص ۳۳۴)

الاستعیاب (الاصابہ فی تمییز الصحابہ کے حاشیہ پر ہے) (ج ۴ ص ۳۹۸)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند یہ ہوگی۔

ابو حنيفة عن قابوس ابى المخارق عن ام الفضل رضى الله عنهم۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابیات کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

(۲۷) عبدالکریم بن ابی المخارق (اور ابی المخارق کا نام قیس ہے) ابوامیہ بصری متوفی (۱۲۶) یہ حضرت انس بن مالک، حبیب بن ابی ثابت، سعید بن جبیر، عبداللہ بن حارث بن نوفل (یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کرام میں سے صرف آپ کے شیخ عبدالکریم بن ابوالمخارق ہی باقی رہ جاتے ہیں جن پر ضعف کا الزام ہے۔ تمام علماء نقد نے لکھا ہے کہ یہ بالاتفاق اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد نے کتاب ''المسائل'' میں ان سے روایت کو لیا ہے۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ سے ہیں۔ اب لے کر حاسدین امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس صرف عبدالکریم بن المخارق ہی رہ جاتے ہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔ صاحب تنسیق النظام نے ان کی حدیث سے احتجاج کے متعلق ستائیس وجوہ نقل فرمائی ہیں کہ ان کی حدیث قابل احتجاج ہے۔ یہ وجوہ قابل استفادہ ہیں۔ میں نے بخوف طوالت کتاب ان کا ذکر نہیں کیا اگر کوئی صاحب علم چاہے تو تنسیق انتظام کا مطالعہ کرے۔

الحافظ الناقد جمال الدین مزی نے ان کے ترجمہ کے ماتحت آخر میں لکھا ہے کہ حافظ ابومحمد عبداللہ بن احمد بن سعید بن یربوع اشبیلی نے کہا: مسلم صدر کتاب میں ان کی جرح کو بیان کیا ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر کوئی جرح نہیں کی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں احتمال ثقہ ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی کتاب ''تاریخ'' میں لکھا ہے جس کی میں جرح واضح نہیں کہ وہ احتمال پر ہے یعنی اس میں ثقہ کا بھی احتمال ہے اور میں نے جب یہ کہا ''فیہ نظر'' تو پھر اس میں کوئی احتمال نہیں۔ معلوم ہوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان میں ثقہ کا احتمال ہے۔ چنانچہ ان کی حدیث قابل استدلال ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۶ ص ۴۰۹)

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی اسناد وامام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ عبدالکریم بن ابی المخارق عن انس بن مالک سے کی جائے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

ابو حنیفة عن عبدالکریم بن ابی المخارق عن انس رضی اللہ عنه۔

اور اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سے حدیث کو نیا جائے تو اس میں صرف صحابہ تک دو ہی واسطے ہیں۔

ابو حنیفة عن عبدالکریم بن ابی المخارق عن سعید بن جبیر عن الصحابة رضی اللہ عنهم۔

عبدالمالک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) عبدالملک بن عمیر بن سوید بن جاریہ قرشی ابوعمرو کوفی المعروف بالقبطی متوفی ۱۳۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یہ اسید بن صفوان، اشعث بن قیس، جابر بن سمرہ، خبر بن عتیک انصاری، جریر بن عبداللہ بجلی، جندب بن عبداللہ بجلی، عبداللہ بن زبیر بن عوام، عبداللہ بن مصقل، مغیرہ بن شعبہ، نعمان بن بشیر، ابی الاحوص جشمی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور شیخ الشیخ ربعی بن حراش کے واسطہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ربعی بن حراش بن جحش بن عمرو ابومریم کوفی متوفی ۱۰۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حذیفہ بن یمان، ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری، عبداللہ بن مسعود، ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، عمران بن حصین، ابوذر غفاری، وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ عبدالملک بن عمر کے ترجمہ سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کبھی ایک واسطہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابو حنیفة عن عبدالملك بن عمیر عن الصحابه رضی اللہ عنهم۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

اور کبھی دو واسطے سے روایت کرتے ہیں اس کی سند یہ ہے۔

ابوحنیفة عن عبدالملك بن عمیر عن ربعی بن حراش عن الصحابة رضی اللہ عنهم۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث فضائل شیخین میں روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابو حنیفة عن عبدالملك بن عمیر عن ربعی عن حذیفة بن یمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر رضی اللہ عنهما۔

(مسند امام اعظم ص ۱۸۰)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں یہ حدیث مبارکہ اس طرح روایت کی ہے۔

قاله عبدالعزیز بن عبدالله عن ابراهیم بن سعد بن سفیان الثوری عن عبدالملك بن عمیر عن هلال مولی ربعی بن حراش عن ربعی عن حذیفة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم۔

اور اس حدیث کو اس طرح بھی روایت کیا ہے۔

روی ابن عیینہ عن زائدہ عن عبدالملك بن عمیر عن ربعی بن جراش عن حذیفة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تاریخ الکبیر ج ۸ ص ۲۰۹ ترجمہ نمبر ۲۷۴۱)

آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی حدیث کا موازنہ فرمائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی حدیث میں صحابی تک چھ واسطے ہیں اور دوسری حدیث میں چار واسطے ہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف دو واسطے ہیں۔

اسی طرح اس حدیث مبارکہ کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند یہ ہے۔

حدثنا الحسن بن الصباح ابزار فاسفیان بن عیینہ عن زائدہ عن عبدالملك بن عمیر عن ربعی هو ابن حراش عن حذیفة۔ الی آخر الحدیث۔ (ترمذی شریف کتاب المناقب ص ۶۰۸ مطبوعہ منشی نول کشور)۔

امام ترمذی کی حدیث میں صحابی تک پانچ واسطے ہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں ان میں اصح ترین حدیث کون سی ہے جن کے وسائط زیادہ ہیں یا جس کے وسائط بہت کم اس موازنہ سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین ہے کیونکہ صحابی تک واسطے بہت کم ہیں۔

میں انشاء اللہ العزیز کہیں کہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا دیگر ائمہ محدثین کی سنن کی حدیث سے موازنہ پیش کرتا رہوں گا تاکہ ذوق طبع بیدار رہے۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ہر شیخ کے ترجمہ کے ماتحت موازنہ پیش کیا جائے تو کتاب بہت طویل ہو جائے گی۔ چنانچہ بخوف طوالت میں کہیں کہیں موازنہ پیش کروں گا لیکن ہر وقت یہ پیش نظر رہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد بہت کم ہے کبھی ایک واسطہ کبھی دو واسطہ بہ نسبت دیگر ائمہ محدثین کے ان کی حدیث میں وسائط زیادہ ہیں۔ لہٰذا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین حدیث شمار ہوگی۔

عدی بن ثابت انصاری رحمۃ اللہ علیہ

(۴۹) عدی بن ثابت انصاری کوفی متوفی ۱۱۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ حضرت براء بن عازب، زر بن حبیش اسدی (اور شیخ الشیخ امام صاحب) ابوحازم سلمان اشجعی کوفی آزاد کردہ غلام عزۃ الاشجعیہ متوفی تقریباً ۱۰۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں یہ حضرت حسن اور حسین ابن علی بن ابی طالب، سعید بن عاص، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر بن خطاب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۹۰، تہذیب الکمال ج ۴ ص ۳۰۲)۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اپنے شیخ عدی بن ثابت سے حدیث روایت کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک دو یا تین واسطے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی اسناد یوں ہوں گی۔

ابوحنیفة عن عدی بن ثابت عن ابوحازم عن الصحابة رضی اللہ عنهم۔

یوں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔
یا امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔
اس کی اسناد اس طرح ہے۔
ابو حنیفة عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب رضی اللّٰه عنه.
جیسا کہ مسند امام اعظم میں قرات عشاء میں ہے (ص ۵۸)
یا امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تین واسطے ہیں۔ اس کی اسناد اس طرح ہے۔
ابو حنیفة عن عدی عن ابوحازم عن ابی الشعشاء عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه.
یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تین واسطے ہیں۔
اور ابوالشعثاء بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔ یہ حدیث مسند امام اعظم "**النهی عن صوم یوم الوصال والصحت**" (ص ۱۱۰) میں ہے۔
مقصد یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اکثر دو ہی واسطے ہیں۔ ایک ہی واسطہ ہے اور بہت کم تین وسائط بھی ہیں۔ **فافهم هذا وتدبر.**

عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) عطاء بن ابی رباح (ابی رباح کا نام اسلم ہے) یہ اسامہ بن زید، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس وغیرہم من الصحابۃ۔ آپ نے دوسو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ حبیب بن ابی ثابت، عبید بن عمیر، یوسف بن مالک وغیرہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۳۸)
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عطاء بن ابی رباح سے جو احادیث روایت کی ہیں ان میں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ یا دو واسطے ہیں اور مسند میں ان سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے پچیس احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے ان کی سند کچھ اس طرح ہے۔
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عطاء بن رباح کے طریق سے ابو ہریرہ سے اور یوسف بن مالک کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ سے اور اپنے شیخ کے طریق سے حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابو صالح کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حمران کے طریق سے حضرت عثمان ابن عباس اور اسامہ رضی اللہ عنہم سے اور اپنے شیخ کے طریق سے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور عبید بن عمیر کے طریق سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ کے طریق سے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔
اس سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث جو آپ کے شیخ سے مروی ہیں ان میں امام

صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں۔

روایت حدیث میں جس کا یہ مقام و مرتبہ ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایات کے صرف صحابی اور کبرائے تابعین میں سے صرف تابعی ہی واسطہ ہوں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ تک یہ حدیث اس طرح پہنچی ہو جن کی اسانید متصلہ صحیحہ اور قلیل الوسائط ہوں۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ ان احادیث پر اپنے مذہب کی بناء کریں اور اجتہاد و استنباط کریں تو آپ کا مذہب ان سے اگر ارجح و اقوی ہوگا جن نے چار یا چار سے زائد وسائط سے حدیث کو روایت کیا ہو چنانچہ بوجہ کثرت وسائط ضعف ان کی حدیث کا دروازہ کھٹکھٹائے گا نہ کہ امام کی حدیث کا جس میں وسائط ہی بہت کم ہیں۔

عطیہ بن سعد بن جنادہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی جدلی قیس ابوالحسن کوفی متوفی ۱۱۱ھ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت زید بن ارقم، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۷۰)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

اس حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنيفة عن عطية بن سعد عوفي عن الصحابة رضي الله عنهم۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں اپنے شیخ کی طریق سے اس طرح حدیث روایت کی ہے۔

ابو حنيفة عن عطيه عن ابى سعيد الخدرى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الذهب با الذهب. الى آخر الحديث. (مسند امام اعظم كتاب البيوع ص ١٦٤)

بکثرت رواۃ کی وجہ سے یہ حدیث مشہور ہے اور بعض علماء کرام نے اس کے متواتر ہونے کا ظن بھی کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) علقمہ بن مرثد حضرمی ابوالحارث کوفی تبع تابعی یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ عراق کے والی خالد قسری کے آخر دور میں فوت ہوئے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سلیمان بن بریدہ، عبدالرحمٰن بن سابط، قاسم بن مخیمرہ، مجاہد بن جبر مکی یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیخ ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۴۱)

سلیمان بن بریدہ بن حصیب اسلمی مروزی یہ سلیمان بن بریدہ عبداللہ بن بریدہ کے بھائی ہیں۔ یہ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جڑواں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے

ہیں۔ یہ اپنے باپ بریدہ بن حصیب اسلمی، عمران بن حصین، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۳۵۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کا ترجمہ آپ نے سماعت فرمایا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسند میں اکثر احادیث اپنے شیخ علقمہ بن مرثد سے من طریق سلیمان بن بریدہ عن ابیہ سے مروی ہیں۔ اسی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ''مسند'' میں اکتیس سے زائد احادیث روایت کی ہیں۔ اس ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند اس طرح ہے۔

ابوحنيفة عن علقمة بن المرثد عن سليمان بن بريدة عن ابيه بريده بن حصيب الاسلمى المروزى.

اس سند حدیث کو دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو ہی واسطے ہیں۔ اسی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ميت يموت له ثلاثة من الولد الا ادخله الله الجنة فقال عمر او اثنان فقال صلى الله عليه وسلم او اثنان. (مسند امام اعظم کتاب الجنائز ص ۱۰۰)

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ علقمہ بن مرثد سے وہ سلیمان بن بریدہ سے وہ اپنے باپ بریدہ بن حصیب اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس کے دو بچے فوت ہو جائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر دو بچے بھی فوت ہو جائیں۔ اس معنی میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ تین احادیث روایت کی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) حدثنا ابومعمر حدثنا عبدالوارث حدثنا عبدالعزيز عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم ما من الناس من مسلم يتوفى له ثلاث لم يبلغوا الحنث الا ادخله الله الجنة بفضل رحمة اياهم.

(۲) حدثنا مسلم حدثنا شعبه حدثنا عبدالرحمن بن الاصبهانى عن ذكوان عن ابى سعيدرضى الله عنه ان النساء قلن للنبى صلى الله عليه وسلم اجعل لنا يوما فوعظهن وقال ايما امراة مات لها ثلاثة من الولد كانوا لها حجابا من النار قالت امراة واثنان قال واثنان.

(۳) حدثنا على حدثنا سفيان قال سمعت الزهرى عن سعيد بن مسيب عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يموت لمسلم ثلاثة من الولد فيلج النار الا تحلة القسم.

(کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحتسب)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا باہم موازنہ کریں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تینوں احادیث کا معنی

یہی ہے کہ جس آدمی کے تین بیٹے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معنی بھی وہی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے بھی ثقہ رواۃ سے ان احادیث کی روایت کی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی ثقہ رواۃ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسند میں ایک تبع تابعی ہے اور ایک ثقات کبار تابعین میں سے ہے اور دونوں ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک تین اور چار واسطے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف دو واسطے ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث صحیح قرار پائے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ضعف امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ماتھے کا جھومر بن جائے۔

عقل و دانش کا تقاضا تو یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اصح ہو کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطہ سے حدیث کی روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین اور چار واسطہ سے احادیث کی روایت کر رہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے رواۃ بھی صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

آخر کیوں!

وجہ صرف یہی ہے کہ لوگ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حاسد ہیں اور یہ سب صرف حسد کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ حسد سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

علی بن اقمر رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) علی بن اقمر بن عمرو بن حارث بن معاویہ ہمدانی وداعی ابوالوازع کوفی طبقہ رابعہ سے ہیں اور ابن حبان نے ان کو تبع تابعین میں سے لکھا ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب (فیما قیل) عکرمہ بن عبداللہ آزاد کردہ غلام ابن عباس (شیخ الشیخ امام صاحب) عون بن ابی جحیفہ، مصعب بن سعد بن ابی وقاص (شیخ الشیخ امام صاحب) معاویہ بن ابی سفیان، ابوجحیفہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے ترجمہ کے مطابق آپ دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند اس طرح ہے۔

ابو حنيفة عن علي بن الاقمر عن الصحابة رضي الله عنهم.

اب آپ کے سامنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا موازنہ پیش خدمت ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اسی سند کے ساتھ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی متوفی ۶۴ھ سے روایت کرتے ہیں۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انا فلا اكل متكئاً. الى آخر الحديث

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تکیہ لگائے ہوئے نہیں کھاتا میں ایسے کھاتا ہوں جیسے ایک عبد کھاتا ہے اور ایسے پیتا ہوں جیسے ایک عبد پیتا ہے اور میں اپنی موت تک اپنے رب کی عبادت کروں گا۔

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حدثنا ابونعیم حدثنا مسعر عن علی بن الاقمر سمعت اباحجیفۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اکل متکئاً۔

(۲) حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ اخبرنا جریر عن منصور عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفۃ قال کنت عندالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لرجل عندہ لا اکل وانا متکیء۔

(کتاب الاطعمہ باب الاکل متکئا)

یعنی ابوجحیفہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تکیہ لگائے ہوئے نہیں کھاتا۔

دوسری حدیث میں ہے حضرت ابوجحیفہ نے کہا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے ایک شخص (وہ اعرابی تھا) جو بارگاہ نبوت میں حاضر تھا اس سے فرمایا: میں تکیہ لگانے کی حالت میں نہیں کھاتا۔

اب آپ دونوں احادیث کا موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یعنی ابوجحیفہ سوائی سے روایت کررہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین اور چار واسطہ سے ابوجحیفہ سے روایت کررہے ہیں لیکن اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث صحیح ہے۔ عقل ودانش اور انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اصح ہو کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطہ سے روایت کررہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین اور چار واسطہ سے روایت کررہے ہیں۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

عطا بن سائب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) عطاء بن سائب بن مالک ابوسائب یا ابومحمد کوفی متوفی ۱۳۶ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفی، ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح (شیخ الشیخ امام صاحب) وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۴۵)

عطاء بن سائب اپنے باپ سائب بن مالک سے بھی روایت کرتے ہیں۔ سائب بن مالک ابویحییٰ یا ابوکثیر کوفی (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) یہ طبقہ ثانیہ سے ثقات تابعین میں سے ہیں۔ یہ سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر بن خطاب (ان کان محفوظا) عبداللہ بن عمرو بن عاص، علی بن ابی طالب، عمار بن یاسر، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ترجمہ شیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوا کہ آپ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کسوف شمسی میں اپنے شیخ کے واسطہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنیفۃ عن عطاء عن ابیہ (سائب بن مالک) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر ایتان من آیات اللہ یخوف اللہ بھا عبادہ لا یکسفان لموت احدولا لحیاتہ فاذا کان کذلک فعلیکم با الصلوٰۃ (مسند امام اعظم ص ۹۴)

جس دن حضرت ابراہیم نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا: سورج حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے بے نور ہوا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب ایسا ہو تو تم نماز کسوف پڑھو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکسوف باب ۱۳ الا تنکسف لموت احد ولالحیاتہ۔ کے تحت ارقام فرمایا۔

حدیث کسوف کی ابوبکرہ، مغیرہ، ابوموسیٰ، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا اصبغ قال اخبرنی ابن وھب قال اخبرنی عمرو عن عبدالرحمن بن القاسم حدثہ عن ابیہ (قاسم بن ابوبکر صدیق) عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھم انہ یخبر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر لا یخسفان لموت احدو لا لحیاتہ ولکنھا آیتان من آیات اللہ فاذا رایتموں فصلوا۔ (کتاب الکسوف باب اول الصلوٰۃ فی کسوف الشمس)

دیکھیں وہی حدیث جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پانچ واسطوں سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے روایت کر رہے ہیں۔

اب انصاف کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف کہہ لیں یا اصح کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پانچ واسطوں سے ہی حدیث روایت کر رہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے۔

عکرمہ قرشی بربری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) عکرمہ قرشی بربری مفسر عظیم ابوعبداللہ آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما متوفی ۱۰۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن عبداللہ، حجاج بن عمرو بن غزیہ انصاری (اصحاب سنن نے ان سے حدیث روایت کی ہے جس میں صراحت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے لیکن عجلی، ابن برقی اور ابن سعد نے ان کو تابعین میں ذکر کیا ہے) حسن بن علی بن ابی طالب، صفوان بن امیہ، اپنے مالک عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عقبہ بن عامر جہنی، علی بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان، یحییٰ بن یعمر (شیخ الشیخ امام صاحب) یعلی بن امیہ، ابوسعید خدری، ابوقتادہ انصاری، ابوہریرہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۲۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ عکرمہ کے ترجمہ سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی

واسطہ ہے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

ابو حنیفة عن عکرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اسجد علی سبعة اعظم ولا اکف شعرًا ولا ثوبًا۔ (مسند امام اعظم ص ۷۳)

اب یہی حدیث شیخین سے ملاحظہ فرما کر موازنہ کریں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث شیخین کی حدیث سے اصح ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

حدثنا موسیٰ بن اسماعیل قال حدثنا ابوعوانہ عن عمرو عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت علی سبعة اعظم لا اکف شعرا ولا ثوبا۔

(بخاری شریف کتاب الاذان، باب ۱۳۸ الا یکف ثوبہ فی الصلوٰۃ)

مسلم بن حجاج قشیری اپنی صحیح میں اس حدیث کو اس سند سے روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن بشار قال فا محمد وھوا ابن جعفر قال فاشعبة عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان اسحد علی سعبة اعظم ولا اکف ثوبا ولا شعرا۔ (مسلم شریف مع نووی ج اول ص ۱۹۳)

ابو عیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کو اس اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدثنا قتیبة فاحماد بن زید عن عمروِ بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یسجد علی سبعة اعضاء ولا یکف شعرہ ولا ثیابہ۔

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۵۳)

تمام احادیث مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں اور میں اس کا بھی حکم دیا گیا ہوں کہ میں نماز میں اپنے کپڑے اور بالوں کو اکٹھا نہ کروں۔

اب مذکورہ احادیث پر غور فرمائیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار واسطوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مسلم بن حجاج قشیری نے پانچ واسطوں سے اور ابو عیسیٰ ترمذی نے چار واسطوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے اور سب نے عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک واسطہ سے یہ حدیث روایت کی ہے اور یہ واسطہ عکرمہ ہیں جن کے متعلق الحافظ الناقد امام مزی نے یوں لکھا ہے۔

فانہ لم تکن امة الا کان لھا حبر وان مولی عن عباس حبر ھذہ الامة۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۲۴)

ابو تمیلہ نے ضماد بن عامر قسملی سے انہوں نے فرزدق سے جواس حمانی سے روایت کیا کہ ہم شہر بن جوشب کے پاس جرجان میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے پاس عکرمہ تشریف لائے۔ ہم نے شہر بن جوشب سے کہا: کیا ہم ان کے پاس نہ جایا کریں تو اس کے جواب میں شہر بن حوشب نے کہا: ان کے پاس جاؤ ہر امت کا حبر تھا اور مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس امت کے حبر (عالم) ہیں۔

معلوم ہوا عکرمہ کا مقام طاؤس سے اعلیٰ ہے۔

اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ایک واسطہ (اور وہ بھی تابعی اور نہایت ثقہ) سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے یہ حدیث شیخین اور ترمذی کی حدیث سے اصح ہے کیونکہ ان کے وسائط بکثرت ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صرف ایک ہی واسطہ ہے۔ اس موازنہ پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی جملہ احادیث کو قیاس کرنا چاہیے۔

علی بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) علی بن حسن زراد آپ کا ترجمہ کتب اسماء الرجال میں نہیں ہے صرف فن رجال کے بلند پایہ امام الحافظ الناقد مزی کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں ان کا ذکر کرنا ہی کافی ہے۔

صاحب تنسیق النظام نے حدیث "فی الندب الی الاستیاك" کتاب الطھارۃ میں حاشیہ نمبر ۸ میں لکھا ہے اصل اسناد میں نساخ یا رواۃ سے خبط وتخلیط واقع ہوا ہے۔ اصل اور صحیح اسناد اس طرح ہے۔

ابوحنیفة عن منصور عن ابی علی الحسن الزراد الصیقلی عن جعفر بن تمام بن العباس بن عبدالمطلب عن ابیه مرسله.

یہاں ابی علی الحسن زراد کی جگہ علی بن الحسن الزراد واقع ہوا ہے اور عن جعفر بن تمام بن عبدالمطلب عن ابیه کی جگہ عن تمام عن جعفر عن ابی طالب لکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) عمرو بن دینار مکی ابو محمد اثرم جمحی متوفی ۱۲۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ ذکوان ابی صالح السمان، سعید بن جبیر، سعید بن مسیب، عبید بن عمیر، عروہ بن زبیر، مجاہد بن جبر مکی وغیرہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

ابو حنیفة عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس رضی الله عنهما. (کتاب البیوع ص ۱۶۶)

ابوحنیفة عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی الله عنهما (کتاب الحج ص ۱۱۲)

اس سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ کتاب الحج میں جو حدیث ہے وہ یہ ہے۔

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یکن له ازار فلیلبس سراویل ومن لم یکن له نعال فلیلبس حفین۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن زید سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تہبند نہ پائے وہ شلوار پہن لے اور جو جوتے نہ پائے وہ موزے پہن لے۔

اس حدیث کو مسلم نے اس طرح روایت کیا ہے۔

حدثنا یحیی بن یحیی وابولربیع الزهرانی وقتیبة بن سعید جمیعا عن حماد قال یحیی اخبرنا حماد ابن زید عن عمرو (بن دینار) عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یخطب یقول السراویل لمن لم یجد الازار، والخفان لمن لم یجد النعلین یعنی المحرم۔ (مسلم شریف کتاب الحج ص ۳۷۳)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا درآنحالیکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے فرمایا شلوار ان کے لیے ہے جو تہبند نہ پائے اور موزے ان کے لیے ہیں جو جوتے نہ پائے یعنی احرام باندھنے والا۔ اب آپ دونوں حدیثوں کے درمیان موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کو صرف دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کر رہے ہیں اور صاحب مسلم اس حدیث کو چار واسطوں سے روایت کر رہے ہیں بلکہ اگر ابوالربیع اور قتیبہ بن سعید کو شامل کر لیا جائے تو یہ چھ واسطے بنتے ہیں۔

اب آپ انصاف سے بتائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ہے یا مسلم شریف کی صحیح ہے جو چھ واسطوں سے مروی ہے۔

چونکہ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے لہٰذا صحیح ہے اور وہی حدیث ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے تو ضعیف ہے۔

خدارا انصاف کیجئے اور محض حسد کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار نہ دیں بلکہ اس کا نشانہ تو مسلم و بخاری کو بنا چاہیے کہ ان میں واسطوں کی کثرت ہے نہ کہ مسند امام اعظم جبکہ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف ایک یا دو واسطے ہیں۔

قابوس بن ابی ظبیان رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸) قابوس بن ابی ظبیان جنبی کوفی طبقہ سادسہ سے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ

میں سے ہیں۔ وہ اپنے باپ ابوظبیان حصین بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۸ص ۲۵۹)

حصین بن بن عمرو بن حارث ابوظبیان جنبی کوفی متوفی ۹۶ھ یہ اسامہ بن زید، جریر بن عبداللہ بجلی، حذیفہ بن یمان، ابوایوب خالد بن زید انصاری، سلمان فارسی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوموسیٰ، عبداللہ بن قیس اشعری، عبداللہ بن مسعود، علقمہ بن قیس، علی بن ابی طالب، عمار بن یاسر، عمر بن خطاب، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۷۱۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کا ترجمہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

اس ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں آپ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابوحنیفة عن قابوس بن ابوظبیان عن ابیه ابوظبیان حصین بن جندب رضی اللہ عنہ عن الصحابة رضی الله عنهم۔

یوں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوئے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۳۹) قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی مسعودی ابوعبدالرحمٰن کوفی متوفی ۱۲۰ یا اس سے قبل۔ سوائے مسلم کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن سمرہ، حصین بن قبیصہ فزاری، حصین بن یزید تغلبی، عبداللہ بن عمر بن خطاب، مسروق بن اجدع (شیخ الشیخ امام صاحب) سے روایت کرتے ہیں مسروق بن اجدع ہمدانی وداعی ابوعائشہ کوفی متوفی ۶۳ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اُبی بن کعب، جناب بن ارت، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود، عبید بن عمیر لیثی (یہ ان کے ہمعصر ہیں) عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، معقل بن سنانی اشجعی، مغیرہ بن شعبہ، ابوبکر صدیق، وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

حافظ ابوبکر خطیب نے کہا: مسروق بن اجدع کو بچپن میں چرالیا گیا پھر وہ مل گئے اسی وجہ سے ان کو مسروق کہا جاتا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۸۲ ص ۲۷۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک یا دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ سے مروی حدیث مسند امام اعظم اس طرح ہے۔

ابوحنیفة عن القاسم عن ابیه عن عبدالله (بن سعود) قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسلم عن یمینه وعن یساره۔ (مسند امام اعظم ص ۷۸)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قاسم سے وہ اپنے باپ عبدالرحمٰن سے وہ اپنے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں دو سلام پھیرا کرتے تھے (نہ کہ ایک سلام جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا گمان ہے)
اور مسلم نے اس کی مثل سعد سے روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا اسحق بن ابراهيم قال انا ابوعامر العقدی قال عبدالله بن جعفر عن اسماعيل بن محمد عن عامر بن سعد عن ابيه قال اری رسول الله صلی الله عليه وسلم يسلم عن يمنيه وعن يساره۔ (مسلم شریف ج اول ص ۲۱۶)

آپ دونوں حدیثوں کا موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث صرف دو واسطوں سے روایت کی ہے اور مسلم نے اس حدیث کو پانچ واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور امام کی حدیث کی سند اعلیٰ ہے۔
آپ ایک اور حدیث کو ملاحظہ فرما کر موازنہ کریں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین ہے وہ حدیث یہ ہے:
ابوحنيفة عن القاسم عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من كذب علی متعمد او قال مالم اقل فليتبوا مقعده من النار۔ (مسند امام اعظم ص ۳۱)
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قاسم سے وہ اپنے باپ محمد سے وہ اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔ اس حدیث پر اعتراض ہے کہ یہ منقطع ہے کیونکہ محمد بن ابوبکر نے بچہ ہونے کی وجہ سے نہیں سنا جبکہ ان کی وفات ہوئی اور محمد بن ابوبکر کی تربیت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی اور صحیح یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت قاسم سے انہوں کی عبدالرحمٰن سے انہوں کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے جیسا کہ جامع المسانید میں ہے۔
ابوحنيفة عن القاسم بن عبدالرحمٰن عن ابيه عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من كذب علی متعمد او قال مالم اقل فليبتوا مقعده من النار۔
(جامع المسانید ج اول ص ۱۱۰)
اس کے بعد بخاری کی اس کی مثل حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت جو انہوں نے روایت کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

حدثنا ابوالوليد قال حدثنا شعبة عن جامع عن شداء عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن ابيه قال قلت للزبير انی لا اسمعك تحدث عن رسول الله صلی الله عليه وسلم كي يحدث فلان وفلان قال اما انی لم افارقه ولكن سمعته يقول من كذب علی فليتبعوا مقعده من النار۔
(بخاری کتاب العلم باب ۳۸ اثم کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)
عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد زبیر بن عوام سے کہا: میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے

نہیں سنتا جیسا کہ فلاں وفلاں (عبداللہ بن مسعود) نبی اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت زبیر بن عوام نے فرمایا: میں آپ سے کبھی جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

اب دیکھیں یہی حدیث جو امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چار واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کر رہے ہیں اور یہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مکی بن ابراہیم تلمیذ اکبر امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات سے پہلی ثلاثی حدیث ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں بخاری شریف میں ثلاثیات سے اعلیٰ کوئی حدیث نہیں وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا مكي بن ابراهيم قال حدثنا يزيد بن ابي عبيد عن سلمة (بن الاكوع صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم) قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من يقل على مالم اقل فليتبوا مقعده من النار. (کتاب العلم بخاری شریف پہلی حدیث سے دوسری حدیث)

اب آپ غور فرمائیں کہ احادیث ثلاثیات مرویات بخاری پر مع امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علماء کو کتنا فخر ہے اور بخاری کی ثلاثیات پر بہت فخر کیا جاتا ہے وہ بھی اکثر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ سے مرویات ہیں۔

لیکن کتنی ناانصافی اور بددیانتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ثنائیات کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اب یہی حدیث لے لیجئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار اور تین واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث ضعیف ہیں۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار" (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج اول ص ۲۰۲)

قتادہ بن دعامہ رحمۃ اللہ علیہ

(۴۰) قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز بن عمرو سدوسی ابوالخطاب بصری متوفی ۱۱۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ابوالشعثاء، جابر بن زید، حبیب بن سالم آزاد کردہ غلام نعمان بن بشیر، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، سالم بن ابی الجعد، سعید بن مسیب، عبداللہ بن بریدہ، قزعہ بن یحییٰ بصری، مجاہد بن جبر مکی، محمد بن سیرین انصاری، یحییٰ بن یعمر وغیرہم۔

یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ ہیں جو آپ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۳۲۶)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قتادہ سے مروی حدیث یہ ہے۔

ابو حنیفة عن قتادہ عن ابی قلابہ (عبداللہ بن زید بصری جرمی) عن ابوثعلبہ خشی رضی اللہ عنہ (یہ مشہور صحابی ہیں اور ان کے نام میں بہت اختلاف ہے) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہان ان ناکل لحوم الحمرا الاھلیة۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۲۵)

ابو حنیفہ نے قتادہ سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھریلو پالتو خچروں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے صحابی تک صرف دو واسطے ہیں۔

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ابوثعلبہ خشی سے روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا اسحاق اخبرنا یعقوب بن ابراهیم حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب ان ابا ادریس اخبره ان ابا ثعلبه قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمرا الاهیلة۔

(بخاری شریف کتاب الذبائح باب لحوم الخیل)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوادریس (عائذ اللہ خولانی) نے ان کو خبر دی کہ ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو خچروں کے گوشت کھانے کو حرام فرمایا ہے۔

اس باب میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایات میں (نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہے مخالفت اور حرمت باہم لازم و ملزوم ہیں۔

اب آپ دونوں حدیثوں کا موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ قتادہ سے روایت میں صحابی تک صرف دو واسطے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں صحابی تک چھ واسطے ہیں اور حدیث وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ کتنی عجیب و غریب منطق ہے کہ دو واسطوں سے مروی حدیث ضعیف ہے اور چھ واسطوں سے مروی حدیث صحیح ہے۔

کیا اس دوغلی پالیسی کا بھی کچھ علاج ہے کہ وہی حدیث جو دو واسطوں سے مروی ہے وہ ہمارے محسنوں کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے چھ واسطوں سے مروی ہے لیکن صحیح ہے۔

حالانکہ حافظ عسقلانی کے نزدیک جتنے وسائط زیادہ ہوں گے گمان خطا بھی زیادہ ہوگا اور جتنے وسائط کم ہوں گے گمان خطا بھی کم ہوگا۔

ہمارے مہربان اس کے خلاف چل رہے ہیں کہ جس حدیث کے وسائط زیادہ ہیں اس میں گمان خطا کم ہے اور جس حدیث کے واسطے کم ہیں اس میں گمان خطا زیادہ۔ ورنہ یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ کم وسائط میں گمان خطا کم ہے۔ اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث بخاری کی حدیث سے بھی اصح ترین ہے۔

قیس بن مسلم جدلی

(۴۱) قیس بن مسلم جدلی عدوانی ابوعمرو کوفی متوفی ۱۲۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ سعید بن جبیر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، مجاہد بن جبر مکی (یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیخ ہیں) سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۴۰۶)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ قیس بن مسلم کے طریق سے مروی حدیث یہ ہے۔

ابو حنیفة عن قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن ابن مسعود رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم ینزل الله داء الا وانزل معه الدواء الا الهوم وفی روایة ان الله تعالی لم یضع فی الارض داء الا وضع له شفاء۔ (مسند امام اعظم ص ۲۰۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی بیماری کو نازل نہیں فرمایا مگر اس کے ساتھ اس کی دوا بھی نازل فرمائی۔ سوائے ہرم (بڑھاپا) کے اور ایک روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین میں بیماری کو رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی شفا بھی رکھ دی۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث صحابی تک دو واسطوں سے روایت کی ہے۔ اب ابوعیسیٰ ترمذی کی حدیث سماعت فرمائیں جو انہوں نے اسامہ بن شریک کے طریق سے روایت کی ہے۔

حدثنا بشر بن معاذ العقدی البصری فا ابوعوانه عن زیاد بن علاقه (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں) عن اسامه بن شریك قال قالت الاعراب یارسول الله صلی الله علیه وسلم الا نقداوی قال نعم یا عباد الله تداوا فان الله لم یضع داء الا وضع له شفاء اؤ دوا. الا داء واحد فقالوا یارسول الله صلی الله علیه وسلم وما هو قال الهوم. (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور)

اس کے علاوہ باقی اصحاب سنن نے بھی اسامہ بن شریک سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

اسامہ بن شریک سے روایت ہے انہوں نے کہا: اعراب نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم دوا نہ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! کیوں نہیں ضرور دوا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری زمین میں رکھی مگر اس کی شفا یا دوا بھی رکھی مگر ایک بیماری کی دوا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سی بیماری ہے آپ نے فرمایا: وہ بڑھاپا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن المثنی حدثنا ابواحمد الزبیری حدثنا عمر بن سعید بن ابی حسین، قال حدثنی عطاء بن ابی رباح (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں) عن ابوهریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ما انزل الله داء الا انزل له شفاء۔

(بخاری شریف کتاب الطب باب ما انزل الله داء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ عز وجل نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں فرمائی جس کی دوا نازل نہ کی ہو۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر احادیث کا موازنہ فرمائیں ابوعیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث صحابی تک تین واسطوں سے روایت کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی تک چار واسطوں سے یہ حدیث روایت کی۔

اب میزان عدل وانصاف آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ عدل وانصاف نہ کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرلیں یا عدل وانصاف کر کے میزان عدل وانصاف کی لاج رکھ لیں اور عدل وانصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین ہے کیونکہ اس کے وسائط بہت کم ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محارب بن دثار

(۴۲) محارب بن دثار بن کردوس بن قرداش سعدی ابومطار متوفی ۱۱۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں یہ اسود بن یزید نخعی، سلیمان بن بریدہ، عبداللہ بن بریدہ (یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیخ ہیں) جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۵۱۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن محارب عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للعراقيب من النار (مسند امام اعظم ص ۲۹)

اور جامع المسانید میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے۔

ابو حنيفة عن محارب عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للعراقيب من النار. فاذا اغسلتم ارجلكم فبلغوا با الماء اصول العراقب

(جامع المسانید ج اول ص ۲۳۲)

ابوحنیفہ محارب بن دثار سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ کا سخت عذاب ہے اور جامع المسانید کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے پاؤں دھوتو ایڑیوں کے اصول تک پانی پہنچاؤ۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی صرف ایک واسطہ (وہ محارب بن دثار ہیں) سے صحابی سے روایت کی ہے۔

اب بطور موازنہ شیخین کی حدیث بھی پیش خدمت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا موسیٰ قال حدثنا ابوعوانه عن ابى بشر عن يوسف بن ماهك عن عبدالله بن عمرو قال

تخلف النبي صلي الله عليه وسلم عن في سفرة سافرناها فادركنا .وقد ارهقنا العصر فجعلنا فتوضا ونسح علي ارجنا فتادی با علي صوته ويل للاعقاب من النار مرتين او ثلاثا.

(بخاری شریف کتاب الوضو باب غسل الرجلین)

یوسف بن ماھک (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے تو نماز عصر کا وقت تنگ ہو چکا تھا اور ہم نے وضو کرنا شروع کر دیا اور ہم پاؤں پر مسح کر رہے تھے آپ نے دو یا تین مرتبہ با آواز بلند پکارا ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ کا سخت عذاب ہے۔

اس سفر کو مسلم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ہم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آرہے تھے حتیٰ کہ جب ہم راستہ میں ایک جگہ پانی پر پہنچے تو کچھ لوگوں نے عصر کے وقت جلدی کی اور وضو کر لیا اور بہت جلدی میں تھے۔ یہاں تک کہ ہم بھی ان کے پاس پہنچ گئے تو ان کی ایڑیاں نہ مسح کرنے کی وجہ سے چمک رہی تھیں (کیونکہ وہاں پانی نہیں پہنچا تھا اور وہ سفید تھیں) تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ويل للعقاب من النار" اور وضو مکمل کرو۔ اس کے بعد کی حدیث اس طرح ہے۔

حدثنا شيبان بن فروخ وابو كامل جميعا عن ابی عوانه عن ابی بشر عن يوسف بن ماهك عن عبدالله بن عمرو قال تخلف النبي صلي الله عليه وسلم في سفر سافرناها فادركنا وقد حضرت صلوٰة العصر فجعلنا نسح علي فنادی ويل للعقاب من النار. (مسلم شریف ج اول ص ۱۲۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور وہ آپ سے آملے۔ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا تو ہم نے اپنے پاؤں پر مسح کرنا شروع کر دیا تو یہ دیکھ کر آپ نے ندا فرمائی۔ "ويل للاعقاب من النار" اب اگر کوئی یہ کہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں "ويل للعراقيب" ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں اور وہ حدیث یہ ہے:

"فاني سمعت ابو القاسم صلي الله عليه وسلم يقول ويل للعراقيب من النار"

معلوم ہوا عراقیب اور اعقاب میں صرف لفظی فرق ہے معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔ اب دیکھیں بخاری شریف کی حدیث میں صحابی تک چار واسطے ہیں اور مسلم کی حدیث میں صحابی تک پانچ واسطے ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث شیخین کی حدیث سے اصح ترین ہے۔ اس موازنہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی جملہ احادیث میں بھی ملحوظ خاطر رکھیں۔

محمد بن زبیر تمیمی حنظلی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳) محمد بن زبیر تمیمی حنظلی بصری یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ نسائی اور ابوداؤد کی کتاب ''مراسیل'' کے رواۃ سے ہیں۔ یہ حسن بصری، مکحول شامی، ابوبردہ بن موسیٰ اشعری۔ (یہ تینوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں) سے روایت کرتے ہیں۔
(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۶۹۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن محمد بن الزبير عن الحسن عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نذر ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصبه فلا يعصبه ولا نذر في غضب.

دوسری حدیث

ابوحنيفة عن محمد بن الزبير الحنظلي عن الحسن عن عمران بن حصينن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لانذر في معصية الله تعالى وكفارته كفارة يمين. (مسند امام اعظم ص ۱۵۴)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی نذر مانی (مثلاً نماز ظہر اول وقت میں پڑھے گا، یا جمعرات کا روزہ رکھے گا) چاہیے کہ وہ اس نذر کو پورا کرے۔ (امر وجوب کے لیے ہے اور مستحب نذر سے واجب ہو جاتا ہے) اور جس شخص نے معصیت (مثلاً شراب پینے نذر مانتا) کی نذر مانی وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کرے (کیونکہ معصیت کی نذر کی وفا حرام ہے)۔

دوسری حدیث مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نذر نہیں اور اس کا کفارہ کفار یمین ہے۔

آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ان دونوں حدیثوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیحین کی احادیث سے ان موازنہ کریں انشاء اللہ امام کی احادیث کی توثیق ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا امام کی مرویات احادیث صحیح ہیں ضعیف نہیں۔

پہلی حدیث کی توثیق وتائید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے ہوتی ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ یہ حدیث ہے۔

حدثنا ابونعيم حدثنا مالك عن طلحة بن عبدالملك عن القاسم عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من نذر ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصيه فلا يعصه.

(بخاری شریف کتاب الایمان والنذر و باب النذر فی طاعۃ اللہ)

اس حدیث کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ متن حدیث میں ذرا بھر بھی فرق نہیں جو متن حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا وہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کا ہے۔

فرق صرف یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک چار وسائط سے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کی تائید وتوثیق مسلم کی حدیث سے ہوتی ہے جو انہوں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ احادیث مبارکہ یہ ہے۔

حدثني زهير بن حرب وعلي بن حجر السعدي واللفظ لزهير قالانا اسماعيل بن ابراهيم قال نا ايوب عن ابي قلابه عن ابي المهلب عن عمران بن حصين قال كانت ثقيف حلفا لبني عقيل. الخ

قال النبي صلى الله عليه وسلم لا وفاء لنذر في معصية ولا فيما لا يملك العبد وفي رواية علي بن حجر اسعدي لا نذر في معصية الله (مسلم شریف ج دوم ص ۴۵)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ثقیف بنی عقیل کے حلیف تھے۔ اس کے ماتحت ایک طویل واقعہ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی معصیت اور جس چیز کا بندہ مالک نہیں اس چیز کی نذر کی دعا نہیں حدیث کے ایک راوی علی بن حجر سعدی کی روایت میں اس طرح ہے۔ "**لا نذر في معصية الله**"۔

ابوالحجاج مسلم قشیری بعد از سات احادیث عقبہ بن عامر سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

حدثني هارون بن سعيد الايلي ويونس بن عبدالاعلى واحمد بن يونس قال يونس بن عبدالاعلى انا وقال الاخران (یعنی ہارون بن سعید الایلی واحمد بن یونس) **فا ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث عن كعب بن علقمه عن عبدالرحمن بن شماسة عن ابي الخير عن عقبة بن عامر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كفارة النذر كفارة اليمين.**

یعنی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا: نذر کا کفارہ کفارہ یمین ہے۔

آپ مسلم کی دونوں احادیث کو دیکھیں کہ مسلم نے پہلی حدیث چھ واسطوں سے صحابی سے روایت کی اور دوسری حدیث تقریباً آٹھ واسطوں سے صحابی سے روایت کی اور یہ دونوں حدیثیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کی تائید وتوثیق کر رہی ہیں۔

جب شیخین ایک حدیث کو صحابی تک پانچ سے آٹھ واسطوں تک روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ وہی حدیث صرف دو واسطوں سے صحابی تک روایت کرتے ہیں اور دونوں واسطے ثقات تابعین میں سے ایک یا ایک تبع تابعین سے اور

دوسرا تابعین میں سے تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف کیوں قرار دیا جاتا ہے اس کا نشانہ تو بخاری و مسلم کو ہونا چاہیے جو بکثرت وسائط صحابی سے روایت کرتے ہیں نہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ''مسند امام اعظم'' کو ہونا چاہیے۔

آپ ذرا تدبر و تفکر سے جملہ احادیث کا موازنہ فرمائیں پھر فیصلہ آپ کے پاس ہے جو چاہیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔

باقی اس حدیث پر صرف یہی اعتراض باقی رہ جاتا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماعت نہیں کیا جس کے متعلق کتاب اسماء الرجال میں لوگوں کا اختلاف ہے اور اختلاف کا حق وہ رکھتے ہیں لیکن اگر آپ کتب اسماء الرجال کو ملاحظہ فرمائیں تو خود فیصلہ کرلیں گے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماعت متحقق ہے۔ الحافظ الناقد حافظ مزی، حافظ ابن حجر، حافظ ذہبی جو کہ فن رجال کے جلیل القدر ائمہ شمار ہوتے ہیں وہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔ ''روی عن عمران بن حصین''، یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا ہے ان کا قاعدہ یہ ہے جب وہ یہ کہتے ''روی عن فلاں'' تو اگر ان کا دیکھنا اور سماعت ثابت نہیں تو اس کے آگے یہ لکھ دیتے ہیں ''لم یدرکہ'' یعنی اس نے ان نہیں پایا ''ولم یلقہ'' ان سے ملاقات ثابت نہیں۔ ''لم یسمع منہ'' اس نے ان سے نہیں سنا لیکن تینوں جلیل القدر ائمہ فن رجال نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ''روی عن عمران بن حصین'' کے بعد ان میں سے کوئی لفظ بھی استعمال نہیں کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماعت ثابت و متحقق ہے اور ان کا اس پر اعتماد ہے۔

ان کا الفاظ مذکورہ کا نہ لکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا ہے لہٰذا عدم سماع کا اعتراض ختم ہوا۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۵۳۱، الکاشف للذہبی ج اول ص ۱۶۰، تہذیب التہذیب ج دوم ص ۲۶۴)

محمد بن سائب رحمۃ اللہ علیہ

(۴۴) محمد بن سائب بن بشر بن عمرو بن حارث بن عبدالحارث بن عبدالعزیٰ کلبی ابوالنصر کوفی ۱۴۶ھ ترمذی اور ابن ماجہ ''فی التفسیر'' کے رواۃ سے ہیں۔ یہ اصبغ بن نباتہ، ابوصالح باذام آزاد کردہ غلام ام ہانی اور اپنے دونوں بھائی سفیان وسلمہ اور عامر شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۷۰۵)

الحافظ الناقد جمال الدین مزی نے محمد بن سائب کی جرح کے بعد ارقام فرمایا۔

ابواحمد بن عدی نے کہا: سوائے اس کے جو ذکر کیا گیا احادیث صالحہ ہیں اور خاص کر جب وہ ابی صالح اور وہ تفسیر میں مشہور ہیں، سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ثقات لوگوں نے روایت کیا ہے۔ مثلاً سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج، حماد بن سلمہ اور ہشیم وغیرہ اور تفسیر میں ان سے راضی ہیں۔ ضعفاء کے درمیان جن میں ان کی شہرت ہے ان کی حدیث کو لکھا جائے۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۷۰۷، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۸۰)

چنانچہ حافظ مزی نے جو ان کے متعلق تحریر فرمایا ان سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو کلبی سے روایت کی ہے اس طعن کے

دفع اوران کی حدیث سے استدلال کی چند وجوہ ثابت ہوتی ہیں۔

اوّلاً

قول امام سفیان ثوری سے ماخوذ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تنقید میں اور معرفت صدق وکذب میں ثوری نے شامل نہیں کیا۔

ثانیاً

حافظ مزی کے قول سے یہ دلیل اخذ کی گئی ہے کہ ائمہ کرام رحمہم اللہ ان کی تفسیر سے راضی ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث تفسیر کے متعلق ہی ہے۔

ثالثاً

مضمون حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حلال وحرام اور عقائد کے متعلق نہیں اور احادیث ضعیفہ فضائل ومناقب اور ترغیب وترہیب میں عند العلماء قبول کی گئی ہیں جیسا کہ علماء کرام نے کئی مواضع پر اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ ان وجوہ کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو محمد بن سائب کلبی سے حدیث روایت کی ہے وہ قابل حجت ہے۔ یہ حدیث مبارکہ اس طرح مروی ہے۔

ابو حنيفة عن محمد بن السائب الكلبي عن ابي صالح (ذكوان الزيات) عن ابن عباس رضي الله عنهما ان وحشيا لما قتل حمزة رضي الله عنه مكث زمانا ثم وقع في قلبه الاسلام فارسل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قد وقع قلبه الاسلام وقد سمعتك تقول عن الله تعالى والذين لا يدعون مع الله الها آخر، الى آخر الحديث۔ (مسند امام اعظم کتاب التفسیر ص ۲۲۷)

تو اس حدیث میں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے وحش بن حرب کے قصہ اسلام کی اپنے شیخ سے روایت کی ہے کہ اس نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا پھر کچھ دیر بعد اس نے اسلام لانے کے متعلق حضور اقدس سے چند آیات مبارکہ کی توضیح طلب کی اور یہ حدیث سراسر فضائل ومناقب کے متعلق ہے اور ضعاف اس میں مقبول ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ان آیات مبارکہ کے متعلق سوال کرنے والا وحشی بن حرب تھا اور وہ اپنے ایمان کے متعلق دریافت کر رہا تھا کہ اس آیت مبارکہ میں یہ قید ہے جو منافی اسلام ہے اس آیت مبارکہ میں یہ چیز میرے اسلام کے مانع ہے آخر میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی "قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم" الخ تو وحشی نے یہ آیہ کریمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

بخاری شریف کتاب التفسیر میں سعید بن جبیر کے طریق سے ایک حدیث مروی ہے وہ یہ ہے۔

سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان اناساً من اهل الشرك كانوا قد قتلوا واكثروا وزنوا واكثروا فاتو محمد صلى الله عليه وسلم فقالوا ان الذى تقول وقد عواليه لحسن الخ۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر تفسیر سورہ زمر باب اول یا عبادی الذین اسرفوا)

سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کچھ مشرکین جنہوں نے بکثرت قتل کیے اور بکثرت زنا کیا وہ محمد ﷺ کے حضور آئے اور عرض کیا: جو آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف بلاتے ہیں یہ بہت اچھا ہے اگر آپ ہمیں بتائیں کہ جو عمل ہم نے کیے ان کا کفارہ ہے۔ تو یہ آیت "والذین لا یدعون" نازل ہوئی اور پھر اس کے بعد یہ آیہ مبارکہ 'قل یا عبادی الذین اسرفوا علٰی انفسهم' نازل ہوئی۔

اس حدیث مبارکہ میں "فاتوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا" کے ماتحت شارحین بخاری نے جو لکھا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

وفی روایة الطبرانی من وجه اخر عن ابن عباس ان السائل عن ذلك هو وحشی بن حرب قاتل حمزة وانه لما قال ذلك فنزلت الا من تاب وامن وعمل صالحا۔ الاية۔ فقال هذا الشرط شديد فنزلت قل يا عبادی۔ الاية۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۵۵۰)

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں سائل کے متعلق طبرانی کی روایت میں دوسری وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کے متعلق سوال کرنے والا وہ قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی بن حرب ہے۔ اس نے جب یہ کہا تو یہ آیت مبارکہ "الا من تاب وامن وعمل صالحا" نازل ہوئی۔ وحشی نے کہا: اس ایک میں ایک بہت سخت شرط ہے تو یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی: "قل یا عبادی" الایہ۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ محمد بن سائب کلبی سے روایت "عن ابو صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما" صحیح ہے۔

حافظ قسطلانی فرماتے ہیں:

سمر الواقدی منهم وحشی بن حرب قاتل حمزة وكذا هو عند الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما من وجه آخر۔ (ارشاد الساری ج ۱۱ ص ۲۷)

فرماتے ہیں واقدی نے سوال کرنے والوں میں سے وحشی بن حرب قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی س کیا ہے اور اسی طرح یہ دوسری وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طبرانی میں بھی موجود ہے۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

اخرج الطبرانی عن وجه آخر عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان السائل عن ذلك هو وحشی بن حرب۔ (عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۱۴۳)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری وجہ سے طبرانی نے تخریج کیا ہے کہ اس کے مطابق سائل وحشی بن حرب تھا۔

اب طبرانی نے جو دوسری وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث تخریج کی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں وہ حدیث مبارکہ یہ ہے۔

حدثنا احمد بن علي الا بار ثنا اسحاق بن الارکون ثنا ابین بن سفیان عن عطاء عن ابن عباس قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم الى وحشي قاتل حمزة رضي الله عنه يدعوه الى الاسلام فارسل اليه يا محمد كيف تدعوني الى دينك وانت تزعم ان من قتل او اشرك او زنا يلق اثاما. الخ۔ (المعجم الکبیر الحافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، جلد نمبر ۱۱ص ۱۵۷، ۱۵۸، حدیث نمبر ۱۱۴۸۰)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شارحین بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری وجہ سے طبرانی نے حدیث کو تخریج کیا ہے جس میں یہ بات واضح ہے کہ بخاری شریف کی حدیث "فاتوا محمد صلى الله عليه وسلم فقالوا" میں سائل قاتل امیر حمزہ وحشی بن حرب ہے۔ اور طبرانی کی یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ملتی جلتی ہے صرف الفاظ کا تغیر وتبدل اور تقدم وتفاخر ہے۔

شارحین بخاری اور طبرانی کی روایات سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر طعن ضعف صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تابع موجود ہیں۔

وہی حدیث جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ابوصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

علماء کے نزدیک دونون حدیث کا ایک صحابی سے روایت متابعت میں شرط ہے اور متابعت موجب تقویت وتائید ہے اور یہ بھی لازمی نہیں کہ تابع مرتبہ میں اصل کے مساوی ہو اگر اس سے کمتر درجہ ہو تو بھی متابعت ہی ہوگی اور اگر متابع لفظ ومعنی میں اصل کے موافق ہو تو اس پر "مثلہ" کا اطلاق ہوتا ہے اور اگر صرف معنی میں موافقت ہو تو اس کو لفظ "نحوہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا طبرانی اور بخاری کی حدیث نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تقویت دی ہے اور اس کی تائید کی ہے۔

ابواللیث سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں اس حدیث کی تخریج کی ہے وہ حدیث یہ ہے:

وحدثني الثقة باسناده عوا بن عباس رضي الله عنهما ان وحشيا قاتل حمزة عم النبي صلى الله عليه وسلم كتب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة اني اريد اسلم ولكن يمنعني عن الاسلام آية من القران نزلت عليك الخ،

یعنی ابواللیث سمرقندی نے کہا: مجھ سے ثقہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا کہ وحشی بن حرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل نے مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں لیکن قرآن کی ایک آیہ مبارکہ جو آپ پر نازل کی گئی ہے مجھے اسلام لانے سے منع کرتی ہے۔
آخر حدیث تک۔

اس سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور علامہ ابواللیث سمرقندی نے ثقہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین باب التوبہ ص ۳۵ دار احیاء الکتب العربیہ)

محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۴۵) محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی ابوجعفر الباقر متوفی ۱۱۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ اور اپنی جد حضرت حسین بن علی وحسن بن علی (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) سعید بن مسیب، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور اپنے جد اکبر حضرت علی المرتضیٰ سے مرسلا، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ جمال الدین مزی نے لکھا ہے۔

محمد بن فضیل نے سالم بن ابی صفہ سے روایت کی کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی اور جعفر بن محمد دونوں سے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق دریافت کیا تو ان دونوں نے مجھ سے فرمایا: اے سالم تم ان سے محبت کرو اور ان دونوں کے جو دشمن ہیں ان سے برات کا اظہار کرو کیونکہ وہ دونوں حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما امام الھدی تھے۔

اسحاق بن یوسف ازرق نے بسام صیرفی سے روایت کی کہ میں نے ابوجعفر سے سوال کیا اور کہا تم حضرت ابوبکر وعمر فاروق کے متعلق کیا کہتے ہو۔ امام ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لیے استغفار کرتا ہوں اور میں نے اپنے اہل بیت سے کسی کو نہیں پایا مگر وہ ان دونوں سے محبت رکھتا تھا۔

حافظ ابونعیم نے عیسیٰ بن دینار موذن سے روایت کی کہ میں نے ابوجعفر سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: وہ مسلمان تھے اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے۔ عیسیٰ بن دینار کہتے ہیں میں نے ان سے کہا: کیا آپ ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لیے استغفار فرماتے ہیں ابوجعفر نے فرمایا: جی ہاں میں ان سے محبت رکھتا ہوں میں نے عرض کیا: کیا مجھے اس کی اجازت فرماتے ہیں آپ نے تین بار فرمایا: اجازت ہے، اجازت ہے، اجازت ہے۔

تو اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہل بیت عظام کی ان دونوں یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے کتنی محبت تھی بلکہ آپ نے ان کے دشمنوں سے برأت کے اظہار کا فرمایا۔ اہل بیت عظام کی ان دونوں کے حق میں یہ عظیم شہادت ہے کہ اہل بیت ان سے محبت کرتے تھے۔

اب سنئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ محمد بن علی ابوجعفر باقر سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابوجعفر مرسلا، ان صلوٰة النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل کانت ثلاثة عشر رکعة منهن ثلاث رکعات الوتر ورکعتا الفجر۔ (مسند امام اعظم ص ۹۶)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر سے مرسلا روایت کیا (اور ساقط ہونے والے یا تو حضرت جابر ہیں یا ان کے والد اور دادا) کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم رات تیرہ رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ ان میں سے وتر کی تین رکعات اور فجر ہونے کے بعد فجر کی دو رکعت سنت۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر ایک سلام کے ساتھ تین ہیں اور یہ ام المومنین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو صلوٰۃ اللیل کے متعلق ہے ثابت ہیں۔

چونکہ یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک وتر ایک سلام کے ساتھ متصل تین رکعت ہیں اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وتر ایک رکعت کا نام ہے۔

میں نے جو حدیث مسند امام اعظم سے نقل کی ہے جو آپ نے اپنے شیخ محمد بن علی بن حسین ابوجعفر الملقب بالباقر سے مرسلا روایت کی ہے یہ حدیث اس باب میں اصح ترین ہے اب اس حدیث کے چند معاضد آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب صحیح ہے۔

اور یہ حدیث مبارکہ مذہب امام کی مؤید ہے۔

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وهب قال اخبرنی عمرو (بن حارث) ان عبدالرحمن ابن القاسم حدثه عن ابیه عن عبداللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰة اللیل مثنی مثنی فاذا اردت ان تنصرف فارکع رکعة توتر لك ما صلیت (وبالاسناد والمذکور) قال القاسم ورأینا اناسا منذ ادرکنا یوترون بثلاث (بخاری شریف کتاب الوتر، ابواب الوتر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے اور جب تو نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور تو نے جو نماز پڑھی (یہ ایک رکعت) اس کو وتر بنا دے۔

قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق نے کہا: جب سے ہمیں ادراک وشعور حاصل ہوا ہے ہم نے لوگوں کو وتر تین رکعت ہی پڑھتے دیکھا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

قوله : فارکع رکعته : مراد ایک رکعت ہے اور وہ عام ہے خواہ متصل ہو یا منفصل۔ لیکن قوله توتر لك ما صلیت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک رکعت پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ملائے۔ یہاں تک کہ جو اس نے نماز پڑھی تین رکعات وتر بنجائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "ما صلیت" سے مراد وہی نماز ہے جو اس نے ایک رکعت سے پہلے پڑھی ہے اور

جب تک اس ایک رکعت کو بلافصل اس کے ساتھ ملایا نہ جائے یہ وتر نہیں ہوں گے اور جب اس نے فصل کیا تو صرف وہی ایک رکعت وتر ہوگی اور ایک رکعت "بتیراء" ہے جس سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

اور اس کی دلیل حدیث کے راوی حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق کی باسناد مذکورہ روایت ہے کہ ہم جب سے بالغ ہوئے ہیں ہم نے لوگوں کو وتر تین رکعات ہی پڑھتے دیکھا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۷)

حدثنا واصل بن عبد الاعلی قال لنا محمد بن فضیل عن حصین بن عبدالرحمن عن حبیب بن ابی ثابت عن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس عن ابیه عن عبداللہ بن عباس انه وقد عند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاستیقظ فتسوك وتوضا وهو یقول "ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لایات لاولی الابصار". فقرا هولاء الایات حتی ختم السورة. الی آخر الحدیث. (مسلم شریف ج اول ص ۲۶۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک بار نبی اکرم ﷺ کے پاس سوئے۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے مسواک فرمائی اور وضو فرمایا اور آپ یہ تلاوت فرما رہے تھے۔ "ان فی خلق السموات والارض" الایہ۔ حتی آپ نے سورت ختم فرمائی پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپ نے ان دو رکعتوں میں قیام، رکوع اور سجود کو لمبا فرمایا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر محو خواب ہو گئے حتیٰ کہ آپ خراٹے لینے لگے پھر آپ نے یہ تین بار کیا اور ہر بار آپ مسواک فرماتے، وضو فرماتے اور ان آیات مقدس کی تلاوت فرماتے اور آپ نے چھ رکعات نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ نے تین رکعات وتر ادا فرمائے اس کے بعد موذن نے اذان دی۔ آپ نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور یہ دعا فرما رہے تھے۔ "اللھم اجعل فی قلبی نورا" الخ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا نبی اکرم ﷺ نے تین رکعات وتر ایک سلام سے ادا فرمائے اور مسلم شریف کی یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ کی شاہد ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمہ متوفی ۲۳۵ کی کتاب "المصنف" سے چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا یزید بن هارون عن هشام عن ابن سیرین عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال صلوٰۃ المغرب وتر النهار.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں آپ نے فرمایا: نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

حدثنا محمد بن عبید عن خالد السلمی عن ابن سیرین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صلوٰۃ المغرب وتر صلوٰۃ النهار فاوتروا صلوٰۃ اللیل.

ابن سیرین سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مغرب کی نماز دن کی نماز وتر ہے چنانچہ تم

رات کی نماز کو وتر بنا کر پڑھو۔

حدثنا ابن نمیر قال حدثنا الاعمش عن مالك بن الحارث عن عبدالرحمن بن یزید قال قال عبدالله الوتر ثلاث کصلوٰة المغرب وتر النهار۔

عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وتر تین رکعات ہیں جیسا کہ نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

اور نماز مغرب ایک سلام سے ادا کی جاتی ہے اس طرح رات کے وتر بھی ایک سلام سے ادا کیے جائیں۔

حدثنا ابن مهدی عن سلیمان بن حیان عن ابی غالب قال کان ابو امامة یوتر بثلاث رکعات۔

ابو غالب سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت ابو اسامہ باہلی رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے۔

حدثنا ابو اسامه عن عثمان بن غیاث قال سمعت جابر بن زید یقول الوتر ثلاث۔

عثمان بن غیاث نے کہا: میں نے جابر بن زید کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔

حدثنا زید بن حباب عن ابی الزبیر عن مکحول عن عمر بن الخطاب انه اوتر بثلاث رکعات لم یفصل بینهن بسلام۔

مکحول شامی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور ان کے درمیان سلام کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

حدثنا ابومعاویه عن ابن جریر عن اسماعیل بن محمد بن سعید عن ابن السباق ان عمر دفن ابوبکر لیلا ثم دخل المسجد فا وتر بثلاث۔

ابن ساق نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا پھر وہ مسجد میں تشریف لے گئے اور تین رکعات وتر ادا کیے۔

حدثنا حفص عن عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لایسلم الا فی آخرهن۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور سلام صرف ان کے آخر میں پھیرے۔

حدثنا عبده عن سعید عن قتاده عن زراره عن سعید بن هشام عن ابیه عن عائشه رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لایسلم فی رکعتی الوتر۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعات کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین رکعات کے آخر میں سلام پھیرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج دوم ص ۲۸۲ تا ۲۹۵)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الحافظ الکبیر ابوبکر عبدالرزاق بن صمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ کی چند احادیث متعلقہ وتر سماعت فرمائیں۔

عبدالرزاق عن معمر عن قتادہ عن الحسن قال کان ابی بن کعب یوتر بثلاث لا یسلم الا فی الثالثۃ مثل المغرب.

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضرت ابی بن کعب تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور مثل نماز مغرب صرف تیسری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

عبدالرزاق عن معمر عن ثابت عن انس انه اوتر بثلاث مثل المغرب.

ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ مثل نماز مغرب تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

عبدالرزاق عن الثوری عن الاعمش عن مالك بن الحارث عن عبدالرحمن بن یزید قال وتر اللیل کوتر النهار صلوٰۃ المغرب ثلاث.

عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا: رات کے وتر دن کے وتر کی مثل ہیں اور نماز مغرب تین رکعات ہے (اس طرح وتر بھی تین رکعات ہیں) یہ حضرت ابن مسعود کا قول ہے۔

عبدالرزاق عن معمر عن ثابت البنانی قال صلیت مع انس وبت عنده قال فرایة یصلی مثنی مثنی حتی اذا کان فی آخر صلوتة اوتر بثلاث مثل المغرب.

ثابت بنانی نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ رات میں نے ان کے پاس گزاری۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو رات کی نماز دو دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے حتیٰ کہ جب نماز کے آخر میں ہوتے مثل نماز مغرب وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

عبدالرزاق عن ابن جریج قال اخبرنی اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص ان سعید بن عبید بن السباق الثقفی اخبره ان عمر لما دفن ابابکر وفرغ منه وقد صلی صلوٰۃ العشاء الاخرہ اوتر بثلاث رکعات واوتر معه ناس من المسلمین.

سعید بن عبید بن سباق ثقفی نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دفن فرما کر فارغ ہوئے تو انہوں نے نماز عشاء پڑھ لی تھی اور تین رکعات وتر ادا فرمائے اور مسلمانوں نے ان کے ہمراہ وتر پڑھے۔ (مصنف عبدالرزاق ج سوم ص ۱۹ تا ۲۶)

اس کے بعد آخر میں علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق انیق پیش خدمت ہے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

اس میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے۔ "یوتر منها بواحدة" اور ایک رکعت کے ساتھ ان

کو وتر بناتے۔

اس حدیث کے ماتحت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

دلیل ان اقل الوتر رکعة وان الرکعة المفردة صلوة صحیحة وھو مذھبنا ومذھبا الجمھور قال ابوحنیفة لا یصح الایتار بواحدة ولا تکون الرکعة الواحدة صلوة قط والاحادیث الصحیحه تود علیه۔ (نووی شرح مسلم ج اول ص ۲۵۳)

یعنی اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ وتر کم از کم ایک رکعت ہے اور رکعت مفردہ صلوٰۃ صحیحہ ہے اور یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک رکعت کے ساتھ وتر بنانا صحیح نہیں اور ایک رکعت ہرگز نماز نہیں ہوسکتی۔ امام نووی فرماتے ہیں احادیث صحیحہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا رد کرتی ہیں۔

اس کے تحت علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مذہب کی موید احادیث صحیحہ ہیں جو ان کی تردید کرتی ہیں۔ ان میں سے وہ حدیث ہے جس کو نسائی نے اپنی سنن میں اپنی سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا:

کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

ان میں سے جو حاکم نے مستدرک میں اپنی سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی آخرھن۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعات پڑھتے اور ان کے آخر میں ہی سلام پھیرتے۔

نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث تخریج کی ہے۔

حدثنا قتیة عن الفضیل بن عیاض عن ھشام بن حسان عن محمد بن سیرین عن ابن عمر قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلوة المغرب وتر صلوة النھار فاتروا صلوة الیل۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز مغرب دن کی نماز کا وتر ہے چنانچہ تم رات کی نماز کو وتر کرو۔

علامہ عینی فرماتے ہیں حاکم نے اپنی حدیث کے بعد کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور انہوں نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی اور نسائی کی سند شیخین کی شرط پر ہے۔ امام طحاوی نے روایت کی ہے۔

حدثنا روح بن خرج حدثنا یحیی بن عبداللّٰه بن بکیر حدثنا بکر بن مضر عن جعفر بن ربیعه عن عقبه بن مسلم قال سالت عبداللّٰه بن عمر عن الوتر فقال اتعرف وتر النھار فقلت

نعم صلوٰۃ المغرب قال صدقت واحسنت۔

عقبہ بن مسلم نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وتر کے متعلق سوال کیا انہوں نے فرمایا: کیا تم دن کے وتر کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا: جی ہاں وہ مغرب کی نماز ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے اور بہت اچھا سچ کہا ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں حدیث حضرت ابن عمر کو اسی پر محمول سمجھا جائے وہ یہ ہے کہ۔

"ان رجلا سال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صلوٰۃ اللیل" الی آخر الحدیث۔

اس کا معنی ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں ایک رکعت ملا کر پڑھو یہی رات کے وتر ہیں اور جملہ اخبار اس پر متفق ہیں۔

حدثنا ابوبکرۃ حدثنا ابوداؤد حدثنا ابوخالد سالت ابوالعالیہ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اف الوتر مثل صلوٰۃ المغرب ھذا وتر اللیل وھذا وتر النھار۔

ابو خالد نے کہا: میں نے ابوالعالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ وتر صلوٰۃ مغرب کی مثل ہیں۔ یہ رات کے وتر ہیں اور یہ دن کے وتر۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

قال الکرخی اجمع المسلمون عل ان الوتر ثلاثہ لا یسلم انما فی آخر ھن۔

امام کرخی نے فرمایا: اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا جائے۔ یعنی ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھے جائیں پھر ابن ابی شیبہ نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک رکعت کے ساتھ وتر کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار فرمایا اور کہا یہ ایک رکعت "بتیرا" کیا ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں پہچانا۔

علامہ عینی فرماتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے ایک رکعت "بتیرا" کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام نووی پر تعجب ہے وہ کیسے اس خطا نقل کو نقل کرتے ہیں اور اس کے خطا کا علم ہونے کے باوجود اس کی تردید نہیں کرتے۔ ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے ذکر کیا کہ وتر تین رکعات سے ہی بنایا جاسکتا ہے اور ایک رکعت سے وتر کرنا جائز نہیں۔ امام طحاوی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فقہاء کرام کے قول کے مطابق وتر کو مدینہ منورہ تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ثابت رکھا اور مدینہ منورہ کے فقہاء کا اس پر اتفاق کہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعات وتر پڑھے جائیں اس ناقل کے نقل کی خطا تجھ پر واضح کر رہی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور ثوری اور ان کے اصحاب کا اس میں اختصاص ہی نہیں بلکہ فقہاء مدینہ منورہ کا اس پر اجماع منقول ہے۔

اور جنہوں نے کہا: وتر تین رکعات ہیں ان کے درمیان فصل نہ کیا جائے بلکہ ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں وہ یہ ہیں۔

حضرات عمر، علی، ابن مسعود، حذیفہ، ابی بن کعب، ابن عباس، انس، ابوامامہ، عمرو بن عبدالعزیز فقہائے سبعہ اور اہل کوفہ۔

ترمذی نے کہا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اوران کے علاوہ تابعین اس طرف گئے ہیں۔

ورأوْ ان توتر الرجل بثلاث وقال سفیان والذی استحب ان یوتر بثلاث رکعات

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۸۵)

امام ترمذی فرماتے ہیں صحابہ وغیرہ کا یہی خیال ہے کہ آدمی تین کے ساتھ وتر بنائے یعنی تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔ سفیان نے کہا: تین رکعات کے ساتھ وتر کرنا ہی مستحب ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۴)

اور تین رکعات کے ساتھ وتر بنانے کا اقرار حافظ عسقلانی نے بھی کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں بعض حنفیہ اس طرف گئے ہیں کہ وتر تین رکعات بلافصل ہیں اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات موصولہ کے ساتھ حسن اور جائز ہے۔

پھر اس اجماع پر محمد بن نصر مروزی نے جو تعاقب کیا اس کو بیان کیا اور کہا۔

اما قول محمد بن نصر لم نجد عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم خبرا ثابتا صریحا انه اوتر بثلاث موصولة.

اور محمد بن نصر مروزی کا یہ قول کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خبر نہیں پاتے جو ثابت اور صریح ہو کہ آپ نے وتر تین رکعات موصولہ کیے ہوں۔

اس کے جواب میں حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

نعم ثبت عنه انه اوتر بثلاث.

ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے تین کے ساتھ وتر کیا ہے۔ (فتح الباری ج دوم ص ۴۸۱)

مسئلہ وتر کے موضوع پر آپ نے نہایت مدلل کلام ساعت فرمایا جس سے روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے۔

اس جملہ بحث کے بعد اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور جملہ محدثین کرام کی احادیث کا تقابلی جائزہ لیں اور موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی صرف ایک واسطہ جو ثقہ تابعین میں سے ہیں سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر بلافصل ادا فرماتے تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں جتنی احادیث بھی مروی ہیں ان میں بکثرت وسائط ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں صرف ایک واسطہ ہے۔

اگرچہ جملہ محدثین کرام کی بھی احادیث صحیح ہیں لیکن باعتبار قلت روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ان سب سے اصح

ہے۔اس کی وجہ غالبًا یہی ہوسکتی ہے کہ یہ حدیث مذہب ہے (کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول ہے صحیح حدیث میرا مذہب ہے) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہایت پسندیدہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ائمہ صحاح نے جو روایات نقل کی ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے ان کو اتنی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی جتنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کو پذیرائی حاصل ہوئی ہے جس کی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اکثرین اسی مذہب پر عمل درآمد کرتے آرہے ہیں اور تاقیامت اس پر عمل کرتے رہیں گے۔ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے شرف اجابت کی عمدہ دلیل ہے۔ اگر مٹھی بھر چند عناصر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہیں تو وہ اس کو بجھا نہیں سکیں گے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کے نور سے بڑے بڑے کبرائے محدثین وفقہاء نے استفادہ کیا اور قیامت تک سب لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

محمد بن قیس ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۶) محمد بن قیس ہمدانی مرہبی کوفی طبقہ رابعہ سے مقبول ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی، عبداللہ بن عمر بن خطاب، مالک بن حارث، ابوموسیٰ صمدانی، یزید بن ابی کبشہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسرائیل بن یونس، سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ، قیس بن ربیع، ہشیم بن بشیر، ابوحنیفہ اور ابوعوانہ نے روایت کیا۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۲۸۵)

حافظ جمال الدین مزی نے فرمایا: محمد بن قیس مرہبی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ابن حبان نے ان کا ''کتاب الثقات'' میں ذکر کیا ہے اور نسائی نے ''مسند علی'' میں ان سے روایت کی ہے چنانچہ یہ صرف نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی ''مسند'' میں ان سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے جو شراب کی بیع کی حرمت کے متعلق ہے۔ اس کی اسناد یہ ہے۔

ابوحنيفة عن محمد بن قيس الهمداني عن ابی عامر الثقفی انه كان. الخ (کتاب الاثر ص ۲۰۲)

اب دیکھیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو محمد بن قیس سے مروی ہے اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف دو ہی واسطے ہیں۔

ان میں سے ایک ثقہ تابعی ہیں اور ایک صحابی ہیں۔ بتانا صرف یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کتنی باسناد علو حدیث کی روایت کرتے ہیں اور یہ صرف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہی خصوصیت ہے۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ

(۴۷) محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری ابوبکر مدنی متوفی ۱۲۴ھ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ حضرت انس بن مالک، ثعلبہ بن ابومالک قرظی، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن کعب بن مالک، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، عبید بن سباق، عروہ بن زبیر، عمرو بن شعیب. قاسم بن محمد بن ابوبکر

صدیق، محمد بن منکدر، نافع مولی عبداللہ بن عمر وغیرہم خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۳۲۶)

حافظ مزی فرماتے ہیں امام زہری کی سب احادیث ۲۲۰۰ ہیں۔ ان میں سے نصف مسند ہیں اور دوسو کے قریب ثقات سے ہیں اور ان کی مختلف فیھا احادیث پچاس کے قریب ہوں گی۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت انس بن مالک، سہل بن سعد، عبدالرحمن بن ازہر، محمود بن ربیع انصاری کو پایا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تقریباً تین احادیث روایت کی ہیں۔

ابوبکر بن منجویہ نے کہا: انہوں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

نسائی نے کہا: احسن اسانید جن سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ چار ہیں۔

(۱) الزھری عن علی بن حسین عن حسین بن علی عن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ۔

(۲) الزھری عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابن عباس عن عمر عن النبی ﷺ۔

(۳) الزھری عن ایوب عن محمد بن سیرین عن عبیدہ عن علی عن النبی ﷺ۔

(٤) الزھری عن منصور عن ابراھیم عن علقمہ عن عبداللہ عن النبی ﷺ۔ (تہذیب الکمال ص ۳۳۰، ۳۳۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث محمد بن مسلم زہری سے روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن الزھری عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (مسند امام اعظم ص ۲۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطوں سے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے ایک محمد بن مسلم زہری جو کبار تابعین میں سے نہایت ثقہ ہیں جن کی ثقاہت مسلم ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہیں۔

اس سے اعلیٰ سند اور کیا ہوسکتی ہے پھر بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق اگر کوئی کلام کرے تو یہ اعلیٰ درجہ کی حماقت کہلائے گی۔

اب بطور تقابلی جائزہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنا ابومعمر قال حدثنا عبدالوارث عن عبدالعزیز قال انس انه لیمنعنی ان احدثکم حدثنا کثیرا ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوا مقعدہ من النار۔

(بخاری شریف کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ)

یعنی حضرت انس بن مالک نے کہا: مجھے تم کو بکثرت احادیث بیان کرنے سے (یہ بات) مانع ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ان دونوں کے درمیان موازنہ کریں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند اعلیٰ ہے کیونکہ وہ صرف دو واسطہ سے نبی

اکرم ﷺ سے روایت کررہے ہیں اور یہی حدیث جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نبی اکرم ﷺ تک چار واسطے ہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دو واسطے جو ہیں ان میں سے ایک ثقات تابعین میں سے جن کے متعلق فضلائے محدثین نے توثیق فرمائی اور نبی اکرم ﷺ نے ان کے خیر و برکت ہونے کی بشارت فرمائی اور مقام صحابی تو بہت اعلیٰ وارفع ہے لہٰذا یہ حدیث ثنائیات سے ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات سے بھی اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔

اب انصاف آپ کے ذمہ ہے خواہ انصاف کر کے منصفین کے زمرہ میں داخل ہو جائیں یا بوجہ عدم انصاف ظالمین کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ

(۴۸) محمد بن منکدر بن عبداللہ بن ہذیر بن عبدالعزی قرشی تیمی ابوعبداللہ مدنی متوفی ۱۳۰ھ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، ربیعہ بن عباد دیلی (له صحبته) عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوامامہ بن سہل بن حنیف، ابوایوب انصاری، ابوقتادہ انصاری، ابوہریرہ، اسماء بنت عمیس، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ذکوان ابی صالح ذکوان، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، عامر بن سعد بن وقاص وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ مزی نے لکھا ہے اسحاق بن راہویہ نے سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہوئے کہا محمد بن منکدر معادن صدق میں سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج۹ ص ۳۵۹، ۳۶۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے محمد بن منکدر سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن محمد بن المنكدر عن ابى قتادة قال خرجت فى رهط من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ليس فى القوم حلال غيرى. الى آخر الحديث. (مسند امام اعظم کتاب الحج ص ۱۱۴)

ابوحنیفہ محمد بن منکدر سے وہ ابوقتادہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابوقتادہ نے کہا: میں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت میں حج کے لیے نکلا اور لوگوں میں میرے سوا کوئی بھی غیر محرم نہ تھا (یعنی صرف میں نے احرام نہیں باندھا تھا) میری نظر ایک شتر مرغ پر پڑی میں اپنے گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر سوار ہوا جلدی میں اپنا کوڑا بھول گیا۔ میں نے اپنے محرمین (احرام باندھے ہوئے) سے کہا: مجھے میرا کوڑا پکڑاؤ۔ انہوں نے کوڑہ پکڑانے سے انکار کر دیا۔ میں گھوڑے سے نیچے اترا اور اپنا کوڑا لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا اور شتر مرغوں کو پا لیا میں نے ان سے ایک گاؤخر شکار کر لیا۔ میں نے بھی اس کا گوشت کھایا اور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب جو احرام کی حالت میں تھے انہوں نے بھی اس کا گوشت کھایا۔

احناف کے نزدیک جب غیر محرم نہ احرام باندھنے والا شکار کرے خواہ وہ احرام باندھنے والوں کے لیے شکار کرے یا غیر کے لیے محرم کے لیے اس کا گوشت کھانا جائز ہے جو اس حدیث سے ثابت ہے اور اس کی یہ دلیل قوی ہے۔

بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فرماتے ہیں اگر غیر محرم (احرام نہ باندھنے والا) احرام باندھنے والوں کے لیے شکار کرے تو احرام باندھنے والوں کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنے شیخ محمد بن منکدر کے طریق سے حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی چنانچہ حدیث مبارکہ سے از خود یہ واضح ہو رہا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابی کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے اور وہ بھی وہ واسطہ ہے جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے روایت کرلیا ہے۔

چنانچہ کتاب الحج ابواب العمرہ کے تحت تین ابواب ملاحظہ فرمائیں۔

باب اول: اذا صاد الحلال فاهدى للمحرم۔

باب دوم: اذا رای المحرمون صید افضحکوا ففطن الحلال۔

باب سوم: لالعین المحرم الحلال فی قتل الصید۔

باب چہارم: لایشیر المحرم الی الصید لکی یصطاره الحلال۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے تراجم الباب کے مطابق چار احادیث تخریج کی ہیں جن کا مفہوم وہی ہے جو میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ترجمہ میں بیان کیا۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آپ ان چاروں احادیث کا مطالعہ فرمائیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ تک چار واسطوں سے ان احادیث کی روایت کی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ ابوقتادہ انصاری تک صرف ایک راوی (اپنے شیخ محمد بن منکدر) سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اس سے، آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کتنی قوت ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ محمد بن منکدر سے قصر نماز کے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابو حنیفة عن محمد بن المنکدر عن انس بن مالك قال صلینا مع رسول الله صلى الله علیه وسلم الظهر اربعاً والعصر بذی الحلیفة رکعتین۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوۃ ص ۸۵،۸۶)۔

ابوحنیفہ نے محمد بن منکدر سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے (نماز ظہر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ منورہ) چار رکعات پڑھی اور ذوالحلیفہ میں نماز عصر دو رکعات پڑھی۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کی تخریج اس طرح کی ہے۔

حدثنا قتیبة حدثناسفیان بن عیینه عن محمد بن المنکدر رو ابراهیم بن میسرة انهما سمعا انس بن مالك قال صلینا مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الظهر بالمدینة اربعاً وبذی الحلیفة العصر رکعتین۔ هذ احدیث صحیح۔ (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۹۹)

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم سے سفیان بن عیینہ نے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے بیان کیا کہ ان دونوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: ہم نے نماز ظہر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ چار رکعات ادا کی اور مقام ذی الحلیفہ میں ہم نے نماز عصر دو رکعت ادا کی۔ یعنی ہم نے مقام ذوالحلیفہ پر نماز قصر پڑھی۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

آپ غور فرمائیں جو حدیث ابوعیسیٰ ترمذی حضرت انس بن مالک سے تین وسائط سے تخریج کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں یہ حدیث صحیح ہے تو وہی حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کیسے صحیح نہیں ہوسکتی۔

یہ تقابلی جائزہ صرف اس لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کی پہچان کرائی جائے کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک یا دو واسطہ سے تخریج کر رہے ہیں وہی حدیث ائمہ صحاح چار سے پانچ واسطوں سے تخریج کر رہے ہیں اور اس میں منفرد بات یہ ہے کہ جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ روایت لے رہے ہیں وہ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ اگر ائمہ صحاح ستہ ان سے روایت لیں تو وہ صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ ان سے روایت کریں تو ضعیف ہے یہ ایک بے سوجھی سی بات ہے۔

مخول بن راشد نہدی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۹) مخول بن راشد نہدی ابوراشد بن ابومجالد کوفی حناط، متوفی بعد از ۱۴۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین، مسلم البطین (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں) ابوسعد مدنی سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معین، ابوعبدالرحمٰن نسائی اور احمد بن عبداللہ عجلی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ (تاریخ الکبیر ج ۹ ص ۵۴۷)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مخول بن راشد سے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

ابوحنیفة عن مخول بن راشد عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مامن ایام افضل عند اللّٰه من ایام عشره الضحی فاکثروا فیهن من ذکر اللّٰه تعالیٰ۔ (مسند امام اعظم کتاب الصید والذبائح ص ۱۹۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک اضحیٰ کے دس

دنوں سے کوئی دن افضل نہیں چنانچہ ان دنوں میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

ویسے تو یہ حدیث امام بخاری، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم دیگر محدثین کرام نے روایت کی لیکن انہوں نے دوسری وجہ سے روایت کی ہے اسی وجہ سے اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدثنا ابوموسٰی ومسلم بن جنادة قال حدثنا ابومعاويه حدثنا الاعمش (تحويل اسناد) وحدثنا محمد بن حشار حدثنا ابن ابوعدى عن شعبة عن سليمان وهو الاعمش عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح احب الى الله من هذه الايام۔ يعنى ايام العشر قالوا ولا الجهاد فى سبيل الله قال ولا الجهاد فى سبيل الله۔ الا رجل خرج بنفسه وما له ثم لم يرجع من ذٰلك بشئى۔

(صحیح ابن خزیمہ ج ۴ ص ۲۷۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی دن بھی ان دنوں سے (یعنی عشرہ ذوالحجہ) اللہ کے حضور محبوب نہیں جن میں عمل صالح اللہ کے ہاں محبوب ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں ہاں وہ شخص جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلا پھر وہ ان سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ لوٹا (یعنی وہ شہید ہو گیا)

اس حدیث سے آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اندازہ کرسکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں کیونکہ ابن خزیمہ نے چھ واسطوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک اس کو روایت کیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف تین واسطوں سے اور یہ رواۃ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ **یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ثقات سے روایت کی ہے۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تمام رواۃ ثقات ہیں تو اس کو ضعیف قرار دینا فقط عدل وانصاف اور دیانت کے خون کرنے کے مترادف ہے۔**

مسلم بن عمران رحمۃ اللہ علیہ

(۵۰) مسلم بن عمران بن ابی عبداللہ بطین ابوعبداللہ کوفی یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی، سعید بن جبیر، ابووائل شقیق بن سلمہ، عطاء بن ابی رباح، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، عمرو بن میمون اودی، مجاہد بن جبر، ابوعمرو شیبانی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالحسن میمونی نے احمد بن حنبل اور اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو (کتاب الثقات) میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۱۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مسلم بن ابی عمران بطین سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن مسلم عن ابراهيم عن مسروق عن عائشه رضي الله عنها قالت لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى بمريض يدعوا له يقول اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافي لا شفاء الا شفاء ك شفاء الا يغادر سقما۔ (مسند امام اعظم کتاب الطب عرضی ص ۲۰۷)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کوئی بیمار آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعا فرماتے ہوئے کہتے۔ اے لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دور فرما دے تو شفاء عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے اور شفا صرف تیرے ہی پاس ہے ایسی شفا جو بیماری کچھ بھی نہ چھوڑے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد اب شیخین بخاری و مسلم کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا موسیٰ بن اسماعيل حدثنا ابوعوانه عن منصور عن ابراهيم عن مسردق عن عائشه رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اتى مريضا او اتى به قال اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافي لا شفاء الا شفاء ك شفاء لا يغادر سقي۔

(بخاری شریف کتاب المرض باب دعاء العائد للمریض)

اس کا ترجمہ آپ نے سماعت فرمایا۔

ابوالحجاج مسلم قشیری نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

حدثنا شيبان بن فروخ قالنا ابوعوانه عن منصور عن ابراهيم عن مسروق عن عائشه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عاد مريضا يقول اذهب الناس رب الناس اشف انت الشافي لاشفاء الا شفاء ك شفاء لايغادر سقما۔ (مسلم شریف ج دوم ص ۲۲۳)

اب آپ تقابلی جائزہ فرمائیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مسلم البطین سے جو حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک صرف تین واسطہ سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث شیخین پانچ واسطہ سے روایت کر رہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اسناد میں تینوں رواۃ وہ ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں۔ اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ضعف کا نشانہ بنایا جاتا ہے یہ نشانہ تو شیخین کو بنانا چاہیے جن میں وسائط بکثرت ہیں۔

مسلم بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ

(۵۱) مسلم بن کیسان ضبی ملائی البراد ابوعبداللہ کوفی الاعور طبقہ خامسہ سے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی، انس بن مالک، سعید بن جبیر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، مجاہد بن جبر مکی وغیرہم سے روایت کیا اور ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش اور شعبہ بن حجاج وغیرہم نے روایت کیا۔

(تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۱۶)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن مسلم (بن كيسان) عن انس قال سافر النبي صلى الله عليه وسلم في رمضان يريد مكة فصام وصام الناس معه وفي رواية من المدينة الى مكة في رمضان فصام حتى انتهى الى بعض الطريق فشكا الناس اليه الجهد فافطر فلم يزل مفطرا حتى اتى المكة. وفي رواية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان يريد مكة فصام وصام المسلمون حتى اذا كان ببعض الطريق شكا بعض المسلمين الجهد فدعا بماء فافطر وافطر المسلمون.

(کتاب الصوم مسند امام اعظم ص ۱۱۰)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مسلم بن کیسان سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان المبارک میں سفر فرمایا وہ مکہ مکرمہ کا ارادہ کرتے تھے۔ آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ روزہ رکھ لیا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب بعض راستہ میں پہنچے لوگوں نے آپ کے حضور مشقت کی شکایت کی تو آپ نے روزہ افطار کیا اور آپ مکہ مکرمہ پہنچنے تک افطار کی حالت میں ہی رہے۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سفر فرمایا اور آپ مکہ مکرمہ کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں نے بھی روزہ رکھا حتیٰ کہ جب بعض راستہ میں تھے مسلمانوں نے مشقت کی شکات کی آپ نے پانی منگوایا اور روزہ افطار فرمایا اور مسلمانوں نے بھی روزہ افطار کیا۔

جمہور کا اتفاق ہے کہ مسافر کو اختیار دیا گیا ہے وہ روزہ رکھے یا افطار کرے لیکن افضلیت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ دونوں برابر ہیں خواہ روزہ رکھے یا افطار کرے جیسا کہ حدیث کا مقتضی ہے۔ ان شئت فصم وان شئت فافطر" اور بعض نے روزہ رکھنے کو افطار پر فضیلت دی ہے اور بعض نے اس کے برعکس افطار کو مطلقاً روزہ رکھنے پر فضیلت دی ہے اور بعض نے اس شخص کے حق میں روزہ رکھنے کو فضیلت دی ہے جو روزہ رکھنے کی قوت رکھتا ہے یہی احناف کا مذہب ہے اور اسی کے ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موافقت کی ہے۔

اب بطور تقابلی جائزہ شیخین مسلم و بخاری کی احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا عبدالله بن يوسف اخبرنا مالك عن من شهاب عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبة عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج الى مكة في رمضان فصام حتى اذا بلغ الكديد افطر فافطر الناس. (بخاری شریف کتاب الصوم باب الصوم فی السفر والافطار)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف نکلے اور آپ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ جب مقام کدید پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کیا اور لوگوں نے بھی روزہ افطار کیا۔ امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کدید عسفان اور قدید کے درمیان ایک چشمہ ہے۔

اقول

مکہ مکرمہ اور کدید کے درمیان ۴۲ میل کا فاصلہ ہے اور عسفان اور کدید کے درمیان ۶ میل کا فاصلہ ہے۔

ابوالحجاج مسلم قسیری کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا قتيبة حدثنا ليث عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبة عن بن عباس رضى الله عنها. انه أخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج عام الفتح في رمضان فصام حتى بلغ الكديد ثم افطر۔ الخ

اس تقابلی جائزہ سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث اپنے طریق سے صحابی تک ایک واسطہ سے روایت کی اگرچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا طریق متکلم فیہ ہے وہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی تک چار واسطہ سے روایت کی ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے مناقب علی میں ایک حدیث میں لکھا ہے۔

"وسلم الاعور لين عندهم بذلك القوى" (ترمذی شریف ص ۶۱۸)

امام ترمذی کا یہ قول حدیث کے حسن ہونے کے منافی نہیں۔

اگر مسلم بن کیسان کا منصف ہونا تسلیم کرلیا جائے تو حدیث بلا ریب صحیح ہے اگرچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس طریق میں لوگوں نے کلام کیا ہے تو اس طریق کو شواہد و متابعات میں شمار کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

معن بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۵۲) معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی سعودی یہ طبقہ تاسعہ سے ہیں۔ یہ جعفر بن عمرو بن حریث۔ اپنے والد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، اپنے بھائی قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، نفیع ابوداؤد اعمی سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے سفیان ثوری، لیث بن ابی سلیم، محمد بن طلحہ بن مصرف، مسعر بن کدام وغیرہم نے روایت کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم کے رواۃ میں سے ہیں۔

اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا وہ صالح ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ "جامعا للعلم" ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۳۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ معن بن عبدالرحمٰن سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن معن (بن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود) قال وجدت بخط ابى اعرفه عن عبدالله بن مسعود، قال نهينا ان نأتى النساء فى محاشهن. (مسند امام اعظم کتاب النکاح ص ۱۳۷)

ابوحنیفہ نے معن بن عبدالرحمٰن سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد کے ہاتھ سے لکھا ہوا پایا جس کو میں پہچانتا ہوں وہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: ہمیں عورتوں کی دبر میں وطی کرنے سے منع کیا گیا)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے۔

اس حدیث کو اکثر ائمہ محدثین کرام رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس، ابن مسعود، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے روایت کیا ہے۔

حدثنا ابوسعید الاشج فا ابوخالد الاحمر عن الضحاك عن عثمان عن محزمه بن سلیمان عن کریب عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاینظر الله الی رجل اتی رجلا او امراة فی الدبر هذا حدیث حسن غریب. (ترمذی شریف کتاب النکاح ابواب الرضاع ص ۱۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے مرد کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے دبر سے آئے (دبر میں وطی کرے) یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

اس حدیث مبارکہ کو ائمہ محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے روایت کیا ہے۔

(مصنف ابن شیبہ ج ۴ ص ۲۵۳، فتح الباری ج اول ص ۱۹۲، ابن عدی فی الکامل ج ۳ حدیث نمبر ۱۱۳۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۲۳، مسند احمد ج دوم ص ۳۴۴)

امام احمد، ابوداؤد، نسائی نے اپنے اپنے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا یہ حدیث تخریج کی ہے۔

"ملعون من اتی امراته فی دبرها"

جو شخص اپنی عورت سے دبر سے آئے وہ ملعون ہے۔

حدیث کے بعض طرق ضعیف ہیں اور بعض غریب اور ان سے بعض طرق حسن اور جو حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس کے متعلق حافظ عسقلانی نے فرمایا:

رجاله ثقات لکن اعله بالارسال. (بلوغ المرام باب عشرة النساء ص ۷۶)

اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں لیکن ارسال سے معلوم کیا۔

اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب ۴۶، مسند احمد ج دوم ص ۳۴۴، ۴۷۹، ترغیب ج ۳ ص ۲۹۰، شرح السنہ للبغوی ج ۹ ص ۱۰۶)

تمام ائمہ محدثین نے اس حدیث کو بکثرت وسائط تخریج کیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

لہٰذا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث کے صحیح ہونے میں کسی کو کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی تحریم مروی ہے وہ یہ ہیں۔

حضرت علی، عمر، خزیمہ، علی بن طلق، طلق بن علی، ابن مسعود، جابر، ابن عباس، ابن عمر، براء بن عازب، عقبہ بن عامر، انس بن مالک، ابوذر، ابوہریرہ، ابودرداء رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ، ابراہیم نخعی، سعید بن میسب اور طاؤس۔ یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ، ابویوسف، امام شافعی علیہ رحمہم اللہ اجمعین کا اور دوسرے اہل علم کا ہے۔

مقیم بن بجرہ

(۵۳) مقسم بن بجرہ (ویقال) ابن بجرہ شجرہ کی مثل پر۔ ابوالقاسم آزاد کردہ غلام عبداللہ بن حارث بن نوفل متوفی ۱۰۱ سوائے مسلم کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے مولیٰ عبداللہ بن حارث بن نوفل (شیخ الشیخ امام صاحب) عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص، معاویہ بن ابوسفیان، ام المومنین عائشہ وام سلمہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔
(تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۸۵)

حافظ مزی فرماتے ہیں:
ابوحاتم نے کہا: وہ صالح الحدیث ہیں "لاباس بہ"
امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ مقسم بن بجرہ سے جو حدیث روایت کرتے ہیں وہ یہ ہے۔
ابوحنیفة عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ادروا الحدود با الشبهات۔ (مسند امام اعظم کتاب الحدود ص ۱۵۷)
ابوحنیفہ نے مقسم بن بجرہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شبہاب کے باعث حدود کو معطل کرو۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دیگر ائمہ محدثین کی احادیث سے موازنہ فرمائیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن ابی شیبہ نے کتاب الحدود میں جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے۔
۱۴۵۹۔ فی درا الحدود با الشبهات۔
اس کے ماتحت جو وہ حدیث لائے ہیں وہ یہ ہے۔
حدثنا ابوبکر قال حدثنا هشیم عن منصور عن الحارث عن ابراهیم قال قال عمر بن الخطاب لان اعطل الحدود با الشهات احب الی من ان اقیمها با الشبهات۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۵۶۶)
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شبہات کی وجہ سے حدود کو معطل کرنا مجھے شبہات کے باعث حدود قائم کرنے سے زیادہ پسند ہے۔
خطیب بغدادی نے صالح بن عبدالقدوس کے ترجمہ کے ماتحت لکھا ہے کہ امیر المومنین مہدی نے جب انہیں قتل کرنے کا

حکم دیا تو اس وقت اس نے یہ کہا۔

فاتق الله ولا تسفك دمي على الشبهة وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم ادرو الحدود با الشبهات۔ (تاریخ بغدادی ج۹ص ۳۰۳)

صالح بن عبدالقدوس شاعر نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ سے ڈرو اور شبہ کی بناء پر میرا خون نہ بہاؤ۔ تحقیق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ادرو الحدود با الشبهات۔

ابو عیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

حدثنا عبدالرحمن با الاسود وابوعمرو البصری، حدثنا محمد بن ربیعه ثنا یزید بن زیاد دمشقی عن الزهری عن عروة عن عائشه قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ادرو الحدود عن المسلمین ما استطعتم۔ الخ۔ (ترمذی شریف کتاب الحدود ص ۲۴۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بحسب طاقت مسلمانوں سے حدود کو معطل کرو۔

ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں ام المومنین سے حدیث مرفوع اس وجہ سے ہے۔

اور وکیع نے یزید بن زیاد سے اس کی مثل روایت کی ہے اور اسے موضوع نہیں کہا اور وکیع کی روایت اصح ہے اور نبی اکرم ﷺ کے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرح روایت کیا ہے اور یزید بن زیاد دمشقی حدیث میں ضعیف ہی ہیں اور یزید بن ابی زیاد کوفی ان سے اُثبت واقدم ہیں۔

اور وکیع کی اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا وکیع عن یزید بن زیاد والبصری عن الزهری عن عروه عن عائشه قالت ادرو الحدود عن المسلمین ما استطعتم (مصنف ابن ابی شیبہ ج۹ ص ۵۶۹)

ان جملہ روایات سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مقسم بن بجرہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ صحیح ہے۔

آپ دیکھیں کہ ابن ابی شیبہ اور ابو عیسیٰ ترمذی نے جو احادیث تخریج کیں ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کتنے وسائط ہیں۔
اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو اس باب میں حدیث روایت کی ہے اس میں صرف نبی اکرم ﷺ تک صرف دو واسطے ہیں ایک مقسم بن بجرہ جس کی حدیث کو امام مزی نے صالح قرار دیا اور دوسرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ چنانچہ با اعتبار وسائط اور رواۃ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث قابل عمل ہے۔

منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) منصور بن معتمر بن عبداللہ بن ربیعہ ابوعتاب کوفی متوفی ۱۳۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی، سعد بن عبیدہ آزاد کردہ غلام عبدالرحمن بن ازھر ابوعبیدہ، حکم بن عتبہ ابومحمد کندی، ربعی بن حراش، ابومریم عبسی کوفی، سالم بن ابوالجعد عطفانی سعید بن جبیر، ابووائل شقیق بن سلمہ، مجاہد بن جبر مکی، ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۱۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ منصور بن معتمر سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن منصور عن سالم بن ابوالجحد عن عبيد بن فسطاس عن ابن مسعود رضى الله عنهما قال من السفه ان تحمل بجوانب السرير فما زاد على ذلك فهو نافلة.

(مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ احکام الجنائز ص ۱۰۰)

ابوحنیفہ نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے عبید بن فسطاس سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا سنت میں سے ہے کہ تم میت کی چارپائی کو چاروں اطراف سے اٹھاؤ جس نے اس پر اضافہ کیا وہ اس کے لیے نفل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ میت کی چارپائی کو صرف آگے اور پیچھے سے اٹھایا جائے اس کی تفصیل درکار ہو تو کتب فقہ سے رجوع فرمائیں۔

کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث روایت کی ہے کیا محدثین میں سے کسی اور نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ ہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ استاذ ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کی روایت کی ہے وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا جوير بن عبدالحميد عن منصور عن عبيد بن بسطام قال كنا مع ابوعبيد بن عبدالله في جنازه فقال قال عبدالله اذا كان احدكم في جنازة فليحمل بجوانب السرير كله فانه من السنة له ليتطوع ثم ليدع. (مصنف ابن شیبہ ج سوم ص ۲۸۳)

عبید بن بسطام سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم ابوعبید بن عبداللہ کے ہمراہ ایک جنازہ میں تھے ابوعبید بن عبداللہ نے کہا: جب تم میں سے کوئی جنازہ میں ہو تو اسے چاہیے کہ میت کی چارپائی کو چاروں اطراف سے اٹھائے کیونکہ یہ سنت سے ہے اس کے بعد بطور نفل اٹھائے یا اٹھان چھوڑ دے۔

حدثنا هشيم عن يعلى عن عطاء عن على الازدى قال رايت ابن عمر فى جنازة فحملوا بجوانب السرير الا ربع فبد ابا لميا من ثم تنحى عنها. (حوالہ مذکور)

علی الازدی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک جنازہ میں دیکھا لوگوں نے میت

کی چارپائی کو چاوں اطراف سے اٹھایا ہوا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دائیں جانب سے شروع کیا پھر اس سے ہٹ گئے (یعنی اس طرح بار بار میت کی چارپائی کو چار اطراف سے اٹھایا)

ابن ماجہ نے بھی کتاب الجنائز میں من طریق حمید بن مسعدہ حدیث تخریج کی ہے۔

حدثنا حمید بن مسعدہ عن حماد بن زید عن منصور عن عبید بن فسطاس عن ابی عبیدہ قال قال عبداللہ بن مسعود من اتبع الجنازۃ فلیحمل بجوانب السریر کلها فانه من السنة.

اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حافظ الکبیر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی نے مصنف میں ایک حدیث تخریج کی وہ یہ ہے۔

عبدالرزاق عن الثوری ومعمر عن منصور عن عبید ابن فسطاس عن ابی عبیدہ عن ابن مسعود قال اذا اتبع احدکم جنازۃ فلیا خذ بجوانبها کلها فانه من السنه. لیتطوع بعد او یترك.

(مصنف عبدالرزاق ج سوم ص ۵۱۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی جنازہ کی اتباع کرے تو اسے چاہیے کہ وہ میت کی چارپائی کو تمام جانب سے پکڑے کیونکہ یہ سنت میں سے ہے اس کے بعد چاہے تو بطور نفل (جو سنت کے اکمال میں سے ہے) کوئی جانب پکڑے یا چھوڑ دے۔

برادران اسلام! امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ائمہ محدثین کی احادیث سب آپ کے سامنے ہیں۔ دیکھیں ان میں فرق کیا ہے جو حدیث دیگر ائمہ محدثین چار پانچ واسطوں سے روایت فرما رہے ہیں وہی حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک یا دو واسطے سے روایت کر رہے ہیں پھر قوت سند کا یہ عالم کہ ایک ثقہ تابعی اور ایک صحابی ہے۔ اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف گردانی جاتی ہے۔ خدا کے لیے انصاف کریں۔ محض حسد وعناد کی بناء پر اپنا دین وایمان تباہ وبرباد نہ کریں۔

موسیٰ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۵) موسیٰ بن ابی عائشہ ہمدانی ابوالحسن کوفی آزاد کردہ غلام آل جعدہ بن ہبیرہ مخزومی طبقہ خامسہ سے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سعید بن جبیر، عبداللہ بن شداد بن ہاد ابوالولید مدنی لیثی سے اور ان سے سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ مزی لکھتے ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ سفیان ثوری موسیٰ بن ابی عائشہ کی اچھی تعریف کرتے تھے: حمیدی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی انہوں نے (**حدثنا موسیٰ بن ابی عائشه**) اور وہ ثقات میں سے تھے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۷۷)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ موسیٰ بن ابی عائشہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنیفة عن موسیٰ عن عبداللّٰہ بن شداد عن جابر بن عبداللہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من کان لہ امام فقرأت الامام لہ قراءة۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ص ۵۸)

ابوحنیفہ نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا امام ہو تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔

اس حدیث کے متعلق اگر آپ تفصیل چاہیں تو بندہ ناچیز کی کتاب ''قراۃ خلف الامام'' مطالعہ فرمائیں میں نے اس حدیث مبارکہ کے جملہ طرق اس میں بیان کیے ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس حدیث کے طرق اتنے زیادہ ہیں کہ قریب ہے کہ یہ حدیث حد تواتر یا شہرت تک پہنچ جائے۔ اس لیے اس حدیث کے متعلق مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

ناصح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۶) ناصح بن عبداللہ (ویقال) ابن عبدالرحمٰن تیمی المعروف بالمحلمی طبقہ کبار سابعہ سے ہیں۔ ترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سماک بن حرب، عطاء بن سائب، یحییٰ بن ابی کثیر، ابواسحاق سبعی سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے کہا: وہ ایک صالح بزرگ تھے جن پر صلاح غالب تھی۔ احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے کہا: میں نے عبداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم دونوں کو حسن بن صالح سے کہتے ہوئے سنا کہ ناصح بن عبداللہ ایک اچھے آدمی تھے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۲۴۴، ۲۴۵)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ناصح بن عبداللہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ناصح عن یحیی (بن ابی کثیر) عن ابی سلمہ (بن عبدالرحمن) عن ابی ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔

(مسند امام اعظم کتاب العلم ص ۲۰)

ابوحنیفہ نے ناصح بن عبداللہ سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض (عین یا کفایہ) ہے۔

اقول وباللّٰہ التوفیق وھو نعم الرفیق۔

صاحب تنسیق النظام علامہ محمد حسن سنبھلی فرماتے ہیں:

اقول فی جواب التضعیف۔ جنہوں نے ناصح بن عبداللہ کو ضعیف قرار دیا ہے اس کے جواب میں کہتا ہوں۔

اولاً

تو نے جان لیا کہ یہ مختلف فیہ ہیں شاید کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کی توثیق کو اختیار کیا ہے جیسے احمد وغیرہ نے ان کی توثیق کی۔ لہٰذا ان سے روایت لینے اور ان کی روایت سے استدلال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ثانیاً

بعض علماء نے ان کے حفظ کی جہت سے جرح وتضعیف کی اور بعض سے تشدد یا تعصب کی بناء پر جیسا کہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ ان کے بیٹے حماد اور ان کے پوتے اسماعیل تینوں کو ضعیف کہا۔ اس لیے ہم جرح میں ان کے قول کو قبول نہیں کریں گے اور اس عصبیت کے ظاہر ہونے کے بعد ہم جرح کو تعدیل پر مقدم نہیں سمجھیں گے۔

ثالثاً

اس قدر ضعف تو ان کے نزدیک صحاح میں بھی معاف ہے مثلاً ابن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن عمر عمری، ابن لہیعہ مسلم میں ان سے تخریج کیا ہے۔اسی طرح فلیح بن سلیمان بخاری میں ان سے حدیث تخریج کی گئی ہے۔

رابعاً

احادیث ضعیفہ صحاح میں محض متابعات یا شواہد کے طور پر شمار کی گئی ہیں۔اس طرح یہاں ہے کہ اس باب میں صحاح بھی آئی ہیں۔

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں:

یہ حدیث متعدد طرق سے روایت کی گئی ہے اور ان کا متعدد طرق سے مروی ہونا حدیث حسن کے قول کو واجب کرتا ہے (یعنی یہ حدیث حسن ہے) ابن ابی داؤد نے کہا: میں نے اپنے والد ابوداؤد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ "طلب العلم فریضة" میں اس سند سے اصح کوئی سند نہیں جس سے انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔

بعض نے اس حدیث کے بعض طرق کو صحیح کہا ہے اور وہ صحیح کی پہلی قسم (یعنی صحیح لذاتہ) سے ہے۔ بعینہ ان الفاظ سے ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔طبرانی نے صغیر میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حسین بن علی سے تخریج کیا ہے۔طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کو تخریج کیا ہے اور تمام نے فوائد میں ابن عمر سے، طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود سے خطیب نے تاریخ میں علی المرتضیٰ سے طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری سے تخریج کیا ہے۔ یہ سب کے سب طرق مرفوع ہیں۔

چنانچہ یہ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے تو طرق متعدد ہوئے تو پھر کیسے یہ حدیث درجہ حسن تک نہ پہنچے گی۔

ابن مبارک سے مروی ہے کہ ان سے اس حدیث کی تفسیر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ نہیں جیسا کہ تم گمان کرتے ہو بلکہ "طلب العلم فریضة" کا معنی یہ ہے کہ کسی آدمی کو امر دین میں کوئی اشتباہ وغیرہ واقع ہو جائے اور وہ اس کے متعلق پوچھے یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو جائے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث درجہ حسن رکھتی ہے اور یہ حدیث متعدد طرق سے روایت کی گئی ہے۔اس لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف کہنا انصاف نہیں اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نافع مولی عبداللہ بن ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۷) نافع آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن ابوعبداللہ مدنی متوفی ۱۱۷ھ اصحاب صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔
یہ حضرت عبداللہ بن عمر، ابوسعید خدری، ابوسلم بن عبدالرحمٰن، ابولبابہ بن عبدالمنذر، ابوہریرہ، ربیع بنت معوذ بن عفرا، صفیہ بنت ابوعبید زوجہ عبداللہ بن عمر، ام المومنین حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔
حافظ مزی نے لکھا ہے محمد بن سعد نے ان کو اہل مدینہ میں سے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ تھے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اصح اسانید مالک عن نافع عن ابن عمر ہے۔ (تہذیب الکمال ج۱۰ص ۲۵۹، ۲۶۲)
حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ نافع سے حدیث یہ ہے۔

ابوحنيفة والمنصور ومحمد بن بشر كلهم عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الغسل يوم الجمعة على من اتى الجمعة۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوۃ ص ۸۳)

ابوحنیفہ منصور بن معتمر اور محمد بن بشر سب نے نافع سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کا غسل اس شخص پر (ثابت) ہے جو جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے آئے۔
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دو واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور واسطے بھی وہ جن کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مالک کی صحیح ترین اسناد میں سے یہ سند ہے (عن مالک، عن نافع عن عبداللہ بن عمر) اب بطور تقابلی جائزہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم کی احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا عبدالله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن نافع عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا جاء احدكم الجمعة فليغتسل
(بخاری شریف کتاب الجمعہ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

حدثنا قتيبة قالنا ليث عن نافع عن عبدالله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا اراد احدكم ان ياتى الجمعة فليغتسل۔ (مسلم شریف کتاب الجنائز ج اول ص ۲۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آنے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

حدثنا ابن رمح قالنا ليث عن بن شهاب عن عبدالله بن عبدالله بن عمر عن عبدالله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال وهو قائم على المنبر من جاء منكم الجمعة

فلیغتسل۔ (حوالہ مذکور)

عبداللہ بن عبداللہ بن عمر (ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے) نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا: حالانکہ آپ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے تم میں سے جو بھی جمعہ کے لیے آئے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

آپ مذکورہ بالا احادیث کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کتنی قوی ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کر رہے ہیں اور وہ بھی نافع ہیں جن کی جلالت نشانی کے سب معترف ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین واسطہ سے اور مسلم تین اور چار واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کر رہے ہیں۔

اب انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ کم تول کر خاسرین کی صف میں شامل ہو جائیں یا پورا تول کر مقسطین کے زمرہ میں داخل ہو جائیں۔

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۸) ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام قرشی اسدی ابوالمنذر متوفی ۱۴۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ بکر بن وائل، ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان اپنے بھائی عبداللہ بن عروہ بن زبیر، اپنے چچا عبداللہ بن زبیر، اپنے باپ عروہ بن زبیر، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی، محمد بن منکدر، وہب بن کیسانی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ مزی نے کہا: انہوں نے حضرت انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، سہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب کو دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ اور حدیث میں امام تھے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۳۵، ۴۳۸)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ہشام بن عروہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن هشام بن عروه عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها۔ ان فاطمة بنت ابي حبيش قالت يارسول الله صلى الله عليه وسلم اني احيض الشهر والشهرين فقال لها عرق هو فاذا اقبلت حيضتك فدعي الصلوة واذا ادبرت فاغتسلي لطهرك ثم توضي لكل صلوة وصلي۔

(جامع المسانید ج اول ص ۵۶۷)

ابوحنیفہ نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر بن عوام سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایک ماہ اور دو ماہ حیض آتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ خون کی ایک رگ ہے (اسے عاذل کہتے ہیں) جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دو

جب ختم ہو جائے تو پاک ہونے کا غسل کرو پھر اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کر اور نماز پڑھ۔
اب شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا عبداللّٰه بن یوسف قال اخبرنا مالك عن هشام بن عروه عن ابیه عن عائشه انها قالت قالت فاطمه بنت ابی جیش لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یارسول اللّٰه انی لا اطهر افادع الصلوٰة فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انما ذٰلك عرق ولیس با الحیضة فاذا اقبلت الحیضه فاالترکی الصلوٰة فاذا ذهب قدرها فاغسلی عنك الدم وصلی۔

(بخاری شریف کتاب الحیض باب الاستحاضہ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں حیض سے پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک خون کی رگ ہے، حیض کا خون نہیں۔ جب حیض کا خون آئے تو نماز کو چھوڑ دے اور جب ایام حیض گزر جائیں تو اپنے جسم سے خون کو دھو کر نماز پڑھ لے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شعیبة وابو کریب قالا ناوکیع عن هشام بن عروه عن ابیه عن عائشة قالت جاء ت فاطمة بنت ابی حبیش الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی امراة استحاض، فلا اطهر، افادع الصلوٰة فقال لا انما ذٰلك عرق ولیس باالحیضة فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوٰة فاذا ادبرت فاغسلی عنك الدم وصلی۔

(مسلم شریف ج اول ص ۱۵۱)

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ اس سے قبل بخاری شریف کی حدیث کے ماتحت گزر چکا ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی سند ہناد اناوکیع، عبدہ اور ابومعاویہ کے طریق سے یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔ پھر امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں:

قال ابومعاویه فی حدیثه وقال توضی لکل صلوٰة یجییء ذٰلك الوقت

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۲۵)

ابومعاویہ نے کہا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بھی نماز کا وقت آئے ہر نماز کے لیے وضو کر۔

یہ تینوں احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں آپ ان کا تقابلی جائزہ لیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کو صرف دو واسطوں سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چار واسطوں سے اسی طرح ابوالحجاج مسلم قشیری بھی چار واسطوں سے اسی طرح ابوعیسیٰ ترمذی بھی چار واسطوں سے اس حدیث کی روایت کر رہے ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو صرف دو واسطوں سے مروی ہے وہ کیوں صحیح نہ ہوگی۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: جو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حسن اور صحیح ہے۔

ہشیم بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ

(۵۹) ہیثم بن حبیب اور وہ ہیثم بن ابوالھیثم صیرنی کوفی، عبدالخالق بن حبیب کے بھائی ہیں۔ یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ یہ حکم بن عتبہ، حماد بن ابی سلیمان، عاصم بن حمزہ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عون بن ابی جحیفہ اور محارب بن دثار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے شعبہ بن حجاج، ابوعوانہ بن عبداللہ اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے روایت کیا۔

ابوداؤد طیالسی نے ابوعوانہ سے روایت کی کہ میں نے شعبہ بن حجاج سے کہا: جب میں کوفہ جانے کا ارادہ کروں تو کس کے پاس جاؤں شعبہ بن حجاج نے کہا: ہیثم صیرفی کی صحبت کو لازم پکڑو۔ ابوبکر اثرم نے کہا: میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ہیثم بن حبیب کی ثناء کرتے ہوئے سنا۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان کی احادیث کتنی اچھی ہیں اور بہت ہی مستقیم ہیں اور یہ ایسی احادیث نہیں جیسا کہ ان سے اصحاب رائے روایت کرتے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ہیثم بن حبیب ثقہ ہیں۔ ابوذرع، ابوحاتم دونوں نے کہا: وہ حدیث ثقہ وصدوق ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۹۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ہیثم بن حبیب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن الهيثم عن عامر الشعبي عن مسروق عن عائشه رضي الله عنها كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصيب من وجهها وهو صائم يعني القبلة. (مسند امام اعظم کتاب الصوم ص ۱۰۹)

ابوحنیفہ نے ہیثم سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے۔

یہ حدیث مبارکہ ائمہ صحاح ستہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

بخاری شریف میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن المثنى حدثنا يحيى عن هشام قال اخبرني ابي عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم (تحویل اسناد) حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك عن هشام عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها قالت ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليقبل بعض ازواجه وهو صائم ثم ضحكت. (بخاری شریف کتاب الصوم باب القبلة للصائم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواجِ مطہرات کا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ دار تھے یہ بات کہہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں۔

حدثنا علي بن حجر السعدي ثنا سفيان عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشه رضي الله عنها، قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل احدى نسائه وهو صائم ثم تضحك

(مسلم شریف ج اول ص ۳۵۲)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو بخاری شریف کی حدیث کا ترجمہ ہے۔

شیخین کی روایت سے ثابت ہوا وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جیسا کہ دوسری احادیث میں صراحتاً ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث روایت کی ہے اس کے بعد فرماتے ہیں:

وفی الباب عن عمر بن الخطاب وحفصة وابی سعید، وام سلمة وابن عباس وانس وابی هریرة قال ابوعیسیٰ حدیث عائشة حدیث حسن صحیح. (ترمذی شریف ص ۱۲۷)

اس باب میں حضرت عمر بن خطاب، ام المومنین حضرت حفصہ، ابوسعید خدری، ام المومنین حضرت ام سلمہ، ابن عباس، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ حدیث مروی ہے ابوعیسیٰ نے کہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔

اسی طرح ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد نے بھی ام المومنین سے یہ حدیث روایت کی ہے اور ابوداؤد نے کتاب الصوم میں اپنی جید اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

عن ابی هریرة انه علیه السلام ساله رجل عن المباشرة للصائم فرخص له وأتاه اخر فنهاه فاذا الذی رخص له شیخ والذی نهاه شاب.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ دار کے لیے عورت سے مباشرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو رخصت عطا فرمائی پھر آپ کے حضور دوسرے شخص نے حاضر خدمت ہو کر یہی سوال کیا تو آپ نے ان کو منع فرما دیا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں آپ نے جس کو رخصت دی وہ بوڑھا آدمی تھا اور جسے منع فرمایا وہ نوجوان آدمی تھا۔

ابن ہمام نے فرمایا: یہ حدیث اس تفصیل کا فائدہ دیتی ہے جس کا ہم نے اعتبار کیا کہ جب روزہ دار اپنے آپ پر قابو نہ پا سکتا ہو اس کے لیے بوسہ لینا جائز نہیں۔

ائمہ صحاح ستہ کی احادیث آپ کے سامنے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی آپ کے سامنے ہے خود موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد کتنی جید ہے پھر یہ کہ ام المومنین سے صرف تین واسطوں سے مروی ہے اور شیخین واصحاب اربعہ کی احادیث چار سے پانچ واسطوں سے مروی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تضعیف کی گردان کرتا ہے تو اس کی مرضی لیکن اس گردان سے اس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

ولید بن سریع کوفی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۰) ولید بن سریع کوفی آزاد کردہ غلام آل عمرو بن حریث مخزومی۔ یہ صدوق طبقہ رابعہ سے ہیں۔ مسلم اور نسائی کے رواۃ

میں سے ہیں۔ یہ عبداللہ بن اوفی، عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسماعیل بن ابو خالد، مسعر بن کدام، ہشام بن مغیرہ وغیرہم نے روایت کیا۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۵۴۶)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ولید بن سریع سے جو حدیث روایت کی ہے۔

ابو حنيفة عن الوليد بن سريع مولى عمرو بن حديث عن انس بن مالك رضى الله عنه انه كان يشرب الطلاء على النصف. (جامع المسانید ج دوم ص ۱۹۱)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ولید بن سریع آزاد کردہ غلام عمرو بن حریث سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ طلاء نصف پر پیتے تھے۔

''طلا'' انگور کا رس جو اتنا پکایا جائے کہ نصف باقی رہ جائے اسے طلاء منصف کہتے ہیں یہ حنیفہ کے نزدیک حرام ہے۔

اس حدیث کی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''آثار'' میں تخریج کی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی۔ پھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارا تمسک اس حدیث سے نہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ اس طلاء کے دو حصے جاتے رہیں اور ایک حصہ باقی رہ جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اس طلاء کو مثلث کہتے ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

حدثنا ابو بكر قال حدثنا عبدالرحيم بن سليمان ووكيع عن عبيد عن حيثمه عن انس انه كان يشر به على النصف. (مصنف ابن ابی شیبہ مجلد ۷ ج ۸ ص ۱۸۵)

حیثمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ طلاء منصف پیا کرتے تھے۔

آپ دونوں حدیثوں کے درمیان موازنہ فرمائیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کی صحابی تک صرف ایک واسطہ سے روایت کر رہے ہیں اور ابن ابی شیبہ پانچ واسطوں سے اس کو روایت کر رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا واسطہ بھی ہے جس کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے پھر یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کتنی نا انصافی ہے کہ آپ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب کے توثیق کی کے متعلق سماعت فرمائیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ انگور کا رس اتنا پکایا جائے کہ سوکھ کر صرف ایک تہائی باقی رہ جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں:

وقالت الحنيفة العصير المسمى با الطلاء اذا طبخ فذهب اقل من ثلثيه يحرم شربه.

(عمدۃ القاری ج ۲۱، ص ۱۸۱)

یعنی حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ انگور کا رس جسے طلاء سے موسوم کیا گیا ہے جب اسے پکایا جائے اور دو تہائی سے کم باقی نہ رہ جائے اس کا پینا حرام ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا دو تہائی سے زائد جاتے رہنا ضروری ہے پھر اگر ایک تہائی باقی رہ جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔

امام مالک نے مؤطا میں محمود بن لبید انصاری کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لائے تو اہل ہشام نے آپ کے حضور شام کی زمین کی وباء کی شکایت کی اور کہا ہمیں صرف یہ شراب صحت وتندرست رکھ سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شہد پیو۔ انہوں نے کہا: شہد ہمیں اچھا نہیں لگتا تو ایک شامی آدمی نے عرض کیا: ہم آپ کے لیے ایک ایسی شراب بنائیں جو مسکر نہ ہو۔

آپ نے فرمایا: جی ہاں تو انہوں نے انگور کے رس کو اتنا پکایا کہ دو حصے جاتا رہا اور ایک تہائی باقی رہ گیا پھر انہوں نے یہ طلاء مثلث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس میں انگلی ڈالی پھر اس کو نکالا تو وہ بوجہ گھنا ہونے کے آپ کی انگلی سے چمٹ گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ طلاء مع ہے تو آپ نے ان کو اس کے پینے کا حکم دیا۔

(مؤطا امام مالک ج ۴ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

حدثنا ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبة قال حدثنا علی بن مسعر عن سعید بن ابی عروبة عن قتادہ عن انس ان عبیدة ومعاذ بن جبل وابا طلحة کانو ایشون من الطلاء ما ذهب ثلثاة وبعتی ثلثة. (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۱۷۰)

حضرت قتادہ حضرت انس سے راوی ہیں کہ حضرت عبیدہ، معاذ بن جبل اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہم جو طلاء مثلث پیتے تھے جس کے دو حصے پکانے میں جاتے رہے اور ایک تہائی باقی رہ گیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کے آثار کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (کتاب الاشربہ باب البازق)

ورانی عمرو ابوعبیدة ومعاذ شرب اطلاء علی الثلث.

یعنی عمر فاروق، ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک طلاء مثلث کا پینا جائز ہے۔

احمد بن شعیب نسائی نے انس بن سیرین کے طریق سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے انگور کی لکڑی میں جھگڑا کیا اور کہا یہ میرا حصہ ہے، یہ میرا حصہ ہے اور ان دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے لیے اس کا ایک ثلث اور شیطان کے لیے دو ثلث یعنی دو تہائی شیطان کا حصہ ہے اور ایک تہائی حضرت نوح علیہ السلام کا (نسائی شریف ج دوم ص ۳۳۶ مکتبہ سلفیہ لاہور)

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۶۱) یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سہل ابوسعید مدنی قاضی مدینہ متوفی ۱۴۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ذکوان ابوصالح اسمان، سعید بن مسیب، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عنبری، عدی بن ثابت، عروہ بن زبیر، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، محمد بن منکدر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

امام مزی نے فرمایا: ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ، حجت وثبت ہیں۔ یحییٰ بن معین، ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ مدنی تابعی ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۶۸۸، ۶۹۱، ۶۹۳)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یحییٰ بن سعید انصاری سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن یحیی عن عمرة عن عائشة قالت کانوا یروحون الی الجمعة وقد عرقوا وتلطخوا بالطین فقیل لهم من راح الی اجمعة فلیغتسل۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ص ۸۲)

ابوحنیفہ نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاری سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ام المومنین نے فرمایا: لوگ سورج ڈھل جانے کے بعد جمعہ پڑھنے کے لیے جاتے تھے اور اوساخ کی وجہ سے ان کے پسینے بدبودار ہوتے اور مٹی سے آلودہ ہوتے ان سے (شرع کی طرف سے) کہا گیا جو جمعہ پڑھنے کے لیے جائے اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سن کر خود موازنہ فرمائیں کہ اگر صحیحین کی حدیث صحیح ہے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف کیوں۔ الجامع الصحیح بخاری میں ہے۔

حدثنا عبدان قال اخبرنا عبدالله قال اخبرنا یحیی بن سعید انه سال عمرة عن الغسل یوم الجمعة فقالت، قالت عائشه رضی الله عنها کان الناس مهنة انفسهم وکانوا اذا راحوا الی الجمعة راحوا فی هیتهم فقیل لهم لو اعتسلتم (بخاری شریف کتاب الجمعہ باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس)

یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا: انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاری سے جمعۃ المبارک کے دن غسل کے متعلق پوچھا۔ تو عمرہ نے کہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ اپنا کام کاج خود کر لیتے تھے (یعنی محنت کرنے والے تھے) اور جب سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ کے لیے جاتے تو اسی (کام کاج) کی حالت میں جاتے ان سے کہا گیا اگر تم غسل کر کے آتے تو اچھا ہوتا۔

ابوالحجاج مسلم قشیری کی حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا محمد بن رمح قالنا اللیث عن یحیی بن سعید عن عمره عن عائشه رضی الله عنها انها قالت کان الناس اهل عمل ولم تکن لهم کفاة فکانوا یکون لهم تفل فقیل لهم لو اغتسلتم یوم الجمعه۔ (مسلم شریف ج اول ص ۲۸۰)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: لوگ اہل عمل تھے اور ان کے کوئی نوکر وغیرہ نہیں تھے جو ان کو کفایت کرتے تو عملی کی وجہ سے ان کے وجود میں بدبو ہوتی تھی ان سے کہا گیا اگر تم جمعہ کے دن غسل کر کے آتے تو اچھا ہوتا۔

آپ غور فرمائیں شیخین نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق سے جو حدیث روایت کی ان تک شیخین کے دو واسطے ہیں

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ بلاواسطہ یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کر رہے ہیں آپ کے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ ایک شخص بلاواسطہ ایک آدمی سے روایت کرتا اور ایک دو واسطہ سے اس آدمی سے روایت کرتا ہے ظاہر ہے فرق تو ضرور ہوگا تو پھر اگر شیخین کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہو تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کیوں ضعیف کہتے ہیں۔ اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے۔

ابوحجیہ یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۲) ابوحجیہ یحییٰ بن عبداللہ بن معاویہ کندی کوفی۔ امام مزی نے فرمایا: اجلح بن عبداللہ بن حجیہ، والد عبداللہ بن اجلح اور اس کا نام یحییٰ ہے اور اجلح لقب ہے۔ متوفی ۱۴۵ھ اصحاب سنن اربعہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حبیب بن ابی ثابت، حکم بن عتیبہ، سلمہ بن کھیل، عامر شعبی، عبداللہ بن بریدہ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، ابواسحاق عمرو بن عبداللہ سبعی، قیس بن مسلم، نافع مولی ابن عمر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید قطان سے روایت میں کہا میرے دل میں ان کے متعلق کوئی چیز ہے۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ صالح ہیں۔ عثمان بن سعید دارمی نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی اور ثقہ ہیں۔ ابواحمد بن عدی نے کہا: وہ میرے نزدیک مستقیم الحدیث صدوق ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۳۲۳،۳۲۴)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یحییٰ بن عبداللہ ابوحجیہ کوفی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنیفة عن یحیی بن عبدالله الکندی عن ابی الاسود عن ابی ذر (جندب بن جناده) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال احسن ما غیر تم به الشیب الحناء والکتم۔

(مسند امام اعظم کتاب العباس والزینہ ص ۲۰۴)

ابوحنیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ کندی سے انہوں نے اسود دیلی (ظالم بن عمرو بن سفیان ترمذی) سے انہوں نے حضرت ابوذر (جندب بن جنادہ) سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھی وہ چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو تبدیل کرو (یعنی بالوں کو رنگو) مہندی اور وسمہ (جس سے خضاب بناتے) ہیں۔

اس حدیث کو اصحاب سنن اربعہ نے بھی یحییٰ بن عبداللہ کندی کے طریق سے روایت کیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مقطوع روایت کیا ہے کیونکہ یحییٰ بن عبداللہ کندی اور اسود دیلی کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ عبداللہ بن بریدہ ہیں۔

ابوعیسیٰ ترمذی کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا سوید بن المبارك عن الاجلح عن عبدالله بن بریدة عن الاسود عن ابی ذرعن النبی صلی

اللہ علیہ وسلم قال ان احسن ماغیرتم الشیب الحناء والکتم (ترمذی شریف ص ۲۹۸)
ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔
احمد بن شعیب نسائی کی حدیث یہ ہے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال ثنا یحیی بن عبداللّٰہ عن عبداللّٰہ بن بریدة عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان احسن ما غیرتم به الشیب الحناء والکتم.

(نسائی شریف ج دوم کتاب الزینہ ص ۲۷۲)

حدیث کا ترجمہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت گزر چکا ہے۔
اسی طرح ابوداؤد نے بھی ابوالاسود دیلی کے طریق سے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اب تینوں احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں غور فرمائیں اور موازنہ کریں۔

یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۳) یحییٰ بن عبداللہ بن حارث جابر (ویقال) مجبر تیمی بکری ابوالحارث کوفی امام مسجد بنی تیم اللہ ان کو جابر یا مجبر ٹوٹی ہوئی ہڈیاں باندھنے کی وجہ سے کہا: جاتا ہے یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ... م بن ابی الجعد، عبدالوارث مولیٰ انس، عبیداللہ بن مسلم حضرمی، عیسیٰ مولیٰ حذیفہ، ابو ماجدہ حنفی اور ام معبد وغیرہم سے روایت کرتے ہیں ان سے جریر بن عبدالحمید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور شعبہ بن حجاج وغیرہ نے روایت کیا۔ علی بن مدینی نے کہا: وہ معروف ہیں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "لیس به باس" (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۷۱۳)
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یحییٰ بن عبداللہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن یحیی بن عبداللّٰہ عن ابی ماجد عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنهما ان رجلا اتی بابن اخ له سکران فقال ترتروہ رمز مزوہ واستنکهوہ فترتروہ ومزمزوہ واستنکهو. فوجد ومنه رائحة شراب فأمر بحبسه فلما صحا وعابه ودعا لسبوط فامر به الخ (جامع المسانید ج دوم ص ۲۰۴)
ابوحنیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ سے انہوں نے ابو ماجد سے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص اپنے بھتیجے کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس لایا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اسے خوب ضرور سے حرکت دو ہلاؤ اور اس کے منہ سے بو سونگھو۔ لوگوں نے اسے خوب زور سے حرکت دی ہلایا اور اس کے منہ کی بو سونگھی تو انہوں نے اس سے شراب کی بو پائی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس کو بند کرنے کا حکم دیا اور جب وہ ہوش میں آیا آپ نے اس کو بلایا اور کوڑہ منگوایا اور جلاد کو حکم دیا کہ وہ اس کو کوڑے لگائے۔

اب بطور تقابلی جائزہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدالرزاق بن صمام کی تخریج کردہ حدیث بھی سماعت فرمائیں۔

عبدالرزاق عن الثوری عن یحیی بن عبداللہ التیمی عن ابی ماجد الحنفی ان ابن مسعود رضی اللہ عنہا اتاہ رجل باین اخیہ وھو سکران فقال ابی وجدت عذا سکران یا ابا عبدالرحمن فقال توتودہ ومزمروہ واستنکھوہ فترتووہ مزمزوہ واستنکھوہ فوجدوا منہ ریح شراب. الخ

(مصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۳۷۰ حدیث ۱۳۵۱۹)

اس کا ترجمہ نے سماعت فرمایا۔

اب دونوں حدیثوں کے درمیان موازنہ کر کے بتائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے وہی حدیث جو الحافظ الکبیر عبدالرزاق بن ہمام تین واسطوں سے روایت کر رہے ہیں اس حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے روایت کر رہے ہیں۔

یزید بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ

(۶۴) یزید بن صہیب الفقیر ابوعثمان کوفی، طبقہ ثانیہ سے ثقہ ہیں۔ یہ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حکم بن عتیبہ، سلیمان الاعمش، مسعر بن کدام، منصور بن دینار، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے ان کا ذکر اہل کوفہ کے طبقہ ثانیہ سے ذکر کیا ہے۔ اسحاق بن منصور نے یحیٰی بن معین، ابوزرعہ، نسائی سے روایت کی انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق ہیں ابن خراش نے کہا: وہ عزیز الحدیث صدوق اور جلیل ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۴۳)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن یزید بن صھیب عن جابر بن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یخرج اللہ من النار من اھل الایمان بشفاعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال یزید فقلت ان اللہ تعالی یقول وماھم بخارجین منھا قال جابر اقراء ما قبلھا ان الذین کفروا انما ھی فی الکفر. الخ (مسند امام اعظم ص ۱۴)

ابوحنیفہ نے یزید بن صہیب سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے (جو گناہ کے مرتکب ہوئے) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکالے گا۔

یزید بن صہیب نے کہا: میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اس سے نہیں نکلیں گے

حضرت جابر نے کہا: اس آیت کا ماقبل پڑھو۔ "ان الذین کفروا" یہ تو صرف کفار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے۔ اہل ایمان میں سے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے گا۔ یزید بن صہیب نے کہا: میں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وماھم بخارجین منھا" حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کا ماقبل بھی پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان الذین کفروا" یہ کفار کے لیے ہے۔ ایک روایت یزید صہیب سے ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے شفاعت کے متعلق پوچھا۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب دے گا پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے ان کو جہنم سے نکال دے گا۔ یزید بن صہیب نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ عزوجل کا فرمان "وما ھم بخارجین من النار" کہاں ہے اور حدیث کو آخر تک ذکر کیا۔

بطور تقابلی جائزہ اب مسلم شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا حجاج بن الشاعد قالنا ابو احمد الزبیری قالنا قیس بن سلیم العنبوی قال حدثنی یزید الفقیر قالنا جابر بن عبد اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان قوما یخرجون من النار یحترقون فیھا الا دارت وجوھھم حتی یدخلون الجنۃ۔

(مسلم شریف ج اول ص ۱۰۷)

یزید بن صہیب فقیر نے کہا: ہم سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کچھ لوگوں کو (نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے) جہنم سے نکالے گا جو اس میں جل گئے ہوں گے مگر ان کے منہ کا دائرہ (کیونکہ جہنم کی آگ چہرہ کو نہیں جلائے گی اس لیے کہ وہ محل سجود ہے) حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اس حدیث مبارکہ کے بعد مسلم نے یزید بن صہیب کے طریق سے ایک حدیث تخریج کی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا صراحتاً ذکر کیا گیا ہے یہ حدیث طویل تھی اس لیے میں نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اگر چاہیں تو یہ حدیث مسلم سے مذکورہ بالا حدیث کے متصل ہی دیکھ سکتے ہیں۔

آپ نے دونوں احادیث کو مع اسناد ملاحظہ فرمایا کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث مسلم میں پانچ واسطہ سے روایت کی گئی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سند بھی سند متصل ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

یزید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۶۵) یزید بن عبدالرحمٰن بن اسود اودی زعافری ابوداؤد کوفی طبقہ ثالثہ سے مقبول ہیں۔ ترمذی، ابن ماجہ، الادب المفرد

للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن سمرہ، جعدہ بن ہبیرہ اشجعی کوفی، عدی بن حاتم، علی بن ابی طالب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے یزید بن عبدالرحمٰن ابوکثیر یاتی فی الکنی۔

اقول

حافظ جمال الدین مزی نے ترجمہ نعمان بن ثابت میں لکھا ہے یزید بن عبدالرحمٰن کوفی۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں اور صاحب تنسیق النظام نے "الکنی" میں ان کو شک کے ساتھ نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ یزید بن عبدالرحمٰن ابوکثیر سحیمی عنبری یمامی اعمی ہیں اور بعض کے نزدیک اس کا نام یزید بن عبدالرحمٰن اذنیہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی صاحب تنسیق النظام نے احتمالا دو تین یزید بن عبدالرحمٰن نقل کیے ہیں لیکن حافظ مزی نے بلاشک کوفی لکھا ہے اور یہی معتمد ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یزید بن عبدالرحمٰن ابوداؤد سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور فضیلت حضرت ابوبکر میں نہایت طویل ہے اس کا ایک حصہ پیش خدمت ہے۔

ابوحنیفة عن یزید عن انس ان ابابکر رای عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خفة (الی ان قال) ثم خرج ابوبکر فقال ایها الناس من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قدمات ومن کان یعبد رب محمد فان رب محمد لایموت ثم قراء وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الایة۔ (مسند امام اعظم ص ۱۸۰، ۱۸۱، جامع المسانید ج اول ص ۲۱۲)

ابوحنیفہ نے یزید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خفت دیکھی (اس کے بعد حدیث میں اس طرح ہے) پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف سے باہر نکلے اور فرمایا: اے لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو جان لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور جو رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو بلا ریب رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل "الایہ (سورہ آل عمران ۱۴۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس سے قبل یہ آیت نہیں پڑھی اور لوگوں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ الی آخر الحدیث

اب آپ کے سامنے بطور تقابلی جائزہ بخاری شریف کی حدیث پیش خدمت ہے۔

وقال الزهری وحدثنی ابوسلمة عن عبداله بن عباس ان ابابکر خرج وعمر بن الخطاب

یکلم الناس فقال اجلسی یا عمر فابی عمر ان یجلس۔الخ

(بخاری شریف کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ)

زہری نے کہا: مجھ سے ابوسلمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کردیا تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے "اما بعد" تم میں سے جو کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا بلاشبہ محمد وصال فرما چکے اور تم میں سے جو کوئی اللہ عزوجل کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں اللہ عزوجل نے فرمایا: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔ (آل عمران ۱۴۴) آخر حدیث تک۔

اس حدیث مبارکہ کو مطولاً ومختصراً ائمہ صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ آپ دونوں احادیث کو سامنے رکھ کر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے۔

یونس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۶) یونس بن عبداللہ بن ابوفردہ شامی اسحاق کے بھائی۔ یہ طبقہ خامسہ میں سے ہیں۔ یہ ربیع بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مردان فزازی نے روایت کیا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں یونس بن عبداللہ بن ابوخروہ اسحاق کے بھائی "ما بہ باس" ابن عدی نے ان کا مختصراً ذکر کیا اور کہا "لیس بہ باس" ان کی حدیث لکھی جائے۔

(میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۸۱ ترجمہ نمبر ۹۹۰۸، تاریخ الکبیر ج ۸ ص ۴۰۸، ترجمہ نمبر ۳۵۰۲)

صاحب تنسیق النظام علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کو کتب اسماء الرجال کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہاں کچھ غلط فہمی واقع ہوئی ہے جس کی تصحیح بہت ضروری ہے۔

اقول وباللہ الوصول الی ما ھو المقبول عند علماء الفحول

علامہ موصوف فرماتے ہیں مسند امام اعظم کے حاشیہ میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری عبداللہ بن یونس بن ابوفردہ کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں: امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں فتح مکہ کے سال حرمت متعہ کے متعلق "من طریقہ عن ابیہ عن ربیع بن سبرۃ بن معبد الجھنی عن ابیہ" مرفوعاً ان سے روایت کیا ہے۔ علامہ محمد حسن سنبھلی فرماتے ہیں میں نے یونس بن عبداللہ اور ان کے باپ کا ترجمہ تقریب میں نہیں پایا اور نہ ہی علامہ ملا

علی قاری نے ان کا اس سند میں ترجمہ کیا ہے بہرحال جامع المسانید کے اس نسخہ میں جو ہمارے پاس موجود ہے اس میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے۔

"عن یونس بن عبیداللہ بن فردہ عن الربیع بن سبرۃ عن ابیہ"

چنانچہ میں نے تقریب میں صرف یونس بن عبید عمیری لیثی ابوعبدالرحمٰن بصری کا ہی ترجمہ پایا ہے لیکن وہ طبقہ عشرہ کے کبار میں سے ہیں اور اس پر ''مسند مالک'' میں علامت نسائی مرقوم ہے۔ اس بناء پر ان کی ملاقات میں اشکال ہے کیونکہ امام تابعین میں سے ہیں اور طبقہ عاشرہ وہ ہے جن کی تابعین سے ملاقات نہیں۔ علامہ سنبھلی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں یونس بن عبداللہ بن ابی فروہ کا ابن حبان نے ثقات تابعین سے ذکر کیا ہے اور کہا یونس بن عبداللہ بن ابوفروہ شامی شرجیل بن سعد اور ربیع بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مروان بن معاویہ نے روایت کیا اور ظاہر یہی ہے کہ یونس بن عبداللہ نے ربیع بن سبرہ سے روایت کی ہے اور یونس بن عبداللہ کی اپنے باپ سے روایت نساخ کی غلطی سے واقع ہوئی ہے اور یہ مسند میں بہت زیادہ ہے۔ انتہی کلامہ۔

اوّلاً

صاحب تنسیق النظام کو ترجمہ یونس بن عبداللہ بن ابی فروہ کا نہ ملنا صرف کتب کی عدم دستیابی کی وجہ سے ہے ورنہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ حوالہ گزر چکا۔

ثانیاً

جامع المسانید کے اس نسخہ میں جو ان کے پاس موجود ہے اس میں "عن یونس بن عبیداللّٰہ بن فروہ" یہ بھی غلط ہے جامع المسانید مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ میں یہ روایت اس طرح ہے۔

ابوحنیفۃ عن یونس بن عبداللّٰہ بن ابی فردہ عن الربیع بن سبرۃ عن ابیہ قال نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن متعۃ النساء عام فتح مکۃ۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۸۷)

چنانچہ علامہ موصوف کا "یونس بن عبیداللّٰہ" یعنی ''عبداللہ'' کی جگہ عبیداللہ غلط ہے۔

ثالثاً

مسند حسن بن زیاد لولوی میں ہے۔ عن ابی حنیفۃ عن یونس بن عبداللّٰہ عن ابیہ عن ربیع بن سبرۃ الجھنی الخ۔

اس روایت میں ''یونس بن عبداللہ عن ابیہ'' ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ یونس بن عبداللہ کا اپنے باپ سے اور ان کا ربیع بن سبرہ سے روایت میں لفظ ''عن'' کا ادخال نساخ کی غلطی ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ ایک دفعہ یونس بن عبداللہ بن ابوفردہ بلاواسطہ اپنے باپ ربیع بن بسرہ سے روایت کرتے ہیں اور

ایک دفعہ بالواسطہ باپ ان سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھو جامع المسانید ج دوم ص ۸۶، ۹۸، ۱۳۰)

اس طرح تاریخ الکبیر کے ذیل میں منقول ہے کہ صاحب ''تعجیل المنفعۃ'' نے (ص ۴۶۰) میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں یونس بن عبداللہ عن ابی فردہ ہے۔ پھر کہا ابن حبان نے ''ثقات'' میں حرف بحرف اس کی اتباع کی ہے۔

میں کہتا ہوں ابن حبان کی ''کتاب الثقات'' کے نسخہ میں جو ہمارے پاس موجود ہے ''یونس بن عبداللہ بن ابی فردہ'' ہے پھر حافظ نے کہا: لفظ ''عن'' تصحیف ہے اور صواب بلا کلمہ ''عن'' ہے۔ (تاریخ الکبیر ج ۸ ص ۴۰۷)

حافظ جمال الدین مزی نے ترجمہ اسحاق بن عبداللہ بن ابوفردہ میں لکھا ہے ابوفردہ کا نام عبدالرحمٰن بن اسود بن سوادہ ہے اور یہ اسحاق، اسماعیل، صالح، عبدالاعلی، عبدالحکیم، عمار اور یونس کے بھائی ہیں اور اسحاق اپنے بھائی یونس بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان کو پایا ہے اور محمد بن سعد کے مطابق ان کا اہل مدینہ سے طبقہ خامسہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یونس بن عبداللہ سے روایت درست ہے۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۳۹۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یونس بن عبداللہ بن ابوفردہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن یونس بن عبدالله عن ابیه عن ربیع بن سبرة الجهنی عن ابیه قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن متعه النساء یوم فتح مکه وفی روایة نهی عن المتعة عام الحج. وفی روایة نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن متعة النساء یوم الفتح.

(مسند امام اعظم کتاب النکاح ص ۱۳۴، جامع المسانید ج دوم ص ۸۶، ۸۷، ۹۸، ۱۳۰)

ابوحنیفہ نے یونس بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوفردہ (عبدالرحمٰن باسود بن سوادہ) سے انہوں نے ربیع بن سبرہ سے انہوں نے اپنے باپ سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے متعہ سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے عام الحج عورتوں سے متعہ سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح (مکہ) کے دن عورتوں سے متعہ سے منع فرمایا۔

اب بطور تقابلی جائزہ مسلم شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة قالنا ابن عیینه عن معمر عن الزهدی عن ربیع بن سبرة عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی یوم الفتح عن متعة النساء

(مسلم شریف ج اول کتاب النکاح ص ۴۵۲)

حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی زہری کے طریق سے آل سبرہ کے ایک شخص سے یہی روایت کیا ہے اور اس ایک شخص کو ابوداؤد نے بیان کیا۔

ابوداؤد عن الزهری (بقوله) فقال رجل یقال له ربیع بن سبرة۔
یعنی ابوداؤد نے زہری کے طریق سے روایت کیا انہوں نے ایک شخص سے کہا: اس کو ربیع بن سبرہ کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے نکاح متعہ سے منع فرمایا۔
دونوں احادیث آپ کے سامنے ہیں ایک حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور ایک حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور دونوں احادیث صحیح ہیں ان میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث چار واسطہ سے اور مسلم کی حدیث چھ واسطہ سے مروی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی زہری سے حدیث صرف دو واسطہ سے مرسلا مروی ہے۔

ابواسحاق سبعی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۷) ابواسحاق سبعی کوفی یعنی عمرو بن عبداللہ بن عبید، متوفی ۱۲۹ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن زید بن حارثہ (قیل لم یسمع منه وقد راہ) اسود بن یزید بن قیس نخعی ابوعمرو محضری، انس بن مالک، براء بن عازب، حارث بن عبداللہ الاعور ہمدانی ابوزہیر کوفی صاحب علی رضی اللہ عنہ، ذکوان ابوصالح السمان الزیات، سعید بن جبیر، سائب بن مالک، عاصم بن ضمرہ سلولی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو وغیرہم ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔
علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے تین سو کے قریب ان کے مشائخ شمار کیے ہیں اور دوسری جگہ ایک سو شیخ کہا ہے۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی اور تابعی ثقہ ہیں انہوں نے اڑتیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے اور امام شعبی ان سے دو سال بڑے تھے۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۶۲۳، ۶۲۷)
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابواسحاق سبعی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔
ابوحنیفة عن ابی اسحاق عن عبداللّٰه بن یزید خطمی عن ابی ایوب ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلی المغرب والعشاء بجمع باذان واقامة واحدة۔ (مسند امام اعظم کتاب الحج ص ۱۱۹)
ابوحنیفہ نے ابواسحاق سبعی سے انہوں نے عبداللہ بن یزید خطمی (یہ صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں) سے انہوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں ایک اذان واقامت کے ساتھ نماز مغرب اور عشاء ادا فرمائی۔
اب آپ کے سامنے ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔
حدثنا خالد بن مخلد حدثنا سلیمان بن جلال حدثنا یحیی بن سعید قال اخبرنی عدی بن ثابت قال حدثنی عبداللّٰه بن یزید الخطمی قال حدثنی ابوایوب الانصاری ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم جمع فی حجة الوداع المغرب والعشاء بالمزدلفة۔

(بخاری شریف کتاب الحج باب من جمع بینهما ولم یتطوع)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا فرمایا۔

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے اپنی کتاب "المعجم الکبیر" میں جابر جعفی اور ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے عدی بن ثابت سے اس اسناد کے ساتھ یہ حدیث روایت کی اور آخر میں یہ اضافہ کیا "باقامة واحدة" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء کو ایک اقامت کے ساتھ جمع فرما کر ادا فرمائی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۴ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

اس حدیث کو مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن سعید کے طریق سے عدی بن ثابت سے اس اسناد کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید بن قیس اور عدی بن ثابت دونوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

ابوالحجاج مسلم قشیری کی حدیث سماعت فرمائیں جو ابواسحاق سبیعی سے مروی ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة حدثنا عبداللّٰہ بن نمیر حدثنا اسماعیل بن ابی خالد عن ابی اسحاق قال قال سعید بن جبیر افضنا مع ابن عمر حتی اتینا جمعا فصلی بنا المغرب والعشاء باقامة واحدة ثم انصرف فقال ھکذاصلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا المکان۔

(مسلم شریف کتاب الحج ج اول ص ۴۱۷)

اسماعیل بن ابی خالد نے ابواسحاق سبعی سے روایت کی انہوں نے کہا: سعید بن جبیر نے کہا: ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ لوٹے حتیٰ کہ ہم مزدلفہ آئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں مغرب اور عشاء ایک اقامت کے ساتھ پڑھائیں جب فارغ ہوئے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نے اسی جگہ ہمیں اس طرح نماز پڑھائی۔

مسلم شریف کی حدیث میں بھی اسماعیل بن ابی خالد اور ابواسحاق سبعی دونوں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین کرام کی احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث صحیح ہیں محض حسد وتعصب کی بناء پر تضعیف کی رٹ غیر معقول و بے سود ہے۔

احناف کے نزدیک صرف حج کے ایام میں مقام مخصوص پر ہی دو نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ مسافر اور مقیم کے لیے جس دن بارش وغیرہ ہو دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔

غیر مقلدین کے مقتداء و پیشوا قاضی شوکانی نے اپنی کتاب "نیل الاوطار" میں اس کے متعلق نہایت جامع اور مدلل جواب دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جن احادیث میں جمع کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے کہ مثلاً ظہر کی نماز آخر وقت میں ادا کرے اور نماز عصر اول میں لہٰذا یہ بظاہر دو نمازوں کا جمع کرنا ہے حقیقتاً وہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئی ہیں اس کو جمع صوری کہتے ہیں۔ پھر انہوں نے جمع صوری کی مویدات احادیث نقل کی ہیں اگر ذوق چاہیے تو اصل کتاب کا مطالعہ کریں۔

(نیل الاوطار جلد سوم ص ۱۴۵ تا ۱۴۸)

ابوبکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۸) ابوبکر بن عبداللہ بن ابوالجہم (اور ابوالجہم کا نام صخیر ہے) قرشی عدوی طبقہ رابعہ سے فقیہ اور ثقہ ہیں۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ''قرات خلف الامام'' للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن نیار بن مکرم، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، اپنے چچا محمد بن ابوالجہم حذیفہ، یوسف بن عبداللہ بن سلام، ابوبکر بن سلیمان بن ابی حیثمہ عدوی، فاطمہ بنت قیس فہر یہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حجاج بن ارطاۃ، سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ نخعی وغیرہم نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ ابوبکر بن عبداللہ ابوالجہم سے حدیث یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابی بکر بن ابی الجهم عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قدمت علی غزوة فی العراق فاذا سعد بن مالك يمسح علی الخفين فقلت ماهذا فقال يا ابن عمر اذا قدمت علی ابيك فسله عن ذلك۔ الخ (مسند امام اعظم کتاب الطھارۃ ص ۳۴)

ابوحنیفہ نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجہم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا: میں عراق میں ایک غزوہ کے لیے آیا تو کیا دیکھا کہ حضرت سعد بن مالک (عشرہ مبشرہ میں سے ایک) موزوں پر مسح کر رہے ہیں میں نے کہا: یہ کیا ہے۔ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن عمر رضی اللہ عنہما! جب تو اپنے باپ کے پاس آئے تو ان سے اس کے متعلق دریافت کرنا۔ ابن عمرؓ نے کہا: میں اپنے باپ کے پاس اور آیا اور ان سے دریافت کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا چنانچہ ہم بھی موزوں پر مسح کرتے ہیں (ہم اس کی وجہ کو نہیں پہچانتے اور نہ ہی ہمیں کسی دلیل کی ضرورت ہے) ایک روایت میں یہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک غزوہ کے لیے عراق آیا تو کیا دیکھا کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کر رہے ہیں میں نے کہا: یہ کیا ہے انہوں نے کہا: جب تم حضرت عمر کے پاس جاؤ تو ان سے پوچھو۔ ابن عمر فرماتے ہیں میں اپنے باپ حضرت عمر فاروق کے پاس آیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے دیکھا تو ہم بھی موزوں پر مسح کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں غزوہ جلولا (بغداد میں ایک معروف جگہ کا نام ہے) کے لیے آیا تو میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا: اے سعد! یہ کیا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم امیر المومنین سے ملاقات کرو تو ان

سے یہ دریافت کرنا۔ ابن عمر کہتے ہیں میں اپنے باپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو اس کے متعلق خبر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے فعل یا قول میں سچے ہیں۔ یا حضرت سعد نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتا دیکھا ہے اور ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہم ایک غزوہ کے لیے عراق آئے تو میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا میں نے ان کے اس فعل کا انکار کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: جب تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آؤ تو ان سے اس کے متعلق دریافت کرو ابن عمر نے کہا: جب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ان سے پوچھا اور جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کیا اس کا میں نے ذکر کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے چچا تم سے افقہ ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ہم بھی موزوں پر مسح کرتے ہیں۔

بطور تقابلی جائزہ دو احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا اصبغ بن الفرج عن ابن وهب قال حدثني عمرو بن الحارث حدثني ابوالنضر عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن عبدالله بن عمر عن سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی الله علیه وسلم انه مسح علی الخفين ان عبدالله بن عمر سال عمر عن ذلك فقال نعم اذا حدثك سعد شياء عن النبی صلی الله علیه وسلم فلا تسل عنه غيره. (بخاری شریف کتاب الوضو باب المسح علی الخفین)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے موزوں پر مسح فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: جی ہاں جب تمہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کریں تو اس کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاوہ دوسرے سے مت پوچھو۔

دوسری حدیث جس کو امام مالک نے مؤطا میں تخریج کیا۔

وحدثني عن مالك عن نافع وعبدالله بن دينار انهما اخبراه ان عبدالله بن عمر قدم الكوفة علی سعد بن ابی وقاص وهو اميرها فراه عبدالله بن عمر يسمح علی الخفين فانكر ذلك عليه. الخ (مؤطا امام مالک ج اول ص ۷۹)

امام مالک نے نافع اور عبداللہ بن دینار دونوں سے روایت کی کہ ان دونوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس کوفہ آئے اور وہ اس وقت امیر کوفہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس پر انکار کر دیا تو حضرت سعد نے کہا: اپنے باپ سے پوچھنا جب تم ان کے پاس جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے لیکن اپنے باپ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھنا بھول گئے حتیٰ کہ حضرت سعد بھی آ گئے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا: کیا تم نے اپنے باپ سے پوچھا ہے انہوں نے کہا: نہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عمر نے اپنے والد حضرت عمر فاروق سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم ایسے حال میں اپنے پاؤں موزوں میں داخل کرو کہ وہ پاک ہیں تو ان پر مسح کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر کوئی ہم میں سے حاجت ضروریہ سے واپس آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اگر چہ تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آئے۔

آپ تینوں احادیث مبارکہ کا موازنہ فرمائیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن عبداللہ ابی الجھم اپنے شیخ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک نے ابوبکر بن ابی الجھم کے غیر سے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صحابی تک صرف ایک ہی واسطہ ہے وہ بھی ثقہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں چھ وسائط ہیں اور امام مالک کی حدیث میں صرف دو واسطے۔

اب انصاف آپ ہی کے ذمہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔

ابوخباب کلبی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۹) ابوخباب کلبی، یحییٰ بن ابی حیہ کوفی (اور ابی حیہ کا نام حی ہے) متوفی ۱۵۰ھ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حسن بصری، سلمان ابوحازم اشجعی، طاوس بن کیسان، صخبہ بن مصرف، عامر شعبی، عبداللہ بن بریدہ، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عدی بن ثابت، عطاء بن ابی رباح، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، ابی اسحاق سبعی، ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعیب بن میمون، وکیع بن جراح، شریک بن عبداللہ نخعی وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن یحییٰ ذھلی نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ ابوخباب ''صدوق'' ہیں لیکن تدلیس کرتے ہیں۔ ابونعیم نے کہا: "ما کان به باس" وہ تدلیس کرتے ہیں اور ایک دفعہ ابونعیم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دروقی نے کہا: یحییٰ بن معین نے کہا: "لیس به باس" عثمان بن سعید دارمی نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ ابوخباب ''صدوق'' ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں لیکن تدلیس کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۶۶۲، ۶۶۳)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوخباب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے:

ابوحنيفة عن يحيى (بن ابى حيه) عن حميد عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سل السيف على امتى فان لجهنم سبعة ابواب باب منها لمن سل السيف.

(مسند امام اعظم کتاب الفتن ص ۲۲۴)

ابوحنیفہ نے یحییٰ بن ابی حیہ ابوخباب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رواسی سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری امت پر تلوار کو سونتا بلا ریب جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جس نے میری امت پر تلوار سونتی۔

اب آپ ایک تقابلی جائزہ سماعت فرمائیں۔

حدثنا عبد بن حمید فاعثمان بن عمر عن مالك بن مغول عن جنید عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لجهنم سبعة ابواب باب منها لمن سل السیف علی امتی او قال علی امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترمذی شریف کتاب تفسیر القرآن ص ۵۱۲، تہذیب الکمال ج دوم ص ۳۰۹)

جنید نے ابن عمر سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: دوزخ کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جس نے میری امت پر یا فرمایا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونتی۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے سورۂ منافقین میں ایک حدیث ابوخباب کلبی سے روایت کرنے کے بعد فرمایا ابوخباب کلبی ان کا نام یحییٰ بن ابی حیہ ہے وہ حدیث میں قوی نہیں۔ (ترمذی شریف ص ۵۵۰)

اور امام ابوعیسیٰ ترمذی کا یہ قول "لیس ھو بالقوی فی الحدیث" حدیث حسن ہونے کے منافی نہیں اور یہ حدیث ضعیف ہونے تک نہیں پہنچی۔ خود امام ترمذی نے سورہ مدثر کے آخر میں سہیل بن عبداللہ قطعی عن ثابت عن انس مرفوعاً حدیث روایت کی اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: "وسهیل لیس با القوی فی الحدیث وقد تفسرو سهیل بهذا الحدیث عن ثابت" (ترمذی شریف ص ۵۵۳)

چنانچہ ابوعیسیٰ ترمذی کا یہ قول کہ وہ حدیث میں قوی نہیں خود ابوعیسیٰ ترمذی کے قول سے ثابت ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ معلوم ہوا ابوخباب یحییٰ بن ابی امیہ کی حدیث حسن ہے ضعیف نہیں۔ امام نووی نے شرح مسلم کے مقدمہ میں لکھا ہے یہ تدلیس صحیحین اور ان کے علاوہ دیگر کتب اصول میں بھی پائی جاتی ہے جس کا احصار ممکن نہیں۔ مثلاً اس قسم کی تدلیس قتادہ، اعمش، سفیانین اور ہیثم وغیرہم سے بھی پائی گئی ہے اور ابوخباب کو فن رجال کے علماء نے ثقہ وصدوق لکھا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تدلیس کرتا ہے اور اپنے ہمعصر سے اس وہم میں کہ اس نے سنا ہے حالانکہ اس نے اس سے نہیں سنا۔ یہ تدلیس کذب نہیں اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مجرم نہیں جبکہ راوی عادل وضابط ہو۔ ایسی تدلیس کا حکم حدیث کے صحیح ہونے کو واجب کرتی ہے اور فی نفسہ تدلیس کوئی علت وجرح نہیں۔

اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے جس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے ابن عمر سے روایت کیا اور ابوعیسیٰ ترمذی نے اس کو ابن عمر سے چار واسطہ سے روایت کیا۔

عثمان بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ

(۷۰) عثمان بن عاصم بن حصین ابوحصین اسدی کوفی متوفی ۱۲۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی،

انس بن مالک، حبیب بن ابی ثابت، زید بن ارقم، سعد بن عبیدہ، سعید بن جبیر، عامر شعبی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عمران بن حصین، ابوسعید خدری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، وضاح ابوعوانہ نے روایت کیا۔

احمد بن سنان قطان نے عبدالرحمٰن بن مھدی سے روایت کی انہوں نے کہا: کوفہ میں چار محدثین ہیں جن کی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں اور جس نے اختلاف کیا وہ خطا کار ہے ان میں سے ابوحصین اسدی بھی ہیں۔

احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ایک عالی شیخ ہیں۔ قیس بن ربیع نے کہا: ابوحصین اسدی کوفی ثقہ ہیں اور ایک دفعہ اس طرح کہا وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین، ابوحاتم، یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن خراش سے روایت میں کہا کہ ان سب نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: ابوحصین سے جب کسی مسئلہ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ فرماتے مجھے اس کا علم نہیں۔ واللہ اعلم۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۴۳، ۴۴، ۴۵)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوحصین عثمان بن عاصم اسدی کوفی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابى حصين عن رافع بن خديج عن النبى صلى الله عليه وسلم انه مر لحائط فاعجبه فقال لمن هذا فقلت لى فقال من اين هولك قلت استاجرته قال فلاتستاجره بشئى منه.

(مسند امام اعظم کتاب المزارعت ص ۱۷۶، جامع المسانید ج دوم ص ۴۵، ۷۹)

ابوحنیفہ نے ابوحصین سے انہوں نے رافع بن خدیج سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ کا ایک باغ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ کو وہ باغ بہت پسند آیا۔ آپ نے فرمایا: یہ باغ کس کا ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ باغ میرا ہے آپ نے فرمایا: تم نے یہ باغ کہاں سے حاصل کیا ہے میں نے عرض کیا: میں نے یہ باغ اجرت پر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے کچھ بھی اجرت پر مت لو۔

اس کو بیع مخابرت اور مزارعت کہتے ہیں یہ دونوں متقارب ہیں یہ جو زمین سے نکلتا ہے اس کے تہائی یا چوتھائی پر معاملت ہے۔ مخابرت اور مزارعت میں فرق اتنا ہے کہ مزارعت میں بیج مالک زمین کا ہوتا ہے اور مخابرت میں بیج عامل کا ہوتا ہے اور یہ محاقلت کے معنی میں ہے اور محاقلت کا معنی ہے کھیتی کو خوشہ میں ہی فروخت کرنا۔ اس بناء پر بخاری ومسلم کی محاقلت کی مخالفت میں کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حدثنا مسدد حدثنا ابومعاويه عن الشيبانى عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المحاقلة والمزابنة.

(بخاری شریف کتاب البیوع باب بیع المزابنۃ)

حدثنا ابوبكر بن ابى شيبة ومحمد بن عبدالله بن نميرو زهير بن حرب قالوا جميعا فاسفيان بن عينة عن ابن جريج عن عطاء عن جابر بن عبد الله قال نهى رسول الله صلى الله عليه

وسلم عن المحاقلة والمزابنة والمخابرة. الخ (مسلم شریف ج دوم کتاب البیوع ص ۱۰)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا بیع مخابرت ومزارعت سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو رافع بن خدیج سے مروی ہے اس حدیث کی اسانید اور الفاظ بہت مختلف ہیں اگر جملہ اسانید والفاظ پر معرفت چاہیے تو مسلم شریف کتاب البیوع ص ۱۳، ۱۴ ملاحظہ فرمائیے۔

اس سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کو ضعیف قرار دینا محض تعصب ہے۔ اللہ تعالیٰ تعصب سے محفوظ فرمائے۔

باقی اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے اس کے لیے شرح اور کتب فقہ کی طرف رجوع کریں یہ میرے موضوع کے متعلق نہیں۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ

(۷۱) محمد بن مسلم بن تدرس قرشی اسدی ابوالزبیر مکی آزاد کردہ غلام حکیم بن حزام متوفی ۱۲۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ جابر بن عبداللہ، ذکوان بن ابی صالح السمان، سعید بن جبیر، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن شعیب، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، محمد بن علی ابن الحنفیہ، ابن کعب بن مالک، ام المومنین حضرت عائشہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے۔

عباس بن محمد دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ ابوالزبیر مجھے ابوسفیان سے زیادہ پسند ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ وصدوق ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: میں نے اپنے باپ ابوحاتم سے ابوالزبیر کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا ان کی احادیث لکھی جائیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے ابوزرعہ سے ابوالزبیر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ان سے لوگوں نے روایت کیا ہے میں کہتا ہوں ان کی حدیث سے استدلال کیا جائے۔ انہوں نے کہا: احتجاج صرف ثقات کی حدیث میں کیا جاسکتا ہے اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ اس میں قدح کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۹ ص ۳۱۹ تا ۳۲۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوالزبیر مکی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انی امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله تبارك وتعالى (مسند امام اعظم کتاب الایمان ص ۸)

ابوحنیفہ نے ابوالزبیر محمد بن مسلم بن قدوس سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ یہ نہ کہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں (اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو توحید کو مستلزم ہے) جب انہوں نے کہہ لیا تو مجھ سے ان کے خون اور اموال محفوظ ہو جائیں گے مگر وہ خون جس پر اسلام کا حق ہے (یعنی قصاص وغیرہ کا خون) اور ان کا حساب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمہ ہے۔

اب ایک تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا عبداللّٰہ بن محمد السندی قال حدثنا ابوروح الحرمی بن عمارۃ قال حدثنا شعبة عن واقد بن محمد قال سمعت ابی یحدث عن بن عمر ابن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال انی امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا اله الا اللّٰہ وان محمد الرسول اللّٰہ ویقیمو الصلوٰۃ ویوتی الزکوۃ فاذافعلوا ذٰلك عصموا منی دمائهم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم علی الله.

(بخاری شریف کتاب الایمان باب فان تابوا واقام الصلوۃ)

اس حدیث کا ترجمہ آپ نے اس سے قبل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سماعت فرمایا ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبه قال ثناء وکیع (تحویل اسناد) وحدثنی محمد بن مثنی قال فا عبدالرحمن یعنی ابن مهدی قال جمیعا فاسفیان عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا اللّٰہ فاذا قالوا لا اله الا اللّٰہ عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله ثم قراء انما انت مذکر لست علیهم بمصیطر. (مسلم شریف ج اول کتاب الایمان ص ۳۷)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

نسائی نے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (نسائی ج دوم ص ۲۶۵)

ترمذی نے اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ (ترمذی ص ۳۲۸)

ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا۔ فی الباب عن جابر وابی وسعید وابن عمر هذا حدیث حسن صحیح.

اس باب میں حضرت جابر، ابوسعید خدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو اس طرح تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابوعاصم عن ابن جریج عن ابوالزبیر عن جابر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مثله. (طحاوی شریف ج دوم ص ۱۳۸)

اور امام طحاوی نے اس حدیث کی طرق کثیرہ سے تخریج کی ہے۔

اسی طرح ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قریب ہے کہ یہ حدیث متواتر ہو۔

آپ نے جملہ احادیث مبارکہ سماعت فرمائیں وہی حدیث جو چند وسائط سے ائمہ محدثین نے تخریج کی ہے اس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں اور پھر یہ وہ حدیث ہے جس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے متواتر کہا ہے۔

ابوالسوار عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷۲) ابوالسوار عبداللہ بن قدامہ عنبری والد سوار بن عبداللہ، طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں۔ نسائی کے رواۃ سے ہیں۔ یہ ابوبرزہ عنبری سے روایت کرتے ہیں لیکن صحیح ابوالسوداء سلمی ہے جیسا کہ حافظ جمال الدین مزی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں آپ کے شیوخ میں سے لکھا ہے "ولفظه" ابوالسوار ویقال ابوالسودا السلمی، اس کے صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ابوالسوداء نے جن سے روایت کیا ہے وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کے درمیان واسطہ ہیں۔ حافظ مزی نے ترجمہ ابوالسوداء سلمی کے ماتحت یوں ارقام فرمایا ہے۔

ابوالسوداء یعنی عمرو بن عمران نہدی کوفی یہ طبقہ سادسہ سے ثقہ ہیں۔ ابوداؤد اور "مسند علی" للنسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ضحاک بن مزاحم ہلالی، ابوالقاسم خراسانی، عبدخیر بن زید ہمدانی، ابوعمارہ کوفی، عبدالرحمٰن بن سابط جمحی مکی، قیس بن ابوحازم بجلی، ابوعبداللہ کوفی۔ یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ میں سے ہیں چنانچہ ابوالسوداء عمرو بن عمران نہدی جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں صحیح اور درست ہیں۔

بہر تقدیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اثبات میں سے ثقہ اور ثقات میں سے ثبت ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ابوالسوداء ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: "ما بحدیثه باس" ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ ابوداؤد نے کہا: وہ ایام قحطبہ میں شہید ہوئے۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۶۴۹، ۶۵۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوالسوداء سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابى السوار ويقال له ابوالسوداء السلمى عن ابن حاضر عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحتجم با القاحة وهو صائم، وفى رواية قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم با القاحة وهو محرم صائم وفى رواية ان النبى صلى الله عليه وسلم احتجم واعطى الحجام اجره ولو كان خبيثا ما اعطاه. (مسند امام اعظم کتاب الصوم ص ۱۰۸، جامع المسانید ج اول ص ۵۳۸)

ابوحنیفہ نے ابوالسوار اور ان کو ابوالسوداء سلمی کہا جاتا ہے۔ سے انہوں نے ابن حاضر (عثمان) سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام قاحہ حضرت ابن عباس سے روایت کی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام قاحہ (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) میں پچھنا لگوایا حالانکہ آپ روزہ دار تھے۔ درانحالیکہ آپ احرام کی حالت میں اور روزہ دار تھے۔ ایک روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری (اور حجام کا نام ابوطیبہ ہے) اگر اس کی مزدوری حرام ہوتی آپ حجام کو اس کی مزدوری نہ دیتے۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا ابومعمر حدثنا وھیب عن ایوب عن عکرمه عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال احتجم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو محرم واحتجم وهو صائم۔

(بخاری شریف کتاب الصوم باب الحجامة والقيئ للصائم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ احرام کی حالت میں تھے آپ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ کی حالت میں تھے۔

یہ حدیث مبارکہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی ناسخ ہے جن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پچھنے لگانے والا اور پچھنے لگوانے والا دونوں روزہ افطار کریں ان کے نزدیک اس فعل سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة قالنا عفان بن مسلم (تحویل اسناد) قال وحدثنی اسحاق بن ابراهیم قالنا المخزومی کلاهما عن وهیب قالنا ابن طاؤس عن ابیه عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احتجم واعطی الحجام اجره واستعط۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور ناک میں دوائی چڑھائی اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری عطا فرمائی۔

اس حدیث کے بعد والی حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے اس کے آخر میں ہے۔ "ولو کان سحتا لم یعطه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم" (مسلم شریف کتاب البیوع ج دوم ص ۲۲)

یعنی اگر اس کی مزدوری حرام ہوتی تو نبی اکرم ﷺ ابوطیبہ حجام کو مزدوری نہ دیتے۔

اخبرنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن ابی الزبیر عن عطاء عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احتجم وهو محرم۔ (نسائی شریف کتاب الحج ج دوم ص ۲۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔

حدثنا بشر بن هلال البصری فاعبدالوارث بن سعیدنا ایوب عن عکرمه عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال احتجم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو محرم صائم۔

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۱۳۵)

اس حدیث کا ترجمہ مذکور ہو چکا۔

اس حدیث کو امام طحاوی نے بھی اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تخریج کیا ہے پھر فرمایا۔

اما وجهه من طريق النظر فانا راينا خروج الدم . الخ

بہر حال نظر کے طریق سے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خون کا نکلنا ناقص طہارت ہے اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ غائط وبول کا نکلنا باعث نقض وضو ہے اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اس پر نظر رکھتے ہوئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خون کا نکلنا بھی ایسے ہی ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ فصد عرق روزہ دار کے روزہ کے لیے باعث افطار نہیں اور ظاہر نظر میں پچھنے لگوانا بھی ایسا ہی ہے اور یہی قول امام اعظم ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا ہے کہ پچھنے لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (طحاوی شریف ج اول کتاب الصیام ص ۴۰۸)

اور اسی طرح دیگر ائمہ محدثین اپنی اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث تخریج کی ہے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں آپ بغور ان کا جائزہ لیں اور موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کے مقابلہ میں کیا مقام ومرتبہ ہے۔ اگر آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بوجہ قلت وسائط ان سے صحیح ترین قرار نہ دیں تو کم از کم اس کو دیگر ائمہ محدثین کی احادیث کے مساوی وہم پلہ ضرور سمجھیں۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷۳) محمد بن عبید اللہ بن سعید ابوعون ثقفی کوفی الاعور۔ یہ طبقہ رابعہ سے ہیں محمد بن سعد نے کہا: یہ خالد بن عبداللہ کی ولایت میں فوت ہوئے ۱۱۶ھ سوا ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن سمرہ، سعید بن جبیر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، ابی الضحیٰ مسلم بن صبیح، ابوصالح حنفی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے حصین بن عبدالرحمٰن، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وغیرہم نے روایت کیا۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، نسائی سے روایت میں کہا کہ ان تینوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۱۶۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوعون ثقفی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابی عون محمد الثقفی عن عبدالله بن شداد عن ابن عباس انه قال حرمت الخمر قليلها وكثيرها والسكر من كل شراب. (مسند امام اعظم کتاب الاشربہ ص ۲۰۲، جامع المسانید ج دوم ص ۲۰۷)

ابوحنیفہ نے ابوعون (محمد بن عبید اللہ بن سعید) ثقفی سے انہوں نے عبداللہ بن شداد (بن ہاد) سے انہوں نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا: شراب قلیل ہو یا کثیر حرام کی گئی ہے اور ہر شراب جو نشہ آور ہو وہ حرام ہے (یہ موقوف حدیث حکم مرفوع میں ہے)

اب بطور تقابلی جائزہ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

طبرانی میں معجم کبیر میں اس بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تخریج کیا۔

(۱) حدثنا عبداللہ بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن مسعر (بن کدام) عن ابی عون عن عبداللہ بن شداد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال حرمت الخمر بعینها والسکر من کل شراب۔

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثناء ابونعیم قالا ثنا مسعر عن ابی عون عن عبداللہ بن شداد عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال حرمت الخمر بعینها القلیل منها والکثیر والسکر من کل شراب۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۰ ص ۳۳۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب بعینها اس کا قلیل اور کثیر حرام کیا گیا ہے اور ہر شراب نشہ آور حرام ہے۔

حافظ ابونعیم نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حدثنا محمد بن احمد بن الحسن ثنا بشر بن موسیٰ ثنا خلاد بن یحیی (تحویل اسناد) وحدثنا عبداللہ بن جعفر ثنا اسماعیل بن عبداللہ ثنا ابونعیم قال ثنا مسعر عن ابی عون عن عبداللہ بن شداد عن ابن عباس رضی للہ عنها قال حرمت الخمر بعینها القلیل منها والکثیر والسکر من کل شراب۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۲۴)

اس کا ترجمہ مذکور ہو چکا ہے۔

حافظ ابونعیم فرماتے ہیں سفیان بن عیینہ نے مسعر بن کدام سے اس کو موفوعا روایت کیا ہے۔

فقال عن النبی صلی اللہ علیه وسلم۔

نسائی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا الحسین بن منصور قال حدثنا احمد بن حنبل قال حدثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبه عن مسعر عن ابی عون عن عبداللہ بن سداد عن ابن عباس مثله۔ (نسائی شریف ج دوم ص ۳۳۱)

ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

وروایة ابی عون اشبه بما رواه الثقات عن ابن عباس۔

نسائی فرماتے ہیں ابوعون کی روایت جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثقات نے روایت کیا اس کے بہت مشابہ ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے جو حدیث تخریج کی وہ بھی پیش خدمت ہے۔

حدثنا قتيبة ثنا اسماعيل بن جعفر وحدثنا علی بن حجر ثنا اسماعيل بن جعفر عن داؤد بن بكر بن ابی الفرات عن محمد بن منكدر عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ما اسكر كثيره فقليله حرام۔ (ترمذی شریف ص ۳۱۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا کثیر نشہ آور ہے اس کا قلیل بھی حرام ہے۔

یہ جملہ احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں انہیں پر نظر رکھتے ہوئے جو حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوعون سے روایت کی ہے اس کا دیگر احادیث سے موازنہ فرمائیں اور نسائی نے تو یہ کہہ دیا کہ ابوعون کی روایت ثقات کے مشابہ ہے اس کے بعد بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دینا خلاف انصاف اور اعلیٰ ترین بددیانتی کے مترادف ہے۔

مسلم بن سالم نہدی رحمۃ اللہ علیہ

(۷۴) مسلم بن سالم نہدی ابوفروہ کوفی اصغر اور یہ جہنی سے معروف ہیں یہ طبقہ سادسہ سے صدوق ہیں اور ظاہر ہے طبقہ سادسہ تابعین میں سے ہے۔ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ''صالح الحدیث'' ہیں۔ ''لاباس بہ'' ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا۔

یہ حسن بصری، عبداللہ بن حکیم جہنی، عبداللہ بن ابی ہذیل، عبداللہ بن یسار جہنی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابوالاحوص جشمی سے روایت کرتے ہیں ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عمرو بن ابی قیس رازی، عمران بن عیینہ، قیس بن ربیع، مسعر بن کدام، ابوعوانہ، ابومالک نخعی وغیرہم نے روایت کیا۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۱۰، ۶۱۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مسلم بن سالم نہدی ابوفروہ اصغر سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن مسلم عن عبدالرحمن بن ابی ليلی قال نزلنا مع حذيفة علی دهقان بالمدائن فاتی ابطعام فطعمنا ثم دعا حذيفة بشراب فی انا فضة فضرب به وجهه فساء نا ما صنع، فقال اتدرون لما صنعت به هذا فقلنا لا فقال انی نزلت عليه فی العام الماضی فدعوت بشراب فاتانی بشراب فيه فاخبرته ان رسول الله صلی الله عليه وسلم نهانا ان تاكل فی افية الذهب والفضة وان تشرب فيها وان نلبس الحرير والديباج فانها للمشركين فی الدنيا وهی لنا فی الاخرة۔

(مسند امام اعظم کتاب الاشربہ ص ۲۰۰)

ابوحنیفہ نے مسلم (بن سالم ابوفروہ) سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت حذیفہ بن یمان کے ہمراہ مدائن (بغداد کے قریب ایک شہر) میں ایک رئیس، چودھری کے ہاں قیام پذیر

ہوئے وہ کھانا لایا اور ہم نے کھانا کھایا پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پانی مانگا وہ چاندی کے ایک برتن میں پانی لایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ برتن اس دھقان کے منہ پر دے مارا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کیا یہ ہم پر ناگوار گزرا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے اس کے ساتھ یہ کیوں کیا ہے ہم نے کہا: ہم نہیں جانتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گزشتہ سال بھی اس کے ہاں قیام کیا اور میں نے پانی مانگا تو اس نے چاندی کے برتن میں مجھے پانی دیا چنانچہ میں نے اس کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا ہے اور اس طرح حریر و دیباج زیب تن کرنے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ یہ دنیا میں مشرکین کے لیے ہے اور یہ آخرت میں ہمارے لیے ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ سے مروی حدیث آپ نے سماعت فرمائی چنانچہ بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی سماعت فرمائیں۔

ائمہ صحاح ستہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کی ہے ان کے علاوہ دیگر ائمہ محدثین نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ سب سے پہلے بخاری شریف کی حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنا حفص بن عمر حدثنا شعبة عن الحكم عن ابن ابی ليلى قال كان حذيفة في المدائن فاستسقى فاتاه دهقان بقدح فضة فرماه به فقال انی لم ارمه الا انی نهيته فلم ينته وان النبی صلى الله عليه وسلم نهانا عن الحرير والديباج والشرب فی انية الذهب والفضة وقال هن لهم فی الدنيا وهو لكم فی الاخرة. (بخاری شریف کتاب الاشربۃ باب الشرب فی آنیۃ الذهب)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک رئیس، چودھری سونے کے پیالہ میں پانی لایا انہوں نے اس برتن کو پھینک دیا (اور حاضرین سے اعتزار کرتے ہوئے) کہا میں نے اس پیالہ کو صرف اس لیے پھینکا ہے کہ میں نے اس کو اس سے منع کیا تھا لیکن وہ باز نہیں آیا نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حریر و دیباج کے استعمال سے منع فرمایا ہے اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے بھی منع فرمایا اور فرمایا: یہ مذکور چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور اے مومنین کی جماعت! تم ان کو آخرت میں استعمال کرو گے۔

مسلم شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا سعيد بن عمرو بن سهل بن اسحاق بن محمد بن اشعث بن قيس قالنا سفيان ابن عيينة سمعته يذكره عن ابی فروه سمع عبدالله بن حكيم قال كنا مع حذيفة بالمدائن فاستسقى الی آخر الحديث.

اور مسلم شریف کی دوسری اسناد یہ ہے۔

حدثنا عبيد الله بن معاذ العنبری قالنا ابی شعبة عن الحکم انه سمع عبدالرحمن يعنی ابن ابی لیلی قال شهدت المدينة استسقی با المدائن الی آخر الحديث۔
(مسلم شریف کتاب الزینۃ واللباس ج دوم ص ۱۸۹)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو بخاری شریف کی حدیث کا ترجمہ ہے۔
شیخین کی حدیث میں حکم بن عتیبہ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے جو حدیث روایت کی گئی ہے اس میں حکم بن عتیبہ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ دونوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔ ترمذی شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا نبدار ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن الحکم (بن عتبيته) قال سمعت ابن ابی لیلی يحدث ان حذيفة استسقی۔الی آخر الحديث۔ (ترمذی شریف کتاب الاشربہ ص ۳۱۶)

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث صحیح اور احسن ہے۔
امام قسطلانی نے بخاری شریف کی حدیث کے ماتحت فرمایا۔

زاد الا سماعيلی الی بعض السواد فاستسقی فاتاه دهقان باناء من فضة فرماه به فی وجهه۔ الی آخر الحديث۔ (ارشاد الساری ج ۱۲ ص ۳۲۴)

یعنی اسماعیل نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کسی آبادی میں تشریف لائے اور پانی طلب کیا تو ایک چودھری چاندی کے پیالہ میں پانی لایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پیالہ کو اس کے منہ پر پھینکا۔ ہم نے کہا: خاموش ہو جاؤ اگر ہم نے اب ان سے پوچھا تو وہ بیان نہیں کریں گے چنانچہ ہم خاموش ہو گئے جب دوسرا دن آیا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے اس برتن کو اس کے منہ پر کیوں پھینکا ہم نے کہا: نہیں انہوں نے کہا: میں نے اس سے اس کو منع کیا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا: سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی مت پیو۔
نسائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث تخریج کی وہ بھی سنیں۔

اخبرنا محمد بن عبدالله بن يزيد قال ثنا سفيان قال ثنا ابن ابی نجيح عن مجاهد عن ابن ابی لیلی ويزيد بن ابی زياد عن ابن ابی لیلی وابوفرده عن عبدالله بن حكيم قالا استسقی حذيفة۔الی آخر الحديث۔ (نسائی ج دوم ص ۲۹۱)

عبدالرزاق بن ہمام نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن قتاده ان حذيفة استسقی فجاء ه دهقان باناء من فضة۔ الی آخر الحديث (مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۶۷)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کوتخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا عبدالرحیم بن سلیمان عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال استسقی حذیفة بالمدائن۔ الی آخر الحدیث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۲)

ابن ماجہ نے بھی اسے مختصراً تخریج کیا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۵۲)

دارمی نے بھی اپنی سند میں ابوحنیفہ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ (مسند دارمی ص ۵۴۸)

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو کہ صرف دو واسطوں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سماعت فرمائی اور دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی جو کہ چند وسائط حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرویات ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اس حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے صحیح حسن کہا ہے۔

اب انصاف آپ کے ذمہ ہے خواہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کوضعیف کہہ لیں اس لیے کہ وہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور دیگر ائمہ کرام علیہم السلام کی احادیث کوصحیح قرار دے دیں یا جس طرح دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہے۔ یہ فیصلہ اب آپ کے ذمہ ہے۔

نافذ ابومعبد رحمۃ اللہ علیہ

(۷۵) نافذ ابومعبد آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حجازی متوفی ۱۰۴ھ یہ اپنے مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سلیمان الاحول، عمرو بن دینار، فرات القزاز، قاسم بن ابی بزہ، یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی، ابوالزبیر مکی۔

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور ابوزرعہ سے روایت کی ان تینوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوداؤد طیالسی نے کہا: ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم سے ابومعبد نے بیان کیا۔ عمرو بن دینار نے کہا: وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خیار آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں اور دوسری روایت میں عمرو بن دینار نے کہا: وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصدق موالی میں سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۲۴۷)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابومعبد سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابومعبد مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لا تسافر المراة الا مع محرم او زوج۔ (جامع المسانید ج اول ص ۵۱۵)

ابوحنیفہ نے ابومعبد آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے اپنے مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت صرف اپنے محرم یا خاوند کے ساتھ ہی سفر کرے۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث یہ ہے۔

حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زید عن عمرو عن ابی معبد مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لاتسافر المراة الا مع ذی محرم۔ الخ

(بخاری شریف کتاب الحج ابواب العمرۃ باب حج النساء)

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے حماد بن زید نے عمرو بن دینار (شیخ امام صاحب) سے انہوں نے ابومعبد (شیخ امام صاحب) آزاد کردہ غلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا انہوں نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت صرف اپنے دومحرم کے ساتھ ہی سفر کرے۔
مسلم شریف کی حدیث بھی سماعت فرمائیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة وزهیر بن حرب کلاهما عن سفیان قال ابوبکر فاسفیان بن عیینه قال فاعمرو بن دینار عن ابی معبد سمعت ابن عباس یقول سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یخطب یقول ولا تسافر المراة الا مع ذی محرم۔ (مسلم شریف کتاب الحج جلد اول ص ۴۳۶)

عمرو بن دینار نے ابومعبد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے تھے عورت صرف اپنے دومحرم کے ساتھ ہی سفر کرے۔
المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے۔

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثنا عارم ابوالنعمان ثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن ابی معبد مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تسافر المراة الا مع ذی محرم۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۳۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت صرف اپنے دومحرم کے ساتھ ہی سفر کرے۔

مصنف ابن شیبہ میں ہے۔

حدثنا ابوبکر قالنا ابن عیینه عن عمرو عن ابی معبد قال سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یخطب یقول لا تسافر المراة الا مع ذی محرم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۶)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل حدیث کا ہے۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو جیسا کہ مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۲۶۰ میں ہے۔ ابو سعید خدری، عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ کے طریق سے بھی مروی ہے۔ آپ امام اعظم کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین مع شیخین کی مروی حدیث کو سامنے رکھ کر ان کا باہم جائزہ لیں کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مسند اعظم میں تخریج کی ہے وہی حدیث دیگر ائمہ محدثین نے بھی تخریج کی ہے۔

اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ پر تضعیف کا الزام سراسر غلط اور دیانت وانصاف کے خلاف ہے یا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح تسلیم کریں یا پھر مع شیخین دیگر ائمہ محدثین کی حدیث کو ضعیف قرار دیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کر رہے ہیں اور دیگر محدثین چند وسائط سے اس کو روایت کر رہے ہیں اور کتنا افسوس ہے کہ جو حدیث صرف دو واسطوں سے مروی ہے وہ ضعیف اور جو حدیث چند وسائط سے مروی ہے وہ صحیح۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اسناد بھی تقریباً جو بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما حدیث مروی ہے ایک ہی ہے جس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بھی ہیں۔ اگر دیگر ائمہ محدثین ان سے روایت میں تو حدیث صحیح اور ان ہی شیوخ سے اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ روایت لیں تو حدیث ضعیف کیا اس عجیب وغریب اور انوکھی منطق کا بھی کوئی حل ہے۔

(۷۶) وقدا ابویعفور اکبر عبدی کوفی یونس بن ابویعفور کے والد (ویقال) اس کا نام واقد ہے اور اول مشہور ہے۔ انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو پایا ہے۔ متوفی ۱۲۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، یزید بن حارث عبدی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسرائیل بن یونس، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ابوالاحوص سلام بن سلیم، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم نے روایت کیا۔

ابوطالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابویعفور کبیر ان کا نام وقدان ہے (ویقال) واقد کوفی ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں اور علی بن مدینی نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم نے کہا: "لا باس به" ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۵۲۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابویعفور عبدی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابی ویعفور عن حدثه عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله زادکم صلوٰة وهو وتر وفی روایة ان الله افترض علیکم وزادکم الوتر. وفی روایة ان الله زادکم صلوٰة الوتر وفی روایة ان الله زادکم صلوٰة وهی الوتر فحافظوا علیها

(مسند امام اعظم ص ۸۱)

ابوحنیفہ نے ابویعفور کبیر وقدان سے انہوں نے ان سے جنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (اور مبہم سے مراد مجاہد بن جبر ہیں) روایت کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عز وجل نے مکتوبات

پر ایک نماز تمہارے لیے زیادہ کی ہے اور وہ نماز وتر ہے۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز واجب فرمائی اور تمہارے لیے مکتوبات پر وتر زیادہ کیے۔ ایک روایت میں ہے اللہ عز وجل نے تم پر نماز وتر زیادہ کی۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز زیادہ فرمائی اور وہ نماز وتر ہے اس پر محافظت کرو، بطور تقابلی جائزہ دیگر جن محدثین نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابراهيم بن احمد الوكيعي حدثني ابي ثنا عبدالحميد الحماني عن النصر ابی عمر عن عكرمة قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستبشرا فقال ان الله عز وجل زادكم صلوٰة وهي الوتر۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۲۰۲ حدیث نمبر ۱۱۵۲)

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ عز وجل نے مکتوبات پر تمہارے لیے ایک نماز زیادہ فرمائی ہے اور یہ نماز وتر ہے۔

دار قطنی نے ج دوم ص ۳۰ پر اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا اس میں فضر ابو عمر خزاز ہیں جو ضعیف ہیں۔

حدثنا قتيبه ثنا الليث بن سعيد عن يزيد بن ابی حبيب عن عبدالله بن راشد زوقی عن عبدالله بن ابی مرة الزرقی عن خارجة بن حذافة انه قال خرج علينا رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال ان الله امركم بصلوٰة هو خيرلكم من حمر النعم ۔ تر جعله الله فيما بين العشاء الى ان يطلع الفجر۔ (ترمذی ص ۸۳،۸۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۱۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹... دار قطنی ج دوم ص ۳۰، ۳۱، حاکم جلد اول ص ۳۰۶ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔ معجم کبیر للطبرانی ج ۴ ص ۲۰۰، سنن الکبریٰ للبیہقی ج دوم ص ۴۷۸)۔

خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز کا حکم دیا ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے یہ نماز وتر ہے اور اللہ عز وجل نے نماز عشاء سے طلوع فجر صادق کے درمیان اس کا وقت مقرر فرمایا ہے اور یہ حدیث چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

(۱) خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، حاکم فی مستدرک والطبرانی فی معجمہ نے تخریج کیا ہے۔ (۲) عمرو بن عاص (۳) عقبہ بن عامر۔ ان دونوں کی حدیث کو اسحاق بن راھویہ نے اپنی سند اور طبرانی نے اپنی معجم میں مرفوعاً تخریج کیا۔ "ان الله زادكم صلوٰة" (۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصی کی حدیث کو دار قطنی نے تخریج کیا ہے۔ (۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو دار قطنی نے اپنی سنن اور طبرانی نے اپنی معجم میں تخریج کیا ہے۔ (۶) ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں تخریج کیا ہے۔ (۷) ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کی حدیث کو دار قطنی نے غرائب مالک میں تخریج کیا ہے۔ (۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو طبرانی نے اپنی کتاب "مسند الشامین" میں تخریج کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

اب آپ خود غور وفکر کر کے بتائیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث صرف دو واسطوں سے روایت کی وہی

حدیث دیگر محدثین کرام نے بچند وسائط روایت کی ہے اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اگر چہ بعض طرق ضعیف قرار دیے گئے ہیں لیکن بعض طرق جید ہیں۔ اگر قبول بعض جملہ طرق کو ضعیف سمجھ لیا جائے تو ایک حدیث ضعیف دوسری سے مل کر قوی ہو جاتی ہے اور احادیث ضعاف بوجہ کثرت طرق درجہ حسن یا صحیح لغیرہ تک پہنچ جاتی ہیں۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اگر چہ انقطاع ہے (اور روایت میں ثقہ کا انقطاع مضر نہیں) یہ حدیث حسن اور صحیح ہے (واللہ اعلم بالصواب)

معزز سامعین گرامی! میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ شیوخ گرامی نقل کیے ہیں جن کو فن رجال کے ایک بلند پایہ امام حافظ جمال الدین مزی نے اپنی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں نقل کیے ہیں اور ان کے تراجم اور ان سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات کا تذکرہ اور بطور نمونہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات اور ائمہ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ محدثین کی روایات کا ایک تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے جس سے آپ بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کا حدیث میں کتنا اعلیٰ مقام ہے۔

اس کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ان شیوخ گرامی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ان سے روایت کو لیا ہے اور حافظ مزی نے ان کو نقل نہیں فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی مسند میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ مشائخ گرامی کا اختتام ہوگا۔

یہاں بھی پہلے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ گرامی کے تراجم پیش کیے جائیں گے پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو ان سے روایت کو لیا ہے اس کا بھی تذکرہ ہوگا اور ساتھ ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات اور ائمہ صحاح ستہ اور دیگر ائمہ محدثین گرامی کی مرویات کا ایک تقابلی جائزہ بھی پیش کیا جائے گا۔

بندۂ ناچیز عرض کرتا ہے میں ایک طالب علم ہوں حضرات علماء گرامی القدر کی خدمت میں بصد اعتذار عرض گزار ہوں کہ اگر کہیں مجھ سے لغزش وکوتاہی ہوئی ہو معاف کرتے ہوئے اس سے آگاہ فرمائیں تاکہ میں اس سے استفادہ کرسکوں اور اس غلطی کا ازالہ ہو سکے۔ اللہ عزوجل حضرات علماء کرام کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور ان کے علوم سے بہرہ مند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

ابراہیم بن یزید

(۷۷) ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود ابوعمران کوفی متوفی ۹۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ علقمہ بن قیس نخعی، مسروق بن اجدع، ابوزرعہ بن عمرو بن جریر بن عبداللہ بجلی، ابوعبداللہ جدلی، ابوعبدالرحمٰن سلمی، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ان کے پاس گئے اور ان سے روایت کیا ہے۔ حافظ مزی فرماتے ہیں ان کا ام المومنین سے سماع ثابت نہیں ان سے حکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، زبید یامی، سلیمان الاعمش، سماک بن حرب، ابواسحاق عمرو بن عبداللہ سبعی، منصور بن

معتمر وغیرہم نے روایت کیا۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ابراہیم کی مراسیل مجھے شعبی کی مراسیل سے زیادہ پسند ہیں۔احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: ابراہیم بن یزید نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کسی سے حدیث بیان نہیں کی اور ان میں سے ایک جماعت کو پایا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۳۰۷، ۳۰۸، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۱۰۴۳، تہذیب التہذیب ج اول ص ۱۷۸)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابراہیم نخعی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة رضى الله عنها قالت ما شبعنا ثلثة ايام وليا ليها من خبز متتابعا حتى فارق النبى صلى الله عليه وسلم وفى رواية ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم ثلثة ايام متوالية من خبز البر. (مسند امام اعظم کتاب الرقاق ص ۲۱۶)

ابوحنیفہ نے ابراہیم بن یزید بن قیس نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید بن قیس نخعی سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم تین دن اور رات پے در پے روٹی سے سیر نہیں ہوئے حتیٰ کہ محمد ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آل محمد ﷺ متواتر تین دن گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئیں۔

اب دیگر ائمہ محدثین سے اس حدیث کی تخریج ساعت فرمائیں۔

حدثنى عثمان حدثنا جرير عن منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم منن قدم المدينة ثلاث ليال تباعا حتى قبض.

(بخاری شریف کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے آل محمد مدینہ منورہ تشریف لائی ہیں گندم کی روٹی سے تین راتیں پے در پے سیر نہیں ہوئیں۔

آپ موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ ابراہیم نخعی سے یہ روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین واسطہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ابراہیم نخعی کے طریق سے یہ حدیث روایت کر رہے ہیں جس سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق آپ کو علم ہو گا۔

حدثنا زهير بن حرب واسحاق بن ابراهيم قال اسحاق قال زهير قال جرير عن منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشه رضى الله عنها مثله. يعنى مثل البخارى.

(مسلم شریف کتاب الزہد ج دوم ص ۴۰۹)

یعنی زہیر بن حرب اور اسحاق بن ابراہیم دونوں نے کہا کہ ہم سے جریر نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم

نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید نخعی سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری کی مثل ہی روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن غیلان فا ابوداؤد انبانا شعبة عن ابی اسحاق قال سمعت عبدالرحمن بن یزید یحدث عن الاسود عن عائشه رضی الله عنها قالت ما شبع رسول الله صلی الله علیه وسلم من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض۔ (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۲۹۰)

ابواسحاق نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو اسود سے اور انہوں کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ ام المومنین نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کی روٹی سے پے در پے دو دن سیر نہیں ہوئے حتیٰ کہ آپ وصال فرما گئے۔

اس حدیث کی اسناد کی طرف دیکھیں کہ ام المومنین تک چھ وسائط ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ام المومنین تک صرف دو واسطے ہیں۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور وہ روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مثل ہے۔ فرماتے ہیں یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور کبھی کبھی امام ترمذی اس طرح بھی فرماتے ہیں "هذا حديث حسن صحيح غريب" معلوم ہوا حدیث غریب بھی صحیح کے منافی نہیں۔

یہ حدیث ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۴۴، ۳۳۴۶ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے علاوہ مصنف ابن شیبہ ج ۱۳ ص ۲۴۹ میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح۔

اسماعیل بن حماد

(۷۸) اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان اشعری کوفی طبقہ ثامنہ سے ''صدوق'' ان سے جریر بن عبدالحمید، ابواسامہ حماد بن اسامہ، سعید بن سوید کوفی، عمر بن علی مقدمی، معتمر بن سلیمان وغیرہم نے روایت کیا یہ اکیل ابی حکیم موذن مسجد ابراہیم نخعی، اپنے باپ حماد بن ابی سلیمان، طلحہ بن مصرف، عباد بن عباد بن علقمہ مازنی، ابواسحاق سبیعی اور ابوخالد دالبی سے روایت کرتے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ''الیوم واللیلة'' للنسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحیٰی بن معین سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ شیخ ہیں ان کی حدیث لکھی جائے۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۴۵۷، ۴۵۸، تہذیب التہذیب ج اول ص ۲۹۰، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۳۵۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ اسماعیل بن حماد سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن اسماعيل بن حماد وابيه والقاسم بن معن وعبدالملك عن عطية القرظي قال

عرضنا علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم قریظة قام فامر بقتل کبارهم وسبی صغارهم فمن انبت قتل ومن لم ینبت استحییٰ وفی روایة قال عرضت علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال انظر دفاف کان انبت فاضربوہ عنقه فوجد فی لم انبت فخلی سبیلی وفی روایة قال کنت من سبی قریظة فعرضنت علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فنظروانی عافتی فوجدونی لم انبت فالحقونی باالسبی۔ (مسند امام اعظم کتاب الجہاد ص ۱۶۲)

ابوحنیفہ نے اسماعیل بن حماد ان کے باپ حماد بن ابی سلیمان اور قاسم بن معن اور عبدالملک بن عمیر سے روایت کی انہوں نے حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: قریظہ کے دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ کھڑے ہوئے اور ان کے بڑوں کو قتل کرنے اور ان کے چھوٹوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا چنانچہ جس کے موئے عانہ (بغل کے بال) اگے ہوئے تھے اسے قتل کیا گیا (اس لیے کہ وہ جنگ کرنے والوں میں سے تھا) اور جس کے موئے عانہ نہیں اگے تھے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عطیہ قرظی کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے موئے بغل اگے ہیں تو اس کی گردن اڑا دو چنانچہ انہوں نے مجھے موئے بغل نہ اگے ہوئے پایا تو مجھے چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے عطیہ قرظی نے کہا: میں قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا تو مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے میرے موئے بغل دیکھے وہ ابھی اگے ہوئے نہیں تھے تو انہوں نے مجھے قیدیوں کے ساتھ لاحق کر دیا۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے جو حدیث تخریج کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا هناد ثنا وکیع عن سفیان عن عبدالملك بن عمیر عن عطیة القرظی قال عرضنا علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم قریظة فکان من انبت قتل ومن لم ینبت خلی سبیله فکنت فخلی سبیلی، هذا حدیث حسن صحیح۔ (ترمذی شریف مطبوعہ نول کشور ص ۲۷۵)

عبدالملک بن عمیر نے عطیہ قرظی سے روایت کی انہوں نے کہا: قریظہ کے دن ہمیں رسول اللہ کے حضور پیش کیا گیا اور جس شخص کے موئے بغل اگے تھے اس کو قتل کر دیا گیا اور جس کے موئے بغل ابھی نہیں اگے تھے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ عطیہ قرظی نے کہا: میں ان میں سے تھا جن کے موئے بغل ابھی نہیں آگے تھے تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اہل کا اس پر عمل ہے۔

اسی طرح اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے بالفاظ مختلف تخریج کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

حدثنا وکیع قال ثنا سفیان عن عبدالملك بن عمیر قال سمعت عطیة القرظی یقول عرضنا علی

النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم قریظة فکان من انبت قتل ومن لم ینبت خلی سبیله۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ص ۳۸۴، ۵۳۹)

اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

ابن حبان نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

اخبرنا محمد بن عبداللّٰہ بن الجنید قال حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا هشیم عن عبدالملك بن عمیر عن عطیة القرظی قال عرضت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم قریظة فشکوا فی فقیل لی هل انبت ففتشونی فوجد وفی لم انبت فخلا سبیلی۔

(صحیح ابن حبان ج ۷، ص ۱۳۷، حدیث نمبر ۴۷۶۰، ۴۷۶۱، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۶۳)

عبدالملک بن عمیر نے عطیہ قرظی سے روایت کیا انہوں نے کہا: قریظہ کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا گیا مسلمانوں نے میرے متعلق شک کیا اور مجھ سے کہا گیا کیا تمہارے موئے بغل اگے ہیں اور انہوں نے میری تفتیش کی اور انہوں نے مجھے اس حال میں پایا کہ ابھی میرے بغل کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے چھوڑ دیا۔

برائے کرم ملاحظہ فرمائیں کہ ائمہ محدثین نے اپنی کتب میں اس حدیث کی تخریج کی ہے اور یہ وہی حدیث ہے جس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ اسماعیل بن حماد اور دوسرے مشائخ سے عطیہ قرظی کے طریق سے روایت کیا ہے اور بعض ائمہ محدثین نے بلفظ ''القاسم بن معن'' تخریج کیا ہے۔ اب انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ یا تو اکابر محدثین کرام کی تخریج کردہ حدیث کو جس کے متعلق ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے کو ضعیف قرار دیں یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کریں۔

اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ

(۷۹) اسماعیل بن ابی خالد (ابوخالد کا نام ہرمز یا سعد یا کثیر ہے) بجلی احمس ابوعبداللہ کوفی متوفی ۱۴۶ اور یہ طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک اور سلمہ بن اکوع کو دیکھا ہے۔ یہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی، ذکوان ابی صالح السمان، زر بن حبیش اسدی، مسلم بن کھیل، طلحہ بن مصرف، عامر شعبی، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عمرو بن حریث مخزومی (لہ صحبتہ) ولید بن سریع وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے جریر بن عبدالحمید، حفص بن غیاث، حکم بن عتیبہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج، معتمر بن سلیمان، ہشیم بن بشر وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: لوگوں میں سے حفاظ صرف تین ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد، عبدالملک بن ابی سلیمان اور یحییٰ بن سعید انصاری۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ میں نے اس سے سنا جس نے عبدالرحمٰن بن علوی سے اسماعیل بن ابی خالد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن

معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی تابعی اور ثقہ ہیں۔ وہ ایک صالح آدمی ہیں انہوں نے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔
(تہذیب الکمال ج اول ص ۴۵۸، ۴۶۰، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۳۵۱، تہذیب التہذیب ج اول ص ۲۹۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ اسماعیل بن ابی خالد سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن اسماعيل بن ابي خالد وبيان بن بشر عن قيس بن ابي حازم قال سمعت جرير بن عبدالله يقول قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر ليلة البدر لا تضامون في روية فاانظروا ان لا تغلبوا في صلوٰة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها۔ (مسند امام اعظم کتاب الایمان والاسلام ص ۱۹، ۲۰، جامع المسانید ج اول ص ۱۶۴)

ابوحنیفہ نے اسماعیل بن ابی خالد اور بیان بن بشر سے روایت کی۔ انہوں نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسا کہ تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں کوئی مزاحمت نہیں ہوگی اگر تم سے ہو سکے تو طلوع شمس سے قبل نماز (فجر) اور غروب شمس سے پہلے نماز (عصر) کو ادا کرو (غلبہ قوم اور ان امور سے بچتے ہوئے جو مانع صلوٰۃ ہیں)

اب بخاری شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا الحميدى قال حدثنا مردان بن معاوية قال حدثنا اسماعيل عن قيس عن جديد بن عبدالله قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فنظر الى القمر ليلة يعني البدر فقال انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضامون في روية فان استطعتم ان لا تغلبوا على صلوٰة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها فاافعلوا ثم قرأ فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب تنكم۔ (بخاری شریف کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ العصر)

اس حدیث کا ترجمہ اس سے قبل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت آپ نے سماعت فرمایا۔

بخاری شریف کی حدیث میں یہ اضافہ ہے "ثم قرا" بظاہر یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی لیکن مسلم اور ابوعوانہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے یہ کلام حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کا ہے جو مدرج ہے۔

اس طرح اسماعیل بن ابی خالد نے "افعلوا" کی تفسیر میں کہا کہ تم ہرگز ان نمازوں کو فوت نہ کرو اور اسماعیل کا قول بھی مدرج ہے۔

حافظ عسقلانی نے فرمایا: شعبہ کی روایت میں **"ان لا تغلبوا على صلوٰة"** کی جگہ **"ان لا تغفلوا عن صلوٰة"** ہے۔
(فتح الباری ج دوم ص ۳۳)

مسلم شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا زهير بن حرب قالنا مردان بن معاوية الغزازی قال انا اسماعيل بن ابی خالد قالنا قيس بن ابی حازم قال سمعت جرير بن عبدالله وهو يقول كنا جلوسًا عند رسول الله صلی الله عليه وسلم اذ نظر الی القمر ليلة البدر فقال أما انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر۔ الی آخر الحديث. ثم قرأ جرير فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب"

(مسلم شریف کتاب المساجد ج اول ص ۲۲۸)

اس حدیث کا ترجمہ آپ نے سماعت فرمایا مسلم شریف کی اس حدیث میں 'قراء" کا فاعل جو بخاری شریف میں مبہم تھا وہ ظاہر ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے تلاوت فرمائی۔ طبرانی شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا موسیٰ بن هارون ثنا خلف بن هشام البزار ثنا ابوشهاب الخياط عن اسماعيل بن ابی خالد عن قيس بن ابی حازم عن جرير بن عبدالله قال كنا مع النبی صلی الله عليه وسلم فی سفر فنظر الی القمر ليلة البدر فقال انكم سترون ربكم يوم القيامة عيانا كما ترون هذا. الی آخر الحديث. (معجم الکبیر للطبرانی ج دوم ص ۲۹۶، حدیث نمبر ۲۲۲۴ تا ۲۲۳۷ ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث کا ترجمہ مذکور ہو چکا اس کے علاوہ بھی کبرائے محدثین نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔(ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۷۲۹، ترمذی شریف حدیث نمبر ۲۵۵۴، ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۷۷، مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۰، سنن الکبریٰ للبیہقی ج اول ص ۳۵۹، بغوی ج دوم ص ۱۶۷، حمیدی حدیث نمبر ۷۹۹، ابوعوانہ ج اول ص ۳۷۶، عقیلی ج اول ص ۱۹۷)

اب آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین سے تخریج کردہ حدیث کو سامنے رکھ کر بنظر عمیق جائزہ لیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے جملہ محدثین کرام نے دو یا تین واسطوں سے حدیث تخریج کی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف اپنے شیخ سے صرف تین واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور دیگر محدثین کرام نے پانچ یا چھ واسطوں سے اس کی روایت کی چاہیے تو یہ تھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں دیگر ائمہ محدثین کی حدیث میں خطا زیادہ ہو کیونکہ ان کے وسائط بکثرت ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خطا کم ہو کیونکہ ان کے وسائط بہت کم ہیں لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے آخر کیوں۔

ایوب بن ابی تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۰) ایوب بن ابی تمیمہ (ابی تمیمہ کا نام کیسان ہے) سختیانی ابوبکر بصری مولیٰ عنزہ متوفی ۱۳۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

یہ ابوالشعثاء جابر بن زید ازدی، حسن بصری، ذکوان ابوصالح السمان، ابوقلابہ عبداللہ بن زید جری، عبدالرحمٰن بن قاسم،

عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، قتادہ بن دعامہ، مجاہد بن جبر، محمد بن سیرین، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی، محمد بن منکدر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے ابراہیم بن طہمان، جریر بن حازم، حماد بن زید، سعید بن ابی عروبہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج، مالک بن انس وغیرہم نے روایت کیا۔

ابوالولید نے شعبہ بن حجاج سے روایت کی کہ مجھ سے ایوب نے بیان کیا اور وہ ''سید الفقہاء'' ہیں ابوبکر حمیدی نے کہا: سفیان بن عیینہ نے چھیاسی تابعین سے ملاقات کی سفیان بن عیینہ کہتے تھے میں نے ان میں سے ایوب سختیانی کی مثل نہیں دیکھا۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ایوب ثقہ ہیں اور وہ ابن عون سے اثبت ہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۶۲۱، ۶۲۳، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۴۱۰، تہذیب التہذیب ج اول ص ۳۹۷)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ایوب سختیانی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن ابى بكر ايوب بن ابى تميمه كيسان البصرى ان امراة ثابت ابن قيس بن شماس اقت النبى صلى الله عليه وسلم فقالت لا يجمعنى وثابتا سقف ابداً فقال اتخلعين منه بحديقة التى اصدقك قالت اجل وزيادة قال صلى الله عليه وسلم اما الزيادة فلا ثم اشار الى ثابت فصعل.

(جامع المسانید ج دوم ص ۱۴۴، مسند امام اعظم ص ۱۵۰)

ابوحنیفہ نے ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ کیسان بصری سے روایت کی کہ ثابت بن قیس بن شماس کی عورت (جمیلہ بنت ابی بن سطول عبداللہ بن ابی کی ہمشیرہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئی اور عرض کیا: مجھے اور ثابت کو ایک چھت جمع نہیں کر سکتی (یعنی میں اور ثابت ایک جگہ نہیں رہ سکتے) آپ نے فرمایا: کیا تو اس باغ کے عوض جو اس نے تجھے حق مہر دیا خلع کرتی ہے اس عورت نے کہا: جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن زیادہ تو نہیں پھر ثابت کو اشارہ فرمایا کہ اس کو طلاق دے دے تو ثابت بن قیس نے طلاق دے دی (یعنی طلاق خلع)

اب دیگر محدثین نے جو حدیث تخریج کی وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا محمد بن عبدالله المبارك المخزومى حدثنا قراد ابو نوح حدثنا جوير بن حازم عن ايوب عن عكرمه عن ابن عباس رضى الله عنهما قال جاء ت امراة ثابت بن قيس بن شماس الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالت يارسول الله صلى الله عليه وسلم ما أخقم على ثابت فى دين ولا خلق الا انى اخاف الكفر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فترد ين عليه حديقة فقالت نعم فردت عليه وامر ففارقها. (بخاری شریف کتاب الطلاق باب الخلع وکیف الطلاق)

ایوب سختیانی نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ثابت بن قیس بن شماس کی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ثابت (بن قیس) پر اس کے دین

اور خلق میں عیب نہیں لگاتی مگر مجھے کفر کا اندیشہ ہے رسول اللہ نے فرمایا: اس کا باغ اس کو واپس کردو اس نے عرض کیا: جی ہاں واپس کردیتی ہوں تو اس نے اس کا باغ واپس کردیا آپ نے ثابت بن قیس کو حکم دیا اور انہوں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا۔

اسی طرح بخاری نے "قالدا لحذاء کے طریق سے عکرمہ سے مرسلاً روایت کیا کہ عبداللہ بن ابی کی بہن نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا: تم اس کا باغ واپس کردو اس نے عرض کیا: جی ہاں واپس کردیتی ہوں اور اس نے اس کا باغ واپس کردیا آپ نے ثابت بن قیس کو اس کو طلاق دینے کا حکم دیا۔

بہر حال یہ حدیث مرسلاً وموصولاً مروی ہے اور دارقطنی وغیرہ کے نزدیک اس واقع کے متعلق مراسیل اصح ہیں اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور کے نزدیک حجت ہے اور بخاری شریف میں لفظ ''زیادہ'' کا ذکر نہیں۔ ابوداؤد نے اپنی کتاب مراسیل میں اور عبدالرزاق نے اپنی کتاب ''مصنف'' میں عطاء سے اس کا ذکر کیا ہے اور اس طرح ابن ابی شیبہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ کی حدیث یہ ہے۔

حدثنا ابوبکر قالنا حفص عن ابن جریح عن عطاء ان امراۃ اقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکور زوجھا قال قردین علیہ ما اخدت منہ قالت نعم وازیدہ قال اما زیادہ فلا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۱۲۲)

ابن جریج نے عطاء بن ابی رباح سے مرسلاً روایت کی کہ ایک عورت اپنے شوہر کی شکایت لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے فرمایا: باغ تو نے اس سے لیا ہے وہ واپس کردو۔ اس عورت نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ بھی دیتی ہوں آپ نے فرمایا: لیکن زیادہ نہیں (صرف باغ ہی واپس کرو)

عبدالرزاق کی حدیث یہ ہے۔

عبدالرزاق عن ابن جریح قال قال لی عطاء اتت امراۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت (الی آخر الحدیث) (مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۵۰۲)

عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی انہوں نے کہا: مجھ سے عطاء نے کہا: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اس نے کہا: میں اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہوں اور اس سے فراق کو پسند کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: جو باغ اس نے تجھے مہر میں دیا ہے وہ اس کو واپس کردو اس عورت نے عرض کیا: جی ہاں بلکہ میں اپنے مال سے زیادہ بھی دیتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زیادہ مال نہیں لیکن صرف اس کا باغ ہی واپس کرو اس نے کہا: جی ہاں واپس کرتی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمادیا اس شخص کو نبی اکرم ﷺ کے فیصلہ کے متعلق بتایا گیا تو اس نے کہا: مجھے نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ قبول ہے۔

اور اس طلاح خلع کا ذکر ترمذی نے بھی کیا ہے۔

حدثنا محمد بن عبدالرحيم البغدادی ثنا علی بن بحدثنا هشام بن يوسف عن معمر عن عمرو بن مسلم عن عکرمه عن ابن عباس ان امراة ثابت بن قيس اختلعت من زوجها علی عهد النبی صلی الله عليه وسلم فامرها النبی صلی الله عليه وسلم ان تعقد بحيضة هذا حديث غريب۔ (ترمذی شریف ص۲۰۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اپنے خاوند سے خلع کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا یہ حدیث غریب ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں خلع کرنے والی عورت کی عدت کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم اصحاب میں سے اکثرین کا یہ قول ہے کہ مختلعہ کی عدت وہی ہے جو مطلقہ کی عدت ہے اور یہ قول سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا ہے اور احمد واسحاق بھی یہی کہتے ہیں ابوعیسیٰ ترمذی کے قول کے مطابق مختلعہ کا ایک حیض عدت جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے کے مخالف ہے۔

میں نے بطور تقابلی جائزہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی مروی حدیث آپ کے سامنے پیش کردی ہے آپ اس پر غور فرمائیں پھر فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے۔ (اللہ عزوجل انصاف کی توفیق عطا فرمائے)۔

بیان بن بشر احمس رحمۃ اللہ علیہ

(۸۱) بیان بن بشر احمس بجلی ابوبشر کوفی معلم طبقہ خامسہ سے ثقہ وثبت ہیں اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی، انس بن مالک، حصین بن صفوان، طلحہ بن مصرف، عامر بن شراجیل شعبی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، قیس بن ابوحازم احمسی، ابوعمر شیبانی، ابوصالح حنفی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے اسرائیل بن یونس بن ابواسحاق، اسماعیل بن ابی خالد احمس، جریر بن عبدالحمید، زہیر بن معاویہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، معتمر بن سلیمان وغیرہم نے روایت کیا۔

بخاری نے علی بن مدینی سے روایت کرتے ہوئے کہا ان کی صرف ۷۰ احادیث ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقات میں سے ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم اور نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی ہیں اور ثقہ ہیں اور وہ کثیر الحدیث نہیں انہوں نے ایک سو سے کم حدیث روایت کی ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ، ثبت ہیں اور ان سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج دوم ص ۱۲۹، ۱۳۰، تہذیب التہذیب ج اول ص ۵۰۶، تاریخ الکبیر ج دوم ترجمہ ۱۳۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج اول ص ۴۲۴)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ بیان بن بشر سے جو حدیث روایت کی وہ آپ کے شیخ اسماعیل بن ابی خالد کے ترجمہ ۷۹

کے ماتحت گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ حدیث جو رویت باری تعالیٰ کے متعلق ہے مسند امام اعظم میں حماد عن ابیہ عن اسماعیل بن ابی خالد و بیان بن بشر سے مروی ہے اور جامع المسانید میں یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(مسند امام اعظم کتاب الایمان ص ۲۰، ۱۹، جامع المسانید ج اول ص ۱۶۴)

حسن بن ابوالحسن

(۸۲) حسن بن ابوالحسن (ابوالحسن کا نام یسار ہے) ابوسعید آزاد کردہ غلام زید بن ثابت اور ان کی والدہ کا نام ''خیرہ'' آزاد کردہ باندی ام المومنین حضرت ام سلمہ زوجہ محترمہ نبی اکرم ﷺ متوفی ۱۱۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابی بن کعب، ''ولم یدرکہ'' اسامہ بن زید، ''علی خلاف فیہ'' انس بن مالک، ثوبان، ''ولم یلقہ'' جابر بن عبداللہ انصاری، جندب بن عبداللہ بجلی، زبیر بن عوام، سعد بن عبادہ ''مرسل'' سمرہ بن جندب فزازی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو، ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری، عبداللہ بن مغفل متوفی، عثمان بن عفان، عقبہ بن عامر جہنی، علی بن ابی طالب، معاویہ بن سفیان، معقل بن سنانی، مغیرہ بن شعبہ، ابوبردہ فضلہ بن عبید اسلمی، نعمان بن بشر، نفیع ابی رافع صائغ، اپنی والدہ ام الحسن خیرہ اور ان کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ایک جمع غفیر نے روایت کیا ہے ان میں سے سماک بن حرب، ظریف ابوسفیان سعدی، عطاء بن سائب، قتادہ بن دعامہ، ابوفردہ مسلم بن سالم ہیں۔ حافظ عسقلانی نے لکھا ہے (روی عن خلق کثیر من الصحابة والتابعین) یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے صحابہ وتابعین میں سے خلق کثیر سے روایت کیا ہے۔

محمد بن سلام جمحی نے کہا: ہم سے ابوعمرو شعاب نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی کام کے لیے بھیجتیں تو وہ رو پڑتے حالانکہ وہ بچہ تھے تو ام المومنین اپنی چھاتی سے لگا کر انہیں چپ کراتیں ابوعمرو شعاب نے کہا: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرف ان کو بھیجتیں درانحالیکہ وہ ابھی چھوٹے تھے اور ان کی والدہ انکے ساتھ نہ ہوتی تھیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے لیے دعا کرتے تھے آپ نے ان کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو آپ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی۔ ''اللھم فقھہ فی الدین وحببہ الی الناس''

محمد بن سلام جمحی نے ہمام سے انہوں نے قتادہ سے روایت کی کہ کہا گیا ہے کہ زمین سات افراد سے خالی نہیں رہے گی جن کی وجہ سے زمین والوں پر بارش نازل ہوگی اور انہیں کے ذریعہ ان سے مصائب دور ہوں گے۔ قتادہ نے کہا: مجھے امید ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان سات میں سے ایک ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن جعفر نے کہا: ہم سے عبداللہ بن محمد بن ابی کامل نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ھوذہ بن خلیفہ نے عوف بن جمیلہ اعرابی سے بیان کیا انہوں نے کہا: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کے بیٹے تھے۔ ایک دفعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو کسی ضروری کام کے لیے بھیجا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت سخت رو پڑے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان پر رحم آیا اور ان کو اپنی گود میں لیا اور ان کے منہ کو اپنی چھاتی سے لگایا دودھ اتر آیا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور کہا جاتا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حکمت کے جس مقام تک پہنچے ہیں یہ اس دودھ کی وجہ سے ہے جو انہوں نے زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا یہی وجہ ہے کہ سلیمان الاعمش نے کہا: جب ابوجعفر محمد بن علی بن حسین کے پاس ان کا ذکر ہوتا تو وہ فرماتے یہ وہ ہیں جن کا کلام انبیاء کرام کے کلام کے مشابہ ہے۔

حافظ عسقلانی لکھتے ہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے صفین کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے اور انہوں نے ایک سو بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے حافظ مزی لکھتے ہیں محمد بن احمد بن محمد بن ابوبکر مقدمی نے کہا: میں نے علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی مرسلات ہوا کی مثل ہیں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مرسلات جو انہوں نے ثقات سے روایت کی ہیں وہ سب صحیح ہیں۔

(تہذیب الکمال ج دوم ص ۵۳۰ تا ۵۴۵، تہذیب التہذیب ج دوم ص ۲۶۳ تا ۲۷۰، تاریخ الکبیر ج دوم ترجمہ ۲۵۰۳، الکاشف ج اول ترجمہ ۱۰۲۹ ص ۱۶۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن الحسن عن الشعبي قال سمعت النعمان يقول على المنبر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحلال بين والحرام بين وبين ذلك مشتهات لايعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات استبرا لدينه وعرضه.

(مسند امام اعظم کتاب البیوع ۱۶۳، جامع المسانید ج اول ص ۱۱۴)

ابوحنیفہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شعبی سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے نعمان بن بشیر کو منبر شریف پر کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور اس کے درمیان بعض لوگوں پر مشتبہات ہیں کہ اکثر لوگ ان کو نہیں جانتے اور جو شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کی برأت حاصل کر لی۔

ایک ضروری بات ذہن نشین رکھیں محدثین کی اصطلاح میں جب بلا نسب مطلقاً حسن بولا جاتا ہے تو اس سے مراد حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہی کو لیا جاتا ہے اور اس طرح جب مطلقاً عبداللہ بولا جاتا ہے تو مراد حضرت عبداللہ بن مسعود ہی ہوتے ہیں۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی پیش خدمت ہیں۔

حدثنا محمد بن كثير اخبرنا سفيان عن ابى فروه عن الشعبي عن النعمان بن بشير رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم الحلال بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهة فمن ترك ما شبه عليه من الاثم. الى آخر الحديث.

(بخاری شریف کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور

ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں اور جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا گناہ ہونا مشتبہ ہے وہ ہر اس چیز کو چھوڑ دے گا جس کا گناہ ہونا ظاہر وواضح ہے اور جس نے ایسا کام کرنے کی جرات کی جس کا گناہ مشکوک ہے وہ قریب ہے کہ ایسے کام میں واقع ہو جائے جس کا گناہ واضح ہے اور معاصی اللہ عزوجل کی چراگاہیں ہیں اور جو کوئی چراگاہ کے اردگرد جانور چرے عین ممکن ہے کہ وہ اس چراگاہ میں داخل ہو جائے۔

حدثنا محمد بن عبدالله بن نمیر الهمداني قالنا ابی قالنا زکریا عن الشعبي عن النعمان بن بشیر قال سمعة یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول واهوی النعمان باصبعیه الی اذنیه۔ ان الحلال بین وان الحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرا لدینه وعرضه الی آخر الحدیث۔

(مسلم شریف کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ج دوم ص ۲۸)

اس حدیث کا ترجمہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت مذکور ہو چکا ہے۔

حدثنا قتیبة بن سعید ثنا حماد بن زید عن مجالد عن الشعبي عن النعمان بن بشیر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الحلال بین والحرام بین وبین ذٰلك امور مشتبهات لایدری کثیر من الناس امن حلال هن ام من حرام فمن ترکها استبرا لدینه وعرضه فقد سلم۔ الی آخر الحدیث

قال ابوعیسٰی ترمذی هٰذا حدیث حسن صحیح وقد رواه غیر واحد عن الشعبي عن النعمان بن بشیر۔ (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۲۰۶)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ترجمہ مذکور ہو چکا۔

اس میں صرف یہ اضافہ ہے کہ اکثر لوگ امور مشتبہات کو نہیں جانتے کہ وہ حلال سے ہیں یا حرام سے اور جس نے امور مشتبہات کو ترک کر دیا اس نے اپنے دین و عزت کی برات طلب کی وہ بلاشبہ سلامت رہا۔

ابوعیسٰی ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کو کئی لوگوں نے شعبی سے اور انہوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام شعبی سے کئی محدثین نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

حدثنا محمد بن الاعلی الصنعاني قال ثنا خالد وهو ابن الحارث قال ثنا ابن عون عن الشعبي قال سمعت النعمان بن بشیر قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم فو الله اسمع بعده احدا یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الحلال بین وان الحرام بین وان بین ذٰلك امور مشتبهات۔ الی آخر الحدیث۔ (نسائی شریف ج دوم کتاب البیوع ص ۲۰۳، ۲۰۴)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ہے۔

ان محدثین کرام کے علاوہ بھی کئی محدثین کرام نے انہی الفاظ کے ساتھ جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اس حدیث کو تخریج کیا ہے ان میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(مشکل الاثار للطحاوی جلد اول ص ۳۲۴، فتح الباری ج اول ص ۱۲۶، الترغیب والترہیب للمنذری ج دوم ص ۵۵۴، الفقہ والمتفقہ للخطیب البغدادی ج اول ص ۶۴، البدایہ والنہایہ للحافظ ابن کثیر، تمہید لابن عبدالبر ج ۹ ص ۲۰۱، حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۲۷۰، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۷۳، الضعفاء للعقیلی ج دوم ص ۲۵۳، الکامل فی الضعفاء للعدی ج ۴ حدیث نمبر ۱۹۲۹)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین سے تخریج شدہ حدیث کا باہم موازنہ فرمائیں اور دیکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں جس حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کو ضعیف کہتا ہے تو وہ خود اپنی عقل و دانش کا دشمن اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے تعصب رکھنے والا ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جامع المسانید میں حسن بن عبیدہ ہے نہ کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسند امام اعظم میں مطلقاً حسن ہے اور اصطلاح محدثین میں بلا نسب مطلقاً حسن بولا جانا مراد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اگر معترض کے قول کے مطابق ان کو حسن بن عبید اللہ ہی تسلیم کرلیا جائے تو حسن بن عبید اللہ بن عروہ نخعی ابوعروہ کوفی متوفی ۱۳۹ھ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔ مقصد صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ نے شیوخ سے جو احادیث روایت کی ہیں ان کا بیان کرنا ہے تاکہ آپ کی مروی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کرام رحمہم اللہ کے ساتھ ایک موازنہ پیش کیا جا سکے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

اور حسن بن ابوالحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن الحسن بن ابوالحسن عن عمران بن حصين رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لانذر في معصية الله ولا فيما لايملك وكفارة كل واحد منها كفارة يمين۔

(جامع المسانید ج دوم ص ۲۶۲)

ابوحنیفہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اللہ عز وجل کی معصیت میں نذر نہیں ہے اور نہ ہی اس چیز میں جس کا وہ مالک ہی نہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا کفارہ، کفارۂ یمین ہے۔

اس حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کی احادیث سے اگر آپ تقابلی جائزہ دیکھنا چاہتے ہیں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ محمد بن زبیر تمیمی حنظلی بصری کا ترجمہ نمبر ۴۳ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور آپ کی احادیث کو ضعیف کہنے والا جاہل اور علم حدیث سے ناواقف ہے اور صرف تعصب کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ پر تضعیف کا الزام عائد کرتا ہے اللہ تعالیٰ تعصب کی آگ سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔ (آمین)

حمید بن قیس اعرج رحمۃ اللہ علیہ

(۸۳) حمید بن قیس اعرج مکی (عمر بن قیس مکی سندل کے بھائی) ابوصفوان القاری الاسدی، مولی بنی اسد بن عبدالعزی، متوفی ۱۳۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ سلیمان بن عتیق، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عمر بن عبدالعزیز، عمرو بن شعیب، مجاہد بن جبر مکی، محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، محمد بن منکدر، صفیہ بنت ابی عبید وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے جعفر بن محمد صادق، حبیب بن ابی ثابت، خالد بن عبداللہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبدالوارث بن سعید، قزعہ بن سوید باہلی، مالک بن انس، معمر بن راشد، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، ہشام بن حسان وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے کہا: یہ اہل مکہ سے تابعی ہیں اور کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ ابوطالب نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حمید اعرج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔ عباس دوری اور احمد بن سعد بن ابی مریم نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ حمید بن قیس اعرج ثقہ ہیں۔ ابراہیم بن عبداللہ بن جنید نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے حمید اعرج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ مکی ثقہ ہیں عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: میں نے ابوزرع کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ حمید الاعرج ثقہ ہیں۔ ابوداؤد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: "لیس بہ باس" ابن خراش نے کہا: وہ ثقہ وصدوق ہیں۔

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۱۶۷، ۱۶۸، تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۶، ۴۶، تاریخ الکبیر ج سوم ترجمہ ۲۷۱۹، میزان الاعتدال ج اول ترجمہ ۲۳۴۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ حمید بن قیس اعرج سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن حميد بن قيس الاعرج المكي عن رجل يقال له عباد بن عبدالله المجيد عن ابی ذر (غفاری) رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن اتيان النساء في اعجازهن. (جامع المسانید ج دوم ص ۱۲۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حمید بن قیس اعرج مکی سے انہوں نے ایک شخص جسے عباد بن عبدالمجید کہا جاتا ہے ان سے انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے پیچھے سے آنے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث کی مکمل تفصیل مع تقابلی جائزہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیخ معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کے ترجمہ نمبر ۵۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس ترجمہ کے ماتحت میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کی احادیث کے ساتھ ایک تقابلی جائزہ پیش کیا ہے اور اس کے ساتھ میں نے اس کے متعلق جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی تخریج مروی ہے ان کے اسماء گرامی بھی نقل کیے ہیں اس لیے آپ ترجمہ نمبر ۵۲ ملاحظہ فرمائیں۔

ذر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴) ذر بن عبداللہ بن زرارہ ہمدانی مرہبی، ابوعمر کوفی والد عمر بن ذر متوفی ۱۰۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ حسان، سعید بن جبیر، سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی، عبداللہ بن شداد بن ہاد، میتب بن نجبہ، وائل بن مہانہ اور یسیع حضرمی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حبیب بن ابی ثابت، معین بن عبدالرحمٰن سلمی، حکم بن عتیبہ زبید یمامی، سلمہ بن کہیل، سلیمان الاعمش، طلحہ بن مصرف، عطاء بن سائب، منصور بن معتمر اور ان کے بیٹے عمر بن ذر نے روایت کیا۔

ابوبکر اثرم نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ اس طرح نسائی اور عبدالرحمٰن بن یوسف بن خراش نے کہا۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق ہیں۔

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۲۲۴، تاریخ الکبیر ج سوم ترجمہ ۹۱۳، میزان الاعتدال ج دوم ترجمہ ۲۶۹۷، تہذیب التہذیب ج سوم ص ۲۱۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ذر بن عبداللہ ہمدانی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ذر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبریل مالك تزورنا اکثر مما تزورنا قال فانزلت بعد لیال وما نتنزل الا بامر ربك له ما بین ایدینا وما خلفنا الایه. (مسند امام اعظم ص ۲۲۶، جامع المسانید ج اول ص ۱۴۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ذر بن عبداللہ ہمدانی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: جتنی تم ہماری زیارت کو آتے ہو اس سے زیادہ ہماری ملاقات کے لیے آیا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: چند دن بعد یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (اور جبرئیل نے محبوب سے عرض کی) ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں۔

(سورۂ مریم آیت نمبر ۶۴)

اس حدیث میں علامہ ملا علی قاری الباری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مغالطہ لگا ہے وہ یہ کہ انہوں نے "ذر" کی جگہ زا سے "زر بن حبیش" لکھا ہے حالانکہ کتب فن رجال میں زر بن حبیش کا سعید بن جبیر سے روایت کرنا ثابت نہیں اسی طرح ترجمہ سعید بن جبیر میں کہ ان سے ذر بن عبداللہ ہمدانی نے روایت کیا اور ذر بن عبداللہ ہمدانی کے ترجمہ میں ہے کہ یہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں تراجم میں زر بن حبیش نہیں۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۴۵۰ میں ہے)

ذر العمرانی القاص کان اذا اسنل. الخ

اس حدیث کے ذیل میں المصحح لکھتا ہے تقریب اور خلاصہ میں ذر بن عبداللہ مرہبی ہے جو چھٹے طبقہ سے ہیں اور میزان الاعتدال میں ذر بن عبداللہ ہمدانی تابعی ثقہ مرقوم ہے اور ظاہر ہے صاحب ترجمہ وہی ہیں۔

اس کے علاوہ بھی اس طریق سے یہ حدیث کئی ائمہ محدثین نے تخریج کی ہے لہٰذا "زربن حبیش" کہنا غلطی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ جن ائمہ محدثین نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کی تخریج کی۔

حدثنا ابونعیم حدثنا عمر بن ذرقال سمعت ابی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجبریل ما یمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت وما نتنزل الا بامر ربك له ما بین ایدینا وما خلفنا۔ الایة۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر تفسیر سورۃ مریم باب وما نتنزل الا بامر ربك۔ الخ)

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد (ذر بن عبداللہ ہمدانی) کو سعید بن جبیر سے اور ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: تمہیں کس نے منع کیا کہ جتنی دفعہ تم ہماری زیارت کو آتے ہو اس سے زیادہ ہماری ملاقات کے لیے آؤ۔ تو یہ آیت مبارکہ وما نتنزل الا بامر ربك۔ الایہ نازل ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سعید بن جبیر سے روایت کرنے والے ذر بن عبداللہ ہمدانی ہیں نہ زر بن حبیش ہیں۔

اس حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبد بن حمید نا یعلی بن حمید نا عمر بن ذرعن ابیه عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجبرئیل ما یمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا قال فنزلت هذه الایه۔ وما نتنزل الا بامر ربك۔ الایہ۔ (ترمذی شریف ص ۵۱۹)

اس کا ترجمہ اس سے قبل حدیث بخاری میں مذکور ہو چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث کو حافظ طبرانی نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثناء ابونعیم ثنا عمر بن ذر الهمدانی قال سمعت ابی یحدث عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجبرئیل علیه السلام ما یمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت هذه الایه۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۲، ص ۲۷)

اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا یعلی ثنا عمر بن ذرعن ابیه عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجبرئیل الی آخر الحدیث۔ (مسند احمد ج اول ص ۲۳۱)

اس حدیث کا ترجمہ گزر چکا وہاں ملاحظہ فرمائیں۔
اور اس حدیث کو اپنی سند سے اس طریق سے ابن جریر نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے دیکھیں۔
(تفسیر طبری ج ۱۶، ص ۱۰۳)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ احادیث آپ کے سامنے ہیں آپ باہم موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند کتنی اعلیٰ ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ جو حدیث اپنے شیخ ذر بن عبداللہ ہمدانی سے تین وسائط سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ پانچ چھ واسطوں سے روایت کر رہے ہیں پھر کتنی نا انصافی ہے کہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث صحیح اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف۔ اس تقابلی جائزہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحت میں دیگر کبرائے محدثین کی احادیث سے کم نہیں۔

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۵) سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی ابوعمر (ویقال) ابوعبداللہ متوفی ۱۰۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ رافع بن خدیج اپنے باپ کے چچا زید بن خطاب (علي خلاف فيه) سعید بن مسیب (علي خلاف فيه) اپنے باپ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن محمد بن ابوبکر صدیق اور ان کے بھائی قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق (اور یہ دونوں سالم بن عبداللہ کے ہمعصر ہیں) ابوایوب انصاری، ابولبابہ بن عبدالمنذر (علی خلاف فیہ) ابوہریرہ، ام المومنین حضرت عائشہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابراہیم بن ابی حنیفہ یمامی، بکیر بن عتیق، حمید الطویل، خالد بن ابی عمران، ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی، عمرو بن دینار مکی، عمرو بن دینار بصری قہرمان آل زبیر، محمد بن سلم بن شہاب زہری، نافع مولیٰ ابن عمر وغیرہ نے روایت کیا۔

علی بن زید بن جدعان نے سعید بن مسیب سے روایت کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے کہا: کیا تم جانتے ہو میں نے اپنے بیٹے کا نام سالم کیوں رکھا میں نے عرض کیا: نہیں جانتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے نام پر میں نے اس کا نام رکھا ہے۔

صالح بن احمد بن عبداللہ عجلی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ سالم بن عبداللہ مدنی تابعی اور ثقہ ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ دونوں نے کہا: زہری کی اصح اسانید عن سالم عن ابیہ ہے۔ عباس دوری نے کہا: یحییٰ بن معین نے کہا: سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد دونوں کی حدیث قریب قریب برابر ہے۔ محمد بن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں اور رجال میں سے عالی ہیں۔ عباس دوری نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے کہا: کیا سالم اپنے باپ کی حدیث کے زیادہ اعلم یا نافع۔ انہوں نے کہا: لوگ کہتے ہیں نافع نے سالم بن عبداللہ کی وفات حدیث بیان نہیں کی۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۱ تا ۱۵، تہذیب التہذیب ج سوم ص ۴۳۶، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۲۱۵۵)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن سالم عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعن الله القدريه وقال ما من نبي بعثه الله تعالى قبلي الاحذر امته منهم ولعنهم.

(مسند امام اعظم ص ۱۴ جامع المسانید ج اول ص ۱۴۵)

ابوحنیفہ نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قدریہ پر لعنت کی ہے اور فرمایا: اللہ عز وجل نے مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو ان سے ڈرایا اور ان پر لعنت کی۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین نے یہ حدیث یا اس کے مثل حدیث جو اس معنی میں وارد ہوئی تخریج کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درمنثور میں ابن مردویہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث تخریج کی۔

اخرج ابن مردية عن ابن عباس مرفوعا لعن الله القدريه. (تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۳۰۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے قدریہ پر لعنت فرمائی ہے۔

دارقطنی نے ''عدل'' میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

"لعنت القدريه على لسان سبعين نبيا"

یعنی قدریہ ستر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی زبان پر لعنت کیے گئے ہیں۔

اور اسی معنی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدرية مجوس هذه الامة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اور امت سے مراد امت اجابت ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے بندوں کے افعال ان کے قدر کے مطابق مخلوقہ ہیں اور مجوسیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عالم کے دو خدا ہیں ایک خالق الخیر ہے اور وہ ''یزدان'' ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور ایک خالق الشر ہے اور وہ ''اہرمن'' یعنی شیطان ہے اور قدریہ بھی اس طرح کہتے ہیں کہ خیر اللہ عز وجل کی طرف سے ہے اور شر شیطان و نفس کی طرف سے۔ اس حدیث کو جن ائمہ محدثین نے تخریج کیا وہ یہ ہیں۔ (تاریخ الکبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ج دوم ص ۳۴۱ ترجمہ ۲۶۸۱، جامع المسانید ج اول ص ۱۴۳، مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۳ باب الایمان بالقدر فصل دوم)، ابوعبداللہ حاکم نے مستدرک ج اول ص ۸۵) حاکم نے کہا: اگر ابوحازم کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع صحیح ہے تو یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

(الترہیب والترغیب للمنذری جلد اول ص ۲۰۳)

اس کے علاوہ بھی اکثر ائمہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو تخریج کیا ہے صاحب مشکوٰۃ نے اس

حدیث کو اس طرح تخریج کیا ہے۔

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدريه مجوس هذه الامة ان موضوا فلا تعودوهم وان ماتو فلا تشهدوهم. (رواہ احمد وابوداؤد، مشکوٰۃ شریف ص ۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ اس امت (اجابت) کے مجوسی ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں حاضر نہ ہو۔

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

عن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجالسوا اهل القدر ولا تفاتحوهم

(رواہ ابوداؤد حوالہ مذکور)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ کے پاس مت بیٹھو اور ان کے پاس اپنے فیصلے مت لے کر جاؤ یا اس کا معنی یہ ہے ان سے سلام وکلام میں ابتداء مت کرو۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ضعیف ہیں یا ثقہ اور آپ کی ثقات میں کوئی شک نہیں اگر آپ ثقہ اور حافظ الحدیث نہ ہوتے تو علامہ ذہبی اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کا ذکر نہ کرتے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث اور ثقہ ہیں اور آپ کی مرویات صحیح ہیں۔

سلمہ بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ

(۸۶) سلمہ بن نبیط بن شریط بن انس اشجعی ابوفراس کوفی طبقہ خامسہ سے ثقہ ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ''الشمائل'' للترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ زبیر بن عدی، ضحاک بن مزاحم، عبید بن ابی جعد، اپنے والد نبیط بن شریط (له صحبته) اور بعض کے نزدیک وہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص سے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ نعیم بن ابی ہند سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسحاق بن یوسف ارزق، حمید بن عبدالرحمٰن رواسی، خلف بن خلیفہ، سفیان ثوری، عبداللہ بن داؤد خریبی، عبداللہ بن مبارک، ابونعیم فضل بن دکین اور وکیع بن جراح نے روایت کیا۔

ابوطالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں اور وکیع بن جراح ان پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم سے سلمہ بن نبیط نے بیان کیا اور وہ ثقہ ہیں۔ ابوعبید اجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے سلمہ بن نبیط کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ابوفراس ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں اور اسی طرح احمد بن عبداللہ عجلی اور نسائی نے کہا۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہا: وہ ثقات میں سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۳۲۹، ۳۳۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سلمہ بن نبیط سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

حماد عن ابیه عن سلمة بن نبیط قال کنت عند الضحاك بن مزاحم فیسأله رجل عن هذه الایة۔ انا نراك من المحسنین ما کان احسانه قال کان اذا رجلا مضیقا علیه وسع علیه واذا رای مریضا قام علیه اذا رای محتاجا سال لقضاء حاجة۔ (مسند امام اعظم کتاب التفسیر ص ۲۲۵)

حماد نے اپنے والد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سلمہ بن نبیط سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں ضحاک بن مزاحم کے پاس موجود تھا تو ان سے ایک شخص نے اس آیہ مبارکہ "انا نراك من المحسنین" (سورہ یوسف ۳۶) کے متعلق سوال کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ میں کیا احسان تھا۔ ضحاک بن مزاحم نے فرمایا: آپ جب کسی قیدی شخص کو دیکھتے کہ اس پر جگہ تنگ ہے اس کی جگہ فراخ فرماتے جب کسی کو مریض دیکھتے اس کی نگہبانی فرماتے اور جب کسی کو محتاج دیکھتے تو اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس سے پوچھتے۔

اب آپ اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے دیگر ائمہ محدثین ومفسرین کی احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ نے اس آیت مبارکہ کے ماتحت اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حدثنا الحسن بن محمد قال ثنا سعید بن منصور قال ثنا خلف بن خلیفة عن سلمة بن نبیط عن الضحاك بن مزاحم قال کنت جالسا معه ببلخ فسئل عن قوله نبئنا بتاویله انا نراك من المحسنین قال قیل له ما کان احسان یوسف قال اذا مرض انسان قام علیه واذا احتاج جمع له واذا احناق اوسع له۔ (تفسیر طبری جز ۱۲ ص ۱۲۸)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت مذکور ہے۔

اس حدیث کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درمنثور میں تخریج کیا ہے۔

اخرج سعید بن منصور ابن جریر وابن المنذر وابن حاتم وابو الشیخ والبیهقی فی شعب الایمان عن الضحاك رضی الله عنه انه سئل عن قوله انا نراك من المحسنین ما کان احسان یوسف علیه السلام قال اذا مرض انسان فی السجن قام علیه واذاضاق علیه المکان اوسع له واذا احتاج جمع له۔ (تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۱۹)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو پہلے مذکور ہے۔

اس حدیث کو ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی نے بھی نقل کیا ہے۔

قال الضحاك کان اذا مرض الرجل من اهل السجن قام به واذا ضاق وسع له واذا احتاج جمع له وسائل له۔ (تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۱۲۵)

یعنی ضحاک بن مزاحم نے کہا: جب قیدیوں میں سے کوئی شخص بیمار ہو جاتا حضرت یوسف علیہ السلام اس کی دیکھ بھال ونگہبانی فرماتے اور جب کسی کی جگہ تنگ ہو جاتی اس کے لیے جگہ فراخ فرماتے اور جب کسی کو کوئی ضرورت

ہوتی آپ اس کی حاجت کو پورا کرتے اور اس سے دریافت کرتے۔
اس حدیث کو بیہقی نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوعبدالله الحافظ قال انا ابوعبدالله محمد بن هبة الله الصفار قالنا احمد بن مهران الاصبهانی قالنا سعید بن سلیمان قالناخلف بن خلیفة قالنا سلمة بن نبیط قال کنت عند الضحاك بخراسان فاتاه رجل فساله عن قول الله عز وجل "انا نراك من المحسنین" ما کان احسانه قال کان اذا مرض انسان قام به واذا ضاق علیه المکان یعنی فی السجن وسع علیه واذا احتاج جمع له۔ (شعب الایمان للبیہقی ج ۷ ص ۸۸)

اس کا ترجمہ اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث موصول ہے مقطوع نہیں جیسا کہ صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ سلمہ بن نبیط کا ضحاک سے سماع قبل از اختلاط ہے اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اختلاط کے بعد ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ حدیث مقطوع ہے اور اس کا حلال وحرام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق تفسیر اور فضائل سے ہے۔ لیکن احادیث کے یہ الفاظ کہ "کنت جالسا معه" حدیث کے موصول پر دلالت کرتے ہیں۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ملاحظہ فرمائی اور دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی سماعت فرمائیں اب انصاف آپ کے ہاتھ میں ہے۔

سلیمان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۸۷) سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ (ان کو سلیمان بن یسار بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن انہان بن عبدالرحمٰن بھی کہا جاتا ہے) دمشقی الکبیر ابوعمرو آزاد کردہ غلام بنی اسد بن خزیمہ طبقہ سادسہ سے ثقہ ہیں۔ سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ عبید بن فیروز، قاسم ابی عبدالرحمٰن، نافع بن کیسان قرشی سے روایت کرتے ہیں ان سے زید بن ابی انیسہ، شعبہ بن حجاج، عبداللہ بن لھیعہ، عمرو بن حارث، لیث بن سعد، معاویہ بن صالح حضرمی (فیما قیل) یزید بن ابی حبیب نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں ابوحاتم ونسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابوحاتم نے ثقہ کے ساتھ صدوق کا اضافہ بھی کیا ہے (یعنی صفت میں تکرار ہے) اور کہا وہ مستقیم الحدیث ہیں اور ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔

یہاں ایک اشکال کا ازالہ بھی ضروری ہے وہ یہ کہ محمد حسن سنبھلی علامہ نے تنسیق النظام میں لکھا ہے یہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ تیمی دمشقی ابن بنت شرجیل ابوایوب ہیں جو دسویں طبقہ سے ہیں جو متوفی ۲۳۳ھ ہیں۔ پھر لکھتے ہیں میں نے علامہ ملا علی قاری کی شرح کے ایک نسخہ میں اس کے حاشیہ پر علماء میں سے کسی ایک سے یہ مذکور پایا کہ سلیمان مذکور ۱۵۳ھ میں

پیدا ہوئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی تو ایسی صورت میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ان سے روایت کیسے متصور ہو سکتی ہے۔

اس کے جواب میں علامہ سنبھلی فرماتے ہیں غلطی یا تو سلیمان کی ولادت میں ہے اور اول الاسناد لفظ ابوحنیفہ میں ہے اور درست اسناد یہ ہے حماد بن ابوحنیفہ عن سلیمان اس اعتبار سے یہ روایت مسند حماد سے ہے نہ کہ مسندات امام صاحب رضی اللہ عنہ سے۔ یا غلطی لفظ دمشقی میں ہے اور درست یہ ہو کہ وہ مدنی ہیں یا بصری چنانچہ مدنی وہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن ثوبان عامری مولاھم المدنی ہیں جو چھٹے طبقہ سے مقبول ہیں اور بصری وہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بصری ہیں جن کا اصل خراسان ہے اور وہ چھٹے طبقہ سے ثقہ ہیں اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔(اقول الجواب الصحیح وبید ازمۃ التوضیح والتنقیح)

صاحب تنسیق النظام نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جو شیخ نقل کیے ہیں وہ غلط ہے اور لفظ دمشقی بھی صحیح ہے کیونکہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ انہوں نے نقل کیے ہیں وہ دمشقی ہی ہیں لیکن وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ نہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ وہ ہیں جو انہوں نے بصری سے موسوم کیا ہے۔ یعنی وہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کبیر دمشقی ابوعمرو مولیٰ بن اسد بن خزیمہ ہیں جو چھٹے طبقہ سے ثقہ ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تاریخ الکبیر میں ان کو دمشقی لکھا ہے اور حافظ مزی ان کو ''خراسانی الاصل'' لکھا ہے اور صاحب تنسیق النظام نے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ تیمی دمشقی ابن بنت شرجیل ابوایوب لکھا ہے وہ غلط ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۴۰۰، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۱۸۳۹، الکاشف للذہبی ج اول ص ۳۱۷، ترجمہ ۲۱۳۳، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۰۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی عن محمد بن عبدالرحمٰن تستری عن یحیی بن سعید (بن قیس) عن عبدالله ابن عامر عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مات العبد والله یعلم منه شرا ویقول الناس فی حقه خیرا قال الله تعالیٰ لملئکة قد قبلت شهادات عبادی علی عبدی وغفرت علمی۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ابواب الجنائز ص ۱۰۰)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن تستری سے انہوں نے یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری سے انہوں نے عبداللہ بن عامر سے انہوں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ فوت ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے شر کو جانتا ہے اور لوگ اس کے حق میں خیر ہی کہتے ہیں (کہ وہ بہت اچھا آدمی تھا) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: (اے میرے فرشتو) میں نے اپنے بندہ کے حق میں اپنے بندوں کی شہادتوں کو قبول فرما لیا ہے اور میں نے اپنے علم کو مستور کر لیا ہے (لہٰذا میں باوجود اس کے شر کو جانتے ہوئے بھی اسے عذاب نہیں دوں گا)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عامر بن ربیعہ سے مروی حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان

"وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس" کے معنی کی طرف مشیر ہے۔
اور طبرانی نے معجم کبیر حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث روایت کی۔
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم شهداء الله فى الارض والملئكة شهداء الله فى السماء (معجم کبیر للطبرانی ج ۷ص ۲۲ حدیث نمبر ۶۲۵۹)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو اور فرشتے آسمان میں اللہ عزوجل کے گواہ ہیں۔
اس باب میں اخبار کثیرہ ہیں جو ایک دوسری کی موید ہیں اور احادیث عزیزہ بکثرت ہیں جو اس شہادت کی موید ہیں اور صحاح اور سنن میں مذکور ہیں جو چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔

علی بن اقمر رحمۃ اللہ علیہ

(۸۸) علی بن اقمر بن عمرو بن حارث بن معاویہ ہمدانی ودائی ابوالوازع کوفی طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں اور حافظ عسقلانی نے ان کو تیسرے طبقہ سے شمار کیا ہے یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن شریک، اُغر ابومسلم، ابوحذیفہ سلمہ بن صھیلہ، عبداللہ بن زبیر سلمی، عبداللہ بن عمر بن خطاب (فیما قیل) عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عون بن ابی جحیفہ، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، معاویہ بن ابی سفیان، ابوجحیفہ، ابوعطیہ ودائی، ام عطیہ انصاریہ (فیما قیل)
ان سے حسن بن صالح بن حی، رقبہ بن مصقلہ، سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، منصور بن معتمر وغیرہم نے روایت کیا۔ محمد بن سعد نے ان کو اہل کوفہ سے چوتھے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ اسحاق بن منصور اور احمد بن سعد بن ابی مریم دونوں نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ علی بن اقمر ثقہ ہیں اسی طرح ان دونوں نے ابوحاتم، عجلی، یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن خراش اور دارقطنی سے روایت کیا کہ ان سب نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابن ابی مریم نے یحییٰ بن معین سے روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ حجت ہیں۔ ابوحاتم نے یہ اضافہ کیا کہ وہ ''صدوق'' ہیں اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا۔

(تہذیب الکمال ج ۷ص ۲۴۷، ۲۴۸، تہذیب التہذیب ج ۷ص ۲۸۳، تاریخ الکبیر ج ۶ ص ۲۶۱ ترجمہ ۲۳۴۵، الکاشف ج دوم ص ۲۴۳۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

صاحب تنسیق النظام نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جو شیخ نقل کیے ہیں وہ عبداللہ بن اقمر ہیں اور عبداللہ بن اقمر کا فن رجال کی کتابوں میں کوئی ذکر نہیں اور ایک صحابی ہیں جن کی احادیث بہت کم ہیں۔ فرماتے ہیں تقریب میں عبداللہ بن اقرم ہیں اور مغنی میں بھی عبداللہ بن اقرم ہیں اور نساخ کی غلطی سے ''اقرم'' کی جگہ ''اقمر'' لکھا گیا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں علقمہ بن مرثد کے طریق ابن اقمر سے انہوں نے حمران سے انہوں نے ابن عمر سے فجر کی دو رکعتوں کے متعلق حدیث روایت کی ہے پھر فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ شاید وہ علی بن اقمر ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں۔
راقم الحروف کہتا ہے یہ محض خیال نہیں بلکہ درحقیقت یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر ہی ہیں۔ علامہ خوارزمی نے

جامع المسانید جلد دوم ص ۴۹۷ پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے علی بن اقمر کو آپ کا شیخ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔
علی بن اقمر وداعی کوفی بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا انہوں نے ابوجحیفہ ابوعطیہ اور عکرمہ سے سنا ہے اور ان سے منصور بن معتمر نے روایت کیا اور ثوری اور شعبہ نے ان سے سنا ہے۔

یقول اضعف عباد الله، ویردیٖ عنه الامام ابوحنیفه رحمه الله فی هذه المسانید.
یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس مسانید میں ان سے روایت کرتے ہیں معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر وداعی ہیں نہ عبداللہ بن اقمر یا اقرم۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ علی بن اقمر سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن علی بن الاقمر عن الاغر (ابو مسلم) عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه مر بقوم یذکرون اللّٰه تعالیٰ فقال انتم من الذین امرت ان اصبر نفسی معهم وما جلس عدتکم من الناس یذکرون الله تعالی الا حفتهم الملئکة باجنحتها وغشیتهم الرحمة وذکرهم اللّٰه فیمن عنده. (جامع المسانید ج اول ص ۱۰۲، مسند امام اعظم ص ۲۱)

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے علی بن اقمر سے انہوں نے اغر ابومسلم (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (اور یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابومسلم تیسرا طبقہ سے کبار تابعین میں سے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے متعلق مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنی جان ان سے مانوس رکھوں جب تک یہ لوگ اللہ عز وجل کا ذکر کر رہے ہیں فرشتے اپنے پروں سے ان کو احاطہ کیے ہوئے ہیں اور ان کو رحمت نے ڈھانک رکھا ہے اور اللہ عز وجل ان کا ذکر ان میں کرتا ہے جو اس کے پاس (یعنی ملاالاعلیٰ کے فرشتوں کے پاس ان کا ذکر کرتا ہے)
اب بطور تقابلی جائزہ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا محمد بن مثنی وابن بشار قالنا محمد بن جعفرنا شعبة قال سمعت ابا اسحاق یحدث عن الاغرابی مسلم قال اشهد علی ابی هریره وابی سعید الخدری انها شهدا علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال لا یقعد قوم یذکرون الله عز وجل الاحفتهم الملائکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیهم السکینة وذکرهم الله فیمن عنده. (مسلم شریف کتاب الذکر والدعا ج دوم ص ۳۴۵)

ابوسلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ بھی اللہ عز وجل کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے پروں سے احاطہ کر لیتے ہیں اور ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ان پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے اور اللہ عز وجل ان کا فرشتوں میں ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔

اس حدیث کو بطریق شعبہ ابو اسحاق سے انہوں نے اعز ابو سلم سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے اپنی اپنی اسناد کے ساتھ کئی ائمہ محدثین نے روایت کیا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی ج اول ص ۳۹۷ ترجمہ ۵۳۰، تفسیر در منثور للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ ج اول ص ۱۵۰، الترغیب والترہیب للمنذری ج دوم ص ۴۰۶، فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی ج ۱۱ ص ۲۰۹)

اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ ''سباحۃ النکو فی الجھر با الذکر'' میں اس کو نقل کیا ہے، مسند احمد ج ۳ ص ۹۲، حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۵۔ اس کے علاوہ ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ابن الدنیا نے ان دونوں سے مرفوعاً یہ روایت کیا ہے۔

ان لاهل الذكر اربعا تنزل عليهم السكينة وتغيشهم الرحمة تحف لهم الملئكة ويذكرهم الله في ملا عنده.

یعنی ذاکرین کے لیے چار چیزیں ہیں۔

اوّل: ان پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے۔

دوم: ان کو خدا کی رحمت ڈھانک لیتی ہے۔

سوم: ان کو فرشتے اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں۔

چہارم: اللہ عز وجل ان کا ذکر اس جماعت میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہے۔

سباحة النكو في الجهر باالذكر مجموعه لست الرسائل (ص ۵۳، تفسیر در منثور ج اول ص ۱۵۰)

طبرانی نے معجم صغیر میں باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث روایت کی ہے جس کو حافظ منذری اور علامہ عبدالحی نے نقل فرمایا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بعبدالله بن رواحة وهو يذكر اصحابه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انكم الملا الذين امرني الله ان اصبر نفسي معكم ثم تلا هذه الاية. واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم باالغداة والعشي. الايه.

(ترغیب للمنذری ج دوم ص ۴۰۴، سباحۃ الفکر فی الجھر باالذکر ص ٦٦)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے ساتھیوں کو اللہ عز وجل کا ذکر کرا رہے تھے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری وہ جماعت ہے جس کے متعلق اللہ عز وجل نے حکم دیا ہے کہ میں اپنی جان کو تم سے مانوس رکھوں۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ''اور اپنی جان ان سے مانوس رکھیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں''۔ (سورۂ کہف آیت ۲۸)

قارئین کرام: آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کو ملاحظہ فرمایا پھر جن ائمہ محدثین نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا وہ بھی آپ نے ساعت فرمایا اس کے بعد فیصلہ آپ لوگوں پر ہے کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ ضعیف ہیں اور

ان کی احادیث بھی ضعیف ہیں یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دوسرے کبرائے محدثین کی تخریج کردہ حدیث کی طرح صحیح ہے۔ واللہ الانصاف کیجئے۔ اس کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر کے متعلق چند شواہد کہ یہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں نہ کہ عبداللہ بن اُقمر یا عبداللہ بن اقرم وغیرہ۔

(۱) حافظ خوارزمی نے اُمام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر سے بطریقہ عن مسروق عن عائشة رضی اللہ عنها ایک حدیث تخریج کی ہے وہ یہ ہے۔

قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رام جاء ان يضع خشبة على جدار احدكم فلا يمنعه۔ (جامع المسانید ج اول ص ۱۰۲، مسند امام اعظم ص ۱۷۶)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب پڑوسی تم میں سے کسی ایک کی دیوار پر اپنی لکڑی رکھنا چاہے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔

اور پڑوسی کے حقوق کے متعلق کتاب الادب باب الوصاۃ بالجار بخاری شریف میں احادیث کا مطالعہ فرمائیں جس سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی توثیق ہوتی ہے۔

(۲) ابوحنيفة عن علي بن الاقمر عن ابوجحيفة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم مر برجل ساول ثوبه فعطفه عليه۔ (جامع المسانید ج اول ص ۴۱۸، مسند امام اعظم ص ۲۰۴)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے کپڑے کو لٹکائے ہوئے تھا آپ نے وہ کپڑا اس پر اوڑھ دیا۔

یہ مسئلہ مشہور اور کتب فقہ میں سطور ہے۔

(۳) ابوحنيفة عن علي بن الاقمر عن ابوعطية الوداعي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج في جنازة فراى امراة فامربها فطردت فلم يكبر حتى لم يرها.

(جامع المسانید ج اول مسند امام اعظم ص ۱۰۲)

ابوعطیہ وداعی (مالک بن عامر کما فی الاستیعاب لابن عبدالبر) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تشریف لے گئے آپ نے ایک عورت کو دیکھا اور اس کو واپس جانے کا کہا وہ واپس ہوگئی جب تک وہ عورت آپ کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوگئی آپ نے نماز جنازہ کی تکبیر نہیں کہی۔

حافظ خوارزمی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر سے جو احادیث روایت کی ہیں ان سے ثابت و واضح ہوگیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر ہی ہیں نہ کہ عبداللہ بن اقمر یا عبداللہ بن اقرم۔ ان شواہد کے ہوتے ہوئے تکلیف کی ضرورت ہی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عاصم بن سلیمان الاحول رحمۃ اللہ علیہ

(۸۹) عاصم بن سلیمان الاحول ابوعبدالرحمٰن بصری آزاد کردہ غلام بنی تمیم متوفی ۱۴۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، حسن بصری، حماد بن ابی سلیمان، عامر شعبی، ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عمرو بن شعیب، محمد بن سیرین، موسیٰ ونضر دونوں بھائیوں یہ حضرت انس بن مالک کے بیٹے ہیں۔ حفصہ بن سیرین اور معاذہ عدویہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن علیہ، جریر بن عبدالحمید، حماد بن زید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم ایک جماعت نے روایت کیا۔

عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے ابن مبارک سے انہوں نے سفیان ثوری سے روایت کیا۔ سفیان ثوری نے کہا: میں نے لوگوں میں سے چار حفاظ کو پایا ہے ان میں سے ایک عاصم الاحول علی ہیں۔ ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے عاصم الاحول کا ذکر کیا اور کہا وہ ان کے حفاظ اصحاب میں سے ہیں۔ ابوداؤد نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عاصم الاحول شیخ اور ثقہ ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عاصم الاحول حدیث کے حفاظ میں سے ثقہ ہیں۔

ابوبکر مروزی نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سے عاصم الاحول کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں میں نے کہا: یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق کچھ کلام کیا ہے انہوں نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا وہ ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور اور عثمان بن سعید دارمی نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، محمد بن عبداللہ بن عمار، احمد بن عبداللہ عجلی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے علی بن مدینی سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۱۰۱ تا ۱۰۳، تاریخ الکبیر ۶۲ ترجمہ ۳۰۵۸، میزان الاعتدال ج دوم ترجم ۴۰۴۶، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۴۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عاصم بن سلیمان الاحول سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن عاصم الاحول عن ابن سیرین قال سالت سالم بن عبدالله بن عمر رضی الله عنهم انجعل السك فی حنوط المیت قال الیس هو من اطیب طیبکم. (جامع المسانید ج اول ص ۴۱۳)

ابوحنیفہ نے عاصم الاحول سے انہوں نے محمد بن سیرین سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا ہم میت کے حنوط (میت کے لیے ایک مرکب خوشبو جو اس کے جسم اور کفن پر لگاتے ہیں) میں کستوری ملا لیں۔ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا کستوری تمہاری خوشبوؤں میں سے اچھی خوشبو نہیں (یعنی حنوط میں کستوری ملاؤ)

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین نے جو اس حدیث کو تخریج کیا ہے وہ بھی پیش خدمت ہے۔

ابن ابی شیبہ نے جو حدیث تخریج کی وہ یہ ہے۔

حدثنا عبدالرحیم بن سلیمان عن عاصم عن ابن سیرین قال سئل ابن عمر عن المسک یجعل فی الحنوط، قال الیس من اطیب طیبکم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۵۶)

عاصم الاحول نے محمد بن سیرین سے روایت کیا انہوں نے کہا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کستوری کے متعلق پوچھا گیا کہ حنوط میں اس کو ملالیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہاری خوشبوؤں سے وہ اچھی خوشبو نہیں مراد یہ ہے کہ حنوط میں کستوری کو بھی ملالو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبوؤں میں سے یہ ایک اچھی خوشبو ہے۔

حافظ احمد بن شعیب نسائی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابوداؤد وشبابة قالا حدثنا شعبه عن خلید بن جعفر سمع ابا نضرة عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اطیب الطیب المسک۔

(نسائی شریف ج اول ص ۲۱۹)

خلید بن جعفر سے روایت ہے کہ انہوں نے ابونضرہ کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوشبوؤں میں سے اچھی خوشبو کستوری ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

باب ما جاء فی المسک المیت

حدثنا سفیان بن وکیع نا ابی عن شعبه عن خلید بن جعفر عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم سئل عن المسک فقال هوا طیب طیبکم۔

(ترمذی شریف ص ۱۶۷)

اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

"قال ابوعیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا بعض اهل العلم"

ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

عبدالرزاق بن ہمام نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

عبدالرزاق عن الثوری عن سلیمان التیمی وخالد الحذاء عن ابن سیرین قال سئل ابن عمر عن المسک للمیت فقال اولیس من اطیب طیبکم۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۱۰)

اس حدیث کا ترجمہ اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

حافظ بیہقی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حدثنا ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل ثنا ابن ابی مریم حدثنی یحیی بن ایوب حدثنی حمید قال لما توفی انس بن مالك رضی الله عنه جعل فی حنوطه مسك فیه من عرق رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۴۰۶)

حمید نے کہا: جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ان کے حنوط میں کستوری بھی ملائی گئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک تھا۔

آپ نے ائمہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی اس حدیث مبارکہ کی روایت کو ملاحظہ فرمایا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی سماعت فرمایا وہی حدیث، جس کو ائمہ محدثین نے بچند وسائط تخریج کیا اس حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے روایت کیا اور اس حدیث کو امام ابوعیسیٰ ترمذی نے حسن صحیح کہا۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ حدیث دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے تخریج کی ہے اس لیے وہ صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے۔ عقل وانصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ دوسرے ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث میں کچھ علت واقع ہوتی کیونکہ ان کے وسائط زیادہ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہوتی کیونکہ اس میں وسائط کم ہیں۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے تعصب کے آئینہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہی نظر آتی ہے ورنہ جس طرح دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح شمار کی جاتی۔

اور بخاری شریف کی حدیث جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کھڑا تھا اچانک وہ اپنی سواری سے گرا اس نے اس کی گردن توڑ دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز باب الحنوط للمیت)

علامہ بیہقی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

فیه دلیل علی ان غیر المحرم یحنط کما یخمر و ان النهی وقع لاجل الاحرام۔ (سنن الکبریٰ ج ۳ ص ۴۰۴)

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ غیر محرم (نہ احرام باندھنے والا) کو جیسے ڈھانپا جاتا ہے ایسے ہی اس کو حنوط بھی کیا جائے اور ممانعت صرف احرام کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

علامہ ابن ترکمانی جواہر النقی میں اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔

وحدیث ابن عباس لیس بعام بل هو واقعة عین اطلع علیه السلام علی بقاء احرام ذلك الرجل۔ الخ (جوہر النقی فی ذیل سنن الکبریٰ ج ۳ ص ۳۹۳)

یعنی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما عام نہیں بلکہ وہ ایک معین واقع ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوئے کہ یہ شخص اس احرام پر باقی ہے چنانچہ یہ حدیث اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر کی طرف متعدی نہیں اگر اس کا احرام باقی رہتا تو مع طواف دیگر مناسک حج بھی اس کے پورے کرانے چاہیے تھے کیونکہ آپ نے اس کو پانی اور بیری کے

پتوں سے غسل کا حکم دیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی محرم کو بیری کے پتوں سے غسل کرنا جائز نہیں اور اس کی ابن منذر نے اس سے حکایت کی ہے۔ ابن قصار نے کہا: یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ یہ حکم خاص اس شخص کے لیے تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فانه یبعث ملبیا" اور آپ نے اس طرح نہیں فرمایا۔ "فان المحرم یبعث ملبیا" چنانچہ اس حدیث سے میت کے لیے حنوط کے عدم جواز کا استدلال باطل ہے۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی نے صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ (عمدۃ القاری)

سلیمان بن یسار ہلالی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۰) سلیمان بن یسار ہلالی ابوایوب آزاد کردہ غلام ام المومنین حضرت میمونہ زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عطاء بن یسار کے بھائی ہیں۔ متوفی ۱۰۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن عبداللہ، حسان بن ثابت، رافع بن خدیج، زید بن ثابت، سلمہ بن صخر بیاضی (وقیل لم یسمع منه) عبداللہ بن حارث بن نوفل، عبداللہ بن حذافہ (قیل مرسل) عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عروہ بن زبیر، فضل بن عباس (ولم یسمع منه) کریب مولیٰ ابن عباس، ابوسعید خدری، مولاتہ ام المومنین میمونہ، ام المومنین حضرت سلمہ زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسامہ بن زید لیثی، خالد بن ابی عمران، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، زید بن اسلم، صالح بن کیسان، عبداللہ بن دینار، عمرو بن دینار، قتادہ (قیل لم یسمع منه) محمد بن مسلم بن شہاب زہری وغیرہم نے روایت کیا۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور مامون ہیں۔ فاضل اور عابد ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ائمہ میں سے ایک ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۴۲۷، ۴۲۸، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۱۹۰۱، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۲۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سلیمان بن یسار ہلال سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن سلیمان بن یسار عن ام سلمة زوج النبی صلی الله علیه وسلم یخرج الی الفجر وراسه یقطر من جماع غیر احتلام ویصلی صائما۔ (جامع المسانید ج اول ص ۴۸۰)

ابوحنیفہ نے سلیمان یسار سے انہوں نے اپنی (مولاۃ) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لیے تشریف لاتے حالانکہ جماع کی وجہ سے نہ کہ احتلام کی وجہ سے آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے ہوتے (یعنی آپ جماع کا غسل فرماتے) اور روزہ کی حالت میں نماز ادا فرماتے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنی ازواج مطہرات سے شب باشی فرمائی اور صبح حالت جنابت میں بیدار ہوئے آپ نے غسل فرمایا نماز فجر ادا فرمائی اور روزہ رکھا۔

اس سے ثابت ہوا اگر کسی شخص پر غسل جنابت فرض ہوگیا اور اسے سحری کے وقت جاگ نہیں آئی اور وہ نماز فجر کے وقت

بیدار ہوا اسے چاہیے کہ وہ غسل جنابت کرے نماز فجر ادا کرے اور روزہ رکھے۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔
اب بطور تقابلی جائزہ کہ اس حدیث کو کبرائے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں ام المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا ہے۔

بخاری شریف

حدثنا احمد بن صالح حدثنا ابن وهب حدثنا يونس عن ابن شهاب عن عروه وابوبكر قالت عائشة رضي الله عنها كان النبي صلى الله عليه وسلم يدركه الفجر في رمضان من غير حلم فيغتسل ويصوم. (بخاری شریف کتاب الصوم باب اغتسال الصائم)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں حالت جنابت میں بغیر احتلام کے صبح کرتے تو آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

مسلم شریف

حدثني يحيى بن يحيى قال قرات على مالك عن عبد ربه بن سعيد عن ابى بكر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام عن عائشه وام سلمة زوجه النبي صلى الله عليه وسلم انهما قالتا ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصبح جنبا من جماع غير احتلام في رمضان ثم يصوم. (مسلم شریف کتاب الصوم جلد اول ص ۳۵۴)

ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل بخاری شریف کی حدیث کا ہے فرق صرف اتنا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صرف ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا ہے اور مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں سے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"**وفيه دليل لمن يقول يجوز الاحتلام على الانبياء**" (مسلم مع نووی ج اول ص ۳۵۳)

یعنی اس حدیث میں اس کے لیے دلیل ہے جو کہتا ہے حضرات انبیاء کرام علیہم التسلیمات پر احتلام جائز ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں اس میں اختلاف ہے اور اشہر یہی ہے کہ حضرات انبیاء کرام احتلام سے منزہ ہیں اور ان کے حق میں احتلام ممنوع ہے اس کے لیے کہ احتلام تلاعب (کھیلنا) شیطان سے ہے اور حضرات انبیاء کرام اس سے منزہ ہیں اور وہ اس حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ "**يصبح جنبا**" سے مراد جماع سے جنبی ہونا ہے نہ کہ احتلام سے جنبی ہونا مراد ہے۔

ابن ابی شیبہ

حدثنا وكيع عن اسمة بن زيد عن سليمان بن يسار عن ام سلمة رضي الله عنها قالت كان النبي

صلی اللّٰہ علیه وسلم یصبح جنباً من غیر احتلام ثم یغتسل ویصبح صائماً.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۸۰)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ترجمہ اور وہ اس سے قبل مذکور ہے۔

صحیح ابن خزیمہ

حدثنا یوسف بن موسیٰ حدثنا جریر عن یحیی بن سعید انصاری عن عراك بن مالك عن عبدالملك بن ابوبکر عن ابیه عن امه ام سلمة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قالت. کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصبح جنباً من النساء من غیر حلم ثم یظل صائماً.

(صحیح ابن خزیمہ ج سوم ص ۲۵۲ ترجمہ ۲۰۱۳)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اس سے قبل گزر چکا ہے۔

محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب تعلیق فرماتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔

ترمذی شریف

حدثنا قتیبة نا اللیث عن ابن شهاب عن ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام قال اخیرتنی عائشة وام سلمه وجاء النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یدرکه الفجر وهو جنب من اهله ثم یغتسل ویصوم. (ترمذی شریف ص ۱۳۵)

ام المومنین حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح اس حالت میں فرماتے کہ وہ اپنی اہل سے جنبی ہوتے (یعنی ازواج مطہرات سے شب باشی سے جنبی ہوتے) پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

عبدالرزاق ابن ہمام

عبدالرزاق عن ابن جریج قال حدثنی ابن شهاب عن ابوبکر بن عبدالرحمن عن ابیه عن ام سلمة وعائشة ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یدرکه الفجر وهو جنب من اهله ثم یغتسل فیصوم. (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۱۸۰ ترجمہ ۷۳۹۷)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو ترمذی شریف کی حدیث کا ہے۔

شرح معانی الاثار

حدثنا ابوبکر قال ثنا ابوعاصم قال ثنا ابن جریج قال اخبرنی ابن شهاب عن ابوبکر بن عبدالرحمن عن عائشة وام سلمة زوجه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یدرکه الفجر وهو جنب ثم یصوم. (شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص ۳۹۹، ۴۰۰)

ام المومنین حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں فجر پاتے کہ آپ جنبی ہوتے پھر

روزہ رکھتے۔

ام طحاوی فرماتے ہیں یہ قول امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے جو یہ حدیث تخریج کی ہے ملاحظہ فرمایا۔ آپ بغور دیکھیں دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ نے بچند وسائط ام المومنین حضرت ام سلمہ وعائشہ رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث تخریج فرمائی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک واسطہ سے وہ بھی کبار تابعین اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کردہ غلام ہے۔

باعتبار علو اسناد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ہے لیکن تعصب وحسد کا کوئی علاج نہیں۔ اللہ عزوجل اس سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما حدیث حسن صحیح ہے اور اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اکثر اہل علم وغیرہم من التابعین کا اس پر عمل ہے۔

عبدالرحمٰن بن حزم رحمۃ اللہ علیہ

(۹۱) عبدالرحمٰن بن حزم یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بلاواسطہ شیوخ میں سے ہیں ان کا ترجمہ جو کتب اسماء میرے پاس ہیں ان میں نہیں ہے۔ ہاں امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے ان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

عبدالرحمن بن حزم من جملة التابعين يروى عنه الامام ابوحنيفة رضى الله عنه فى هذه المسانيد. (جامع المسانید ج دوم ص ۵۰۰)

یعنی عبدالرحمٰن بن جزم تابعین میں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس مسانید میں ان مسانید سے روایت کیا گیا ہے۔

صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے علامہ ملا علی قاری الباری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے حاشیہ میں لکھا ہے وہ تابعی ہیں "لم يعرف حاله"

اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے طریق سے حضرت انس بن مالک سے جو مرفوعا حدیث روایت کی ہے وہ حدیث صحیح ہے اور صحیحین وغیرہما میں طرق صحیحہ سے مذکور ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

ابوحنيفة عن عبدالرحمن بن حزم عن انس بن مالك رضى الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما زال جبريل يوصينى بالجار حتى ظننت انه سيورثه وما زال جبرئيل يوصينى بقيام الليل حتى ظننت ان خيار امتى لال ينامون الا قليلا. (جامع المسانید ج اول ص ۱۰۰)

اور مسند امام اعظم میں حماد عن ابیہ بطریقہ عن انس یہ حدیث مروی ہے۔ (مسند امام اعظم کتاب الادب ص ۲۱۵)

اس حدیث کا جملہ اول یعنی "مازال جبرئيل يوصينى بالجار" کو شیخین ابوداؤد، ترمذی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ام

المومنین حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عمر سے تخریج کیا ہے اور ابن ماجہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا ہے۔ اور جملہ ثانی یعنی "مازال جبریل یوصینی بقیام اللیل" کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس بن مالک سے تخریج کیا ہے۔

اب بطور جائزہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے جو اس حدیث کو تخریج کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا اسماعیل بن ابی اویس قال حدثنی مالك عن یحیی بن سعید قال اخبرنی ابوبکر بن محمد عن عمرة عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال مازال یوصینی جبرئیل بالجار حتی ظننت انه سیورثه۔ (بخاری شریف کتاب الادب باب الوصاة بالجار)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: مجھے ہمیشہ جبریل علیہ السلام پڑوسی سے حسن سلوک کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔

اور اسی بسند دیگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے۔

حدثنا قتیبة بن سعید عن مالك بن انس (تحویل اسناد) مسلم نے چار اسناد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے آخری سند یہ ہے۔

حدثنا محمد بن المثنی واللفظ له حدثنا عبدالوهاب یعنی الثقفی قال سمعت یحیی بن سعید قال اخبرنی ابوبکر وهو ابن محمد بن عمر وبن حزم ان عمرة حدثته انها سمعت عائشة تقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مازال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انه لیورثنه۔ (مسلم شریف کتاب البر والصلہ ج دوم ص ۳۲۹)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا حضرت جبریل علیہ السلام مجھے ہمیشہ پڑوسی سے حسن سلوک کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا وہ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔

اور مسلم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کیا فرق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں "لیورثنہ" ہے اور دوسری حدیث میں "سیورثنہ" ہے۔

حدثنا قتیبة ثنا اللیث بن سعد عن یحیی بن سعید عن ابی بکر بن محمد وهو ابن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مازال جبرئیل صلوات الله علیهما یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه۔ (ترمذی شریف ص ۳۱۵)

اس حدیث کا ترجمہ اس سے قبل احادیث سے آپ نے سماعت فرمایا۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، ابن عباس، عقبہ بن عامر، ابوہریرہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو، مقداد بن اسود، ابوشریح، ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے اور یہ حدیث اس وجہ سے حسن غریب ہے یعنی وہ حدیث ابوعیسیٰ ترمذی بطریق مجاہد عبداللہ بن عمرو سے روایت کی اور یہ حدیث عن مجاهد عن عائشة وابی

هریرۃ بھی نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔ ان کے علاوہ جن محدثین کرام نے اس حدیث کو تخریج کیا وہ یہ ہیں۔ شعب الایمان للبیہقی ج ۷ ص ۳۷، ترجمہ نمبر ۹۵۲۷، ۹۵۲۸، ۹۵۲۹، ابوداؤد شریف ترجمہ نمبر ۵۱۵۱، ۵۱۵۲، ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، مسند احمد ج دوم ص ۸۵، ۱۶۰، ۲۵۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۳۵۷، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۲۷۵، معجم الکبیر للطبرانی ج ۱۲، ص ۲۷۶، حدیث نمبر ۱۳۳۴۰، ۱۳۳۴۲، ۱۳۵۳۱، ابن حبان حدیث نمبر ۲۰۵۲۔

اس کے علاوہ بھی بیشمار ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دوسرا جملہ ما زال جبرئیل یوصینی بقیام اللیل حتی ظننت ان خیار امتی لاینامون الا قلیلا۔ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام مجھے ہمیشہ رات کے قیام کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ میری امت میں سے افضل رات کو تھوڑا ہی سویا کریں گے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور جملہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث کو اپنی اپنی سند کے ساتھ تخریج کیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے خود فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا جائے یا صحیح۔ اب میزان عدل وانصاف آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ کم تول کر عدل وانصاف کا خون کریں یا پورا تول کر عدل وانصاف کرنے والوں کی جماعت میں داخل ہو جائیں۔

عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج رحمۃ اللہ علیہ

(۹۲) عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج ابوداؤد مدنی آزاد کردہ غلام ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب متوفی ۱۱۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، سائب بن یزید، سلیمان بن یسار، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن کعب بن مالک، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، مروان بن حکم، معاویہ بن ابی سفیان، ابوسعید خدری، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابوہریرہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوایوب سختیانی، زید بن اسلم، سلیمان الاعمش، صالح بن کیسان، محمد بن اسحاق بن یسار، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی، موسیٰ بن عقبہ، یحییٰ بن سعید انصاری، یعقوب بن ابی سلمہ ماجشون وغیرہم نے روایت کیا۔ محمد بن سعد نے ان کو اہل مدینہ میں سے طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی سے کہا گیا اعرج کیا ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور وہ سعید بن مسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، ابوصالح اسمان، ابن سیرین سے کم درجہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ بجلی نے کہا: عبدالرحمٰن بن ہرمز مدنی تابعی ثقہ ہیں ابوزرعہ ابن خواش نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۹۶، تاریخ الکبیر ج ۵ ترجمہ ۱۱۴۴، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۹۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفۃ عن عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ ینصرانہ قیل فمن مات

صغیرا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین۔

(مسند امام اعظم ص ۸ جامع المسانید ج اول ص ۱۸۸)

ابوحنیفہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں (یعنی ضلالت ذات مولود سے نہیں اور اس کی طبع کے مقتضی نہیں بلکہ اس کی ذات سے کسی خارجی سبب کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے) عرض کیا: گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچہ صغر سنی میں فوت ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو وہی بہتر جانتا ہے کہ وہ جو کچھ عمل کرنے والے ہیں۔

آپ نے امام صاحب کی حدیث کو ساعت فرمایا اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے جو اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبدان اخبرنا عبداللّٰہ اخبرنا یونس عن الذھری اجنونی ابوسلمۃ بن عبدالرحمن ان اباھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھود انہ ولبنصر انہ او یمجسانہ کما تنتج البھیمۃ بھیمۃ جمعاء ھل تحسون فیھا من الجدعا ثم یقول ابوھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللّٰہ ذٰلک الدین القیم۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح جانور صحیح وسالم بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کان کٹا دیکھتے ہو۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیہ مقدسہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی بنا پر جس پر لوگوں کو پیدا کیا گیا اللہ تعالیٰ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی دین قیم ہے (یعنی مضبوط دین)

سورۂ روم آیت ۳۰

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے دوسرے جملہ کے متعلق حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنی حسان بن موسیٰ اخبرنا عبداللہ اخبرنا شعبۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن اولاد المشرکین فقال اللہ اذ خلقھم اعلم بما کانوا عاملین۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المشرکین (ابتداء چھٹا پارہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے متعلق سوال کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جس وقت ان کو پیدا فرمایا تو وہی بہتر جانتا ہے کہ وہ جو کچھ عمل کرنے والے ہیں۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث مکمل ہوگئی آپ دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کتنے

واسطے ہیں اور وہ صرف دو ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں آپ ﷺ تک چھ وسائط ہیں۔ للہ انصاف کیجئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو واسطے ہیں ان میں ایک ثقہ تابعی ہے جو بذات خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہے اور ایک صحابی اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دینا محض تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب مسلم شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا حاجب بن ولید نا محمد بن حرب عن الزبید عن الزهری اخبرنی سعید بن السیب عن ابی هریرة انه کان یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه وینصرانه ویمجسانه الی آخر الحدیث۔ (مسلم شریف کتاب القدر ج دوم ص ۳۳۶)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کا ہے جو اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

اب دیکھیں مسلم شریف کی حدیث میں بھی نبی اکرم ﷺ تک چھ وسائط ہیں۔

طبرانی شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا بشر بن موسیٰ ثنا یعلی بن عباد بن یعلی حدثنا مبارک بن فضالة عن الحسن عن الا سود بن سریع ان النبی صلی الله علیه وسلم بعث سریة (الی ان قال) والذی نفسی بیده ما مولود یولد الا علی الفطرة حتی یکون ابواه یهودانه وینصرانه۔

(معجم کبیر للطبرانی ج اول ص ۲۸۳ حدیث نمبر ۸۲۶)

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے مختلف اسناد سے بطریق حسن حضرت اسود بن سریع سے مرفوعاً پانچ احادیث تخریج کی ہیں۔ (حدیث نمبر ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱)

اس کے بعد جن ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتب میں اپنی اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث تخریج کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۷۱۴، ۴۷۱۶، مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ج دوم ص ۲۳۳، ۲۷۵، ۲۸۲، مسند حمیدی حدیث نمبر ۱۱۱۳، درمنثور ج ۵ ص ۱۵۵، تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۳۹۵، حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۲۲۸، ترمذی شریف ص ۳۵۶ حدیث نمبر ۲۱۳۸، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۲۰۲، ۲۰۳، مشکل الاثار ج دوم ص ۱۶۲، فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۹۳۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالعزیز بن رفیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۳) عبدالعزیز بن رفیع اسدی ابوعبداللہ مکی طائفی، متوفی ۱۳۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی، انس بن مالک، حبیب بن ابی ثابت، ذکوان ابوصالح اسمان، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس،

عبداللہ بن عمر، عبید بن عمیر، عطاء بن ابی رباح، عکرمی مولیٰ ابن عباس، عمرو بن دینار، انہوں نے حضرت ابومحذورہ کی آواز سنی ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے اور ان کے علاوہ بھی اکثر سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسرائیل بن یونس، جریر بن عبدالحمید، حسن بن صالح بن حی، زہیر بن معاویہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش، شریک بن عبداللہ، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین ابوحاتم اور نسائی سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ عجلی نے کہا: وہ تابعی ثقہ ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: ان کی حدیث حجت کے قائم مقام ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۶ ص ۳۵۶، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۳۷، ۳۳۸، تاریخ الکبیر ج ۶ ترجمہ ۱۵۳۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عبدالعزیز بن رفیع اسدی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن عبدالعزیز بن رفیع عن مصعب بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما من نفس الا وقد کتب اللّٰه مخرجها ومدخلها وما هی لاقیة نقال رجل من الانصار ففیم العمل یارسول اللّٰه قال اعملوا وکل میسر لما خلق له وأما اهل الشقاء فیسروا العلمل اهل الشقاء واما اهل السعادة فلیسروا الحمل اهل السعادة فقال الانصاری الان حق العمل. (جامع المسانید ج اول ص ۱۸۳، مسند امام اعظم ص ۱۳)

ابوحنیفہ نے عبدالعزیز بن رفیع سے انہوں نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نفس کا اللہ تعالیٰ نے (طاعت ومعصیت اور طلب رزق وغیرہ میں) مدخل ومخرج لکھ دیا ہے اور دنیا وعقبیٰ میں جس سے وہ ملاقات کرنے والا ہے آپ سے عرض کیا: گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عمل کس میں ہے (کیونکہ ازل میں وہ امور سے فراغت پاچکا ہے) آپ نے فرمایا: عمل کرو ہر شخص جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لیے آسان کیا گیا ہے چنانچہ جو اہل جنت سے ہے اس کے لیے اہل جنت کا عمل آسان کردیا گیا ہے اور جو شخص اہل نار سے ہے اس کے لیے اہل نار کا عمل آسان کردیا گیا ہے۔ انصاری نے کہا: اب پتہ چلا عمل حق ہے۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ سے مروی حدیث کے ساتھ موازنہ پیش خدمت ہے۔

حدثنا بشر بن خالد اخبرنا محمد بن جعفر حدثنا شعبه عن سلیمان عن سعد بن عبیدة عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه کان فی جنازة فاخذ عودا فیکث فی الارض فقال ما منکم من احد الا وقد کتب مقعده من النار اومن الجنة قالوا یارسول اللّٰه افلا نتکل قال اعملوا فکل میسر فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی الایه. (بخاری شریف کتاب القدر باب وکان امر اللہ قدرا مقدورا، کتاب التفسیر باب فسنیسرہ للیسری)

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ایک جنازہ میں شریک تھے آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کو زمین پر مارنا شروع کردیا (یہ کسی غمناک کرنے والی چیز میں تفکر کا فعل ہے) آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کے رہنے کی جگہ دوزخ یا جنت لکھی ہوئی ہے لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم لکھے ہوئے پر اعتماد کرلیں آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو عمل کرو جس کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لیے آسان کردیا گیا ہے پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ "فاما من اعطی واتقی وصدق با الحسنی" الایہ۔

حدثنا آدم حدثنا شعبة عن الاعمش قال سمعت سعد بن عبیدة یحدث عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی رضی الله عنه قال کان النبی صلی الله علیه وسلم فی جنازة فاخذ شیا فجعل ینکت به الارض فقال ما منکم من احد الا وقد کتب مقعده من النار ومقعده من الجنة قالوا یارسول الله صلی الله علیه وسلم افلا فتکل علی کتابنا وندع العمل قال اعملوا فکل میسو لما خلق له اما من کان من اهل السعادة فیسر لعمل اهل السعادة واما من کان من اهل الشقاء فیسر یعمل اهل الشفاء ثم قرا "فاما من اعطی واتقی وصدق با الحسنی" الایہ۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر باب قولہ فسنیسرہ للعسری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے آپ نے کوئی چیز لی اور اس سے زمین کو کریدنا شروع کردیا آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کے رہنے کی جگہ جہنم یا جنت لکھی گئی ہے لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں آپ نے فرمایا: عمل کرو انسان جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لیے آسان کردیا گیا ہے اور جو اہل سعادت سے ہے اس کے لیے اہل سعادت کے عمل آسان کردیے گئے ہیں اور جو اہل شقاوت میں سے ہے اس کے لیے بدبختوں کے عمل آسان کردیے گئے ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ "فاما من اعطی واتقی وصدق با الحسنی" اور مسلم نے بطریق ابوعبدالرحمٰن سلمی عن علی رضی اللہ عنہ اس طرح روایت کیا ہے۔

(مسلم شریف کتاب القدر ج دوم ص ۳۳۴)

اور ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی بطریق ابوعبدالرحمٰن سلمی عن علی رضی اللہ عنہ اس طرح روایت کیا ہے۔ (ترمذی شریف ص ۳۵۵)

عبدالرزاق نے مصنف میں اس کی روایت کی ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۱۱۵)

اور ابن ماجہ نے بھی کتاب السنہ میں اس طرح روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے بھی کتاب السنۃ میں اس طرح روایت کیا ہے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی مروی حدیث آپ کے سامنے پیش کردی ہے آپ

اس میں تدبر وتفکر فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ اس تقابلی جائزہ سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی طرح صحیح ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث تخریج کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"هذا حديث حسن صحيح" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عطا بن یسار ہلالی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۴) عطاء بن یسار ہلالی، ابومحمد مدنی آزاد کردہ غلام ام المومنین حضرت میمونہ زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سلیمان بن یسار، عبداللہ بن یسار اور عبدالملک بن یسار کے بھائی ہیں۔ متوفی ۹۷ھ ائمہ اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابی بن کعب، اسامہ بن زید، جابر بن عبداللہ، زید بن ثابت، زید بن خالد جہنی، عامر بن سعد بن ابی وقاص، عبادہ بن صامت، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود، کعب الاحبار معاذ بن جبل (فی سماعہ منہ نظر) ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، ابوقتادہ انصاری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حبیب بن ابی ثابت، شریک بن عبداللہ، عمرو بن دینار، محمد بن ابی حرملہ، محمد بن یوسف کندی، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعید اور بخاری نے کہا: انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابوحاتم نے کہا: انہوں نے ان سے نہیں سنا ہے۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ اور نسائی سے روایت کیا ان سب نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ محمد بن سعد نے کہا: انہوں نے ابوعبداللہ صنابحی سے سنا ہے اور امام مالک بن انس نے فرمایا: عطاء بن یسار نے عبداللہ صنابحی سے روایت کیا ہے اور وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۶۱، ۱۶۲، تاریخ الکبیر ج ۶ ترجمہ ۲۹۹۲، میزان الاعتدال ج سوم ترجمہ ۵۶۵۳، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۱۷)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عطاء بن یسار سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن عطاء بن يسار عن ابى سعيد الحذرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله وملئكته يصلون على الدين يصلون الصفوف (مسند امام اعظم کتاب الصلوۃ ص ۸۰)

ابوحنیفہ نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں (اگر صلوٰۃ کی نسبت خدا کی طرف ہو تو اس کا معنی رحمت ہے اور فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا دعا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔) جو صفوں کو برابر کرتے ہیں۔

یہی حدیث مبارکہ اکثر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج فرمائی ہے۔

انا ابوطاهرنا ابوبكر، نايوسف بن موسىٰ ناجرير عن منصور عن طلحة عن عبدالرحمن

عوسجة النهدی عن البراء بن عازب رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یاتی الصف (الی ان قال) وکان یقول ان الله وملئکته یصلون علی الذین یصلون الصفوف الاولی. (صحیح ابن خزیمہ ج سوم ص ۲۶ حدیث نمبر ۱۵۵۲)

تو ابن خزیمہ نے اس حدیث کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔

درداہ الحسین بن حفص عن سفیان عن اسامة ابن زید عن عبدالله بن عروة عن عروة عن عائشة رضی الله عنها. قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله وملئکته یصلون علی الذین یصلون الصفوف. (سنن الکبریٰ للبیہقی ج سوم ص ۱۰۳)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ماتحت منقول ہے۔

اسی طرح دیگر محدثین کرام نے بھی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۹۵، مستدرک للحاکم ج اول ص ۲۱۳، ترغیب الترہیب للمنذری ج اول ص ۳۲۱، ابوداؤد باب ۴۶)

میں نے بطور تقابلی جائزہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ سے بطریق ام المومنین حضرت عائشہ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث آپ کی خدمت میں پیش کردی ہے آپ ان کو بغور پڑھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کیا مقام ہے جو حدیث باقی ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے بچند وسائط روایت کی ہے وہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے روایت کی ہے۔

قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ

(۹۵) قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق قرشی تیمی ابومحمد (ویقال) ابوعبدالرحمٰن مدنی متوفی ۱۰۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسلم مولیٰ عمر بن خطاب، رافع بن خدیج، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود مرسلاً، معاویہ بن ابی سفیان، ابوہریرہ، اسماء بنت عمیس، زینب بنت جحش، ام المومنین حضرت عائشہ اور فاطمہ بنت قیس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسامہ بن زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب، افلح بن حمید، انس بن سیرین، ایوب سختیانی، حمید الطویل، خالد بن ابی عمران، سالم بن عبداللہ بن عمر (یہ ان کے ہمعصر ہیں) سعد بن سعید انصاری، صالح بن کیسان، عامر شعبی (یہ بھی ان کے ہمعصر ہیں) عمارہ بن غزیہ، وغیرہم نے روایت کیا۔ محمد بن سعد نے ان کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ ثقہ ہیں۔ وہ رفیع، عالم، فقیہ، امام، ورع کثیر الحدیث ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے سنت کا اعلم قاسم بن محمد سے کسی کو نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعلم تین آدمی ہیں۔ قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن۔ عبداللہ بن وھب نے کہا: امام مالک نے قاسم بن محمد کا ذکر کیا اور کہا وہ اس امت کے فقہاء میں سے ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ تابعین فقہاء میں سے افضل

ہیں او دوسری جگہ فرمایا قاسم بن محمد مدنی، تابعی ثقہ اور ایک صالح مرد ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہا: وہ سادات تابعین میں سے علم وادب اور فقہ میں اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۲۹۹ تا ۳۰۱، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۳۳ تا ۳۳۵)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن الحكم عن القاسم بن محمد عن شريح بن هانى عن على عن النبى صلى الله عليه وسلم يمسح المسافر على الخفين ثلثة ايام ولياليهن والمقيم يوما وليلة.

(مسند امام اعظم کتاب الطہارت ص ۳۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے شریح بن معافی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: مسافر تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کرے اور مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرے۔

مسند امام اعظم میں یہ حدیث حکم بن عتیبہ عن قاسم بن محمد عن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے خصوصا جامع المسانید میں بھی یہ حدیث حکم بن عتیبہ عن قاسم بن مخیمرہ سے مروی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نقشی مخیمرہ نقشی محمد کے قریب قریب ہے چنانچہ نساخ سے قاسم بن مخیمرہ کی جگہ قاسم بن محمد لکھا گیا ہو۔ مسلم، طحاوی، مسند احمد، صحیح بن خزیمہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، ابن حبان میں یہ حدیث حکم بن عتیبہ عن قاسم بن مخیمرہ سے مروی ہے۔

تمام ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اس کو بطریق حکم بن عتیبہ عن قاسم بن مخیمرہ تخریج کیا ہے۔

حدثنا اسحاق بن ابراهيم الحنظلى قالنا عبدالرزاق انا الثورى عن عمرو بن قيس الملاء ى عن حكم بن عتيبه عن القاسم بن المخيمرة عن شرح بن هانى قال اتيت عائشة اسالها عن المسح على الخفين. الى آخر الحديث. (مسلم شریف ج اول ص ۱۳۵)

حکم بن عتیبہ نے قاسم بن مخیمرہ سے انہوں نے شریح بن ہانی سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ان سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق پوچھوں۔ ام المومنین نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کرنا بتایا ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور سفیان ثوری جب عمرو بن قیس ملاءی کا ذکر کرتے تو ان کی تعریف کرتے۔

یہ وہ حدیث ہے جس کو ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے بطریق حکم بن عتیبہ عن القاسم بن مخیمرہ تخریج کیا ہے۔ تمام ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے کتاب الطہارت میں "المسح علی الخفین" میں اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ ابن حبان نے اس حدیث کو

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"قال ابوحاتم ما رفعه عن شعبة الا يحيى القطان وابوالوليد الطيالسي" (صحیح ابن حبان ج دوم ص۳۱۲)

ابوحاتم نے کہا: شعبہ بن حجاج سے اس حدیث کو صرف یحییٰ بن سعید قطان اور ابوالولید طیالسی نے رفع کیا ہے۔

ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی نے احناف کے مذہب کی موید تمام احادیث روایت کرنے کے بعد فرمایا۔

فهذه الاثار قد تواترت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتوقيت في المسح على الخفين. الخ (طحاوی شریف ج اول ص۶۲)

امام طحاوی فرماتے ہیں چنانچہ یہ جملہ آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواترہ ہیں اس بات پر کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنے میں فوقیت ہے کسی کو لائق و مناسب نہیں کہ وہ ان آثار متواترہ کی مثل چھوڑ کر ابی بن عمارہ کی حدیث کی مثل عمل کریں اور حدیث ابی بن عمارہ میں توقیت نہیں بلکہ وہ جتنی مدت چاہیں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں اور یہ امام مالک کا مذہب ہے۔ اور احناف کے مذہب میں توقیت ہے یعنی مسافر تین دن اور تین راتیں اور مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔

باقی رہا یہ کہ اس حدیث میں حکم بن عتیبہ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں اور قاسم بن مخیمرہ آپ کے شیخ الشیوخ ہیں۔ چنانچہ اس حدیث مبارکہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ حکم بن عتیبہ کا ترجمہ تصور کرلو اور حکم بن عتیبہ کا ترجمہ نمبر ۶ میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے حدیث کی روایت مجھے نہیں ملی نہ ہی مسند امام اعظم میں اور نہ ہی جامع المسانید میں۔ اگر کسی کو اس کے متعلق علم ہو تو وہ ضرور مطلع فرمائے۔

قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ

(۹۶) قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی مسعودی ابوعبداللہ کوفی اور یہ کوفہ کی قاضی ابوعبیدہ بن معن کے بھائی اور قاسم بن عبدالرحمٰن کے بھتیجے ہیں۔ متوفی ۱۷۵ھ ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابان بن تغلب، ابراہیم بن محمد بن منتشر، اسماعیل بن ابی خالد، حصین بن عبدالرحمٰن، حمید الطویل، سلیمان اعمش، سلیمان تیمی، عبدالملک بن جریج، مسعر بن کدام، منصور بن معتمر، موسیٰ بن عقبہ، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ، سعد بن صلت بجلی، عبداللہ بن ادریس، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابونعیم فضل بن دکین، قاسم بن حکم عرنی، ابوغسان مالک بن اسماعیل نعدی، منجاب بن حارث تیمی وغیرہم نے روایت کیا۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ وہ ایک نبیل آدمی ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق ثقہ ہیں۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے قاسم بن معن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں لیکن کچھ ارجاء کی طرف مائل تھے اور ابن حبان نے ان کا ذکر

کتاب الثقات میں کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۳۰۷، تاریخ الکبیر ج ۷ ترجمہ ۶۵ے، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۲۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ قاسم بن معن سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن اسماعيل بن حماد وابيه والقاسم بن معن وعبدالملك عن عطية القرظي قال عرضنا علي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم قريظة قام فامر بقتل كبارهم وسبي صغارهم فمن انبت قتل ومن لم ينبت استحي وفي رواية قال عرضت علي النبي صلى الله عليه وسلم فقال انظروا فان كان انبت فاضربوا عنقه فوجدوني لم انبت فخلي سبيلي. وفي رواية قال كنت من سبي قريظة فعرضت علي النبي صلى الله عليه وسلم فنظروا في عافتي فوجدوني لم انبت فالحقوني بالسبئي. (مسند امام اعظم کتاب الجہاد ص ۱۶۲)

ابوحنیفہ نے اسماعیل بن حماد اور ان کے والد حماد بن ابی سلیمان اور قاسم بن معن اور عبدالملک بن عمیر سے اور ان سب نے عطیہ قرظی سے روایت کیا۔ عطیہ قرظی نے کہا: ہم قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے آپ کھڑے ہوئے اور ان کے بڑوں کو قتل کرنے اور ان کے بچوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا چنانچہ جس کے موئے بغل اگے ہوئے تھے انہیں قتل کر دیا گیا اور جس کے موئے بغل نہیں اگے ہوئے تھے انہیں زندہ رہنے دیا۔ عطیہ قرظی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا آپ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے موئے بغل اگے ہوئے ہیں تو ان کی گردن اڑا دو تو انہوں نے مجھے موئے بغل نہ اگے ہوئے پایا تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔ عطیہ قرظی کی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا: میں قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا تو مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میرے بغل کے بال دیکھے تو انہوں نے مجھے موئے بغل نہ اگے ہوئے پایا تو انہوں نے مجھے قیدیوں کے ساتھ ملا دیا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث مبارکہ کا بالتفصیل تقابلی جائزہ ترجمہ اسماعیل بن حماد نمبر ۸ے میں مذکور ہو چکا ہے اس ترجمہ کے ماتحت اس حدیث کا مطالعہ فرمائیں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ جس طرح دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی تخریج کردہ یہ حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

محمد بن عیسیٰ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷) محمد بن عیسیٰ بن قاسم بن سمیع قرشی اموی ابوسفیان دمشقی آزاد کردہ غلام معاویہ بن ابی سفیان، متوفی ۲۰۶ھ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن سلیمان افطسی، حمید الطویل، زہیر بن محمد تمیمی، عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی، عبیداللہ بن عمر عمری، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب، محمد بن ولید زبیدی، معاویہ [illegible] سلمہ [illegible]، ہشام بن عروہ وغیرہ [illegible] روایت [illegible] ہیں۔ ان [illegible] عباس بن ولید بن [illegible] خلال، عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن [illegible] اسماعیل بن عبید [illegible] مہاجر،

عبدالرزاق بن عمر بن مسلم عابد، ہارون بن محمد بن بکار بن بلال، ہشام بن عمار، ہیثم بن مروان بن ہیثم بن عمران عنسی نے روایت کیا۔ ابوحاتم نے کہا: وہ شیخ دمشقی ہیں ان کی حدیث لکھی جائے اور اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے محمد بن عیسٰی بن سمیع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: "لیس به باس" اور وہ متھم بالقدر ہیں۔ ابوداؤد نے کہا: میں نے ہشام بن عمار سے سنا انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن عیسٰی نے بیان کیا وہ ثقہ مامون ہیں۔ ابوالقاسم نے کہا: مجھے یزید بن محمد بن عبدالصمد سے خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا: وہ شیخ اور ثبت ہیں۔ ابوحفص بن شاہین نے کہا: محمد بن عیسٰی بن سمیع اہل شام سے شیخ اور ثقہ ہیں۔ ابوحاتم بن حبان نے کہا: وہ مستقیم الحدیث ہیں جب کہ ان کی خبر میں سماع بین ہو۔ حاکم ابواحمد نے کہا: وہ مستقیم الحدیث ہیں۔ ابواحمد بن عدی نے کہا: "لاباس به" اور ان کی عبیداللہ، روح اور ثقات کی ایک جماعت سے احادیث حسان ہیں اور وہ حسن الحدیث ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۹ ص ۲۵۸، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۶۳۱، ۶۳۵، تاریخ بغداد ج سوم ص ۲۰۱ ترجمہ ۱۲۳۳، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۹۰)

حافظ جمال الدین مزی نے لکھا ہے کہ محمد بن عیسٰی بن سمیع ۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ چنانچہ امام مزی کے قول کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات صحیح ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن محمد بن منصور بن ابی سليمان البلخي ومحمد بن عيسٰى ويزيد الطوسي عن القاسم بن امية الحذاء العدوي عن نوح بن قيس عن يزيد الرقاشي عن انس بن مالك قال قلنا يارسول الله صلى الله عليه وسلم لمن تشفع يوم القيمة قال لاهل الكبائر واهل العظام واهل الدماء (مسند امام اعظم کتاب الایمان والشفاعۃ ص ۱۹)

ابوحنیفہ نے محمد بن منصور بن ابی سلیمان بلخی اور محمد بن عیسٰی اور یزید طوسی سے انہوں نے قاسم بن امیہ حذاء عدوی سے انہوں نے نوح بن قیس سے انہوں نے یزید رقاشی سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت کس کے لیے ہوگی۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے اس حدیث کے جملہ رجال وہ رجال ہیں جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بعد آپ سے روایت کیا ہے اور ظاہر ہے یہ تمام اسناد مجہول ہے۔ چنانچہ صحیح یہ ہے کہ اس حدیث کی امام صاحب رضی اللہ عنہ یزید رقاشی سے روایت کی ہے۔ آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو انہوں نے شیخ سے روایت کی سماعت فرمائی اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ اس حدیث کو تخریج کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

حافظ طبرانی نے اس حدیث کو حضرت انس تخریج کیا ہے۔

حدثنا خير بن عرفة المصري ثناء عروة المرداني السرقي ثنا ابن المبارك عن عاصم الاحول عن

انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔

(معجم کبیر للطبرانی ج اول ص ۲۵۸ حدیث نمبر ۷۴۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی۔

حدثنا العباس العنبری نا عبدالرزاق عن معمر عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۴۰۱، ۴۰۲)

اس کا ترجمہ آپ نے گزشتہ حدیث میں سماعت فرمایا۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں:

وفی الباب عن جابر ھذا حدیث حسن صحیح۔

اس باب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکے بعد ابوعیسیٰ ترمذی نے حضرت جابر کی حدیث روایت کی ہے۔

حافظ بیہقی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصبھانی املاء انباء ابوبکر محمد بن حسین القطان ثنا احمد بن یوسف السلمی حدثنا عبدالرزاق انبا محمد عن ثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۱۷)

ترجمہ وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔

امام احمد نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا سلیمان بن حرب ثنا بسطام بن حدیث عن اشعث الحرانی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاھل الکبار من امتی۔ (مسند احمد ج سوم ص ۲۱۳)

اس حدیث کو حافظ منذری نے بھی نقل کیا ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔ (الترغیب والترہیب للمنذری ج ۴ ص ۴۴۶)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

اس حدیث کو ابن حبان نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا احمد بن محمد بن الشرقي وکان، من الحفاظ المتقين واهل الفقه في الدين قال حدثنا احمد بن الازهر واحمد بن يوسف السلمي قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن ثابت عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم قال شفاعتي لاهل الكبائر من امتي۔

(صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۱۳۱، حدیث نمبر ۶۴۳۴)

ابوداؤد نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ (دیکھو حدیث نمبر ۴۷۳۹)

اس کے علاوہ اس حدیث کو اکثر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا ہے۔

صاحب تنسیق النظام فرماتے ہیں حدیث شفاعت قریب ہے کہ متواتر ہو کیونکہ اس کی روایت کرنے والے بہت زیادہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لہٰذا آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث کو ملاحظہ فرمایا جس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ضعیف کہنے والے ذرا سوچیں کیا ہمارا یہ فیصلہ انصاف پر مبنی ہے یا نہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تضعیف ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کی گئی ہے کیا وجہ ہے وہی حدیث جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اگر دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم روایت کریں تو صحیح ہے اور اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ اس کو روایت کریں تو ضعیف بلکہ تعصب کا یہ حال ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے جس کا بھی کوئی تعلق یا واسطہ ہے خواہ نسبی یا کوئی اور وہ بھی ضعیف ہے۔ یہ سراسر زیادتی نہیں تو اور کیا ہے۔

محمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ

(۹۸) محمد بن منصور بن ابی سلیمان بلخی، کتب اسماء الرجال جو میرے پاس ہیں ان میں محمد بن منصور کا ترجمہ نہیں ہے اور جیسا کہ صاحب تنسیق النظام نے گزشتہ ترجمہ محمد بن عیسیٰ کے ماتحت ارقام فرمایا کہ یہ تمام کی تمام اسناد مجہول ہے اور ظاہر بھی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث یزید بن ابان رقاشی سے روایت کی ہے اور یہ جملہ رجال وہ رجال ہوں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت کے بعد ہوں اور انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کی، ہو محمد بن منصور بن ابی سلیمان بلخی سے بھی وہی حدیث مروی ہے جو کہ محمد بن عیسیٰ سے مروی ہے اور اس کے متعلق اس کے مابعد ترجمہ محمد بن عیسیٰ میں تفصیلاً عرض کیا جا چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۹) مکحول شامی ابوعبداللہ (وبقال) ابوایوب (ویقال) ابومسلم اور محفوظ ابوعبداللہ دمشقی فقیہ ہیں ان کا گھر دمشق میں

احد کے بازار کی ایک طرف کے نزدیک ہے۔ متوفی ۱۱۲ھ تا ۱۱۸ھ کے درمیان سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام بخاری ﷫ کی کتاب ''قراۃ خلف الامام'' کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ نبی اکرم ﷺ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ ابی بن کعب (ولم یدرکہ) انس بن مالک، ثوبان آزاد کردہ غلام نبی اکرم ﷺ (یقال مرسلا) جبیر بن نفیر حضرمی، سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار، ابوامامہ صدی بن عجلان باھلی، طاؤس بن کیسان، عبادہ بن صامت (مرسلا) عراک بن مالک، عروہ بن زبیر، مسروق بن اجدع، واثلہ بن اسقع، وراد کاتب مغیرہ بن شعبہ، ابوثعلبہ خشنی، (یقال مرسلا) وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے ابراہیم بن سلیمان افطسی، اسامہ بن زید لیثی، حجاج بن ارطاق، سالم بن عبداللہ محاربی، عبداللہ بن عون، عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی، محمد بن اسحاق بن یسار، محمد بن راشد مکحول، محمد بن مسلم بن شھاب زہری، محمد بن ولید زبیدی، نعمان بن منذر، یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہم نے روایت کیا۔ ان کی ولاء میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ ہذیل کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بعض کے نزدیک آل سعید بن عاص اموی کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام ہیں بعض کے نزدیک یہ سعید بن عاص کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو ہذیل کی ایک عورت کے لیے ہبہ کردیا اور اس عورت نے ان کو آزاد کیا۔ اور ان کے باپ کا نام ابومسلم شھراب بن شاذل بن سند بن شردان بن بزدل بن یغوث بن کسری ہیں۔ محمد بن سعد نے ان کو اہل شام کے تابعی سے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: انہوں نے واثلہ، انس، ابی ہند داری سے سنا ہے (ویقال) اصحاب نبی اکرم ﷺ میں سے سوائے ان تینوں کے انہوں نے اور کسی سے نہیں سنا۔

ابراہیم بن عبداللہ بن علاء بن زبد نے اپنے باپ سے انہوں نے امام زہری سے روایت کیا کہ علماء چار ہیں۔ مدینہ منورہ میں سعید بن مسیب، کوفہ میں عامر شعبی، بصرہ میں حسن بن ابی الحسن بصری ﷫ اور شام میں مکحول۔

احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ تابعی ثقہ ہیں۔ ابن خراش نے کہا: مکحول شامی ''صدوق'' ہیں۔ مروان بن محمد نے اوزاعی سے روایت کیا کہ ہمیں یہ خبر نہیں پہنچی کہ سوائے ان دونوں حسن بصری ﷫ اور مکحول کے تابعین میں سے کسی نے قدر میں کلام کیا ہو۔ ابوسعید بن یونس نے کہا: ان اہل مصر سے ذکر کیا ہے حافظ مزی نے لکھا ہے ان کے باپ کا نام شھراب اور مکحول ابوسلم ان کی کنیت ہے وہ فقیہ اور عالم تھے انہوں نے ابوامامہ باھلی کو دیکھا ہے اور واثلہ بن اسقع سے سنا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۸۶ تا ۴۹۰، تاریخ الکبیر ج ۸ ترجمہ ۲۰۰۸، میزان الاعتدال ج ۴ ترجمہ ۸۷۴۹، تہذیب التہذیب ج ۱۰، ص ۲۸۹)

امام صاحب ﷛ نے اپنے شیخ مکحول شامی ابوعبداللہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن مکحول الشامی عن ابی ثعلبة (خشنی) رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه نهی عن اکل کل ذی ناب من السباع وذی مخلب من الطیر.

(جامع المسانید ج دوم ص ۲۳۳، ۲۳۸)

ابوحنیفہ نے مکحول شامی سے انہوں نے ابوثعلبہ خشنی (جرثوم) رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے

روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ہر ذی ناب (داڑھ والے) درندے اور ہر ذی مخلب (چنگل والے) پرندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔
بطور تقابلی جائزہ اب کبرائے محدثین جنہوں نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں تخریج کیا ہے سماعت فرمائیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔
حدثنا عبدالله بن یوسف اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن ابی ادریس الخولانی عن ابی ثعلبة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن أکل کل ذی ناب من السباع، تابعه یونس، معمر، ابن عیینه والماجشون عن الزهری (بخاری شریف کتاب الذبائح باب اکل کل ذی ناب من السبائع)
ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) نے ابوادریس (عائذ اللہ) خولانی سے انہوں نے ابوثعلبہ (جرثوم) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یونس (بن یزید ایلی) معمر (بن راشد) ابن عیینہ (سفیان) اور ماجشون (یوسف بن یعقوب بن عبداللہ) ان چاروں نے زہری سے روایت کرنے میں امام مالک کی متابعت کی ہے۔
مسلم نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔
حدثنا ابوبکر بن ابی شیبه واسحاق بن ابراهیم وابن ابی عمر قال اسحاق انا وقال الاخوان فاسفیان بن عیینه عن الزهری عن ابی ادریس عن ابی ثعلبه قال نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن اکل کل ذی ناب من السبع (مسلم شریف کتاب الصید والذبائح ج دوم ص ۱۴۷)
اور مسلم شریف کی دوسری حدیث جو بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے۔
حدثنا عبیدالله بن معاذ العنبری قالنا ابی قال فاشعبة عن الحکم عن میمون بن مهران عن ابن عباس قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن کل ذی ناب من السباع، وکل ذی مخلب من الطیر۔ (حوالہ مذکور)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ نے ہر ذی ناب درندے اور ہر ذی مخلب پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔
اور بطریق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سوائے بخاری اور ترمذی کے ایک جماعت نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔
امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔
حدثنا علی بن عبدالرحمن قال ثنا عبدالوهاب بن نجدة قال ثنا بقیة قال اخبرنا الزبیدی عن الزهری عن ابی ادریس الخولانی عن ابی ثعلبة الخشنی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن اکل ذی ناب من السباع (شرح معانی الآثار للطحاوی ج دوم ص ۳۵۱)

اس کا ترجمہ اس سے قبل کئی بار مذکور ہو چکا ہے۔
احمد بن شعیب نسائی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور ومحمد بن مثنی عن سفیان عن الزهری عن ابی ادریس عن ابی ثعلبة الخشنی ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن اکل کل ذی ناب من السباع۔

(نسائی کتاب الصید والذبائح ج دوم ص ۱۹۱)

اس حدیث کا ترجمہ بھی مثل پہلے کے گزر چکا ہے۔
ابو عیسیٰ ترمذی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا احمد بن الحسن ثنا عبداللّٰه بن مسلمه عن مالك بن انس عن ابن شهاب عن ابی ادریس الخولانی عن ابی ثعلبة الخشنی قال نص رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن کل ذی ناب من السباع (ترمذی شریف ص ۲۵۶)

قال ابو عیسیٰ هذا حدیث صحیح حسن، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں حضرت ابو ہریرۃ، عرباض بن ساریہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے اور حدیث جابر، حدیث حسن غریب ہے۔ اس طرح ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ اب ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابن عینیة عن الزهری عن ابی ثعلبة قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن اکل کل ذی ناب من السباع (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۹۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حدثنا ابواسامة عن عبدالرحمن بن زید بن جابر قالنا قاسم ومکحول عن ابی امامة (صدی بن الحجلان الباهلی) ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نهی یوم خیبر عن کل ذی ناب من السباع۔ (حوالہ مذکور)

ابن ابی شیبہ نے بطریق قاسم ومکحول شامی حضرت ابوامامۃ باھلی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ہر ذی ناب کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔
حافظ کبیر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

عبدالرزاق عن معمر عن الزهری عن ابی ادریس الخولانی عن ابی ثعلبة الخشنی قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اکل کل ذی ناب من السباع۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدالرزاق بن ہمام نے اس کو حدیث مکحول سے مرسلاً بھی تخریج کیا ہے۔

عبدالرزاق عن محمد بن راشد انه سمع مکحول یقول. نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم خیبر عن اکل کل ذی ناب من السباع وعن اکل کل ذی مخلب من الطیر.

(مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۵۱۹، ۵۲۰، حدیث نمبر ۸۷۰۴، ۸۷۰۶)

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ اس سے قبل کئی بار گزر چکا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث جو انہوں نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنی کتب میں تخریج کی، سماعت فرمائی۔ اسکے بعد آپ خود انصاف فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں کیونکہ کبرائے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے اس حدیث کو مرفوعاً تخریج کیا ہے اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بچند وسائط اس حدیث کو تخریج کیا ہے پھر یہ بھی خیال رکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مکحول سے اس کی روایت کی ہے اور وہ ثقہ ہیں اور مکحول نے صحابی سے اور صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا اور دیگر محدثین نے ابوادریس خولانی عن ابی ثعلبہ الخشنی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ عبدالرزاق بن ہمام نے مکحول سے مرسلاً اس حدیث کی روایت کی۔

مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۰) مکی بن ابراہیم بن بشیر بن فرقد (ویقال) مکی بن ابراہیم بن فرقد بن بشیر تمیمی حنظلی برجمی ابوالسکن بلخی متوفی ۲۱۵ھ نصف شعبان۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن ادھم، جعفر بن محمد صادق، داؤد بن یزید اودی، سری بن اسماعیل، عبداللہ بن سعید بن ابی ہند، عبد ربہ بن ابی راشد بصری، عبدالعزیز بن ابی رداد، عبدالملک بن جریج، مالک بن انس، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، ہشام بن حسان، ہشام دستوائی، یزید بن ابی عبید آزاد کردہ غلام سلمہ بن اکوع، یعقوب بن عطاء بن ابی رباح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بخاری، ابراہیم بن مرزوق بصری، احمد بن حنبل، عباس بن محمد دوری، عبداللہ بن محمد بلخی، عبداللہ بن مخلد تمیمی، محمد بن اسماعیل بن علیہ، محمد بن بشار بندار، محمد بن عمرو ہروی، محمد بن دضاح، ہارون بن عبداللہ حمال، یحییٰ بن معین، یعقوب بن سفیان، یعقوب بن شیبہ وغیرہم نے روایت کیا۔

خلیفہ بن خیاط نے ان کو اہل خراسان میں سے طبقہ خامسہ میں ذکر کیا ہے۔ اسحاق بن منصور مروزی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مکی بن ابراہیم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ صالح ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: ان کا محل صدق ہے۔ نسائی نے کہا: "لیس بہ باس" علی بن فضل بلخی نے کہا: میں نے عبدالصمد بن فضل کو کہتے ہوئے سنا کہ مکی بن ابراہیم نے گیارہ تابعین سے روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے کہا: مکی بن ابراہیم "ثقہ مامون" ہیں۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۹۱، ۹۲، ۹۳، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۹۳، تاریخ الکبیر ج ۸ ترجمہ ۲۱۹۹)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مکی بن ابراہیم سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن مكي بن ابراهيم عن ابن لهيعه عن ابي قبيل (حي بن هاني) قال سمعت ابا عبدالرحمن مزني يقول سمعت ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما احب ان لي الدنيا وما فيها بهذه الايه. قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا. فقال رجل ومن اشرك فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ومن اشرك فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ومن اشرك فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال الا ومن اشرك. (مسند امام اعظم کتاب التفسیر ص ۲۲۳)

ابوحنیفہ نے مکی بن ابراہیم سے انہوں نے ابن لھیعہ سے انہوں نے ابوقبیل (حی بن ھانی) سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے ابوعبدالرحمٰن مزنی کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اس آیت مبارکہ کے عوض دنیا ومافیھا کی کوئی چیز محبوب نہیں۔ وہ آیت مبارکہ یہ ہے:

"قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا"

(سورۂ زمر آیت ۵۳)

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر اس شخص نے عرض کیا: جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر اس شخص نے تیسری بار عرض کیا: جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خبردار اور جس نے شرک کیا (اور وہ اسلام لے آیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ) اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرما دے گا۔

آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث سماعت فرمائی اب دیگر محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے ان کی تخریج کردہ حدیث بھی سماعت فرمائیں تاکہ آپ موازنہ کرسکیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور انکی حدیث میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوعبدالله الحافظ نا ابوالعباس محمد بن يعقوب نا محمد بن اسحاق الصنعاني نا الحجاج نا ابن لهيعه عن ارفد قال سمعت ابا عبد الرحمن المزفي يقول، حدثني ابو عبدالرحمٰن الحيلي انه سمع ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سمعت النبي

صلی اللہ علیه وسلم یقول "ما احب ان لی الدنیا وما فیها بهذه الایة" یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله۔ الی آخرها۔ فقال رجل یارسول الله صلی الله علیه وسلم ومن اشرك فسکت النبی صلی الله علیه وسلم ثم قال۔ الا ومن اشرك الا ومن اشرك الا ومن اشرك۔

اس کا ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت کیا گیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مسائل کا تین دفعہ تکرار ہے اور اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا تین دفعہ تکرار ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آیہ مقدسہ کا شان نزول یہ ہے۔ حافظ بیہقی فرماتے ہیں ہم نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں اس کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ بعض ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ہجرت سے لوٹے اور دین سے گمراہ ہوگئے۔ جس کے سبب وہ فتنہ میں مبتلا ہوگئے پھر جب ان کے سامنے یہ آیت مبارکہ پیش کی گئی تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور جان لیا کہ ان کے لیے توبہ ہے چنانچہ وہ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

(شعب الایمان للبیہقی ج ۵ ص ۴۲۳ حدیث نمبر ۷۱۳۷)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی حدثنا حسن وحجاج قالا حدثنا ابن لهیعه حدثنا ابوقبیل قال سمعت ابا عبدالرحمن المزنی یقول قال حجاج عن ابی قبیل حدثنی ابوعبدالرحمن الحبلی انه سمع ثوبان مولد رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما احب ان لی الدنیا وما فیها بهذه الایه۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم۔ الی آخرها۔ فقال رجل یارسول الله صلی الله علیه وسلم فمن اشرك فسکت النبی صلی الله علیه وسلم ثم قال الا ومن اشرك ثلاث مرات۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۰)

ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

اس حدیث کو طبری نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنی زکریا بن یحیی بن ابی زائده قال ثنا حجاج قال ثنا ابن لهیعه عن ابی قبیل قال سمعت ابا عبدالرحمن المزنی یقول ثنی ابوعبدالرحمن الجلانی انه سمع ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول۔ ما احب ان لی الدنیا وما فیها بهذه الایه۔ یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله۔ الی آخرها۔ فقال

رجل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن اشرك فسكت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال۔ الا ومن اشرك الا ومن اشرك ثلاث مرات۔ (تفسیر طبری جز ۲۴ ص ۱۱، ۱۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس آیہ مقدسہ کے عوض دنیا ومافیھا کی کوئی چیز محبوب نہیں وہ آیت مبارکہ یہ ہے۔ "قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم" الخ۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اور جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے تو نبی اکرم ﷺ نے سکوت فرمایا پھر اس کے بعد فرمایا۔ خبردار اور جس نے شرک کیا، خبردار اور جس نے شرک کیا، آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا۔

اس حدیث کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمه الله۔ الی آخرها۔ فقال رجل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن اشرك فسكت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الا ومن اشرك ثلاث مرات۔ (تفسیر درمنثور للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ جز ۴ ص ۳۳۱)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اس سے قبل حدیث کا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین کرام کی احادیث کو ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مکی بن ابراہیم سے جو حدیث روایت کی وہی حدیث کبرائے محدثین ومفسرین نے بھی اسی طرح روایت کی دونوں حدیثوں میں سرمو بھی فرق نہیں اور مکی بن ابراہیم کے بعد اسناد بھی تقریباً وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ہے۔ اس میں بھی کچھ فرق نہیں اب بتائیں کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح یا تو جملہ محدثین کرام کی حدیث کو بھی ضعیف قرار دیں یا پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کرلیں انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

یہاں ایک اور بات بھی ذہن نشین رہے وہ یہ کہ مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکبر تلامذہ میں سے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ان سے روایت کرنا یہ "روایۃ الا کابر عن الاصاغر" کے قبیل میں سے ہے یعنی کبھی اکابر بھی اصغار سے روایت کرتے ہیں۔

اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے جس طرح مکی بن ابراہیم بلاواسطہ شیوخ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہیں اسی طرح مکی بن ابراہیم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بلاواسطہ شیوخ میں سے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث ثلاثیات مرویات سوائے ایک کے سب کی سب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ سے مرویات ہیں جن میں سے صرف گیارہ احادیث ثلاثیات امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکبر تلمیذ مکی بن ابراہیم سے مرویات ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

منہال بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۱) منھال بن خلیفہ عجلی ابوقدامہ کوفی طبقہ سابعہ سے ضعیف ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

ان سے اشعث بن شعبہ، عبداللہ بن مبارک، عبید اللہ بن موسیٰ، عثمان بن سعید الاحول، ابومعاویہ محمد بن خازم ضریر، محمد بن سابق، ابواحمد محمد بن عبداللہ بن زبیر زبیری، معاویہ بن ہشام، وکیع بن جراح وغیرہم نے روایت کیا۔ اور یہ ازرق بن قیس، ثابت بنانی، حجاج بن ارطاۃ، خالد بن سلمہ مخزومی، سماک بن حرب، عطاء بن ابی رباح، علی بن زید بن جدعان، مطر الوراق، میسرہ بن حبیب نھدی، ابوعبداللہ شقری، ابوالملیح بن اسامہ ھذلی سے روایت کرتے ہیں۔

عباس دوری اور معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ان دونوں نے کہا: منھال بن خلیفہ ضعیف ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: صالح ہیں ان کی حدیث لکھی جائے۔ ابوبشر دولابی نے کہا: "لیس بالقوی" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "فیہ نظر" اور دوسری جگہ کہا اس کی حدیث منکر ہے۔ ابوداؤد نے ان کو جائز الحدیث کہا ہے اور نسائی نے کہا: وہ ضعیف ہیں۔ ایک بار کہا "لیس با القوی" (تہذیب الکمال ج ۱۰، ص ۱۲۶، تہذیب التہذیب ج ۱۰، ص ۳۱۸) حافظ عسقلانی نے کہا: ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس سے حدیث تخریج کی ہے اور بزار نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ منھال بن خلیفہ ابوقدامہ سے جو حدیث روایت کی ہے۔

ابوحنيفة عن ابى قدامة المنهال بن خليفة عن سلمة بن تمام عن أبى القعقاع الجرمي عن ابن مسعود رضي الله عنهما انه قال حرام ان توتى النساء في محاشهن۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۹۹، ۱۲۵)

ابوحنیفہ نے ابوقدامہ منھال بن خلیفہ سے انہوں نے سلمہ بن تمام سے انہوں نے ابوالقعقاع عبداللہ بن خالد جرمی سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: عورتوں کو دبر (پیچھے) سے آنا حرام ہے (اور یہ حدیث موقوف ہے)

اور سند امام اعظم میں یہ حدیث اس طرح ہے۔

حماد عن ابيه عن ابى المنهال عن ابى القعقاع الخشني عن ابن مسعود رضي الله عنهما (موقوفا) الى آخر الحديث۔

اس میں ابوالمنھال ہے جو کہ نساخ کی غلطی سے ہے کیونکہ ابوالمنھال تین ہیں ان میں سے کوئی بھی ابوالقعقاع سے روایت نہیں کرتا۔

اہل حدیث وہ ہے جو جامع المسانید میں مروی ہے کیونکہ سلمہ بن تمام سے منھال بن خلیفہ روایت کرتے ہیں اور سلمہ بن تمام نے ابوالقعقاع سے روایت کیا ہے۔ حافظ مزی نے ترجمہ سلمہ بن تمام میں اس طرح لکھا ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ ابوقدامہ منھال بن خلیفہ ضعیف ہے تو پھر یہ حدیث اس باب میں جو صحاح میں آیا ہے ان کی شاہد کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس حدیث کی تفصیل مع تقابلی جائزہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیخ معن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کے ترجمہ نمبر ۵۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

یزید طوسی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۲) یزید طوسی۔ اس کا ترجمہ کتب اسماء الرجال جو میرے پاس ہیں ان میں نہیں ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اہل کبائر کی شفاعت میں ان سے روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے:

ابوحنيفة عن محمد بن منصور بن ابی سليمان البلخي ومحمد بن عيسیٰ ويزيد الطوسي عن القاسم ابن امية الحذاء العلاوی عن نوح بن قيس عن يزيد الرقاشي عن انس بن مالك قال قلنا يارسول الله صلى الله عليه وسلم عن تشفع يوم القيمة قال لاهل الكبائر واهل العظائم واهل الدماء۔ (مسند امام اعظم کتاب الشفاعۃ ص ۱۹)

یزید بن ابان رقاشی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا انہوں نے کہا: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے دن آپ کن کی شفاعت فرمائیں گے آپ نے فرمایا: کبیرہ گناہ کرنے والوں اور ناحق خون بہانے والوں کی شفاعت کروں گا۔

صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے اس اسناد کے عامہ رجال وہ ہیں جو غیر معروف اور مجہول ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس روایت واسناد کی امثال میرا گمان یہ ہے کہ یہ رواۃ کے اسماء وہ ہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد جامعین تک ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو صرف یزید بن ابان رقاشی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور یہی ظاہر ہے اور اس طرح مخول بن راشد اور اس کی امثال کے متعلق میرا یہی گمان ہے کہ یہ اسانید مجہولہ سے مروی ہیں اور اس کی تصدیق عقود الجواہر سے بھی ہوتی ہے۔

اس حدیث کی تفصیل مع تقابلی جائزہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ محمد بن عیسیٰ کے ترجمہ ۹۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابوغسان رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۳) ابوغسان کنیت کے سب اسماء جو امام حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں ان کے تراجم نقل کیے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا شیخ نہیں ہے۔ بعض نے اس سے مراد محمد بن مطرف بن داؤد لیثی ابوغسان مدنی لیا ہے جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں ہیں اور یہ ساتویں طبقہ سے ہیں اور بعض نے یحییٰ بن کثیر بن درھم عنبری مراد لیا ہے یہ بھی ابوغسان کہلاتے ہیں۔ یہ طبقہ نانویں سے ہیں جو متوفی ۲۰۶ ہیں۔ یہ بھی ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ حافظ مزی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں ابوغسان ہیثم بن حبیب لکھا ہے اور ان کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے یہی ہیثم بن حبیب ابوغسان امام مالک کے شیخ ہیں۔

حافظ شیخ قاسم بن قطلو بغا نے اس حدیث کی سند میں ابوحنیفہ عن ابی غسان روایت کیا ہے۔ شیخ قاسم بن قطلو بغا فرماتے ہیں میرے خیال میں وہ ہیثم بن حبیب ہیں کیونکہ ان کی کنیت ابوغسان ہے اس لیے کہ حافظ مزی نے ترجمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

میں اس کا ذکر کیا ہے۔

شیخ الاسلام حافظ نے اس حدیث کے متعلق کہا وہ ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی ہیں ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ثقات تبع تابعین سے ذکر کیا ہے اور حافظ عبدالغنی نے بھی ان کا ذکر کیا لیکن یہ ذکر نہیں کیا کس نے ان سے تخریج کیا ہے۔ حافظ مزی نے کہا: شبہ پڑتا ہے کہ ان کی حدیث ابوداؤد "من" یعنی مراسیل میں ہے۔ صاحب تنسیق النظام نے "من" لکھا ہے اور حافظ عسقلانی نے ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی کے ترجمہ کے ذیل میں لکھا ہے۔

ذکرہ عبدالغنی ولم یذکر من اخرج له قال المزی یشبه ان یکون فی المراسل ویرقم له "من"

(تہذیب التہذیب ج ۱۱ص ۹۲)

یعنی حافظ عبدالغنی نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ ذکر نہیں کیا کس نے ان سے تخریج کیا ہے حافظ مزی نے کہا: شبہ ہے کہ یہ حدیث مراسیل ابوداؤد میں ہو اور اس کے لیے یہ مرقوم "من"

اس تقریر سے اس میں جو جہل تھا وہ ظاہر ہو گیا اور جو مبہم تھا وہ منکشف ہو گیا اور اعضال واشکال زائل ہو گیا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ابوغسان وہی ہیں جن کا نام حافظ مزی نے ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی لکھا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ان شیخ کا ترجمہ نمبر ۵۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس ترجمہ کے ماتحت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے طریق سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث روایت کی گئی ہے وہ "القبلة للصائم" کے متعلق ہے یہ حدیث اور اس کی تفصیل مع تقابلی جائزہ اس ترجمہ کے ماتحت ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ بطور ابہام امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کا ترجمہ پیش خدمت ہے وہ یہ ہے۔

ہیثم بن حبیب اور وہ ہیثم بن الوالہیثم صیرفی کوفی عبدالخالق بن حبیب کے بھائی۔ حکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، عاصم بن ضمرہ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عون بن ابی جحیفہ، محارب بن وثار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حفص بن ابوداؤد، زید بن ابی انیسہ، شعبہ بن حجاج، عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ نے روایت کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی نے ابوعوانہ سے روایت کیا کہ میں نے شعبہ بن حجاج سے کہا: جب میں کوفہ میں جانے کا ارادہ کروں تو کس کے ہاں قیام کروں۔ شعبہ بن حجاج نے کہا: ہیثم صیرفی کے ہاں قیام کرو۔ ابوبکر اثرم نے کہا: میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ہیثم بن حبیب کی اچھی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کی احادیث بہت مستقیم اور اچھی ہیں۔ ایسا نہیں جیسا کہ اصحاب رائے ان سے روایت کرتے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ ہیثم بن حبیب صراف ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ اور حدیث میں صدوق ہیں۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ وہ ہیں جن کی ثقاہت مصدقہ ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ص ۴۹۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ہیثم بن حبیب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن الهیثم عن الحسن عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا اباذر

الامارة امانة وهي يوم القيمه خزی وندامة. الا من اخذها من حقها. وادی الذی علیه وانی ذلك وفي رواية عن ابی حنيفة عن ابی عسال (يعنی ابوغسان) عن الحسن عن ابی ذرعن النبی صلى الله عليه وسلم قال الامارة امانة. وهي يوم القيمة خزی وندامة الا من اخذها من حقها وادی الذی علیه وانی ذلك يا اباذر. (مسند امام اعظم کتاب الاحکام ص ۲۱۷، ۲۱۹، جامع المسانید ج اول ص ۹۲)

ابوحنیفہ نے ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی سے انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہے۔ ہاں جس نے امارت میں عدل وانصاف قائم کیا اور امارت میں جو اس پر حق ہے ادا کیا۔

اب بطور تقابلی جائزہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے سب سے پہلے امارت پر حرمت کی کراہت کے متعلق حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنا احمد بن يونس حدثنا ابن ابی ذئب عن سعيد المقبری عن ابی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال انكم ستحرصون على الامارة وستكون ندامة يوم القيمة فنعم المرضعة وبئست الفاطمة. (بخاری شریف کتاب احکام باب ما یکرہ علی الحرص علی الامارۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: تم عنقریب طلب امارت پر حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن ندامت ہوگی اور دودھ پلانے والی بہتر ہے (یعنی خلافت وامارت کا اولی بہتر ہے) اور دودھ چھڑانے والی بری ہے۔ (یعنی اس کا اختتام اچھا نہیں)

مسلم نے بھی وہ حدیث تخریج کی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حدثنا عبدالملك بن شعيب بن الليث قال حدثنی ابی شعيب بن الليث قال حدثنی ليث بن سعد قال حدثنی يزيد بن ابی حبيب عن بكر بن عمرو عن الحارث بن يزيد الحضری عن بن حجيرة الاكبر عن ابی ذر قال قلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم الاتستعملنی قال قال فضرب بيده على منكبی ثم قال يا ابا ذرانك ضعيف وانها امانة والفا يوم القيمة خزی وندامة الا من اخذها بحقها وادی الذی عليه فيها. (مسلم شریف کتاب الامارت ج دوم ص ۱۲۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے امیر نہیں بنا دیتے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مونڈھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابوذر! تم کمزور ہو یہ امارت امانت ہے اور قیامت کے دن یہ امارت رسوائی اور ندامت ہوگی۔ ہاں جس نے امارت میں عدل وانصاف قائم کیا اور امارت میں جو اس پر حق ہے ادا کیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ کہاں ہوسکتا ہے (اور یہ

استفہام استبعاد ہے)

حافظ بیہقی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

عبدالملك بن شعيب عن ابيه عن الليث حدثني يزيد بن ابی حبيب عن بكر بن عمرو عن الحارث بن يزيد الحضرمی عن ابن حجيرة الاكبر عن ابی ذر رضی الله عنه قال قلت يارسول الله صلی الله عليه وسلم استعمنی قال فضرب بيده علی منكبی ثم قال يا ابا ذر رضی الله عنه انك ضعيف وانها امانة وانها يوم القيمة خزی وندامة الامز اخذها بحقها وادلی الذی عليه فيها۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۹۵)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو مسلم شریف کی حدیث کا ترجمہ ہے اور یہ اس سے قبل حدث میں مذکور ہو چکا ہے۔

اس حدیث کو حافظ منذری نے بھی نقل کیا ہے۔

وعن ابی ذر رضی الله عنه قال قلت يارسول الله صلی الله عليه وسلم الاتستعملنی قال فضرب بيده علی منكبی ثم قال يا اباذر انك ضعيف وانها امانة وانها يوم القيمة خزی وندامة الامن اخذها بحقها وادی الذی عليه فيها۔ (الترغیب والترہیب للمنذری ج سوم ص ۱۶۰)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

اب آپ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو سامنے رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ قرین انصاف تو یہی ہے کہ جس طرح دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہے لیکن اس کے لیے تعصب و بغض کی عینک اتارنا بہت ضروری ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ مسلم شریف کی حدیث میں آٹھ وسائط ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف تین واسطے اور وہ بھی ثقہ۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف کیسے ہوگئی۔ یہ صرف تعصب ہی تو ہے۔

سعد بن طارق بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۴) سعد بن طارق بن اشیم ابو مالک اشجعی کوفی متوفی فی حدود ۱۴۰ھ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں ہیں اور تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ربعی بن حراش، سعد بن عبیدہ اپنے والد طارق بن اشیم اشجعی (له صحبته) عبداللہ بن ابی اوفیٰ، موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ، عبیط بن شریط، نعیم بن ابی ہند، ابوحازم اشجعی، ابی حبیبہ مولیٰ طلحہ بن عبید، ابی حصین اسدی، ابن حدیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حفص بن غیاث، سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، عباد بن عوام، عبداللہ بن ادریس، علی بن مسعر، فضیل بن سلیمان، محمد بن اسحاق بن یسار، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ،

یزید بن ہارون، ابوعوانہ وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوبکر اثرم نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین اور احمد بن عبداللہ عجلی سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صالح الحدیث ہیں اور ان کی حدیث لکھی جائے اور نسائی نے کہا: "لیس به باس" اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا اور یہ طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ص ۶۲، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۱۹۵۳، میزان الاعتدال ج دوم ترجمہ ۳۱۱۶، تہذیب التہذیب ج ۳ص ۲۷۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابومالک اشجعی کوفی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابی مالك الاشجعی عن ربعی بن حراش عن حذیفة بن الیمان رضی اللّٰه عنه انه قال یوتی العبد الی اللّٰه تعالیٰ یوم القیمة فیقول ای رب ما عملت الا خیرا ما اردت به الا ایاك رزقتنی مالا فکنت اوسع علی المرسرو انظر المعسر فیقول اللّٰه عز وجل انا احق بذلك منك فتجازوا عن عبدی قال فقال ابن مسعود رضی اللّٰه عنه واشهد علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی سمعة منه۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۷۲، مسند امام اعظم کتاب البیوع ص ۷۲)

ابوحنیفہ نے ابومالک اشجعی سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور ایک بندہ لایا جائے گا اور وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! میں نے جو عمل خیر کیا اس عمل خیر کے ساتھ تیری رضا وخوشنودی کا ارادہ کیا اے اللہ! تو نے مجھے مال عطا فرمایا۔ میں مالدار پر وسعت کرتا تھا اور تنگ دست سے درگذر کرتا تھا اور اسے مہلت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تجھ سے اس درگذر کرنے میں زیادہ لائق و مستحق ہوں۔ اے فرشتو! میرے بندہ سے درگزر کرو (تائید و شھادة) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث سماعت فرمائی اب اس کے متعلق دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ جنہوں نے اس حدیث کو تخریج کیا بطور تقابلی جائزہ وہ بھی سماعت فرمائیں۔

مسلم شریف نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوسعید الاشج قالنا ابوخالد الاحمر عن سعد بن طارق عن ربعی بن حراش عن حذیفة قال اتی اللّٰه تعالی بعبد من عباده اتاه اللّٰه مالا فقال له ماذا عملت فی الدنیا قال ولا یکتمون اللّٰه حدیثا قال یا رب اتیتنی مالك فکنت ابایع الناس وکان من خلقی الجواز فکنت اتیسر علی الموسر وانظر عن المعسر فقال اللّٰه تعالی انا احق بذامتك تجاوز وا عن عبدی۔ فقال عقبة بن عامر الجهنی وابومسعود الانصاری هکذا اسمعناه من نی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ (مسلم شریف کتاب البیوع ص ۱۸)

سعد بن طارق ابو مالک اشجعی نے ربعی بن خراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: قیامت کے دن اللہ عز وجل کے بندوں میں سے ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور لایا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو دنیا میں کیا عمل کیا اور اللہ عز وجل سے کوئی بات نہ چھپاؤ۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اپنے مال سے نوازا میں لوگوں سے باہم بیع، شراء کرتا اور میری عادت میں درگزر تھا تو میں مالدار پر آسانی کرتا اور تنگ دست سے درگزر کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ عز وجل فرمائے گا میں تجھ سے اس درگزر کرنے میں زیادہ مستحق ہوں۔ اے فرشتو! میرے بندہ سے درگزر کرو۔

مسلم شریف کی دوسری حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا احمد بن عبدالله بن یونس قالنا زهیر قالنا منصور عن ربعي بن حراش ان حذيفة حدثهم، قال قال رسول الله صلي الله عليه وسلم تلقت الملئكة روح رجل ممن قبلكم فقالوا اعملت من الخير شيا قال لا قالوا تذكر قال كنت او اين الناس فامر فتياني ان ينظروا المعسر ويتجوز وعن الموسر قال قال الله عز وجل تجوزوا عنه۔ (مسلم شریف ج دوم ص ۱۷)

حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو پہلے لوگ تھے ان میں سے ایک شخص کو (روح قبض کرنے کے وقت) فرشتے ملے انہوں نے کہا: کیا تو نے کوئی ۔ ے کام کیا ہے اس نے کہا: نہیں میں نے اپنے خادموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست کو مہلت دیں اور مالدار سے درگزر کریں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتو! تم بھی اس سے درگزر کرو۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

آپ مسلم شریف کی پہلی حدیث کو دیکھیں کہ اس کی وہی سند ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ہے اور مسلم شریف کی اسناد میں اضافہ بھی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند تک دو واسطے ہیں۔ یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث تین وسائط سے روایت کی ہے وہی حدیث مسلم نے پانچ وسائط سے روایت کی ہے۔

اب بخاری شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا احمد بن یونس حدثنا زهیر حدثنا منصور ان ربعي بن حراش حدثه ان حذيفة رضي الله عنه حدثه قال قال النبي صلي الله عليه وسلم تلقت الملئكة روح رجل ممن قبلكم قالوا اعملت من الخير شياء قال كنت امر فتياني ان ينظروا ويتجاذوا عن المرسر قال قال الله فتجاوزوا عنه۔ (بخاری شریف کتاب البیوع باب من انظر موسرا)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو مسلم شریف کی حدیث کا ہے جو اس سے قبل متصل گزر چکا ہے۔

ابو عیسیٰ ترمذی نے بھی اس حدیث کو حضرت ابو ہریرۃ اور ابو مسعود انصاری سے روایت کیا ہے۔

حدثنا هناد ثنا ابومعاوية عن الاعمش عن شقيق عن ابی مسعود رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حوسب رجل عن كان قبلكم فلم يوجد له من الخير. الا انه كان رجلا موسرا فكان يخالط الناس فكان يامر غلمانه ان يتجاوزوا عن المعسر فقال الله تعالى نحن احق بذلك منه تجاوزوا عنه۔ (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۲۲۳)

حضرت ابومسعود انصاری سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے پہلے کسی ایک شخص کا حساب لیا گیا تو اسکے ہاں کوئی نیک عمل نہ پایا گیا مگر وہ آدمی مالدار تھا اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتا تھا (یعنی ان کو قرض وغیرہ دیتا تھا) اور وہ اپنے غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں (یعنی ان کو مہلت دیں یا کچھ یا پورا معاف کردیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اس سے درگزر کرنے میں زیادہ مستحق ہیں۔ اے فرشتو! اس سے درگزر کرو۔

امام نووی فرماتے ہیں:

وفي هذه الاحاديث فضل انظار المعسر والوضع عنه اما كل الدين اما بعضه من قليل او كثير.
(مسلم مع نووی ج دوم ص ۱۷)

یعنی ان احادیث مبارکہ میں تنگ دست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کردینے کی فضیلت ہے خواہ وہ سارا قرضہ معاف کردے یا کچھ وہ قرضہ قلیل ہو یا کثیر چنانچہ لفظ "تجاوزوا عنه" میں اس کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

اس حدیث کو حافظ بیہقی نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوعبدالله الحافظ وابونصر محمد بن علی بن محمد الفقيه الشيرازی قال حدثنا ابوعبدالله محمد بن يعقوب ثنا يحيیٰ بن محمد بن يحيی ثنا احمد بن يونس ثنا زهير ثنا منصور بن المعتمر عن ربعی بن حراش ان حذيفة حدثهم قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم تلقت الملئكة الی آخر الحديث مثل حديث البخاری والمسلم۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۳۵۶)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو بخاری ومسلم کی حدیث کا ترجمہ ہے۔

ابن ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبكر قال حدثنا حسين بن علی عن زائدة عن عبدالملك بن عمير عن ربعی قال قال عقبة بن عمرو لحذيفة حدثنی بشی سمعته من رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال سمعته يقول كان رجل فيمن قبلكم اتاه الملك ليقبض روحه فقال هل عملت خيرا. قال ما اعلمه قال انظر قال ما اعلمه الا انی كنت رجلا اجازف الناس واخالطهم فكنت انظر المعسر واتجاوز عن الموسر فادخله الله الجنة قال عقبة وانا سمعته يقول ذلك۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۳)

ربعی بن حراش سے روایت ہے انہوں نے کہا: عقبہ بن عمرو نے حضرت حذیفہ بن یمان سے کہا: مجھے کوئی حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ تم سے پہلے گزر گئے اس میں سے ایک شخص اس کے پاس فرشتہ آیا تا کہ اس کی روح قبض کرے تو اس فرشتہ نے کہا: کیا تم نے کوئی نیک کام بھی کیا ہے۔ اس شخص نے کہا: مجھے معلوم نہیں فرشتہ نے کہا: دیکھو۔ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ ہاں میں ایک مالدار شخص تھا اور لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا اور میں تنگ دست کو مہلت دیتا اور مالدار سے درگزر کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔ عقبہ بن عمرو نے کہا: میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اس حدیث کو ابو حاتم ابن حبان نے بھی حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

أخبرنا اسماعیل بن داؤد بن وردان بالفسطاط قال حدثنا عیسیٰ بن حماد قال اخبرنا اللیث عن ابن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ قال أن رجل لم یعمل خیر أقط دکان یداین الناس فیقول لرسولہ خذ ما تیسر واترك ماتعسر وتجاوز معل اللہ تیجاوزعنا فلما ھلك وکنت اواین الناس فاذا بعثۃ لیتقامنہ. قلت لہ خذ ما تیسر واتوك ما تعسر وتجاوز معل اللہ یتجاوز عنا.

قال اللہ تعالیٰ حق تجاوزت عنك. (صحیح ابن حبان ج 7 ص 250 حدیث نمبر 5021)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ایک آدمی جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا وہ صرف لوگوں سے قرض کا معاملہ کرتا تھا (یعنی لوگوں کو قرضہ وغیرہ دیتا تھا) وہ اپنے خادم وغلام سے کہتا تھا جو آسان ہو وہ لو اور جو مشکل ودشوار ہے اس چھوڑ دو اور درگزر کرو۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے۔ جب وہ مر گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے اس نے کہا: نہیں۔ ہاں اس کا ایک غلام تھا اور میں لوگوں کو قرضہ وغیرہ دیا کرتا تھا جب میں اس غلام کو قرض خواہی کے لیے بھیجتا تو اس سے کہتا جو آسان ہے لو اور جو مشکل ودشوار ہے چھوڑ دو اور درگزر کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھ سے درگزر فرمایا۔

یہ جملہ احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں۔ اکثر محدثین نے اپنی اپنی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے طریق سے یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ کے طریق سے ان کو روایت کیا ہے یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو وسائط سے روایت کی وہی حدیث دیگر کبرائے محدثین نے اپنی اپنی سند کے ساتھ بطریق شیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ روایت کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی حدیث صحیح اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف اور دوسرے محدثین کرام عالم بالحدیث اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث سے نابلد ویتیم۔ للہ انصاف کرو انصاف ہی آخروی نجات کا ضامن ہے۔

ابو بردہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

105- ابو بردہ بن ابوموسیٰ (عبداللہ بن قیس) اشعری۔ ابو بردہ کا نام حارث ریقال عامر ویقال ان کی کینیت ہی ان کا نام ہے تابعی اہل کوفہ سے فقیہ متوفی 103ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ اسود بن یزید نخعی' اغر المزنی (وکانت له صبحة) براء بن عازب' حذیفہ بن یمان' ربیع بن خثیم' زبیر بن عوام' زر بن حبیش اسدی' عبداللہ بن سلام' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عمرۃ' عبداللہ بن یزید انصاری خطمی' عروہ بن زبیر' (اور وہ ان کے ہمعصر ہیں)۔ علی بن ابی طالب' عوف بن مالک اشجعی' محمد بن مسلمہ انصاری' معاویہ بن ابی سفیان' مغیرہ بن شعبہ' اپنے والد ابوموسیٰ اشعری' ابو ہریرہ' اسماء بنت عمیس' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے اسماعیل بن ابی خالد' اشعث بن ابو الشعثاء' ابو بردہ بزید بن عبداللہ بن ابی بردہ بن ابوموسیٰ اشعری' ثابت بن اسلم بنانی' حمید بن ہلال' سالم ابو النصر' شعبہ بن دینار کوفی' طلحہ بن مصرف' عاصم بن بہدلہ' عاصم بن کلیب (خت) عامر شعبی' عبدالعزیز بن رفیع' عبدالمالک بن عمیر' ابو حصین عثمان بن عاصم اسدی' عدی بن ثابت' عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود' قاسم بن مخیمرہ' قتادہ' مکحول شامی' ابو اسحاق سبیعی' ابو جناب کلبی وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے اہل کوفہ سے ان کو طبقہ ثانیہ سے ذکر کیا ہے اور کہا وہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی تابعی ثقہ ہیں عبدالرحمٰن بن یوسف بن خواش نے کہا: وہ صدق ہیں اور دوسرے مقام پر کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ تہذیب الکمال ج 11 ص 235 تہذیب التہذیب ج 12 ص 18 تاریخ الکبیر ج 6 ترجمہ 2949

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے:

ابوحنیفة عن ابی بردہ عن أبیه' قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا کان یوم القیٰمة یعطی کل رجل من المسلمین رجلا من الیهود وانصاری فیقال هذا فداء لك من النار' وفی روایة اذا کان یوم القیمة اعطی اللّٰه تعالیٰ کل رجل من هذا الامة رجلا من الکفار فیقال هذا فدائك من النار. وفی روایة اذا کان یوم القیٰمة وفع ای کل رجل من هذا الامة رجل من اهل الکتاب فقیل له هذافداء لك من النار.

مسند امام اعظم کتاب فضل امتہ صلی اللہ علیہ وسلم ص 190 جامع المسانید ج اول ص 146

ابوحنیفہ نے ابو بردہ (عامر یا حارث) بن ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے اپنے باپ حضرت ابوموسیٰ (عبداللہ بن قیس) اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا مسلمانوں میں سے ہر آدمی کو یہود ونصاریٰ میں سے ایک ایک آدمی دیا جائے گا اور اس مسلمان شخص سے کہا جائے گا یہ آگ سے تیرا فدیہ (بدل) ہے۔ ایک روایت میں ہے جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل اس امت میں سے ہر آدمی کو کفار میں سے ایک آدمی دیا جائے گا اور اس

سے کہا جائے گا یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔ ایک روایت میں ہے جب قیامت کا دن ہوگا اس امت میں سے ہر آدمی کو اہل کتاب میں سے ایک آدمی سپرد کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سماعت کے بعد اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کو جو روایت کیا ہے وہ بھی سماعت فرمائیں۔

مسلم شریف نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ناابواسامه عن طلحة بن یحییٰ عن ابی بردة عن ابی موسیٰ قال' قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا کان یوم القیمة دفع اللّٰه الی کل مسلم یهودیا اونصرانیاء فیقول هٰذا فکاکك من النار (مسلم شریف کتاب التوبہ ج دوم ص 360)

ابو بردہ نے اپنے باپ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہو نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عروجل ہر مسلمان کو ایک ایک یہودی یا نصرانی سپرد کرے گا اور فرمائے گا یہ تیرا جہنم سے خلاصی ہے۔ (یعنی فدیہ ہے بدل ہے)

مسلم نے جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے۔

فی سعة رحمة اللّٰه تعالٰی المؤمنین وفداء کل مسلم بکا فر من النار

یعنی یہ باب اللہ عزوجل کی مومنوں پر وسعت رحمت اور دوزخ سے ہر مسلمان کے عوض کافر کا فدیہ دینے میں ہے۔

مسلم بن حجاج قشیری نے اس باب کے تحت جو دوسری حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ناعفان بن مسلم ناهمام عن قتادہ ان عونا وسعید بن ابی بردہ حدثناه انهما شهدا ابابردة یحدث عمر بن عبد العزیز عن ابیه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ای آخر الحدیث

حوالہ مذکور

قتادہ بن دعامہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: عون وسعید بن ابو بردہ دونوں نے ان سے بیان کیا کہ وہ دونوں گواہ ہیں کہ ابو بردہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ (حضرت ابوموسیٰ اشعری) سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی مسلمان آدمی نہیں مرتا مگر اللہ عزوجل اس کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی کو داخل کرتا ہے۔ قتادہ نے کہا: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تین دفعہ ان سے اللہ عزوجل کی قسم لی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ان کے باپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے بیان کیا ہے تو ابو بردہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اس کی کی قسم دی۔ جو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے قسم لی عون بن عتبہ پر سعید بن ابو بردہ نے اس کا انکار نہیں کیا۔

یہ حدیث مسند احمد ج 4 ص 424 میں بھی موجود ہے۔ شعب الایمان ج اوّل ص 341 حدیث نمبر 376۔

امام نووی اس حدیث کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو جب سب مسلمانوں کے لیے اس بشارت عظیم کی وجہ سے سرور حاصل ہوا تو انہوں نے طمانیت واشتیاق کے زیادہ ہونے کے لیے یہ قسم لی۔ اس نے کہ اگر ان کے نزدیک اس میں شک یا غلط ہونے کا خوف یا نسیان یا اشتباہ وغیرہ ہوگا تو وہ قسم نہیں دیں گے اور جب ابوبردہ نے قسم دی تو ان امور کے منتفی ہونے کا تحقق ہو گیا اور حدیث کا صحیح ہونا معروف ہو گیا۔

امام نووی فرماتے ہیں: عمرو بن عبدالعزیز اور شافعی رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: یہ حدیث مسلمان کے لیے اوجی (بہت پرامید) ہے کہ اس میں تصریح ہے کہ ہر مسلمان کے لیے بدل ہے (یعنی جہنم کی آگ سے اس کا فدیہ ہے) مسلم شریف مع نووی ج دوم ص360

اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے

حدثنا عبدالله حدثني عبدالصمد ثنا همام ثنا قتادة عن سعيد بن ابی بردة عن ابيه عن ابی موسیٰ اشعری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لايموت مسلم الا ادخل الله عزوجل مكانه النار يهوديا او نصرانياء

مسند احمد ج4 ص241

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان نہیں مرتا مگر اللہ عزوجل اس کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی داخل کرے گا۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

حدثنا عبدالله حدثني ابی ثنا خلف بن الوليد ثنا ابومعشر عن مصعب بن ثابت عن محمد بن المنكد رعن ابی بردة عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال' قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مامن مومن يوم القيمة ياتي بيهودي اور نصراني يقول هذا فدائي من النار.

مسند احمد ج4 ص257

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل ہر مومن کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور کہے گا یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔

اس حدیث کو حافظ ابونعیم نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابی ثنا عبدالله بن محمد بن عمران ثنا عبدالله بن عمرو ثنا رباح بن عمروثنا صالح المری عن زياد النميري عن انس عن النبی صلی الله عليه وسلم قال اذا كان يوم القيمة مثل

الله لکل قوم (الی ان قال)

فیفدی کل واحد بکافر من الکفار فید خلهم الجنة

حلیۃ الاولیاء ج6 ص197

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک موحد کا کفار میں سے ایک کافر فدیہ دے گا اور ان کو جنت میں داخل فرمائے۔

اس حدیث کو حافظ بیہقی نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوطاهر الفقه انا حامد بن بلال ثنا ابوالا زهر ثنا ابواسامه عن طلحة بن یحیٰ عن ابی بردة بن ابی موسیٰ عن ابیه قال۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القیمة دفع الی کل مومن رجل من اهل الملل فقیل له هذا فدائك من النار

(شعب الایمان للبیہقی ج اول ص340)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی علیہ وسلیم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا ہر مومن کو اہل ملل (یہود ونصاری وغیرہ) میں سے ایک کافر آدمی سپرد کیا جائے گا اور اس مومن سے کہا جائے گا۔ یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔ تفسیر درمنثور ج6 ص292 میں بھی اس طرح منقول ہے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر محدثین کرام کی تخریج کردہ حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ فیصلہ فرمائیں کہ جملہ محدثین کرام نے جو حدیث روایت کی ہے وہ ضعیف ہے یا صحیح ہے اگر وہ حدیث صحیح ملے تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف کیوں یا پھر ان کبرائے محدثین کی حدیث کو بھی مجروح قرار دیں یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کر لیں۔

برادران اسلام! بندہ ناچیز نے مسند امام اعظم کے جملہ شیوخ کرام کے تراجم اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے مشائخ کے طریق سے روایات احادیث بھی تقابلی جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک یا دو وسائط سے روایت کی ہے وہی احادیث دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ عظام نے بچند وسائط اس کو روایت کیا ہے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو وسائط ہیں وہ اکثر صحیحین کے اُجل رجال میں سے ہیں یا صرف مسلم کے رجال میں سے ہیں یا وہ صحیح بخاری کے رجال میں سے ہیں۔ یا وہ سنن اربعہ کے رجال میں سے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذکورہ جملہ مشائخ کرام میں سے تقریباً پچاس شیوخ گرامی وہ ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور جو صحیحین کے اجل رجال میں سے ہیں وہ یہ ہیں منصور بن معتمر' مجاہد بن جبر' حکم بن عتیبہ' محمد بن مسلم بن شہاب زہری' نافع' طاؤس' شیبان بن عبدالرحمٰن' یحیٰ بن سعید انصاری' زیاد بن علاقہ' عبداللہ بن دینار' شعبی' ابراہیم نخعی' عطاء بن ابی رباح' ابن یسار' محارب بن دثار' ابی اسحاق سبیعی' محمد بن باقر' ربیعہ بن عبدالرحمٰن' مخول بن راشد' ابراہیم بن محمد بن منتشر' حسن بصری' سالم بن عبداللہ' مکحول شامی' ایوب سختیانی' علی بن ابراہیم' یزید الفقیر بن صہیب' زر بن عبداللہ' عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج' عدی بن

ثابت، مسلم بن عمران البطین، قاسم بن محمد بن ابوبکر، قتادہ بن دعامۃ، مقسم مولی ابن عباس، سلیمان بن یسار، محمد بن منکدر، عبدالمالک بن عمیر، علی بن اقمر، ابو بردہ بن ابوموسیٰ، موسیٰ بن عائشۃ، عبدالعزیز بن رفیع، قیس بن مسلم، ابوحصین، عثمان بن عاصم اسدی، سعید بن مسروق ثوری، مسلم بن کھیل، ابویعفور عبدی، اسماعیل بن ابی خالد وغیرہم اور عمر دین دینار۔

ان میں سے بعض صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رجال میں سے ہیں۔

عکرمہ بن عبداللہ

اور بعض صرف مسلم کے رجال میں سے ہیں۔

عطاء بن سائب، ابی زبیر مکی، عاصم بن کلیب، حماد بن ابی سلیمان اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ عامہ اور آپکی سند کے رجال وہ نہیں جن کے کذب ووضع پر یا ضعف پر اتفاق ہو۔

اگر چہ بعض نقاد نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے چند کو ضعیف قرار دیا ہے جیسے ابن لھیعۃ، محمد بن سائب کلبی، مسلم بن کیسان الاعور، عبدالکریم بن ابی المخارق، یونس بن عبداللہ، تمام، یزید رقاش، یحیٰ بن ابی حیہ اور محمد بن زبیر حنظلی۔

تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ان کی احادیث دیگر احادیث صحاح پر متابعات وشواہد میں شمار کی جائیں گی۔

چنانچہ مسند امام اعظم بھی صحت میں مثل صحیحین ہے اور اس کو صحیحین کے بعد صحیح میں شمار کیا جانا چاہیے اس سے مسند امام اعظم کا درجہ کم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مسند مسائل علمیہ کا مخزن، دلائل عملیہ کا معدن، جداول دینیہ کا منبع، منابع حنیفہ پر چلنے والے کے لیے مراد مطلوب ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت روایت اور تصنیف کا الزام لگانے والے یہ نہیں جانتے کہ جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی ثنائیات پر فخر کرتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ثلاثیات پر فخر کرتے ہیں۔ وہ درجہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کوسوں دور ہیں۔ اس لیے کہ علو اسناد۔ قرب عہد، فضل تقدم اور قلت وسائط ورجال میں جو مقام امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ہے وہ ان کا نہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات اس اعتبار سے بھی صحیحین سے کم نہیں کہ آپ روایت بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی شرائط حدیث میں سے یہ بھی ایک شرط ہے حافظ عسقلانی نے ترجمہ نعمان میں ثابت امام اعظم کے ماتحت لکھا ہے۔

وقال محمد بن سعد العوني سمعت ابن معين يقول كان ابوحنيفة ثقة لا يحدث بالحديث الابما يحفظه ولايحدث بهالا يحفظ.

تہذیب التہذیب ج 10 ص 449، 450 سیر اعلام النبلاء للذہبی ج 5 ص 533

محمد بن سعد عونی نے کہا: میں نے یحیٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ثقہ ہیں۔ آپ وہی حدیث بیان کرتے جو آپ کو یاد ہوتی اور جو حدیث یاد نہ ہوتی وہ بیان نہ کرتے۔

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ارقام فرماتے ہیں:

ومن اعذار ابی حنیفة ایضا ما یفید قوله

لا ینبغی للرجل ان یحدث من الحدیث الابما حفظه یوم سمعه الیٰ یوم یحدث به۔

(الخیرات الحسان ص143 سیر اعلام النبلاء للذہبی52 ص537)

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قلت روایت کے اعذار (محبت جس کی بناء پر عذر کیا جائے)

میں سے یہ عذر بھی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قولی فائدہ دیتا ہے وہ یہ کہ۔

کسی آدمی کے لائق ومناسب نہیں کہ وہ کوئی حدیث بیان کرے مگر وہ حدیث بیان کرے جو اس کو سننے کے دن سے لے کر اس کے بیان کرنے کے دن تک اس کو اچھی طرح یاد ہو۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنهما قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول نضر اللّٰہ امرا سمع مناشیا فبلغه کما سمعه الی آخر الحدیث

رواہ' ترمذی وابن ماجه درواہ الدارمی عن ابی الدرداء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ عزوجل اس شخص کو قدر ومنزلت میں علو اور رفعت عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں اس کے بہجت وسرور میں اضافہ فرمائے جس نے مجھ سے کچھ سنا اور دوسروں تک اس کو ایسے ہی پہنچایا جیسا کہ اس نے سنا ہے۔

محقق علی الاطلاق علامہ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

ایں حدیث دلالت دارد بر آنکه نقل حدیث باللفظ باید' ودر نقل بالمعنی علماء را اختلاف اُست الخ۔

(اشعۃ اللمعات ج اوّل ص176)

فرماتے ہیں یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نقل حدیث باللفظ ہونا چاہیے اور نقل بالمعنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ مختار یہی ہے کہ جائز ہے۔ پھر اس کے بعد فرماتے ہیں: نقل باللفظ اولیٰ وافضل واحوط ہے۔ جیسا کہ عبارت ''نضر اللّٰہ'' کا اشارہ اس طرف ہے۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قلت روایت میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ روایت بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات' احادیث منقولہ باللفظ ہیں اور صحیح ہیں اور نقل بالمعنی سے مراد وہ احادیث نہیں جن کا وقوع ہی نقل بالمعنی ہوا ہے کیونکہ کتب احادیث خصوصاً کتب صحاح ستہ وغیرہا میں آپ دیکھیں گے کہ وہ ایک حدیث پر متفق ہیں اور ان کے الفاظ مختلف ہیں۔ دوسری اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ نقل بالمعنی میں کثرت وسائط ورجال کا بھی بہت زیادہ عمل دخل ہے کیونکہ جب حدیث کی اسناد طویل ہوگی اور اس کے رواۃ بکثرت ہوئے تو نقل بالمعنی کا احتمال باقی رہے گا یہ

اس لیے کہ بعد زمال سے بسا اوقات راوی کے نسیان وغیرہ کا پایا جانا ممکنات میں سے جس نقل باللفظ' نقل بالمعنی سے تبدیل ہوسکتا ہے۔

اس لیے حافظ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ اسناد جتنی طویل ہوگی اس میں گمان خطا بھی زیادہ ہوگا اور اسناد جتنی کم ہوگی اس میں گمان خطا بھی بہت کم ہوگا۔ آپ تراجم شیوخ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بغور مطالعہ فرما کر دیکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ کے طریق سے جو حدیث تخریج کی ہے اس کی اسناد بہت کم ہے۔ یعنی آپ کو صرف ایک یا دو واسطہ بکثرت نظر آئیں گے اور تین وسائط بہت کم۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کے وسائط و رجال بہت کم ہیں تو اس میں نقلی بالمعنی کا احتمال بھی بہت کم ہے۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کو اس اعتبار سے دیکھا جائے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث کا درجہ حدیث صحیحین سے بھی زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس لیے میں نے یہ پوری کوشش کی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو روایت اپنے شیخ کے طریق سے روایت کی بطور تقابلی جائزہ دیگر کبرائے محدثین سے میں نے جو حدیث روایت کی ہے اس کو مع اسناد نقل کیا ہے تاکہ قارئین کرام یہ اسناد دیکھ کر خود اندازہ کرسکیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کتنے وسائط ہیں اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے جو حدیث تخریج کی ہے ان کی حدیث کے کتنے وسائط ہیں۔ انشاء اللہ العزیز روز روشن کی طرح آپ پر عیاں اور ظاہر ہو جائے گا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے وسائط بہت کم ہیں اور جو ایک یا دو واسطہ ہیں وہ بھی تابعی' یا تبع تابعی کا ہے۔

اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ سے تخریج کردہ اس حدیث کے بکثرت وسائط و رجال ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے مسند امام اعظم کا درجہ بھی صحیحین سے کم نہیں۔

اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین

ساتویں قسم

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور قیاس

امام الائمہ شمس الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سب سے بڑا الزام اور بہتان یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث کو چھوڑ کر قیاس اور رائے پر عمل کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قیاس اس وقت فرماتے تھے جب قرآن وسنت اور اقوال صحابہ سے کچھ نہ ملتا تھا اور یہ اعتراض امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہت بڑا اعتراض ہے۔ اس وجہ سے اکثر محدثین کرام امام صاحب رضی اللہ عنہ کو امام اہل الرائے کہتے ہیں۔

قیاس سے مراد اگر علل مستنبطہ کی روشنی میں اشیائے غیر منصوصہ پر حکم نافذ کرنا مراد ہے تو یہ قیاس مستحسن ہے۔ مامور بہ ہے کتاب وسنت میں اس کے شواہد موجود ہیں اور اگر قیاس سے مراد ترک نصوص ہے تو پھر یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر تہمت ہے۔ بہت بڑا بہتان ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لعن اللہ من یخالف الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اللہ عزوجل کی اس پر لعنت ہے۔

اس تصریح کے باوجود بھی اگر اعتراض بدستور باقی رہتا ہے تو معترفین اس کے ذمہ دار اور جواب دہ ہیں۔

عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد روی الامام ابوجعفر الشیزاماری' نسبة الیٰ قریة من قرٰی بلغ سنده المتصل الی الامام ابی حنیفة رضی اللہ عنه انه کان یقول کذب واللہ وافتری علینا من یقول عنا اننا نقدم القیاس علی النص۔الخ

(میزان الکبریٰ للشعرانی ص 61)

امام ابوجعفر شیزاماوی نے روایت کیا اور یہ بلخ کے گاؤں میں سے ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔ یعنی شیزاماری نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تک اپنی سند متصل کے ساتھ روایت کیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بخدا! ہم پر وہ جھوٹ اور بہتان باندھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم سمجھتے ہیں اور کیا نص کے بعد قیاس کی طرف احتیاج باقی رہ جاتی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم صرف ضرورت شدیدہ کے وقت قیاس کرتے ہیں یہ اس طرح کہ ہم اولاً اس

مسئلہ کی دلیل میں کتاب وسنت کو دیکھتے ہیں یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلوں کو دیکھتے ہیں اگر ان میں سے ہم اس مسئلہ کی دلیل نہ پائیں تو اس وقت ہم سکوت عنہ کو ایسے منطوق پر قیاس کرتے ہیں جو ان دونوں کے درمیان اتحاد علت کا جامع ہے۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اولاً کتاب وسنت سے اُخذ کرتے ہیں پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَقضیہ سے اور ہم اس پر عمل کرتے جس پر وہ متفق ہوں۔ اگر انہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے تو ہم حکم کو دوسرے حکم پر اس طرح قیاس کرتے ہیں کہ وہ دوستوں کے درمیان علت جامع ہو حتیٰ کہ معنی واضح ہو جائے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یوں ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اولاً کتاب کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ' پھر حضرت ابوبکر' عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی احادیث کے ساتھ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یوں ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیا ہے وہ ہماری سر آنکھوں پر ان پر میرے والدین فدا ہوں اور ہمارے لیے ان کی مخالفت جائز نہیں اور جو ہمیں آپ کے اصحاب سے آیا ہے ہم اس میں بااختیار ہیں اور جو ان کے غیر سے آیا ہے وہ بھی رجال ہیں اور ہم بھی رجال ہیں۔ سیر اعلام النبلاء ج 5 ص 537

امام بیہقی نے مدخل ص 111 اور ابو عصم نے الانتقاء ص 144

میں لکھا ہے ابو جعفر شیزاماری کی روایت' اس قول کو عبداللہ بن مبارک نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان اقوال سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کسی بھی مسئلہ کی دلیل میں کتاب اللہ کو مقدم سمجھتے تھے۔ پھر اس کے بعد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے بعد آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر آپ کو ان میں مسئلہ کی دلیل نہ ملتی تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس فرماتے۔

اور یہ کتنا عظیم بہتان ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ پر لگایا جاتا ہے کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے۔ اس کی تفصیل بھی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سماعت فرمائیں۔

وقد تتبعت بحمده تعالیٰ اقواله واقوال اصحابه كما الفت كتاب "ادلة المذاهب' فلم اجد قولا من اقواله واقوال اتباعه الاهو مستند الى آية. اوحديث او اثر او مفهوم ذلك او حديث ضعيف كثرت طرقه او الى قياس صحيح على اصل صحيح فمن ارادالوقوف على ذلك فليطالع كتابى المذكور.

میزان الکبریٰ ج اول ص 60

عارف باللہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب میں نے کتاب ''ادلة المذاهب '' کو تالیف کیا تو میں نے حضرت

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال اور آپ کے اصحاب کے اقوال میں سے کوئی قول ایسا نہیں پایا جو آیت مبارکہ یا حدیث شریف یا اثر صحابہ یا اس کے مفہوم یا حدیث ضعیف جس کے طرق بکثرت ہیں کی طرف مستند نہ ہو یا قیاس صحیح کی طرف جو اصل صحیح پر ہے اور جو شخص اس پر واقفیت چاہتا ہو وہ میری کتاب ''ادلۃ المذاھب'' کا مطالعہ کرے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کا قول مستند ہے جو کتاب اللہ' سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' آثار صحابہ اور احادیث ضعیف سے ثابت ہے ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قیاس ہے جو اصل صحیح کے مطابق وموافق ہے۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس اس وقت فرماتے تھے جب آپ کو قرآن وحدیث اور اثر صحابہ سے مسئلہ کی دلیل نہ ملتی ہو اور پھر جو آپ قیاس فرماتے وہ اصل صحیح کے مطابق وموافق صحیح قیاس فرماتے۔

آپ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو بغور پڑھیں پھر آپ فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کہ آپ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے کتنا بڑا بہتان ہے۔

الامام المحدث فقیہ قاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صمیری متوفی 436 لکھتے ہیں۔

حدثنا ابوالحسن علی بن الحسن الرازی قال ثنا ابوعبدالله الزعفرانی قال ثنا احمد بن ابی خیثمه قال سمعت یحی بن معین یقول حدثنی عبید بن ابی قرة قال سمعت یحیی بن الضریس قال شهدت سفیان الثوری واتاه رجل له مقدار فی العلم والعبادة فقال له یا ابا عبدالله ما تنقم علی ابی حنیفة الی آخر الحدیث' (اخبار ابوحنیفه واصحابه للصمیری ص 10)

احمد بن ابی خیثمہ نے کہا: میں نے یحیٰی بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے عبید بن قرہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن ضریس سے سنا انہوں نے کہا: میں سفیان ثوری کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا جس کی علم وعبادت میں بہت قدر ومنزلت تھی۔ اس شخص نے سفیان سے کہا: اے ابوعبداللہ! حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر عیب کیوں لگاتے ہو۔ سفیان نے کہا: انہیں کیا ہے اس شخص نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک قول کہتے ہوئے سنا ہے جس قول میں انصاف ومحبت ہے' وہ قول یہ ہے کہ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں قرآن میں کوئی مسئلہ پاتا ہوں تو اس کو لیتا ہوں (یعنی اس پر عمل کرتا ہوں) اگر میں قرآن میں وہ مسئلہ نہ پاؤں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آثار صحاح جو ثقات سے ثقات کے ہاتھوں منتشر ہوئیں اس پر عمل کرتا ہوں اور جب میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ مسئلہ نہیں پاتا ہوں تو میں پھر آپ کے اصحاب کے قول پر عمل کرتا ہوں اور ان کے اقوال میں سے جسے چاہتا ہوں لیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر میں ان کے قول سے غیر کے قول کی طرف نہیں جاتا۔ اور جب امر ابراہیم' شعبی' حسن' ابن سیرین اور سعید بن مسیب تک پہنچتا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بہت سارے رجال کو شمار کیا جنہوں نے اجتہاد کیا تو میں بھی ایسے ہی اجتہاد کرتا ہوں جیسے انہوں نے اجتہاد کیا

یہ سن کر سفیان خاموش ہو گئے۔

حافظ جمال الدین مزی نے اس کو یحی بن معین کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج10 ص321)

اس حدیث سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث و آثار کو قیاس پر ترجیح دیتے اور قیاس پر ان کو مقدم سمجھتے تھے اور ترجیح دیتے تھے یہ آپ پر بہتان ہے بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث تو احادیث ہیں آثار صحابہ کو بھی قیاس پر مقدم سمجھتے تھے بلکہ حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے تھے۔

محدث جلیل سعید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی1205ھ نے اپنی کتاب مستطاب ''عقود الجواھر المنیفہ'' کے مقدمہ میں ارقام نے فرمایا ہے مقدمہ الخیرات الحسان کے ساتھ مطبوعہ ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔

وروی عن ابی مطیع البلخی قال دخل سفیان الثوری و حماد بن سلمة ومقاتل بن حیان وجعفر بن محمد وغیرھم علی الامام ابی حنیفة فقالوا بلغنا عنك انك تکثر القیاس فی الدین واول من قاس ابلیس۔ الخ

الخیرات الحسان ص183

ابو مطیع بلخی سے روایت ہے کہ سفیان ثوری، حماد بن مسلمہ، مقاتل بن حیان، جعفر بن محمد وغیرہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: ہمیں تمہارے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دین میں قیاس بہت زیادہ کرتے ہو اور جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس تھا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن جامع مسجد کوفہ میں ان سے مناظرہ کیا اور ان پر اپنا مذہب پیش کیا۔ اور ان سے فرمایا: میں کتاب اللہ کے ساتھ عمل کو مقدم سمجھتا ہوں پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کے بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلوں میں نظر کرتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ وہ کسی شی پر متفق نہیں اور ان میں اختلاف ہے تو میں اس وقت قیاس کرتا ہوں۔ تو یہ سن کر ان سب نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چوم لیا اور کہا تم ''سید العلماء'' ہو اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے انہوں نے عرض کیا: جو ہم سے ہو چکا معاف فرمائیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم سے معاف فرمائے۔

چنانچہ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تصریح ہے کہ اثر کو قیاس پر مقدم سمجھتے تھے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہی بہت ہے۔ آپ صرف اس وقت قیاس کرتے تھے جب اس امر کو کتاب وسنت اور اقضیہ صحابہ میں نہ پاتے تھے۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں۔

وکان الامام الشافعی رضی اللّٰہ عنه یقول اذا لم نجد دلیلًا قسناها علی الاصول۔الخ (الخیرات الحسان ص185)
حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب ہم کوئی دلیل نہیں پاتے تو ہم اس سند کو اصول پر قیاس کرتے' فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا نصوص کے مفقود ہونے کے وقت قیاس کے ساتھ عمل میں ائمہ کرام رحمہم اللہ کے درمیان حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ بھی قیاس کرتے تھے۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

افرط اصحاب الحدیث فی ذم ابی حنیفة وتجاوزوالحدفی ذلك لتقدیمه القیاس علی الاثر۔ الخ
(جامع بیان العلم وفضلہ ج دوم ص148)

فرماتے ہیں قیاس کو اثر پر تقدیم کی بنا پر اصحاب حدیث نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ذم میں تفریط کی ہے اور اس میں وہ حد سے تجاوز کر گئے ہیں اور اکثر اہل علم کہتے ہیں جب حدیث صحیح ہو تو رائے اور قیاس باطل ہو جاتا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر کے جملہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس میں تنہا نہیں۔ بلکہ ان کے شہر کے اہل علم مثل ابراہیم نخعی اور اصحاب عبداللہ بن مسعود بھی قیاس کرتے تھے۔ ہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے ان سے زیادہ قیاس کیا اور انہوں نے ان سے کم لیکن قیاس کرنے میں وہ سب برابر ہیں۔

اس لیے جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کیا وجہ ہے کہ تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر عیب لگاتے ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا رائے کی وجہ سے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رائے کے ساتھ کلام نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہاں وہ بھی رائے کے ساتھ کلام کرتے تھے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ رائے میں ان سے زیادہ تھے۔ ان سے کہا گیا تم نے امام مالک کے متعلق کیوں کلام نہیں کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حصہ کے مطابق رائے کے ساتھ عمل کیا اور امام مالک نے اپنے حصہ کے مطابق رائے کے ساتھ عمل کیا۔ یہ سن کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:
ہم نے علماء کرام میں سے کوئی ایسا عالم نہیں پایا جو حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرتا ہو اور پھر اس کا رد کرتا ہوں۔ ہاں رد کی ایک ہی وجہ ہے کہ اس کے پاس دلیل ہو کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا اس کی مثل اثر یا اجماع سے یا اس کی سند مطعون ہے۔ اور اگر کوئی بلا حجت حدیث کو رد کرے اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے پھر جانے کہ اس کی امامت ہو۔ اور اس پر فسق کے اسم کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ان کو معاف فرمائے۔
پھر لکھتے ہیں۔
تحقیق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجتہاد رائے اور اصول پر قیاس کے ساتھ قول مروی ہے اور اس طرح تابعین پھر انہوں نے

ان میں سے ایک خلق کثیر کو شمار کیا۔ انتھی کلام ابن عبدالبر۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر کے اس قول میں اس قدح کے متعلق جواب شافی ہے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیاس کے ساتھ قول میں منفرد نہیں بلکہ اس پر فقہاء امصار کا عمل ہے جیسا کہ ابن عبدالبر نے کہا: اور یہ اس شخص پر رد ہے جو جاہل ہے اور اس کو عیب سمجھتا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی فرماتے ہیں:

وقد قال المحققون لا یستقیم العمل باالحدیث بدون استعمال الرای فیه اذھو المدرک لمعانیه التی ھی مناط الاحکام۔

الخیرات الحسان ص172 اور امام خطابی کی معالم السنن کے دیباچہ میں بھی اس طرح منقول ہے۔

یعنی محققین کا قول ہے کہ حدیث میں رائے کے استعمال کے بغیر حدیث کے ساتھ عمل، عمل مستقیم نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ حدیث کے ان معانی کا مدرک ہے جس پر احکام کا دارومدار ہے۔

اس سے معلوم ہوا یہ رائے مذموم نہیں بلکہ مستحسن ہے جس رائے کو معاندین ذمہ دار قرار دے رہے ہیں اور یہ صرف تعصب کی بنا پر ہے ورنہ تمام ائمہ کرام رحمہم اللہ رائے کا استعمال کرتے ہیں لیکن ان کے متعلق کوئی آدمی کچھ نہیں کہتا۔ صرف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے رائے وقیاس پر اعتراض کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس تفریق کے پیچھے کچھ عوامل کارفرما ہیں ورنہ تفریق کی گنجائش نہیں اس لیے بعض محدثین جن کو رضاعت میں تحریج کے لیے مدرک کا تامل نہیں۔ انہوں نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ بکری کے دودھ پینے والوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

ابن حزم نے اس کے متعلق جو کہا وہ بھی پیش خدمت ہے۔ لیکن ابن حزم کے قول سے قبل ابن حزم کے متعلق مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندی کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں۔

آزاد روش اور ابن حزم

ابن حزم 384 میں پیدا ہوا یہ پہلے شافعی تھے پھر بعد میں داؤد ظاہری کے مقلد ہو گئے۔ ویسے بہت بڑے محدث اور عالم ہیں۔ غرور علم نے ان کو تقلید سے باہر نکال دیا اور خود صاحب مسلک بن بیٹھے اور ائمہ مجتہدین پر سخت تنقیدیں کرنے لگے علامہ ذہبی نے تحریر فرمایا ہے۔

ولم یتادب مع الائمه فی الخطاب کلام میں ائمہ کرام کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے تھے۔

لیکن مصر اور مشرق وسطی کے ممالک میں اور آزاد روش حضرات کے درمیان ان کی مقبولیت بڑھ رہی ہے کیونکہ یہ ائمہ کرام رحمہم اللہ پر سخت تنقید کرتے ہیں اور یہی چیز آج کل کے مزاج کے مطابق ہے اور اس پر خوشی ہوتی ہے۔

مورخ ابن خلکان لکھتا ہے۔

اسلام میں حجاج بن یوسف کی تلوار اور ابن حزم کی سی تیز زبانی کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو محض آزاد روش کی وجہ سے ابن حزم کے بارے میں ضرورت سے زیادہ خوش فہمی ہوئی ہے حالانکہ خود ابن حزم کی اپنے بارے میں رائے یہ ہے۔

ولقد اصابتني عله شديدة علي ريوفي الطحال شديدا فولد ذلك علي ضيق الخلق وقلة الصبر والتزق امراً حاسبت نفسي فيه فانكرت تبدل خلقي واشتد عجبي من مفارقتي لطبعي

(ترجمان السنہ ص28)

میں ایک بار شدید بیمار ہوا جس کی وجہ سے میری طحال بہت بڑھ گئی تھی اس لیے میری مزاج میں تنگی' تیزی' بداخلاقی' جلد بازی پیدا ہو گئی تھی۔ جب میں پہلی زندگی پر غور کرتا ہوں تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ میرے اخلاق وعادات کس قدر تبدیل ہو گئے ہیں اور میں اپنی اصلی طبیعت سے کس قدر دور ہو گیا ہوں۔

اس پر ایک لطیفہ معلوم ہو' حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں ابن حزم اپنی جلدلت قدر کے باوجود امام ترمذی جیسے شخص سے بالکل ناآشنا ہیں۔ جب ان کے سامنے امام ترمذی کا تذکرہ ہوا تو کہنے لگے وہ کون ہیں' ایک مجہول شخص ہے چنانچہ حافظ ذہبی نے اس پر گرفت کی غرضیکہ 400 ہجری کے اجماع کو ابن حزم نے پامال کرنے کی کوشش کی لیکن یہ کوشش بارآور ثابت نہ ہوئی۔ ابن حزم کے بعد انہیں کے نقش قدم پر چلنے والے ابن تیمیہ ہیں۔

ابوحنیفہ 197-

یہ ابن حزم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

قال ابن حزم جميع الحنيفه مجمعون علي ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده اولیٰ من الرای۔

مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص 21

ابن حزم نے کہا: تمام حنفیہ اس پر متفق ہیں کہ مذہب حنفیہ یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک حدیث ضعیف رائے سے اولیٰ ہے۔

ایک آزاد روش اور بے سہارا شخص کا یہ قول معاندین امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ابن حزم جیسا آدمی بھی یہ کہہ رہا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رائے سے اولیٰ وبہتر ہے۔

پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیوں کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے۔

شیخ ابن قیم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق جو لکھا ہے وہ یہ ہے۔

واصحاب ابي حنيفة رحمه الله تعالي مجمعون علي ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده

اولی من القیاس والرای۔(اعلام الموقعین ج اوّل ص77)

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ مذہب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے اولیٰ ہے۔

موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أنبا عبداللہ بن علی کرمانی سمعت علی بن الحسن بن شقیق سمعت أبا حمزہ السکری یقول سمعت أبا حنیفة یقول اذا جاء الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم خلی عنہ الی غیرہ واخذنا بہ واذا جاء عن الصحابة تخیرنا واذا جاء عن التابعین زاحمناھم۔ (الموفق ج اوّل ص ۷۷)

ابوحمزہ سکری نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئے اس کو چھوڑ کر غیر کی طرف جانا جائز نہیں اور ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئے تو ہم اختیار کرتے ہیں اور جب تابعین سے آئے تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

موفق بن احمد مکی فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث مسند ابی حنیفہ میں بروایت عبداللہ بن مبارک عن ابی حنیفہ سُنی ہے جس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اذاجاء الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی علی الراس والین والباقی سواء

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئے تو میرے سر آنکھوں پر (علامہ موفق فرماتے ہیں) باقی حدیث وہی ہے۔

عن عبدالعزیز ابی رزمہ سمعت نعیم بن عمرو سمعت ابا حنیفة رحمہ اللہ یقول' عجبا للناس یقولون افتحی باالرای' ما افتی الا باالاثر۔

حوالہ مذکور' مناقب کردری ج اوّل ص144

عبدالعزیز بن ابی رزمہ سے روایت ہے کہ میں نے نعیم بن عمرو سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کہتے ہیں میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں (فرماتے ہیں) میں تو صرف اثر (حدیث) کے ساتھ ہی فتویٰ دیتا ہوں۔

عن بشر بن یحی سمعت خالد بن صبیح سمعت زفر یقول لا تلتفتوا الی کلام المخالفین فان اباحنیفة واصحابنا لم یقولوا فی مسئلة الا من الکتاب واسنة والا قاویل الصحیحة ثم قاس بعد علیھا۔

الموفق ج اوّل ص83

امام زفر فرماتے ہیں: مخالفین کے کلام کی طرف التفات نہ کرو کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ہمارے اصحاب کسی مسئلہ

میں صرف کتاب وسنت اور اقاویل صحیحہ سے کلام کرتے ہیں اگر کوئی مسئلہ ان سے نہ پائیں تو پھر اس کے بعد وہ قیاس کرتے ہیں۔

عن عبد الله بن مالك بن سليمان الهروى ابنا في ابى سمعت زهير بن معاوية كنت عند ابى حنيفة والا بيض بن الاغر يقائسه في سبيلة الى آخر الحديث.

(الموفق ج اوّل ص 81 مناقب کردری ج اوّل ص 144)

زہیر بن معاویہ فرماتے ہیں میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اور ابیض بن اعز کسی مسئلہ کے متعلق امام سے قیاس کر رہے تھے اور اس کے متعلق باہم ایک دوسرے سے بحث کر رہے تھے' مسجد کی ایک طرف ایک شخص چیخا۔

زہیر بن معاویہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے وہ اہل مدینہ سے تھا۔

اس شخص نے کہا: یہ مقایسات کیا ہیں ان کو چھوڑو کیونکہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! تو نے کلام کو اس کے غیر کی جگہ رکھا ہے (یعنی تو نے کلام اپنے محل پر نہیں رکھا) ابلیس نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کیا' اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

"واذ قلنا للملئكة اسجدوا لأدم فسجدوا الا ابليس كان من الجن ففسق عن امر ربه"

اور ہم ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرتے ہیں تاکہ ہم اس مسئلہ کو اصول کتاب وسنت اور اجماع امت کے اصل کی طرف لوٹائیں اور ہم اجتہاد کرتے ہیں۔ یہ قیاس ابلیس سے کہاں ہے۔

وہ شخص پکار اٹھا اور کہا میں اپنی کلام سے توبہ کرتا ہوں اللہ عزوجل آپ کے قلب کو منور فرمائے جیسا کہ آپ نے میرے دل کو منور کیا۔

تو ان روایات سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض محض تہمت اور بہتان ہے کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس سے اولیٰ تھی۔ چہ جائیکہ احادیث صحیحہ پر آپ قیاس کو مقدم سمجھیں۔ یہ صرف تعصب ہے اللہ اس سے محفوظ فرمائے۔

ابوعبداللہ صمیری لکھتے ہیں۔

عن مكرم قال ثنا احمد بن عطية قال ثنا ابن سماعة عن ابى يوسف قال سمعت ابا حنيفة يقول اذا جاء الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم عن الثقات اخذنا به فاذا جاء عن اصحابه لم يخرج عن اقاويلهم' فاذا جاء عن التابعين زاحمتهم. اخبار ابى حنيفه واصحابه ص 10

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا جب حدیث ثقات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور جب حدیث آپ کے اصحاب سے آئے وہ ان کے اقاویل سے باہر نہیں نکلتے اور جب حدیث تابعین سے آئے ہیں ان سے مزاحمت کرتا ہوں۔

ابوعبداللہ صمیری ہی فرماتے ہیں:

عن مکرم قال ثنا احمد قال سمعت المزنی یقول سمعت الشافعی یقول الناس عیال علی ابی حنیفة فی القیاس والا ستحسان

(اخبار ابی حنیفہ اصحابہ ص11)

امام مزنی نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ قیاس اور فقہ میں لوگ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عیال ہیں۔

ابن جزاز کردری نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے۔

ھذا دلیل علی ابطلان قول اصحاب الشافعی ببطلان القول بالا ستحسان فان الشافعی ذکرہ فی مقام المدح ولایمدح الا باالحسن مع ان الشافعی رحمة اللہ علیہ قال فی کتابه انی استحسن کذا۔

(مناقب کردری ج اول ص90)

فرماتے ہیں یہ اصحاب شافعی کے قول کے بطلان کی دلیل ہے جو"القول باستحسان" کو باطل قرار دیتے ہیں کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مدح میں ذکر کیا ہے اور مدح کسی اچھی چیز کی ہی کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ میں نے فلاں استحسان کیا ہے۔

فرماتے ہیں قیاس دو قسم پر ہے قوی، اقوی، جلی، خفی، تو قوی اور جلی کا نام قیاس رکھ دیا گیا اور اقوی اور خفی کا نام استحسان۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قیاس دوائے مذموم نہیں سب ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے قیاس دوائے کا استعمال کیا ہے اور خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کا اقرار فرما رہے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کرنا کہ انہوں نے احادیث پر قیاس کو مقدم سمجھا ہے یہ ان پر بہت بڑا بہتان ہے اس قسم میں مذکورہ سب اقوال وروایات اس بات پر مونہہ بولتا ثبوت ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احدیث وآثار کے بعد قیاس فرماتے تھے اور صحیح قیاس فرماتے تھے جب کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور پھر ابن حزم جیسا آزاد روش بھی یہ اعتراف کر رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس ورائے سے اولیٰ تھی۔

اتنی معتبر شہادات کے باوجود بھی اگر کوئی کور باطن امام صاحب رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ قیاس ورائے کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے تو یہ ان پر تہمت ہے۔ ایک عظیم بہتان ہے اور یہ سب کچھ حسد اور تعصب پر مبنی ہے۔

امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی متوفی 665ھ خطیب بغدادی کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مطاعن ومصائب اور نقائص ومثالب کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

والجواب الخامس من حیث التفصیل عما ذکرہ الخطیب۔ الخ

یعنی خطیب بغدادی نے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن ومصائب ذکر کیے اور حرمت قلم کو تار تار کیا ان کے متعلق من حیث التفصیل پانچواں جواب۔

جامع المسانید ج اوّل ص 41

ان مثالب ومطاعن میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر خطیب بغدادی وغیرہ کی طرف سے اعتراض یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے وہ صرف اپنے رائے پر عمل کرتے تھے۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں یہ قول اس شخص کا ہے جو فقہ کو بالکل جانتا ہی نہیں اور جس شخص نے فقہ کی بو سونگھی اور انصاف کیا اس نے یہ اعتراف کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اخبار اور آثار کی اتباع میں تمام لوگوں سے اعلم تھے اور جو معترضین نے کہا: ان کے بطلان کی دلیل تین وجوہ سے ہے۔

ایک یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث مراسیل کو حجت خیال کرتے تھے اور ان کو قیاس پر مقدم سمجھتے تھے۔ دوم یہ کہ قیاس کی اقسام چار ہیں۔

اوّل: قیاس موثر:

اور وہ یہ ہے کہ اصل اور فرع کے درمیان معنی مشترکہ موثر ہو۔

دوم: قیاس مناسب:

اور وہ یہ کہ اصل اور فرع کے درمیان معنی مناسب ہو۔

سوم: قیاس شبہ:

وہ یہ کہ اصل اور فرع کے درمیان احکام شرعیہ میں صورتاً مشابہت ہو۔

چہارم: قیاس طرد:

وہ یہ کہ اصل اور فرع کے درمیان معنی مطرد ہو۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کہتے ہیں قیاس شبہ اور قیاس مناسب دونوں باطل ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اور آپ کے اصحاب کا قیاس طرد میں اختلاف ہے۔

ابوزید کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صرف قیاس موثر حجت ہے اور باقی سب قیاس قابل حجت نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب قیاس قابل حجت ہیں اور اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

پھر تعجب اس بات پر ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک قیاس کو استعمال کرتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تمام انواع قیاس کو استعمال کرتے ہیں اور ان کو حجت خیال کرتے ہیں اور قیاس کا اعتراض صرف امام پر ہی کیا جاتا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں کیا جاتا اس کی وجہ کیا ہے۔ خطیب بغدادی اور ان کے امثال کہتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اخبار کو چھوڑ کر صرف قیاس استعمال کرتے تھے۔ امام خوارزمی فرماتے ہیں یہ فقہ پر قلت وقوف اور غلبہ خواہش نفس کی وجہ سے ہے۔

اور جو یہ خطیب بغدادی نے کہا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اخبار کی اتباع نہیں کرتے تھے اس کے ابطال کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص حضرت امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحابہ کے مآخذ کو پہچانتا ہے وہ خطیب بغدادی کے قول کے بطلان کو پہچان جائے گا۔

اس کا بیان من حیث التفصیل یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ ناقص وضو ہے۔

اور قیاس چاہتا ہے کہ وہ ناقص وضو نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قہقہہ نماز سے باہر نجس نہیں لہٰذا وہ ناقص وضو نہیں۔

لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حدیث ضعیف کے مقابلہ میں قیاس کو ترک کیا اور حدیث ضعیف پر عمل کیا۔

ابن ھمام شارح ہوایہ فرماتے ہیں اس باب میں اسلم حدیث وہ ہے جس کو ابن عدی نے کامل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

ایک نابینا آدمی کنواں میں گر گیا تو بعض لوگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا:

"من ضحك في الصلوٰة قهقهة فليعد الوضوء والصلوٰة"

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج 3 حدیث نمبر 1027)

یعنی جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسا چاہیے کہ وہ وضو اور نماز لوٹائے۔

ابن ھمام فرماتے ہیں حدیث قہقہہ مرسلا ومسندا مروی ہے۔

فتح القدیر ج اوّل ص 46

امام خوارزمی فرماتے ہیں یہ حدیث اگر چہ ضعیف ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور اس حدیث کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا یعنی نماز میں قہقہہ کا غیر نماز پر قیاس کرنا' برخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور فرمایا نماز میں قہقہہ ناقص وضو نہیں۔

شیخ ابراہیم حلبی نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی المعروف بہ کبیری میں فرمایا۔

"وحد القهقهة قال بعضهم ما يظهر فيه القاف والهاء سكورتين"

قہقہہ کی حد کے متعلق بعض نے کہا: یہ ہے کہ جس میں قاف اور ہا دو دو بار ظاہر ہوں اور علامہ ابن العابدین شامی نے "ردالمحتار فی شرح درمختار" میں کہا لغت میں معروف یہ ہے کہ وہ کہتے قہ' قہ اور اصطلاح میں یہ ہے کہ جو اس کو خود بھی سنائی دے اور اپنے پاس والوں کو بھی سنائی دے۔

اس کے بعد فرمایا: حلیہ میں کہا میں اظہار قاف اور ھاء کی شرط لگانے کی تصریح پر واقف نہیں ہوسکتا۔

کبیری ص 140 ردالمحتار ج اوّل ص 107

اس سے معلوم ہوا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیاس پر احادیث ضعیفہ کو مقدم سمجھتے تھے لیکن خطیب بغدادی اور اس کے

ساتھیوں کی یہ رائے ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بعض احادیث پر عمل نہیں کیا جن پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس کے مقالہ میں ان احادیث کو ترک کیا ہے اور انہیں یہ معلوم نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو ان سے اصح احادیث کی وجہ سے چھوڑا ہے نہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قیاس کی وجہ سے ان احادیث کو ترک فرمایا ہے۔

یہ بندۂ ناچیز چند احادیث بمتعلقہ نماز بطور نمونہ تحریر کرتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو چھوڑا جس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا اور ان احادیث پر عمل کیا جو ان احادیث سے اصح ہیں جن پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا۔

امام ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تیس احادیث نقل فرمائی ہیں۔ میں صرف وہ احادیث مبارکہ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا جن کا تعلق نماز سے ہے اگر تمام احادیث کو ملاحظہ کرنا چاہو تو اصل کتاب ''جامع المسانید'' (ج اوّل ص 43 تا 53 مطالعہ فرماؤ)

حدیثِ قلتین

1- ان میں سے ایک حدیث قلتین ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا هناد نا عبدة عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبدالله بن عمر وعن بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يسال عن الماء يكون في الفلاة من الارض وما ينوبه من السباع والدوآب قال اذا كان الماء قلتين يحمل الخبث.(ترمذی شریف ص 14)

اس حدیث کو ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' امام احمد' ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ سے صحرا میں پانی کے متعلق پوچھا کہ اس پانی پر باری باری درندے اور چوپائے آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب پانی دو قلہ ہو تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا (یعنی اس پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی جب تک کہ ان کا رنگ بو اور مزہ متغیر نہ ہو)

ابن ھمام نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قلہ اڑھائی مشکیزہ اور دو قلعہ پانچ مشکیزہ کا اندازہ لگایا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے پانچ صد رطل بغدادی کا وزنا اندازہ لگایا ہے۔ ار علامہ حلبی صاحب کبیری نے بھی پانچ سو رطل بغدادی لکھا ہے۔

علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

قلہ : بڑے مٹکہ کو کہتے ہیں جس میں اڑھائی مشکیزہ پانی کے مقدار ہو اور اس کو ''قربہ'' کہتے ہیں اور قربہ کی مقدار بڑے مٹکہ کی ہے اور ہمارے دیار میں جو متعارف ہے وہ یہ کہ اس میں پچاس من پانی آتا ہے اور ''قلتین'' پانچ مشکیزہ ہوا۔ چنانچہ

''قلتین'' پانی کی کل تعداد دوسو پچاس من ہوئی۔ فتح القدیر ج اول ص 67 کبیری ص 92 اشعۃ اللمعات ج اوّل ص 263

اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند اور متن میں اضطراب ہے۔

اس لیے علی بن مدینی جو ائمہ حدیث کے امام اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ ہیں وہ کہتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا بت ہی نہیں ہے۔ علامہ علی بن مدنیں فرماتے ہیں یہ اجماع صحابہ کے خلاف ہے کہ ایک حبشی چاہ زمزمہ میں گر کر مر گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے چاہ زمزم کا پورا پانی نکالنے کا حکم دیا اور یہ حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی موجودگی میں دیا اور ان میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔

اشعۃ اللمعات ج اوّل ص 263

حدیث زنگی (حبشی) کو ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الاثار میں بھی روایت کیا ہے۔

شرح معانی الاثار الطحاوی ج اوّل ص 19

علامہ حلبی نے لکھا ہے:

و فی البدائع عن ابن المدینی لا یثبت حدیث القلتین' فبطل الاستدلال به علی المراد۔

کبیری ص 94

یعنی بدائع میں علی بن مدینی سے مروی ہے کہ حدیث قلتین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں چنانچہ مراد پر اس سے استدلال باطل ہوا۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

''اوھو یضعف عن احتمال النجاسۃ''

یعنی حدیث میں ''لم یحمل الخبث '' سے مراد یہ ہے کہ تھوڑا پانی نجاست کے اٹھانے سے عاجز ہے۔ یعنی وہ نجس و ناپاک ہے اسی طرح شروح ہدایہ میں ہے۔

فتح القدیر ج اوّل ص 67

خلاصہ مقصود یہ ہے محدثین کرام کی یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آب ''قلتین'' نجاست کے اٹھانے سے عاجز ہے اور وہ ناپاک ہے اور یہ توجیہ ان احادیث صحیحہ کے ساتھ موافقت کے لیے ہے۔

الموفق بن احمد مکی نے ارقام فرمایا۔

عن محمد بن یزید سمعت المختار بن سابق الحنظلی سمعت ابا یوسف یقول سألنی ابی حنیفۃ عن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ''اذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثاً''

الموافق ج اوّل ص 123

مامعناه فجعلت اقول فيه اقاويل لا يرضاها. الخ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''اذا كان الماء قلتين لم يحمل خبثا''

کے متعلق پوچھا' کہ اس کا معنی کیا ہے چنانچہ میں نے اس کے متعلق چند اقوال پیش کیے جن کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ناپسند فرمایا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔آپ کے نزدیک اس کا معنی کیا ہے۔امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ جب جاری پانی ''قلتین'' ہو۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کھڑا ہوا اور آپ کے سر کو بوسہ دیا اور اس معنی کی تعریف کی اور خوشی سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے حدیث قلتین ساعت فرمائی جس سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے۔لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ اس سے صحیح حدیث پر عمل کیا ہے جس کے اخراج پر شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم متفق ہیں' وہ حدیث یہ ہے:

ابوهريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لال يبولن احدكم فى الماء الدائم الذى لايجرى

ثم يغتسل فيه بخاری شریف کتاب الوضو باب البول في الماء الدائم 'مسلم شریف ج اول کتاب الطهارت ص 138

ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی رکے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پیشاب نہ کرے اور پھر اس پانی سے وہ نہائے۔

امام طحاوی نے اس حدیث کو دس طرق سے تخریج کیا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

الاول احتج به اصحابنا ان الماء الذى لا يبلغ الغدير العظم اذا وقعت فيه نجاسة لم يجوز الوضوء به قليلًا كان او كثيرًا. الخ عمدة القاری ج سوم ص 168

یعنی ہمارے اصحاب (احناف) نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جو پانی بہت بڑے تالاب تک نہ پہنچے جب اس میں کوئی نجاست واقع ہو جائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر وہ پانی ناپاک ہے اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔اس لیے کہ حدیث مطلق ہے اور یہ اپنے اطلاق کی وجہ سے کثیر و قلیل اور قلتین اور اس سے اکثر کو شامل ہے۔

اس تحقیق سے یہ واضح اور ظاہر ہو گیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا جس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے زیادہ اصح حدیث پر عمل کیا جس کو شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیحین میں تخریج کیا۔

خطیب بغدادی اور ان کے امثال یہ سمجھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کو ترک کر کے قیاس پر عمل کیا ہے ان کے

نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث پر عمل کیا صحیح ہے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قیاس کو حدیث پر ترجیح نہیں دی بلکہ اس حدیث پر عمل کیا جو اس حدیث سے اصح ہے جس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا۔

نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا بیان

2- وہ احادیث جو بسم اللہ الرحمٰن کے جہر میں واقع ہوئی ہیں۔ خطیب بغدادی اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس کے سبب ان کی مخالفت کی (یعنی قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھا) لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان پر عمل اس لیے نہیں کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہیں۔

اور نہایت ہی تعجب ہے علی بن عمر دارقطنی پر جنہوں نے تعصباً بسم اللہ کے جہر میں ایک کتاب لکھی اور اس میں احادیث موضوع لائے چنانچہ محدثین نے دارقطنی کی اس کتاب کا انکار کر دیا اور علماء محدثین نے اس پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ جب علی بن عمر دارقطنی مصر تشریف لائے تو بعض مالکیہ نے ان سے کہا: تجھے اس اللہ عزوجل کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح ہے۔ علی بن عمر دارقطنی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''الجھر بالتسمیة'' میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ اس لیے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان پر عمل نہیں کیا بلکہ اس صحیح حدیث پر عمل کیا جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے بھی اپنی صحیحین میں بالاتفاق تخریج کیا۔ وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبه عن قتادہ عن انس بن مالك ان النبی صلی اللہ علیه وسلم وابابکر وعمر رضی اللہ عنھا کانوا یفتتحون الصلوٰۃ (بالحمدللہ رب العالمین)

(بخاری شریف کتاب الاذن باب ما یقراء بعدالتکبیر' مسلم شریف کتاب الصلوۃ ج اوّل ص 172

اور مسلم شریف کے لفظ یہ ہیں:

وعن قتادہ انه کتب الیه یخبرہٗ عن انس بن مالك انه حدثه قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیه وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب العالمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی اوّل قراۃ ولا فی آخرھا۔ حوالہ مذکور

یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور سب ''الحمدللہ رب العالمین'' سے نماز کا آغاز کرتے تھے۔ اور وہ نہ اولی قرأت میں اور نہ ہی سورۂ فاتحہ کے آخر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ (یعنی الحمد کے اول وآخر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے)

مسلم شریف کی دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا محمد بن مثنی وابن بشار کلاھما عن غفور قال ابن مثنی نا محمد بن جعفر قالنا شعبة قال سمعت قتادة یحدث عن انس قال صلیت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منهم یقرأ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم۔

مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ ج اوّل ص172

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

علامہ نوری اس حدیث کے ضمن ارقام فرماتے ہیں:

فی اسنادہ قتادة عن انس وفی الطریق الثانی قیل القتادة اسمعته من انس قال نعم۔ حوالہ مذکورہ

اس اسناد میں قتادہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں اور طریق ثانی میں ہے قتادہ سے کہا گیا کیا تم نے حضرت انس سے سنا ہے۔ قتادہ نے کہا: جی ہاں سنا ہے۔

امام نوری فرماتے ہیں یہ قتادہ کے سماعت کی تصریح ہے چنانچہ بوجہ تدلیس کے ارسال کا جو خوف تھا وہ منتفی ہوا۔

شیخ کمال الدین المعروف بابن ہمام فرماتے ہیں:

فی صحیح ابن خزیمه وابن حبان والنسائی عن نعیم المجمر صلیت وراء ابی هریرة رضی اللّٰه عنه فقراء بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ثم قراء بأم القرآن۔ الخ

فتح القدیر ج اوّل ص254

صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان اور نسائی میں نعیم المجمر کے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر اس کے بعد الحمد شریف پڑھی تھی کہ والا الضالین تک پہنچے۔ آخر حدیث تک۔

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث نقل کی کہ نبی اکرم ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند پڑھتے تھے۔

آخر میں ابن ہمام لکھتے ہیں۔

قال بعض الحفاظ لیس حدیث صریح فی الجهر الاوفی اسنادہ مقال عند اهل الحدیث، حوالہ مذکور

بعض حفاظ نے فرمایا: بسم اللہ کے جہر میں کوئی حدیث صریح نہیں ہے مگر اس کی اسناد میں مقال ہے۔ اس لیے اصحاب سانید مشہورہ اربعہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کوئی حدیث تخریج نہیں کی۔ باوجود اس کے کہ ان کی کتب احادیث ضعیفہ پر مشتمل ہیں۔ ابن تیمیہ نے کہا۔ ہم نے دارقطنی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: بسم اللہ کے جہر میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

حازمی نے کہا: احادیث جہر اگر چہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ماثورہ ہیں لیکن اکثر احادیث شوائب سے سالم نہیں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل کیا جو اصح ہیں اور ان کی احادیث کو چھوڑ دیا جن کی اسناد میں احتمال ہے اور وہ عیوب سے سالم نہیں ہیں۔

خطیب بغدادی اور ان کے ہمنوا کی عبارت دیکھیں کہ انہوں نے بے سوچے سمجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کر دیا کہ انہوں نے احادیث بالجہر کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا۔ یہ کتنا عظیم بہتان اور تعصب ہے حالانکہ معاملہ اس کے سراسر خلاف ہے وہ یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل کیا جو اصح ترین ہیں۔ اور فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہ پڑھیں۔

علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے جو ارقام فرمایا وہ بھی سماعت فرمائیں۔

و ما میگویم کہ مراد نفی جہر است بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ نفی قرأت قرأت آں۔

اشعۃ اللمعات ج اوّل ص 400

علامہ عبدالحق محدیث دہلوی فرماتے ہیں ہم کہتے ہیں اس سے مراد نفی جہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے نہ کہ اس کے قرأت کی نفی ہے اور یہ بالتحقیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت شدہ ہے کہ وہ بسملہ کو بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے اگر چہ نماز جہری ہو۔

آخر میں ارقام فرماتے ہیں:

چنانچہ ظاہر شد کہ مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اصح وارجح است۔ حوالہ مذکور

چنانچہ ظاہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اصح اور ارجح ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق جو محققانہ گفتگو فرمائی ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ فرماتے ہیں:

ان ھذاالحدیث رواہ عن انس رضی اللہ عنہ جماعۃ منھم قتادہ واسحاق بن عبداللہ ومنصور بن زاذان۔ الخ

اس حدیث کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے ان میں سے حضرت قتادہ، اسحاق بن عبداللہ، منصور بن زاذان، ایوب سختیانی، (علی اختلاف فیہ) ابومغامہ قیس بن عبایہ حنفی، عائذ بن شریح (بخلاف حسن بصری، ثابت بنانی، حمید الطویل اور محمد بن فوح ہیں۔

حدیث قتادہ کو بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔ حدیث اسحاق بن عبداللہ کو مسلم و بخاری نے حضرت انس سے تخریج کیا ہے۔

"صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر الحدیث"

حدیث منصور کو نسائی نے اور حدیث ایوب سختیانی کو شافعی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے اور

حدیث ابو مغامہ کو بیہقی نے تخریج کیا ہے لفظ ''لا یقرون'' یعنی وہ بالجہر تسمیہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور حدیث عائذ بن شریح کو دار قطنی نے ورایت کیا ہے اور حدیث حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو طبرانی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ ''لفظہ'' ''کان یسر بھا''۔

یعنی وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے اور حدیث ثابت بنانی کو بیہقی اور طحاوی نے ''من حدیث شعبة عن ثابت عن انس'' ذکر کیا ہے۔

''لفظہ لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا عمر یجھرون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یعنی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے اور حدیث حمید الطویل کو طحاوی نے تخریج کیا ہے اور محمد بن نواح کی حدیث کو بھی طحاوی نے تخریج کیا ہے۔

امام طحاوی نے بطرق کثیرہ اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا اور اس کے بعد فرمایا۔

فثبت بتصحیح ھٰذہ الاثار ترك الجھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وذکرھا سرا.

شرح معانی الاثار ج اوّل ص 140

فرماتے ہیں ان آثار کے صحیح ہونے سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بآواز بلند ترک کرنا اور ان کا آہستہ پڑھنا ثابت ہوا۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

النوع الثانی فی اختلاف الفاظ ھٰذا الحدیث فلفظ النجاری مامر دلفظ السلم فقد سر. الخ

دوسری قسم اس حدیث کے الفاظ کے اختلاف کے بیان میں لفظ بخاری اور مسلم گزر چکا ہے۔ اس حدیث کو نسائی، احمد، ابن حبان اور دار قطنی نے بھی روایت کیا ان کے الفاظ یہ ہیں۔

''فکانوا لا یجھرون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

یعنی وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔

ابن حبان نے یہ اضافہ کیا۔

''ویجھرون بالحمد للہ رب العالمین''

یعنی وہ سورۂ فاتحہ کو بآواز بلند پڑھتے تھے۔

نسائی اور ابن حبان کے یہ لفظ بھی ہیں۔

''فلم اسمع احدا منھم یجھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

یعنی میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

اور ابویعلی کی مسند میں لفظ یہ ہیں۔

''فکانوا یفتتحون القرأۃ فیما یجھر بہ بالحمد للہ رب العالمین''

یعنی جن نمازوں میں قرأت بآواز بلند پڑھی جاتی ہے ان نمازوں میں وہ سورۂ فاتحہ سے آغاز کرتے تھے۔
اور طبرانی کا معجم میں، ابونعیم کا حلیہ میں، اور ابن خزیمہ کا ''مختصر المختصر'' میں لفظ یہ ہیں۔

''فکانو یسرون بسم اللہ الرحمن الرحیم''
یعنی وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے۔
علامہ عینی فرماتے ہیں ان تمام روایات کے رجال ثقات ہیں صحیح ہیں ان سے روایت کر لیا گیا ہے۔
اس کے بعد فرماتے ہیں:

اصحاب صحاح نے جو حدیث حضرت انس بن مالک سے تخریج کی ہے اس کے علاوہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کے اور بھی طرق ہیں اور ان کے الفاظ ایک معنی کی طرف راجع ہیں جو ایک دوسرے کے مصدق ہیں اور یہ سات الفاظ ہیں۔

1- کانوا یستفتحون القراۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
2- فلم اسمع احدا منھم یقول اویقرا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
3- فلم یکونوا یقرء ون بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
4- فلم اسمع احد امنھم یجھر بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔
5- فکانوا لایجھرون بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔
6- فکانوا یستفتحون القراۃ بالحمد للّٰہ رب العالمین۔
7- فکانوا یستفتحون القراۃ بالحمد للّٰہ رب العالمین۔

اور اس لفظ کو خود خطیب بغدادی نے صحیح کہا ہے۔
اس کے بعد علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

واحادیث الجھر وان کثرت رواتھا وکلھا ضعیفہ واحادیث الجھر للسیت مخرجۃ فی الصحاح ولافی المسانید المشھورۃ۔ الخ

احادیث جہر اگر چہ ان کے رواۃ بکثرت ہیں لیکن وہ سب کے سب ضعیف ہیں اور احادیث جہر نہ ہی صحاح میں اور نہ ہی مسانید مشہورہ سے تخریج کی گئی ہیں اور احادیث جہر کو اکثر حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ حاکم جن کا احادیث ضعیفہ بلکہ موضوع کو صحیح کہنا اور تساہل معروف ہے اور دارقطنی کی کتب احادیث غریبہ، شاذہ، معللہ سے مملو ہیں اور ان کی کتب میں کتنی ایسی احادیث ہیں جو دیگر کتب میں نہیں پائی جاتیں اور ان کے رواۃ میں کذابون ضعفا اور مجاہیل ہیں۔ ان کا بخاری و مسلم نے صحیحین میں حدیث انس سے جو روایت کیا ہے کے ساتھ معارضہ کیسے جائز ہے اور یہ حدیث وہ ہے جس کو بیشمار ائمہ ثقات

واثبات نے روایت کیا جن میں سے حضرت قتادہ ہیں جو اپنے زمانہ وادوع نے احفظ ہیں ان سے شعبہ روایت کرتے ہیں جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں اور اس کو امت نے قبول کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تعصب کے اپنی صحیح میں ایک حدیث بھی مذہب امام اعظم کے خلاف نہ لا سکے۔ انہوں نے جہر میں صحیح حدیث کے حاصل کرنے میں بہت مشقت اٹھائی یہاں تک کہ وہ اپنی صحیح میں اس کو تخریج کرسکیں لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے اور اس طرح مسلم نے بھی اس باب میں کوئی حدیث تخریج نہیں کی۔ عمدۃ القاری ج5 ص282 تا 291

علامہ بدرالدین عینی اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی تصریح سے یہ بات کالشمس الاظہر واضح اور ظاہر ہوگئی کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس کو احادیث پر مقدم نہیں سمجھتے تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کا انتخاب فرمایا جو اصح ترین تھیں۔

خطیب بغدادی اور ان کے ہمنواء کا یہ اعتراض کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث جہر بسملہ کو ترک کر کے قیاس پر عمل کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خطیب بغدادی وغیرہ نے جن احادیث پر عمل کیا وہ احادیث عیوب سے سالم نہیں اور ان میں مقال ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جملہ احادیث نقل فرمائیں اور ان کے عیوب وعلل کو واضح فرمایا۔ اگر ذوق طبع چاہے تو عمدۃ القاری کا مطالعہ فرمائیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جن احادیث سے استدلال فرمایا وہ سب صحیح ہیں اور ان کے روایت کرنے والے سب ثقات واثبات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت نے ان احادیث کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا۔

ثابت ہوا خطیب بغدادی اور ان کے امثال وغیرہ کا یہ اعتراض سراسر بہتان ہے اور اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حسد وتعصب کی بو آرہی ہے۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فاتحہ خلف الامام

3- ان میں سے وہ احادیث جو سورۂ فاتحہ کے متعلق وارد ہوئی ہیں مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "**لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب**" سوائے سورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہے (یعنی کامل نہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "**کل صلوٰۃ لم یقراء فیھا بفاتحۃ الکتاب فھو خراج غیر تمام**"

یعنی ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقصہ اور غیر تمام ہے۔ خطیب بغدادی وغیرہ نے گمان کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل نہیں کیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغیر سورۂ فاتحہ کی قرأت کے نماز صحیح ہے جب اس نے فاتحہ کے سوا دوسری قرأت کی۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں: خطیب بغدادی وغیرہ کو معلوم نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کے ساتھ عمل کیا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تو کل احادیث کو جمع فرمایا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناقصہ غیر تامہ ہے۔ اگر کسی نے اس کو عمداً ترک کیا وہ عاصی ہے اور اس کی نماز ناقصہ غیر تامہ ہے اور اگر اس نے بھول کر اس کو ترک کیا تو وہ سجدہ سہو کے ساتھ اس نقصان کو پورا کرے اور فرمایا: نماز کاملۂ فاضلہ نہیں مگر سورۂ فاتحہ کے ساتھ لیکن سورۂ فاتحہ کے ترک

کے ساتھ صحیح حدیث کی وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی اور وہ حدیث وہ ہے جس کا امت نے قبول کے ساتھ استقبال کیا ہے۔ اور صحیحین میں بخاری و مسلم اس کے اخراج پر متفق ہیں وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰ عن عبیداللّٰہ قال حدثنی سعید بن ابوسعید عن ابیه عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ای اٰخر الحدیث.

بخاری شریف کتاب الاذان باب وجوب القراۃ للامام والماموم فی الصلوات کلہا' مسلم شریف کتاب الصلوۃ ج اول ص 170

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ ایک شخص (خلاد بن رافع) بھی مسجد میں آیا اور وہ نماز پڑھنے لگا۔ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور فرمایا: جاؤ اور نماز (دوبارہ) پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی وہ واپس لوٹا اور نماز پڑھی جیسا کہ پہلے پڑھتی تھی۔ پھر وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام عرض کیا: (آپ نے سلام کا جواب دیا) اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی آپ نے تین بار اس طرح فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا' مجھے نماز پڑھنا سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر تحریمہ کہو پھر جو بھی قرآن آسانی سے پڑھ سکو وہ پڑھو پھر اطمینان سے رکوع کرو۔ پھر اطمینان سے رکوع سے سیدھا کھڑا ہو' پھر اطمینان سے سجدہ کرو' پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی تمام نمازوں میں (فرض ہوں خواہ نفل) اس طرح کرو۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''اقرأ ما تیسر معك من القرآن'' اس کے ساتھ عمل واجب ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ کے موافق ہے اللہ عزوجل نے فرمایا: ''فاقرء وما تیسر من القرآن'' اس لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ کے ترک سے نماز باطل نہیں ہوتی اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہے۔ انتھی کلام الخوارزمی۔

اقوال نماز میں سورۂ فاتحہ کے وجوب کے اثبات اور اس کی فرضیت کی نفی کے دلائل پیش خدمت ہیں۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من صلی صلوٰة لم یقرأ فیها بام القرآن فهی خراج ثلثا غیر تمام.

اس حدیث کو مسلم' امام مالک' ابوداؤد' ابن ماجہ' ترمذی' نسائی اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہیں پڑھی۔ آپ نے تین بار فرمایا وہ ناقصہ ہے اور غیر تمام ہے۔

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول کل صلوٰة لم یقرأ فیها بام الکتاب فهی خراج.

اس حدیث کو ابن ماجہ' طحاوی نے روایت کیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نماز میں ام الکتاب (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہے۔

یہ بات ضروری یاد رکھنی چاہیے کہ لفظ ''غیر تمام'' اور لفظ ''خراج'' جو ان دونوں حدیث صحیحہ میں آیا ہے یہ صراحتاً دلالت کر رہے ہیں کہ نماز سوائے سورۂ فاتحہ کے بھی ادا ہو سکتی ہے لیکن ناقص اور یہ بجنسہ حکم واجب ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ اگر سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا فرض ہوتا نبی اکرم ﷺ کبھی لفظ ''خراج'' یا ''غیر تمام'' نہ فرماتے جیسا کہ ظاہر ہے۔ بلکہ ''فھی باطل او مثل ذلك'' یعنی یہ فرماتے یہ نماز باطل ہے یا اس کی مثل اور کوئی لفظ استعمال فرماتے اور ارشاد فرماتے۔

اس لیے کہ ''خراج'' لغت میں بمعنی نقصان ہے جیسا کہ صراح وغیرہ میں مذکور ہے اور حدیث میں جو آیا ہے کہ

''کل صلوٰۃ لایقرأ فیھا بام الکتاب فھی خراج''

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ نماز ناقص ہے

اور اس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

مخرج الید ای ناقص الید

یعنی مخرج الید کا معنی ہے' ناقص الید۔

اور کل میں نقصان پائے جانے سے کل کی نفی لازم نہیں آتی۔

اس کے علاوہ نماز میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کی تخصیص کا قول اللہ تعالیٰ کے فرمان اور دیگر احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''فاقر و اماتیسر من القرآن''

یعنی جو بھی قرآن آسانی سے پڑھ سکو وہ پڑھو۔

اور احادیث مبارکہ یہ ہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الصلوٰۃ لا یصلح فیھا من کلام الناس انما ھی التسبیح والتکبیر وقرأۃ القرآن۔

اس حدیث کو مسلم' ابوداؤد' نسائی نے روایت کیا اور امام طحاوی نے متعدد اسانید سے اس کو روایت کیا ہے۔

یعنی نماز میں لوگوں کا کلام درست نہیں اس لیے کہ یہ نماز صرف تسبیح اور تکبیر اور قرآن پاک کی قراۃ کا نام ہے۔

اس طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اس سے قبل امام خوارزمی کے حوالہ سے مذکور ہو چکی۔

اذاقمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرا ماتیسر معك من القرآن ثم ارکع' الحدیث

یعنی جب تو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تکبیر کہہ' پھر جو بھی تیرے پاس قرآن پاک آسان ہے وہ پڑھ پھر رکوع کر' آخر حدیث تک

اس حدیث کو بخاری و مسلم' نسائی' ترمذی' طحاوی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نادفی المدنیة انه لا صلوٰة الا بقرأة ولو بفاتحة الکتاب"

اس حدیث کو ابوداؤد اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

یعنی مدینہ میں ندا کر دو کہ نماز نہیں ہے مگر قرأت کے ساتھ اگرچہ سورہ فاتحہ ہی ہو۔

پھر حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے انہوں نے کہا۔

صلیت خلف رهط من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم من الانصار فذکروا الصلوٰة وقالوا لاصلوٰة الابقرأة ولو بفاتحة الکتاب.

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کیا۔

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری اصحاب کی ایک جماعت کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے نماز کا ذکر کیا اور کہا نماز صرف قرأت قرآن سے ہے اگرچہ قرأت سورۂ فاتحہ ہو۔

چنانچہ یہ آیۂ مبارکہ اور احادیث صحیحہ جو بکثرت اس بات میں وارد ہوئی ہیں یہ صراحتاً اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ نماز میں مطلقاً قرأت قرآن ہی فرض ہے اور سورۂ فاتحہ کا بالتخصیص پڑھنا فرض نہیں اس لیے کہ سورۂ فاتحہ مطلق قرأت کا ایک فرد ہے۔

"فانظروا بنظر المنصفین ولاتکونن من الممترین"

اور وہ حدیث جو بخاری اور مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے وہ یہ ہے۔

"لاصلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب"

اور بعض روایات میں اس طرح ہے۔

"لاصلوٰة الابفاتحة الکتاب"

یعنی جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں مگر سورۂ فاتحہ کے ساتھ۔

یہ حدیث بچند وجوہ مرفوع ہے۔

1- یہ کہ یہ نفی' نفی ذات نہیں بلکہ نفی کمال ہے یعنی کمال نماز سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہے نہ یہ کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز جائز ہی نہیں۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاصلوٰة مجار المسجد الافی المسجد

یعنی مسجد کے ہمسایہ کی کامل نماز مسجد میں ہی ہے۔

"ولا صلوٰۃ الابحضرۃ الطعام"
یعنی طعام کی موجودگی میں نماز کامل نہیں۔

"لاایمان لمن لا أمانة له"
یعنی اس شخص کا ایمان ہی کامل نہیں جوامان تدار نہیں

اوراگران کا بظاہر معنی لیا جائے جیسا کہ "لاصلوٰۃ الابفاتحۃ الکتاب" کالیا گیا ہے تو معنی یہ ہوں گے۔ مسجد کے ہمسایہ کی مسجد کے سوا نماز جائز نہیں اور طعام کی موجودگی میں نماز جائز نہیں اور جو امین نہیں وہ صاحب ایمان نہیں یعنی وہ کافر ہے۔

جمہور علماء اہل سنت و جماعت بلکہ جملہ اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں بلکہ سب مخالف ہیں کہ جو امانت میں خیانت کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے اور کافر ہے۔ **واللہ یھدی الی سبیل الرشاد۔**

یہ قدر صرف تفصیلاً عرض کیا ہے اگر زیادہ کی تحقیق مقصود ہو تو پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جامع الصفیر مطالعہ فرمائیں۔

جس میں اس قبیل سے تقریباً دو سو اسّی احادیث مذکور ہیں کہ جن کے ابتداء میں لفظ "لا" موجود ہے۔

وہاں آپ کو معلوم ہوگا کہ کہاں نفی ذات مراد ہے اور کہاں نفی صفت کمال مراد ہے۔

لیکن مذکورہ حدیث "لاصلوٰۃ الابفاتۃ الکتاب" میں لفظ "لا" نفی صفت کمال کے لیے ہے نہ کہ نفی ذات کے لیے اس کی دلیل احادیث صحیحہ میں کلمہ "خراج" اور لفظ "غیر تمام" ہے

چنانچہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہرگز نماز میں فرضیت سورۂ فاتحہ ثابت نہیں ہے جیسا کہ مخالفین امام صاحب رضی اللہ عنہ کا خیال ہے۔

2- ان احادیث کے لیے اللہ عزوجل کے فرمان: "فاقرء واما تیسر من القرآن" کا عموم معارض ہے یعنی جو قرآن سے آسان ہو وہ پڑھو۔

چنانچہ اگر سورۂ فاتحہ کی فرصیت کی تخصیص کو تسلیم کر لیا جائے تو وہ اس آیہ کریمہ کے عموم سے منسوخ ہے اور فرض نہ رہی۔

3- یہ احادیث احاد ہیں جو قطیعت وفرضیت کا فائدہ نہیں دیتیں اور اگر قطعیت کی صورت میں ان کو بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو یہ احادیث آیت مبارکہ کے عموم اور احادیث صحیحہ جو اس سے قبل ذکر کی گئی ہیں کی مخالف ہوں گی بلکہ ناسخ اور یہ جائز نہیں تو لامحالہ وہ وجوب کا فائدہ دیں گے۔

چنانچہ علامہ ملا علی قاری نے جو رسالہ امام الحرمین کے جواب میں لکھا ہے اس میں فرماتے ہیں:

واما قوله عليه السلام لاصلوٰۃ الابفاتحة الكتاب فمحمول على الوجوب لانه خبر الواحد وهو الموجب للعمل دون العلم۔ الخ

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "لاصلوٰۃ الابفاتحۃ الکتاب"

یہ وجوب پر محمول ہے اس لیے کہ خبر واحد موجب عمل نہ کہ قطعی اور فرضی تو اس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی اور نفی سے کبھی نفی صفت کمال لی جاتی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان: ''لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد'' اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ واجب ہے۔

4- یہ کہ صرف ''لا'' جو حدیث میں مذکور ہے وہ اسم اور خبر کا مقتضی ہے۔ جیسا کہ علوم عربیہ کے ماہرین پر مخفی نہیں۔
چنانچہ اس کا اسم لفظ ''صلوٰۃ'' ہے اور اس کی خبر کو نبی اکرم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا تو اس اعتبار سے یہ حدیث پر در موول و متحمل ہوگی اور کسی چیز کی متضمن ہوگی۔ مثل لفظ ''کاملۃ او جائزۃ''
اگر اس خبر مقدر کو لفظ ''جائزۃ'' مفروض کر لیا جائے تو حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز جائز ہی نہیں
اور اگر خبر مقدر لفظ ''کاملۃ'' مفروض کر لیا جائے تو حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز کامل نہیں۔
چنانچہ آیت مبارکہ اور احادیث صحیحہ جو اس سے قبل مذکورہ ہو چکیں ان کی دلالت یہ ہے کہ خبر ''لا'' اس جگہ کلمہ ''کاملۃ'' ہو نہ کہ ''جائزۃ''
اس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ خبر ''لا'' نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں تو لا محالہ احادیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ موول ہوئیں اور بالذات کوئی چیز اس پر دلالت کرنے والی نہیں بلکہ احادیث عبادہ بن صامت ان احادیث کے تابعہ ہوں گی جو اس باب میں اقوی ہوں گی تو بالضرور احادیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آیت مبارکہ اور احادیث صحیحہ مذکوۃ الصدر کے تابع ہوں گی جو کہ اس باب میں صحیح ترین احادیث ہیں۔
5- یہ کہ بعینہٖ یہی حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ خبر ''لا'' خاص ''کاملۃ'' ہے نہ کہ کوئی اور

اس لیے کہ اس حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں۔
"لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعداً"
اس حدیث کو مسلم، ابوداؤد، نسائی وغیرہم نے روایت کیا۔
یعنی اس آدمی کی نماز کامل نہیں کہ جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اور سورۂ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھا۔
اور حدیث حضرت ابوسعید خدری بھی اس طرح ہے۔
قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مفتاح الصلوٰۃ الطھور وتحریمھا التکبیر، تحلیلھا التسلیم ولا صلوٰۃ لمن لا یقر بالحمد وسورۃ فی الفریضۃ وغیرھا۔
اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز میں اشیاء کو حرام کرنے والی تکبیر ہے اور اس سے باہر کرنے والا اسلام اور اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ اور ایک سورت نماز فرض وغیرہم فرض میں نہ پڑھی۔

اور وجہ دلالت یہ ہے کہ ان احادیث میں خبر ''لا'' کلمہ ''کاملة'' ہے نہ کہ ''جائزة'' اس پر اکثر امت کا اجماع ہے کہ اگر اس جگہ جز ''لا'' مقدر ''جائزۃ'' مان لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ جب تک نماز میں سورۂ فاتحہ اور کچھ قرآن پاک نہ پڑھا جائے نماز جائز ہی نہیں اور یہی معنی بالاجماع باطل ہے اس لیے کہ ضم صورت یا فاتحہ کسی مذہب میں بھی فرض نہیں۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جمیع الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ خبر ''لا'' ''کاملة'' ہے نہ کہ ''جائزة'' تو احادیث صحیحہ اور آیۂ مبارکہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ نماز میں مطلقاً قرآن کی قرأت فرض ہے اس میں سورۂ فاتحہ کی کوئی تعیین و تخصیص نہیں۔

اور یہی مطلوب ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

منقول از سیف المقلدین علامہ عبدالجلیل پشاری حصہ دوم ص 14

اس کے علاوہ وہ حدیث سماعت فرمائیں جس سے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا ثابت ہے وہ حدیث یہ ہے:

ابوحنیفة عن موسیٰ بن ابی عائشه عن عبدالله بن شداد عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من کان له امام فقراة الامام له قرأة.

مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ص 60-61 مؤطا امام مالک ص 98

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد بن ہاد سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا امام ہو (اور مؤطا کے لفظ یہ ہیں ''من صلی خلف الامام'' جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی) تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بطرق کثیرہ مروی ہے۔ تمام طرق اگر دیکھنا چاہیں تو اس فقیر کی کتاب ''قرأت خلف الامام'' مطالعہ فرمائیں وہ نہایت تحقیقی کتاب ہے۔

ابن ہمام شارح ہدایہ اور مفسر عظیم سید محمود آلوسی بغدادی نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھا ہے۔

اس حدیث کے مرفوع ہونے کی تضعیف کرنے والوں مثلاً دار قطنی، بیہقی، ابن عدی وغیرہم نے بھی یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور صحیح ہے اس لیے کہ حفاظ محدثین کرام مثل سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، ابوالاحوص، شعبہ بن حجاج، اسرائیل، ...یک، جریر، ابی الزبیر، عبد بن حمید اور دیگر کبرائے محدثین نے اس حدیث کو بطریق موسیٰ بن ابی عائشہ عبداللہ بن شداد سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو مرسلاً روایت کیا ہے۔

جبکہ یہ حدیث تمام ائمہ کے نزدیک مرسلاً صحیح ہے تو مرسل بھی ہمارے نزدیک حجت ہے۔ لیکن ان ہی کبرائے محدثین سے یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے اور یہ کہنا کہ ان سے یہ حدیث صرف مرسلاً مروی ہے مرفوعاً نہیں غیر صحیح ہے۔ اب ان سے مرفوعاً بھی یہ حدیث سماعت فرمائیں۔

اخرج احمد بن منیع فی مسنده اخبرنا اسحاق الازرق، حدثنا سفیان وشریك عن موسیٰ بن

ابی عائشه عن عبدالله بن شداد بن الهاد عن جابر عن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم٬ من کان له امام فقراة الامام له قرأة.

یعنی جس کا امام ہوتو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

اس حدیث کی اسناد علی شرط شیخین صحیح ہے۔

اس حدیث کی عبد بن عبدالحمید نے بھی روایت کی ہے۔

انہوں نے کہا:

حدثنا ابونعیم حدثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم فذکره.

یعنی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: امام کی قرأت مقتدی کی ہی قرأت ہے۔

اس حدیث کی اسناد علی شرط مسلم صحیح ہے۔

اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

حدثنا مالك بن اسماعیل عن حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم٬ قال

"کل من کان له امام فقرأته له قرأة"

مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ص 377

حافظ ماردینی نے "جوہرالنقی" میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے اور کیسے نہ ہو اس کے جملہ رجال ثقات ہیں۔

جوہرالنقی فوزیل سنن الکبریٰ ج دوم ص 159

معلوم ہوا یہ حدیث مبارکہ کبرائے محدثین سے بسند صحیح مرفوعاً مروی ہے۔ ابن ہمام اور سید محمود الوسی فرماتے ہیں جب یہ حدیث صحیح ہے تو واجب ہوا کہ جس طرح آیت مبارکہ "فاقرء واماتیسر من القران" کے عموم اور حدیث "لاصلوٰۃ الا بفاتحة الکتاب" کے عموم کو مطلقاً خصم (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک خاص کرنا جائز ہے اور مقتدی سے اس کو خارج کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک بھی اس طرح ہے کہ جب اس عموم سے بعض کو خاص کرلیا گیا اور وہ اجماعاً رکوع کا پالنے والا رکعت کا پالینے والا ہے اور اس کے بعد حدیث مذکور "قراۃ الامام قراۃ له" کے ساتھ مقتدی کو خاص کرنا جائز ہے۔

یعنی حدیث عبادہ بن صامت "لاصلوٰۃ الابفاتحة الکتاب" کے عموم سے مقتدی خارج ہے۔

اب حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں مگر مقتدی۔ کیونکہ امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

تفسیر روح المعانی جز 9 ص 151 فتح القدیر ج اوّل ص 294

علامہ بدرالدین عینی ﷫ فرماتے ہیں:

روی منع القرأۃ خلف الامام عن ثمانین من الصحابۃ الکبار منھم المرتضی والعبادلۃ الثلاثۃ۔ الخ

(عمدۃ القاری ج 6 ص 13)

یعنی امام کے پیچھے قرأت کی کبار اسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ممانعت مروی ہے ان میں سے حضرت علی ﷜ اور عبادلہ ثلاثہ بھی ہیں اور باقی کے اسماء اہل حدیث کے نزدیک مرقوم ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام ﷢ کا اتفاق بمنزلہ اجماع ہے۔ اس لیے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے۔ قرأت خلف الامام کے ترک پر صحابہ کرام ﷢ کا اجماع ہے اور اس کا اجماع نام رکھنا باعتبار اکثر کے اتفاق کی وجہ سے ہے اور ہمارے نزدیک اس طرح کے اتفاق کو اجماع ہی سے موسوم کیا گیا ہے۔

شیخ امام عبداللہ بن یعقوب حارثی سیذمونی نے اپنی کتاب ''کشف الابرار'' میں عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ یعنی زید بن اسلم سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کرام ﷢ قرأت خلف الامام سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین۔ عمدۃ القاری ج 6 ص 13

لہٰذا جملہ کلام کا خلاصۃ المرام یہ ہے کہ خطیب بغدادی وغیرہ نے امام صاحب ﷜ پر جو اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے ان احادیث پر عمل نہیں کیا جن پر امام شافعی نے عمل کیا اور انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور احادیث پر قیاس کو ترجیح دی۔ یہ ایک نہایت ہی عظیم بہتان ہے جو امام صاحب ﷜ پر باندھا گیا ہے۔ امام صاحب ﷜ نے تو دونوں احادیث کو جمع کر کے ان پر عمل کیا ہے جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا اس مسئلہ کی نہایت عمدۃ تحقیق مع اعتراضات وجوبات اس ناچیز کی کتاب ''قرأت خلف الامام'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ جملہ شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔

اختلافِ تشہد

4- ان میں سے تشہد ابن عباس ﷠ والی حدیث ہے، خطیب بغدادی اور ان کے ہم مشربوں نے یہ گمان کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ ﷜ نے اس حدیث کو اپنی رائے اور قیاس سے چھوڑ دیا۔ انہیں معلوم نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ ﷜ نے اس حدیث سے اصح حدیث پر عمل کیا۔

حضرت ابن عباس ﷠ کا تشہد یہ ہے۔

حضرت ابن عباس ﷠ کی حدیث کو سوائے امام بخاری ﷫ کے ائمہ صحاح ستہ نے تخریج کیا ہے۔

عن سعید ابن جبیر وطاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشھد کما یعلمنا السورۃ من القرآن وکان یقول التحیات المبارکات

الصلوٰت الطيبات للّٰه السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمد أعبده ورسوله.

مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' ابوداؤد' نسائی' کتاب الصلوٰۃ باب التشہد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی اختیار ہے کہ تشہد ابن عباس ہی پڑھا جائے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تشہد

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام مالک نے ''مؤطا'' میں تخریج کیا ہے۔

حدثني يحيىٰ عن مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عبدالرحمن القارى انه سمع عمر بن الخطاب وهو على المنبر يعلم الناس التشهد يقول قولو ا التحيات للّٰه الزاكيات للّٰه الطيبات الصلوٰت للّٰه السلام عليك ايها النبي. الخ'

(مؤطا امام مالك ج اوّل ص 185 باب 53 التشهد فى الصلوٰة)

اور تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما یہ ہے۔

اور حدیث ابن مسعود کو صحاح ستہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی کے لفظ یہ ہیں۔

حدثنا يعقوب بن ابراهيم الدروقى عبيدالله الاشجعى عن سفيان الثورى عن ابى اسحاق عن الاسود بن يزيد عن عبدالله بن مسعود رضى اللّٰه عنه قال علمنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذقعدنا فى الركعتين ان نقول التحيات للّٰه والصلوٰت والطيبات السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله.

قال ابوعيسىٰ حديث ابن مسعود قد روى عنه من غيروجه وهو اصح حديث عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى التشهد والعمل عليه عند اكثر اهل العلم من اصحاب النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ومن بعد هم من التابعين وهو قول سفيان الثورى وابن المبارك واحمد واسحاق.

ترمذی شریف مطبوعہ منشی نور کشور ص 54-55

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے دوسری وجہ سے بھی مروی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد میں یہ اصح حدیث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے اور یہی سفیان ثوری' ابن مبارک احمد اور اسحاق کا قول ہے۔

اور یہ امام ابوحنیفہ اور احمد رحمہما اللہ علیہما کا اختیار ہے کہ نماز میں تشہد ابن مسعود پڑھنا چاہیے۔

اب دیکھیں کہ خطیب بغدادی اور ان کے ہمنواؤں کا پول کھل گیا۔ وہ کہتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ترک کیا ہے جس میں تشہد ابن عباس ہے اور اپنی رائے اور قیاس پر عمل کیا ہے

امام ابوعیسیٰ ترمذی تشہد میں نبی اکرم ﷺ سے یہ اصح حدیث ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے بیان کررہے ہیں۔

کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اصح ترین حدیث پر عمل کیا ہے یا اپنی رائے اور قیاس سے حدیث کو ترک کیا ہے اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تشہد ابن مسعود کو اختیار فرمایا۔

کیونکہ یہ تشہد بنسبت دیگر کے اصح ہے' اور اس پر جمہور کا عمل ہے۔ اور الفاظ تشہد کے اختلاف کی بنا پر حدیث تشہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

علامہ قسطلانی نے ان کے اسماء گرامی جو نقل فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

حضرت ابن مسعود' ابن عباس' عمر بن خطاب' عبداللہ بن عمر' ام المومنین حضرت عائشہ' جابر بن عبداللہ' ابوسعید خدری' ابوموسیٰ اشعری' سلیمان فارسی رضی اللہ عنہم اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ہی اضافہ کیا ہے۔

عبداللہ بن زبیر' معاویہ بن سفیان' سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور ابی حمید رضی اللہ عنہم۔

ارشاد الساری ج دوم ص554' عمدۃ القاری ج6 ص112

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے تشہد ابن مسعود کے مرجع ہونے کے متعلق مختلف شروح بخاری اور کتب فقہ سے وجوہ ترجیح نقل فرمائی ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد بخاری کی شروح اور کتب فقہ کے حوالہ جات پیش کیے جائیں گے تاکہ اصل کتاب سے وجوہ ترجیح سے استفادہ کیا جاسکے۔

وھناك وجوہ آخر ترجح تشھد ابن مسعود علیٰ غیرہ' الخ

یہاں دیگر وجوہ ہیں جو تشہد ابن مسعود کو غیر پر ترجیح دیتی ہیں۔

1- حضرت ابن مسعود کی حدیث اصح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا: تشہد میں یہ حدیث اصح ہے۔

2- بزار نے کہا: میرے نزدیک تشہد میں اصح حدیث' حدیث ابن مسعود ہے جو بیس اور چند وجہ سے مروی ہے۔ جس میں سے امام طحاوی نے اپنی کتاب ''شرح معانی الآثار'' میں حدیث ابن مسعود کو بارہ طریق سے تخریج کیا ہے۔

بزار فرماتے ہیں معلوم نہیں کہ رسول ﷺ سے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کوئی حدیث اثبت اور باعتبار اسناد اصح اور باعتبار رجال اشہر روایت کی گئی ہو۔ مسلم نے کہا: لوگوں کا صرف تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما پر اجماع ہے۔ اس لیے کہ اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہما میں سے کسی کا بھی ایک دوسرے سے اس میں اختلاف نہیں۔

3- محمد بن یحییٰ ذہلی نے فرمایا: تشہد میں جتنی احادیث مروی ہیں ان میں سے حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اصح ہے۔ میں نے تشہد ابن مسعود سے کوئی احسن تشہد نہیں سنا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔

4- طبرانی نے معجم کبیر میں بریدہ بن خصیب سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا میں نے تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے احسن کوئی تشہد نہیں سنا۔

5- ائمہ ستہ لفظاً ومعناً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تخریج پر متفق ہیں اور یہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ائمہ ستہ لفظاً ومعناً کسی حدیث کی تخریج پر متفق ہوں اور تشہد ابن عباس افراد مسلم سے ہے۔

6- اس حدیث میں تعلیم کی تاکید ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قاسم سے اس کی تخریج کی۔ انہوں نے کہا: علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حدیث بیان کی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ان کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر تشہد کی تعلیم دی اور یہ دیگر تشہد میں نہیں ہے۔

7- اس میں حرف ''واؤ'' کا اضافہ ہے اور یہ تجدید کلام کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ ''واؤ'' معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغائرت کی مقتضی ہے چنانچہ ہر جملہ مستقل ایک ثنا ہوگا۔ برخلاف حرف ''واؤ'' کے کہ ہر جملہ پہلے جملہ کی صفت ہوگا۔

8- زیلعی ابن ہمام اور ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ خصیف سے تخریج کیا کہ انہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ تشہد میں اختلاف کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو لازم پکڑو۔

9- تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے موافقت کی ہے۔

طحاوی شریف ج اوّل ص 180 تا 183 مؤطا امام محمد ص 110 حاشیہ نمبر 4

عمدۃ القاری ج 6 ص 114 ارشاد الساری ج دوم ص 554

فتح الباری ج دوم ص 315 زرقانی علی المؤطا ج اوّل ص 187 فتح القدیر شرح ہدایہ ج اوّل ص 273

مذکورہ تمام وجوہ ترجیح آپ ان کتب سے دیکھ سکتے ہیں۔

تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی وجہ ترجیح سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو جو اختیار فرمایا وہ صحیح ہے اور بہ نسبت دیگر تشہد کے تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما وہ ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کے اکثر اہل علم کا عمل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا اس پر اجماع ہے۔

اس سے حسد خطیب بغدادی کا بھی پول کھل گیا جو کہتے ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اپنی رائے کو ترجیح دی اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر عمل نہیں کیا۔ خطیب بغدادی کو معلوم نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اصح ترین حدیث جس پر ائمہ ستہ متفق ہیں پر عمل کیا اور اب تک لوگ اس پر عمل پیرا ہیں اور قیامت تک اسی پر عمل کرتے رہیں گے۔

حافظ عسقلانی اور بدرالدین عینی نے لکھا ہے۔

اگر کہا جائے کہ ''قولہ اسلام علیك ایھا النبی'' میں غیبت سے خطاب کی طرف عدول میں کیا حکمت ہے۔

اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

ویحتمل ان یقال علی طریق اهل العرفان' ان المصلین کما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن هم بالدخول فی حریم الحی الذین لایموت فقرت اعینهم بالمناجات فنبهوا علیٰ ان ذٰلك بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعة فالتفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیہ قائلین اسلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاة۔

(فتح الباری ج دوم ص314 عمدۃ القاری ج6 ص111)

حافظ عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی رحمہما اللہ تعالیٰ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ اہل عرفان کے طریق پر یوں کہا جائے کہ نماز پڑھنے والے جب التحیات کے ذریعہ باب ملکوت کھولنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو ان کو اس ذات کے حریم (قصر شاہی کے اردگرد وسیع جگہ اور ہر وہ جگہ جس کی حفاظت واجب ہے) میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے جو ذات ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں۔

(جب وہ حریم میں داخل ہو جاتے ہیں) تو ان کی آنکھیں مناجات کے ساتھ ٹھنڈک حاصل کرتی ہیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ یہ سب کچھ نبی الرحمۃ کے واسطہ اور آپ کی متابعت کی برکت کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے مونہہ پھیر کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں حبیب ﷺ میں حاضر ہے وہ یہ کہتے ہوئے آپ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں "**السلام علیك ایها النبی ورحمة الله برکاته**" اے نبی! آپ پر سلام ہو اور آپ پر اللہ عزوجل کی رحمت وبرکات ہوں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے نبی اکرم ﷺ ہر نمازی کے حضور حاضر ہیں اور وہ آپ کی طرف متوجہ ہوکر کہتا ہے "**السلام علیك ایهاالنبی**" الخ

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے ماتحت یوں ارقام فرماتے ہیں:

"**التحیات لله والصلوٰت والطیبات**"

مراد بتحیات عبادات قولیه میدارند' وبصلوات عبادات بدنیه' ربطیبات' عبادات مالیه

یعنی تحیات سے مراد عبادات قولیہ اور صلوات سے مراد عبادات بدنیہ اور طیبات سے مراد عبادات مالیہ ہیں۔

"**السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته**"

وبعضے ازعرفا گفتہ الذکرایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود وحاضر است۔ (اشعۃ اللمعات ج اوّل ص430)

بعض عرفاء کہتے ہیں یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے موجودات کے ذرائر اور ممکنات کے افراد میں جاری وساری ہونے کی جہت سے ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود وحاضر ہیں۔ چنانچہ نمازی کو چاہیے کہ وہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت کے ساتھ متنور ہو۔

اب دیکھیں کہ علامہ عبدالحق محدیث دہلوی فرماتے ہیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہر نمازی کی ذات میں موجود وحاضر ہیں۔

جب آپ ﷺ ہر نمازی کی ذات میں موجود وحاضر ہیں تو نمازی کو چاہیے کہ وہ از جہت خطاب آپ پر یوں کلام عرض کرے۔

"السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته"

اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باب التشہد میں یوں بیان فرمایا ہے۔

واحضر في قلبك النبي صلى الله عليه وسلم وشخصه الكريم وقل سلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاة

احیاء العلوم ج اوّل ص 99

اے نمازی، نبی اکرم ﷺ اور آپ کی ذات کریم کو اپنے دل میں حاضر سمجھ اور کہہ اے نبی! (ﷺ) آپ پر سلام ہو اور اللہ کے رحمت اور برکات ہوں۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں:

ويقصد بالفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الانشاء كانه يحييٰ الله ويسلم على نبيه وعلى نفسه واولياءٗ لا الاخبار عن ذلك ذكره في المجتبىٰ وظاهره ضمير علينا للحاضرين لاحكاية سلام الله تعالىٰ.

یعنی الفاظ تشہد کے ساتھ علی وجہ الانشاء ان کے معانی کا ارادہ کرے جو ان کی مراد ہیں گویا کہ وہ اللہ عزوجل کی تحیت بیان کر رہا ہے اور اس کے نبی ﷺ اور اپنے آپ اور اس نکے اولیاء پر سلام کا ہدیہ بھیج رہا ہے اور اس سے اخبار کا اراد نہ کرے اور ظاہر یہ ہے "علینا" کی ضمیر حاضری کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت نہیں۔

اس کے ماتحت علامہ ابن العابدین شامی فرماتے۔

قوله لا الاخبار عن ذلك

اى لا يقصد الاخبار والحكاية عما وقع في المعراج منه صلى الله عليه وسلم ومن ربه سبحانه ومن الملئكة عليهم السلام

یعنی لیلۃ المعراج حضور اقدس ﷺ سے اور اب سبحانہ وتعالیٰ سے اور فرشتوں علیہم السلام سے جو واقع ہوا ہے اس کی اخبار وحکایت کا ارادہ نہ کیا جائے۔

قوله للحاضرين اے من الامام والمأموم والملئكة قاله النوري واستحسنه السروجي.

یعنی حاضرین سے مراد امام' مقتدی اور فرشتے ہیں یہ قول امام نووی کا ہے اور امام سروجی نے اس کو اچھا سمجھا ہے۔

وقوله لاحکایة سلام الله تعالیٰ' الصواب لاحکایة سلام رسول الله ﷺ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت نہیں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں صواب اور درست یہ ہے رسول اللہ ﷺ کے سلام کی حکایت نہیں۔ (ردالمحتار ج اوّل ص 377)

ان جملہ تصریحات سے یہ کالشمس الاظہر ثابت وواضح ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ غازی کی ذات میں موجود وحاضر ہیں اس لیے آپ ﷺ کے حضور اہدائے سلام کو بصیغہ خطاب بیان فرمایا کیونکہ حضور اقدس ﷺ ہر نمازی کی ذات میں حاضر وموجود ہیں اور وہ آپ کو حاضر وموجود سمجھ کر آپ کے حضور سلام کے گلہائے عقیدت پیش کر رہا ہے۔ اور کچھ علماء سوء نے مذموم جسارت اور گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ نماز میں نبی اکرم ﷺ کا خیال' اپنی عورت سے مجامعت اور گائے وگدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بھی بدتر ہے''العیاذ باالله من ذٰلك سعین مرة''

ہاں جن بدبختوں اور ناعاقبت اندیشوں کے دل اپنے محبوب کی محبت وعشق سے عاری وخالی ہیں ان کے خیال ادھر ہی جاتے ہیں۔

اور جن خوش نصیبوں اور اہل ایمان کے دل اپنے محبوب کی محبت وعشق سے سرشار ومعمور ہیں ان کے دل میں ہر وقت خیال محبوب ہی رہتا ہے۔ وہ اس خیال کو عبادت تصور کرتے ہیں جبکہ ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

اخفائے تامین

5- ان میں سے اخفائے تامین (یعنی آمین آہستہ کہنا) والی حدیث ہے خطیب بغدادی وغیرہ کا کہنا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اعلان تامین (یعنی باآواز بلند آمین کہنا) والی احادیث کو ترک کیا اور اپنی رائے اور قیاس سے اخفائے تامین کو اختیار کیا۔

خطیب بغدادی وغیرہ کو معلوم نہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے جو قرآن مقدس کے مطابق ہے نہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث پر قیاس کو ترجیح دی ہے۔

ہم سب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ احکام دین اخذ کرنے میں قرآن شریف حدیث شریف پر مقدم ہے چنانچہ جو حدیث بھی موافق قرآن شریف ہو گی وہ حدیث مرجح ہو گی اور ہر وہ حدیث جو صحیح اور حسن ہو اور ظاہراً وہ حدیث قرآن کے مخالف ہو اس حدیث میں تاویل کی جائے گی تاکہ وہ مواقع قرآن ہو ورنہ متروک العمل شمار ہو گی۔

جب آپ نے یہ معلوم کر لیا تو جاننا چاہیے کہ مذہب حنفی میں اخفائے تامین مسنون ہے اور اس کا جہر واعلان مکروہ جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔

فیه اشعار با ن امین لیس من الفاتحة ولاخلاف فه کما فی الکافی لکن فی التیسر عن مجاهد

انه من الفاتحة وبأن التامين واخفاءO سنة فيكره الجهر كما في المحيط

جامع الرموز ج اوّل ص152

اس میں اشعار یہ ہے کہ آمین فاتحہ سے نہیں ہے اور اس میں خلاف نہیں جیسا کہ کافی میں ہے لیکن مجاہد سے تیسیر میں ہے کہ آمین فاتحہ سے ہے اور یہ کہ تامین اور اس کا اخفاء سنت ہے اور اس کا جہر مکروہ جیسا کہ محیط ہیں۔تنویر الابصار متن درمختار' کنزالدقائق' فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب فقہ میں بھی اس کے قریب ہی منقول ہے۔

چنانچہ اخفائے تامین کی جملہ ادلہ کلام الٰہی عزوجل اور احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

قرآن مقدس' اللہ عزوجل نے فرمایا:

قال قد اجیبت دعوتكما سورۂ یونس آیت 89

فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

ادعوا ربكم تضرعا وخفية انه لايحب المعتدين ' سورۂ اعراف آیت 55

اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور ہر دعا کا اصل اخفاء ہے اور ان دونوں جملہ کا ثبوت کلام بلاغت نظام الٰہی سے ہے۔

اوّل: یہ کہ آمین کا دعا ہونا قرآن مقدس سے ثابت ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وقال موسیٰ ربنا انك اتيت فرعون وملاه زنية واموالا في الحيوة الدنيا ربنا ليضلوا عن سبيلك ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يومنوا حتى يروا العذاب الاليم۔

قال قد اجيبت دعوتكما الى آخر الا يه ۔ سورۂ یونس آیت 88-89

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی: اے رب ہمارے! تو نے فرعون اور ان کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی زندگی میں دے۔اے ہمارے رب! اس لیے کہ تیری راہ سے بہکا دیں اے رب ہمارے! ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور اس کی قبولیت کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔

اس آیت مبارکہ کے ماتحت جو علماء مفسرین نے ارقام فرمایا وہ پیش خدمت ہے۔

1-ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فان قال قائل وكيف نسبت الاجابة الى اثنين والدعاء انما كان من واحد- قيل ان الداعى وان كان واحداً فان الثانى كان مومنا وهو هارون فلذ الك نسبت الاجابة اليهما لان المومن راع۔

(تفسیر طبری جز11ص110)

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ دو کی طرف اجابت کو کیسے منسوب کیا گیا ہے حالانکہ دعا صرف ایک ہی سے تھی (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اس کا جواب یہ ہے کہ دعا کرنے والا اگرچہ ایک ہی تھا تو بلاشبہ دوسرا آمین کہنے والا تھا اور وہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ اس لیے آجابت کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس لیے کہ آمین کہنے والا بھی دعا کرنے والا ہے' یعنی تامین دعا ہے۔

مفسر عظیم جریر طبری اس تاویل پر سات احادیث لائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تامین دراصل دعا ہے۔

122- قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی پانی پتی متوفی1225ھ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:

قال الله تعالیٰ موسیٰ وھارون' قد اجیبت دعوتکما' نسبت الدعوة' الیھما لا نه روی ان موسیٰ کان یدعو وھارون یومن' والتامین دعاء

تفسیر مظہری ج5 ص52

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہ السلام سے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: دعا کرنے کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس لیے کہ مروی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے اور تامین دعا ہے۔

3- الامام العلامہ محی السنہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی المعروف بالخازن' اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

قال الله تعالیٰ موسیٰ وھارون "قداجیبت دعوتکما" آغا نسب الدعا الیھا وان الداعی ھو موسیٰ وحدہ لان ھارون علیه السلام کان یومن والتامین دعا لانه طلب وسوال ایضا ومعناہ اللھم استجب مضار بذلك شریك موسیٰ فی الدعاء فلذلك قال تعالیٰ "قد اجیبت دعوتکما"

تفسیر خازن ج دوم ص329

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہا السلام سے فرمایا: تم دنوں کی دعا قبول ہوئی۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں: دعا کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا حالانکہ دعا کرنے والے تنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے اور تامین دعا ہے کیونکہ یہ بھی طلب وسوال ہے اور اس کا معنی ہے اے ہمارے اللہ! قبول فرما اور حضرت ہارون علیہ السلام اس تامین کے سبب دعا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شریک ہو گئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

4- امام فخر الدین رازی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"قد اجیبت دعوتکما" وفیه وجھان "اول" قال ابن عباس رضی الله عنھما ان موسیٰ کان یدعو

وھارون کان یومن فلذلك قال۔ "قد اجیبت دعوتکما" وذلك لان من یقول عند دعاء الداعی آمین فھو ایضاداع' لان قوله امین تاویله استجب فھو سائل کما ان الداعی سائل ایضًا۔

تفسیر کبیر ج 17 ص 152

فرماتے ہیں اللہ عزوجل کے فرمان "قداجیبت دعوتکما" میں دو وجہیں ہیں۔ "اول" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ اسلام دعا فرماتے ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوئی اور یہ اس لیے کہ اس کا قول "آمین" اس کی تاویل ہے۔اے اللہ قبول فرما' چنانچہ وہ بھی ایسے ہی سائل ہیں جیسے دعا کرنے والا سائل ہے۔معلوم ہوا تامین دعا ہے۔

5- (الامام الجلیل علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:)

"قال قد اجیبت دعوتکم" قیل کان موسیٰ علیه السلام یدعو وھارون علیه السلام یومن فثبت ان التامین دعاء فکان اخفاء ہ اولیٰ والمعنی آن دعا ء کما مستجاب وما طلبتما کائن ولکن فی وقته۔(تفسیر مدارك دوم ص 174)

کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے تو ثابت ہوا تامین دعا ہے چنانچہ تامین کا اخفاء (آہستہ کہنا) اُولی ہے۔

اور معنی یہ ہوئے کہ تم دونوں کی دعا مستجاب ہے اور تم دونوں نے جو طلب کیا وہ ضرور ہوگا لیکن اپنے وقت میں۔

6- حضرت علامہ السید محمود آلوسی بغدادی متوفی 1270ھ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والذی تضافرت به الاثار انه علیه السلام کان یومن لدعاء اخیه' والتامین دعاء' فان معنی آمین استجب ولیس اسما من اسمائه تعالیٰ کما یرونه عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰه عنه قیل ولکونه دعاء استجب الحنیفة الاسرار به۔(تفسیر روح المعانی جز 11 ص174)

تامین کے دعا ہونے کے جو آثار ایک دوسرے کی نوید ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی دعا پر آمین کہتے تھے اور تامین دعا ہے اور آمین کا معنی ہے قبول فرما اور آمین اللہ کے اسماء میں سے اسم نہیں جیسا کہ اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور اس کے دعا ہونے کی وجہ سے فیصلہ اس کے اسرار (آہستہ کہنے) کو مستحب سمجھتے ہیں۔ اور علامہ سید محمود آلوسی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جس روایت کا اشارہ کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو عبدالرزاق نے تخریج کیا ہے۔

عبدالرزاق عن بشر بن رافع عن ابی عبداللّٰه عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰه عنه یقول کان موسیٰ بن عمران اذا دخل امن ھارون علی دعاۂ قال وسمعت ابا ھریرۃ رضی اللّٰه عنه آمین اسم من

اسماء اللہ عزوجل۔مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 99

ابوعبداللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام جب دعا فرماتے (محدث کبیر حبیب الرحمٰن اعظمی فرماتے ہیں صواب یہ ہے کہ "دخل" کہ جگہ "دعا" ہے) حضرت ہارون علیہ السلام آپ کی دعا پر آمین کہتے۔ ابوعبداللہ نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آمین اللہ عزوجل کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

7- ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اس آیت مبارکہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال قد اجیبت دعوتکما قال ابو العالیه دعا موسیٰ وامن هارون. الخ

(تفسیر قرطبی ج4 جز8 ص240)

ابوالعالیہ نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو دعا سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ دعا پر آمین کہنے والا بھی داعی ہی ہوتا ہے اور دعا پر تامین یہ ہے۔ وہ کہے آمین اور تیرا آمین کہنا دعا ہے یعنی اے میرے رب! میری دعا قبول فرما اس سے ثابت ہوا تامین دعا ہے۔

8- علامہ اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی غرناطی المشہور بابن حیان نحوی متوفی 754ھ اس آیہ مقدسہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وقال ابن عباس قال محمد بن کعب کان موسیٰ یدعو وهارون یومن فنسبت الدعوة الیهما.

الخ (تفسیر بحرالمحیط ج5 ص187)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محمد بن کعب نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ چنانچہ ان دونوں کی طرف دعا کرنے کو منسوب کیا گیا (کیونکہ تامین دعا ہے۔)

9- امام بغوی شافعی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔

قد اجیبت دعوتکما انما نسبت الیها والدعا کان من موسیٰ لانه روی ان موسیٰ کان یدعو وهارون کان یومن والتامین دعاء.

اس آیہ مبارکہ میں دعا کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے حالانکہ دعا صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھی کیونکہ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے اور تامین دعاء ہے۔

10- تفسیر حسینی میں ہے۔

وقد اجیبت دعوتکما۔ دعائے ہر دو آوردہ آند۔ کہ موسیٰ علیہ السلام دعائے کرد وہارون آمین میگفت وآمین گوئندہ در دعا شریک است

یعنی اس آیت مبارکہ میں دونوں کا دعا کرنا آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام

نے آمین کہی اور آمین کہنے والا بھی دعا میں شریک ہے۔اس لیے کہ تامین دعا ہے۔

جملہ اوّل سے یہ ثابت ہوا کہ آمین کہنا دعا ہے اور اکثرین علمائے مفسرین کا اس پر اتفاق واجماع ہے جیسا کہ آپ نے معتبرہ کتب تفاسیر سے ملاحظہ فرمایا۔ جب بحکم تفاسیر قرآن مقدس سے تامین کا دعا ہونا ثابت ہے تو دعا میں اصل اخفاء ہے۔

اور خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں مستند المقصود وہ فرمایا:

''قال عطاء آمین دعاء'' عمدۃ القاری ج 6 ص 48

یعنی عطاء بن ابی رباح نے فرمایا: آمین دعا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آمین کو دعا تسلیم کیا ہے تو جب تامین دعا ہے اور دعا میں اصل اخفاء ہے تو دوسرے جملہ کا بیان سماعت فرمائیں۔

2- جملہ ثانیہ کا بیان یہ ہے یعنی ثبوت یہ ہے ہر دعا میں اصل اخفاء ہے جو قرآن حکیم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لایحب المعتدین (سورۂ اعراف آیت 55)

یعنی اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ثابت ہوا اللہ عزوجل سے دعا وہی اچھی ہے جو آہستہ ہو۔

جملہ مفرسین کرام نے اس آیۃ کریمہ کے ماتحت حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ

''بین دعوة السر والعلانیه سبعون ضعفًا''

یعنی آہستہ وپوشیدہ دعا کرنے اور اعلانیہ دعا کرنے کے درمیان ستر گنا ہے یعنی اعلانیہ دعا کرنے سے آہستہ دعا کرنا ستر گنا بہتر ہے۔

اور اللہ عزوجل کے فرمان ''انه لایحب المعتدین'' کے ماتحت جملہ مفسرین کرام نے ابن جریج سے بالفاظ مختلف یہ روایت کیا ہے کہ

الرافعین اصواتهم بالدعاء اور ایک لفظ میں 'قال ابن جریح من الاعتداء رفع الصوت والنداء بالدعاء۔

یعنی اللہ عزوجل دعا کے ساتھ اپنی آوازوں کے بلند کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور ایک لفظ میں اس طرح ابن جریج نے فرمایا: اعتداء (حد سے گزرنے والا) میں سے ہے دعا کے وقت آواز بلند کرنا۔

معلوم ہوا ہر دعا میں اصل اخفاء ہے اور اخفاء کا تارک حد سے تجاوز کرنے والا ہے یعنی اعلانیہ دعا کرنے والا اور آواز بلند سے دعا کرنے والا حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہے۔

اب امام فخر الدین رازی شافعی نے اس آیت مبارکہ کے ماتحت جو ارقام فرمایا ہے وہ سماعت فرمائیں۔

المسئلة الثالثه: التضرع' التذلل والتخشع' وهو اظهار ذل النفس' والخفیة ضدالعلانیة'یقال

اخفیت الشیی اذا سترته.
یعنی تضرع ذلِ نفس کا اظہار ہے اور خفیہ اعلانیہ کی ضد ہے۔
جس وقت تو کوئی چیز چھپائے تو کہا جاتا ہے "اخفیت الشیء" یعنی تو نے یہ چیز چھپائی ہے۔
اس کے بعد امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
واعلم ان الاخفاء معتبر فی الدعاء ویدل علیه وجوه'
جان لو دعا میں اخفاء معتبر ہے اور اس پر کئی وجوہ دلالت کرتی ہیں۔

وجہ اوّل

یہ آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کا حکم فرمایا ہے جو اخفاء کے ساتھ مقرون ہو اور بظاہر امر وجوب کے لیے ہے اور اگر وجوب حاصل نہ ہو تو کم از کم اس کو مستحب ہونا چاہیے۔
پھر اللہ عزوجل نے اس کے بعد فرمایا:
"انه لایحب المعتدین"
اظہر یہی ہے کہ اس سے مراد دونوں مذکور امر کا ترک ہے اور وہ دونوں تضرع اور خفیہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں اعتداء پسند نہیں فرماتا اور اللہ عزوجل کی محبت ثواب سے عبارت ہے۔ تو معنی یہ ہوئے جس نے دعا میں تضرع اور اخفاء کو ترک کیا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا نہیں فرمائے گا اور جو شخص ایسا ہو (یعنی تضرع اور اخفاء کو ترک کرے) وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہے تو ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ کا فرمان "انه لایحب المعتدین" دعا میں ترک تضرع اور اخفاء پر سخت تہدید کی مثل ہے۔

وجہ دوم

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی ثنا فرمائی اور فرمایا:
"اذ نادی ربه نداء خفیا" سورۂ مریم آیت 3
جس اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔
(یعنی خدا کو بندوں سے پوشیدہ رکھا' اور اس کو اللہ عزوجل کے لیے خالص کیا اور تمام سے منقطع ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف میلان کیا۔)

وجہ سوم

جو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ ایک غزوہ میں تھے وہ ایک وادی پر چڑھے اور انہوں نے اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہوئے تکبیر و تہلیل کہنا شروع کر دی۔ تو یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے جانوں پر نرمی کرو کیونکہ تم نے کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارا ہے بلکہ تم اس ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والا' بہت قریب اور تمہارے ساتھ ہے۔

وجہ چہارم

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خفیہ میں دعا کرنا ظاہر میں ستر دعا کے برابر ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بالتحقیق سلمان دعا میں کوشش کرتے اور ان کی آوازیں نہ سنائی دیتیں مگر بہت نرم آواز کہ جس کا مفہوم نہ سمجھا جا سکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اپنے رب سے گڑگڑاتے اور آہستہ دعا کرو اور اللہ عزوجل نے اپنے بندہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر کیا اور فرمایا: جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

وجہ پنجم

اور یہ معقولی ہے کہ نفس سمعہ وریاء میں بہت سخت میلان اور رغبت کرنے والا ہے۔ چنانچہ جس وقت کوئی آدمی اپنی دعا میں آواز بلند کرتا ہے وہ دعا ریا کے ساتھ مل جاتی ہے اور ریا اس کے ساتھ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اس دعا میں کوئی فائدہ باقی نہ رہا۔ پس دعا میں اخفاء بہتر ہے تاکہ وہ ریا سے محفوظ رہے۔

المسئلة الرابعه

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تامین کا اخفاء افضل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تامین کا اعلان افضل ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول کے صحیح ہونے پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ آمین کے قول میں دو وجہیں ہیں۔

ایک یہ کہ وہ دعا ہے دوم یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اگر آمین دعا ہے تو اس کا اخفاء واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ادعوا ربکم تضرعا وخفیة"

اور اگر آمین اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے تو پھر بھی اس کا اخفاء واجب ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

"واذكر ربك في نفسك تضرعاً وخفية" سورۃ اعراف آیت 205

اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے۔

اور اگر وجوب ثابت نہ بھی ہو تو یہ استحباب کے درجہ سے کم نہیں۔ یعنی نماز میں آمین کا اخفاء مستحب ہے اور ہمارا بھی یہی قول ہے' انتھی کلام الرازی

تفسیر کبیر ج 14 ص 130-131

برادران اسلام! صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی شافعی المذہب کا یہ حال ہے کہ انہوں نے تامین کے باب میں مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق اخفاء تامین کے متعلق قرآن مقدس سے وہ دلائل بیان فرمائے جو اس مرتبہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں دیگر احادیث و آثار کے دلائل کی کوئی حاجت باقی نہیں رہ جاتی۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں:

وقال الحنفية والكوفيون ومالك فی رواية عنه بالاسرار لانه دعا وسبيله الاخفاء لقوله تعالىٰ "ادعوا ربكم تضرعا وخفية" وحملوا ماروی من الجهرہ عليه السلام به علی التعليم۔ الخ

ارشاد الساری ج دوم ص 438

حنفیہ اور کوفیوں اور امام مالک سے ایک روایت میں آمین آہستہ کہنے کا قول ہے اس لیے کہ آمین دعا ہے اور اس کا اصل اخفاء ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ اپنے رب کو گڑگڑاتے اور آہستہ پکارو۔
اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے جو آمین بالجہر مروی ہے اس کو تعلیم پر محمول کیا ہے اور مستحب سورۂ فاتحہ کے بعد تامین کہنا ہے۔

الحاصل

یہ کہ اثبات اخفائے تامین کے باب میں تنہا دلائل قرآنیہ ہی کافی ہیں اور احادیث وآثار سے دیگر دلائل کی حنفیہ کو احتیاج باقی نہیں رہی۔ لیکن پھر بھی ہم اپنے مدعا کے ثبوت کے لیے بالاستقلال احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں۔ اس سے قبل یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہر وہ حدیث جو حکم قرآن کے موافق ومطابق ہے اس حدیث پر مقدم ہوگی جو حدیث حکم قرآن کے مخالف ہے۔ چنانچہ ہر وہ حدیث جو حسن یا صحیح ہو اور وہ اس حدیث کے مخالف ہو جو حدیث قرآن کے حکم کے موافق ہے اگر اس کی تاویل ممکن ہو تو اس کی تاویل کی جائے ورنہ وہ متروک العمل سمجھی جائے جیسا کہ اصول حدیث سے ظاہر ہے۔
مجملاً اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ بعض احادیث کی بعض احادیث پر وجوہ ترجیح معلوم کرنا بہت ضروری ہیں یہ اس وقت ہے جب دو حدیث متعارض ہوں۔
کبھی بعض احادیث کو بعض دیگر احادیث پر بنسبت موافقت قرآن ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی اس کو حدیث متواتر یا مشہور کے موافق ہونے کے سبب ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی اس جہت کے اعتبار سے ایک حدیث کو ترجیح دی جاتی ہے کہ وہ دوسری حدیث کے مقابلہ میں اکثر اوقات وارد ہوئی اور کبھی اس جہت کے اعتبار سے اس حدیث کو ترجیح دی جاتی ہے کہ اس حدیث کے راوی فقیہ ومجتہد ہیں اور دوسری کے راوی فقیہ ومجتہد نہیں۔ یا نبی اکرم ﷺ کی مجلس اقدس میں وہ راوی بنسبت دوسروں کے زیادہ حاضری دیتا تھا۔
اور کبھی کبھی از جہت تقدم وتاخیر ترجیح دی جاتی ہے یعنی حدیث مؤخر راجح ہے کیونکہ حدیث مؤخر کا حکم حکم مقدم کے ناسخ کا ہے۔ جیسا کہ نماز میں مسئلہ تامین کہ اس میں احادیث متعارض وارد ہوئی ہیں بعض مثبت اخفاء ہیں اور بعض مثبت جہر مگر احادیث اخفائے تامین بچند وجوہ مرجح ہیں۔

وجہ اوّل

یہ کہ احادیث اخفاء نصوص قرآنی کے موافق ہیں جیسا کہ اس سے قبل علماء مفسرین سے بیان کیا جاچکا ہے۔

وجہ دوم

یہ حدیث آمین بالجہر بعض اوقات میں محض تعلیم امت کے لیے وارد ہوئی ہے تا کہ یہ جان سکیں آمین کہنا سورۂ فاتحہ کے اختتام پر ہے جیسا کہ مشکوٰۃ میں صحاح سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی نماز سریہ میں بآواز بلند تلاوت فرماتے تا کہ لوگوں کو حال قرآت اور اس کے مقدار سے آگاہ فرمائیں۔

جیسا کہ تیسیر الوصول در فصل صلوٰۃ الظہر والعصر میں یہ حدیث لائے ہیں۔

عن ابی قتادہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرا فی الظھر فی الاولین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاخیین بام الکتاب ویسمعنا الایۃ احیاناً

طحاوی شریف ج اوّل ص 142

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی پہلی ۲ رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں تلاوت فرماتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سناتے۔

وعن البراء قال کنا نصلی خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الظھر فاسمع منہ الایۃ من سورۃ لقمان والذاریات۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ظہر پڑھی۔ تو میں نے آپ سے سورۂ لقمان اور والذاریات کی آیت مبارکہ سنی اور اس کی مثل ابن ماجہ فی باب الحجر با الایۃ احیانا فی صلوٰۃ الظھر والعصر میں بھی ہے۔ اور اس طرح دیگر کتب حدیث میں بھی ہے۔ بخلاف حدیث اخفاء کے کہ اکثر اوقات مطلقاً اس طرح ہوتی لہٰذا حدیث اخفاء کو حدیث جہر پر ترجیح ہے۔

علامہ ملا علی قاری مختصر الوقایہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

فھذ ایدل علی ان الجھر ابھا فی بعض الاحیان کان لتعلیم فعلا کما ورد وکان یسمعنا احیانا لا لیکون سنۃ مستمرۃ والالما ترکہ عمرو علی۔

شرح النقایہ ج اوّل ص 169

حدیث میں جو آیا ہے کہ امام پانچ چیزوں میں اخفاء کرے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض اوقات ان کا جہر ہوتا تھا اور یہ فعلاً تعلیم امت کے لیے تھا جیسا کہ وارد ہوا ہے اور کبھی کبھی ہمیں کوئی آیت سناتے یہ اس لیے نہیں کہ سنت مستمرہ ہو جائے اگر اس لیے ہوتا تو اس کو حضرت عمر فاروق اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کبھی ترک نہ فرماتے۔

اور کافی میں ہے۔

والجھر المروی محمول علی انہ کان اتفاقاً لاقصداً اوکان تعلیم الناس ان الامام یومن کما

یومن القوم۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی جہر اس بات پر محمول ہے کہ وہ اتفاقی تھا قصداً نہیں تھا یا لوگوں کی تعلیم کے لیے تھا کہ امام ایسے ہی آمین کہے جیسے لوگ کہتے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ سے جو فعل بعض اوقات حدیث سے ثابت ہے وہ راجح نہیں بلکہ وہ فعل جو اکثر اوقات آپ سے ثابت ہے وہ حدیث واجح ہے کیونکہ بعض اوقات آپ کا فعل تعلیم امت یا کسی اور غرض سے ہوتا تھا اور جس حدیث سے آپ کا فعل اکثر اوقات ثابت ہے وہ حدیث راجح ہے۔

اس بناء پر مسئلہ آمین بالجہر بھی ہے کہ آپ اکثر اوقات اخفائے تامین فرماتے اور کبھی کبھی تعلیم امت کے لیے اعلان تامعین بھی فرماتے۔ لہٰذا ہمیں اخفائے تامین پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ یہ واضح ہے۔ واللہ علم بالصواب۔

اور نسائی وغیرہ میں جو حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس سے بھی اخفائے تامین ثابت ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم والاالضالین فقولو آمین فان الملئکة تقول آمین وان الامام یقول آمین فمن وافق تامینه تامین الملئکة غفرله ماتقدم من ذنبه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ''غیر المغضوب علیهم والا الضالین '' کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے اور جس کی تامین فرشتوں کی تامین سے موافق ہوگئی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے۔ (اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں)

اس حدیث صحیح سے صریح معلوم اور ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرشتوں کی آمین کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دینا ہے اور تمام کا آمین کہنا یہ فرشتوں اور امام کی تامین پر ان کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے اور مقتدیوں کا تامین امام پر عدم علم یہ امام کے تامین کے اخفاء پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ فرشتوں کی تامین کی تعلیم میں بھی یہی علت ہے۔

لہٰذا یہی حدیث مبارک بسبب موافقت ہونے کتاب اللہ کے اس باب میں وہ جملہ احادیث جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں ان سب سے یہ حدیث قوی تر ہے اور یہی حکم ان دیگر احادیث میں ہے جو اس حدیث کی مثل ہوں گی۔

اس لیے حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی ہدایہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

قوله فان الامام یقولها قلت فیه حجتان لنا احد هما علی مالك بان الامام یقولها' والثانیة علی الشافعی بان یخفیها الامام۔ الخ

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ ''فان الامام یقول آمین''

میں کہتا ہوں اس میں ہمارے لیے دو حجتیں ہیں ان میں سے امام مالک پر (وہ کہتے ہیں امام آمین نہ کہے) یہ کہ امام بھی آمین کہے۔ دوسری حجت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر (وہ کہتے ہیں آمین بآواز بلند کہے) یہ کہ امام اس کو آہستہ کہے۔ اس لیے کہ اگر امام

بآواز بلند کہتا تو وہ مسموع ہوتا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان ''فان الامام یقولها'' سے مستغنی ہوتا۔
یعنی اگر امام بآواز بلند آمین کہتا تو وہ مسموع ہوتا اور وہ اس قول سے مستغنی ہوتا کہ امام بھی آمین کہے۔ اور یہ اخفائے تامین پر دلالت کرتا ہے۔
اور وہ حدیث جس کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ یہ ہے۔

قال' قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولاالضالين فقولوا آمين فانه من وافق قوله قول الملئكة غفرله ماتقدم من ذنبه.

اس حدیث کا معنی بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیث کا ہے۔
یہ حدیث صحیح بھی اخفائے تامین پر صریح الدلالت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مقتدیوں کی تامین کو امام کے ''غیر المغضوب عليهم ولاالضالين''۔
جیسا کہ حدیث ''فان الملئكة تقول آمين وان الامام يقول آمين'' الحدیث۔ سے معلوم ہے۔
اس طرح نہیں جیسا کہ بعض اس کو سماع پر محل کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں حدیث میں یہ فقرہ ''آن الامام يقول آمين'' لغو بے فائدہ ہوگا۔ اس لیے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

وبهذا ناخذ ينبغي اذا فرغ الامام من ام الكتاب يومن الامام ويومن من خلفه ولايجهرون.
انتهى

مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص105

یعنی اس پر ہمارا عمل ہے چاہیے کہ جب امام سورۂ فاتحہ سے فارغ ہو امام بھی آمین کہے اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ بھی آمین کہیں اور تامین کے وقت آواز بلند نہ کریں بلکہ آہستہ آمین کہیں۔
اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اخفائے تامین پر دوسری دلیل ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ حدیث تخریج کرنے کے بعد لکھا ہے۔

قال ابوحاتم رضي الله عنه: معنى قوله صلى الله عليه وسلم "فمن وافق تامينه تامين الملئكة" ان الملئكة تقول آمين من غير علة ان يكون فيه علة من اعجاب اور رياء اوسمعة بل تامينها يكون خالصاً لله. فاذا امن القارئ لله من غير ان يكون فيه علة من اعجاب او رياء اوسمعة كان تامينه في الاخلاص تامين الملئكة غفر له حنيئ ماتقدم من ذنبه.

صحیح ابن حبان ج سوم ص146

ابوحاتم نے کہا: نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''جس کی تامین فرشتوں کی تامین کے موافق ہوگئی'' کا معنی یہ ہے کہ فرشتے بغیر

کسی علت کے آمین کہتے ہیں جس میں عجب ریا یا سمعہ وغیرہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی تامین خالص اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ جب قاری نے اللہ عز وجل کے لیے خاص تامین کہی جس میں عجب یا ریا یا سمعہ وغیرہ میں سے کوئی علت نہیں ہے۔ تو اخلاص میں اس قاری کی تامین فرشتوں کی تامین کے موافق ہو گی اور اس وقت (جبکہ اس میں کوئی علت نہ ہو) اس کے پچھلے گناہ معاف ہوں گے۔

اس میں اخفائے تامین پر دلیل ہے کہ یہ علت عجب یا ریا اور سمعہ وغیرہ اس وقت ممکن ہے جب وہ بآواز بلند آمین کہے گا۔ اور جب وہ آمین آہستہ کہے گا تو وہ اس علت سے محفوظ رہے گا کیونکہ بآواز بلند آمین کہنے میں یہ علت پائی جائے گی اور آمین آہستہ کہنے میں اس کا امکان بہت کم ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اخفائے تامین پر دلالت کرتی ہے نہ کہ آمین بالجہر پر جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "باب جهر الماسوم بالتامين"

وجہ سوم

یہ کہ راویان اخفائے تامین حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ عموماً یہ تینوں راویان بالتخصیص بہ نسبت راویان جہر کے افقہ واعلم ہیں اور قاعدہ اصول یہ ہے افقہ اور افضل کی روایت دوسری کی روایت کے مقابلے جو اس طرح نہ ہوں مقدم واولیٰ ہے اور رفع الیدین کے باب میں بھی یہی قاعدہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

وجہ چہارم

یہ کہ حدیث جہر حدیث اخفاء پر مقدم ہے پس حدیث اخفائے تامین راجح ہے اس لیے کہ یہ حدیث اعلان تامین کی حدیث کے لیے ناسخ ہے جیسا کہ ہدایہ کی شروح کفایہ، عنایہ اور نہایہ میں ہے۔

قال عبدالله بن مسعود ترك الناس الجهر بالتامين وما تركوا الا لعلمهم بالنسخ.
(فتح القدیر ج اوّل ص258)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے تامین بالجہر کو ترک کر دیا اور انہوں نے صرف اس لیے اس کو ترک کیا کہ انہیں اس کے منسوخ ہونے کا علم تھا۔

اگرچہ صدر اوّل میں اس کے منسوخ ہونے کا عموماً ہر شخص کو معلوم نہ تھا مثل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

چنانچہ ابن ماجہ نے بشر بن رافع سے انہوں نے ابوعبداللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

قال ترك الناس التامين وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال "غير المغضوب عليهم ولاالضالين" قال آمين حتى يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے تامین ترک کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غير المغضوب عليهم ولا

الضالین'' کہتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ اس کو اول صف والے سنتے۔ پس اس سے مسجد نبوی بھی جنبش کھاتی۔ اس لیے ابن ماجہ کی شرح انجاح الحاجہ میں اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔

هذا انكار من ابى هريرة رضى الله عنه على ترك الجهر بالتامين فلعل حديث الاخفاء لم يبلغه

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تامین کے جہر کے ترک پر انکار اس جہت سے ہے کہ شاید انہیں اخفائے تامین کی حدیث نہ پہنچی ہو۔

چنانچہ صحابہ وتابعین کا زمانہ حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما میں آمین بالجہر کے مخالف تھے۔ لہٰذا تنہا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کیا قصور ہے کہ وہ عامل بالحدیث نہیں بلکہ اس طرح کا عمل بالحدیث کہ جو علمائے خیر القرون سے ایک جم غفیر کے مخالف ہو کسی کو بھی سزاوار ولائق نہیں۔ مزید برآں کہ یہ حدیث بہ چہار وجوہ قابل عمل نہیں۔

وجہ اوّل

یہ حدیث کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے اس وجہ سے ضعیف ہے۔

وجہ دوم

یہ ابوعبداللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا چچا زاد جو اس حدیث کا راوی ہے وہ وہ مجہول شخص ہے اور بعض کی توثیق سے پوری توثیق حاصل نہیں ہوتی تا کہ ان کی حدیث خصم کے لیے موجب اسکات ہو۔

وجہ سوم

یہ کہ اس حدیث کا راوی بشر بن رافع ہے جو مجروح ہے۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں بشر بن رافع ہے جس کو امام بخاری، ترمذی، نسائی، احمد اور ابن معین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا بشر بن رافع ابوالاسباط حارثی ضعیف ہے۔ اور وہ اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد ابوعبداللہ سے روایت کر رہا ہے اور یہ ابوعبداللہ اس کا حال معروف نہیں۔ اور نہ ہی سوائے بشر بن حارث کے اس سے کسی نے روایت کیا ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث صحیح نہیں اور اس کے ساتھ حاکم کا یہ قول بھی ساقط ہو گیا کہ یہ حدیث علی شرط شیخین صحیح ہے اور دار قطنی کا اس کی تحسین کرنا بھی ساقط ہو گیا۔ (عمدة القاری ج 6 ص 51)

وجہ چہارم

یہ کہ حدیث بشر بن رافع جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں محدثین کے قاعدہ کے حکم کے مطابق موضوع ہے اگر آپ یہ قاعدہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ابن حجر کی شرح نخبۃ الفکر ''فی بیان قرائن الوضع'' کا مطالعہ

فرمائیں۔ ان قرائن میں سے یہ بھی ہے کہ مروی کا حال نہ ملتا ہو گویا کہ وہ معنی قرآنی یا سنت متواترہ یا اجماع قطعی یا صریح عقل کے مناقض ہو۔ یہاں تک کہ وہ تاویل کو قبول نہ کرتی ہو۔

اس حدیث میں ارتجاج مسجد رسول ﷺ صریح عقل کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ حدیث موضوع ہے۔

آمین آہستہ کہنے کے متعلق چند احادیث۔

1 - حدثنا معاذ بن المثنى ثنا ابو الوليد ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل قال سمعت اباعنبس يحدث عن وائل الحضرى انه صلى خلف النبى صلى الله عليه وسلم فلما قال "ولاالضالين" قال آمين فاخفى بها صوته (معجم کبیر للطبرانی ج22 ص43-44 حاکم فی المستدرک ج دوم ص232 ابوداؤد فی المسند حدیث نمبر 401 سنن الکبریٰ للبیہقی ج دوم ص57 مسند احمد ج4 ص316 دارقطنی ج اوّل ص334۔ ابومسلم کشی فی سنتہ کمافی التلخیص ج اوّل ص237)

وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ نے ''ولاالضالین'' کہا۔ تو آپ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو آہستہ رکھا۔ یعنی آپ نے آہستہ آمین کہا۔

علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اور ابن ہمام شارح ہدایہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ امام حاکم نے کہا: شیخین کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔ عمدۃ القاری ج6 ص51

2- حدثنا عبيد بن غنام ثنا ابوبكر بن ابى شيبة قال حدثنا وكيع عن شعبة عن سلمة بن كهيل عن ابى العنبس عن علقمه بن وائل عن ابيه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته حين قال "ولاالضالين" قال آمين ويحفض بها صوته.

(معجم کبیر للطبرانی ج22 ص45 ترمذی شریف ص46)

اس حدیث کا معنی بھی وہی ہے جو اس سے قبل حدیث کا ہے۔

3 -حدثنا ابومسلم الكشى ثنا حجاج بن نصير ثنا شعبه عن سلمة بن كهيل قال سمعت حجر أبا العنبسى يحدث عن وائل الحضرمى انه صلى مع رسول الله' صلى الله عليه وسلم حين قال "ولاالضالين" قال آمين. واخفى بها صوته.(معجم كبير للطبرانى ج 22ص 44)

اس معنی کا معنی بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیث کا معنی ہے۔

4- حدثنا احمد بن محمد السيوطى رحمه الله ثنا عفان ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر ابى العنبسى عن علقمه بن وائل عن ابيه انه صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم فلما قال "غير المغضوب عليهم ولاالضالين" قال آمين' حفض بها صوته.

معجم کبیر للطبرانی ج22 ص9

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو ان سے ماقبل احادیث کا ہے۔ ابوالولید' وکیع بن جراح' حجاج بن نصیر اور عفان ان چاروں نے شعبہ بن حجاج سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے اخفاء تامین ثابت ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھا ہے۔

قال ابوعیسٰی: سمعت محمدا یقول حدیث سفیان اصح من حدیث شعبة فی هذا' واخطا شعبة فی مواضع من هذا الحدیث فقال حجر ابی العنبس وانما هو حجر بن عنبس ویکنی اباالسکن وزاد فیه علقمة بن وائل ولیس فیه عن علقمه وانما هو عن حجر بن عنبس وقال خفض بها صوته وانما هو مدبها صوته.

ترمذی شریف ص49

ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: میں نے محمد بن اسماعیل (بخاری) کو کہتے ہوئے سنا کہ حدیث سفیان اس باب میں حدیث شعبہ سے اصح ہے اور شعبہ بن حجاج نے اس حدیث میں کئی جگہ خطا کی ہے اور کہا حجر ابوالعنبس اور وہ حجر بن عنبس ہیں اور ابوالسکن کی کنیت سے مشہور ہیں اور اس حدیث میں علقمہ بن وائل کا اضافہ کیا ہے اور اس بات میں علقمہ بن وائل سے روایت نہیں ہے وہ صرف حجر بن عنبس سے ہے اور کہا ''خفض بها صوته'' اصل میں یہ مدبها صوته ہے۔

اور حدیث سفیان یہ ہے۔

حدثنا بندارنا یحی بن سعید وعبدالرحمن بن مهدی قالنا سفیان عن سلمة بن کهیل' عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم قرأ ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' وقال آمین ومدبها صوته.

ترمذی شریف ص48 مصنف ابن ابی شیبہ ج دوم ص425

یعنی نبی اکرم ﷺ ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' پڑھتے تو آمین کہتے اور اپنی آواز کو کھینچے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شعبہ بن حجاج نے کہا: حجر ابوالعنبس یہ خطا نہیں ہے حافظ جمال الدین مزی نے حجر بن عنبس کے ترجمہ کے ماتحت لکھا ہے۔

حجربن عنبس حضرمی ابوالعنبس ویقال ابوالسکن.

تہذیب الکمال ج دوم ص443

یعنی حجر بن عنبس حضرمی ان کی کنیت ابوالعنبس ہے اور کہا گیا ہے (اور یہ بصیغہ تمریض ہے) ان کی کنیت ابوالسکن ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

حجر بن العنبس الحضرمی ابوالعنبس ویقال ابوالسکن الکوفی' حجربن عنبس ابوالعنبس

من اهل الكوفة روى عن علقمة بن وائل روى عنه سلمة بن كهيل. تهذيب التهذيب ج دوم ص 214
یعنی حجر بن عنبس کی کنیت ابوالعنبس ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کی کنیت ابواسکن ہے۔ وہ اہل کوفہ سے ہیں علقمہ بن وائل سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سلمۃ بن کھیل نے روایت کیا۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے۔
قال ابوعبدالله وخولف فيه ثلاثة اشياء.
یعنی اس حدیث میں تین چیزوں میں اختلاف کیا گیا ہے جیسا کہ ابوعیسٰی ترمذی نے لکھا ہے تاریخ الکبیر کے ذیل میں یوں لکھا ہے۔
وبها مشن الاصل ابو العنبس صوابه كذلك قال فيه الشعبة.
یعنی حاشیہ میں اصل ابوالعنبس ہے اور اس طرح درست ہے اور شعبہ نے اس حدیث کے متعلق اس طرح کہا ہے۔
(تاریخ الکبیر ج سوم ص 73 ترجمہ 259)
علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:
جزم به ابن حبان في الثقات فقال كنية كاسم ابيه وقول محمد يكنى ابواسكن لا ينافي ان تكون كنيته ايضا اباالسكن لانه لاما نع ان يكون شخص كنيتان.
عمدۃ القاری ج 6 ص 51
یعنی ابن حبان ''کتاب الثقات'' میں جزم کے۔ اتھ کہا ہے کہ ان کی کنیت ابوالعنبس ہے اور کہا حجر بن عنبس کی کنیت ان کے باپ کے نام کی مثل ہے اور وہ ابوالعنبس ہی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ ان کی کنیت الوالسکن ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ ان کی کنیت ابوالسکن بھی ہو۔
کیونکہ ایک شخص کی دو کنیت ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں۔
اس کی دلیل کہ ابن حبان نے باالجزم ان کی کنیت ابوالعنبس لکھی ہے۔ ان کی کتاب صحیح ابن حبان کی یہ حدیث ہے جو قرآت سورۂ فاتحہ فراغت کے بعد آمین کہنے کے متعلق ہے۔
حدثنا شعبة عن سلمة بن كهيل قال سمعت حجرًا أبا العنبس يقول حدثني علقمة بن وائل.
ابن حبان ج سوم ص 146
اس سند میں حجر ابوالعنبس ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر بن عنبس کی کنیت ابوالعنبس صحیح اور درست ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شعبہ کی طرف خطا کا اشارہ بذات ایک خطا ہے۔
حمدی عبدالمجید سلفی جنہوں نے معجم کبیر کی احادیث کی تخریج کی ہے وہ اس حدیث کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:
وقد اعل هذاالحديث بالاضطراب في الاسناد والمتن اما في الاسناد فان شعبة ادخل علقمه بن

وائل بین وائل وحجر۔ الخ معجم کبیر للطبرانی ج 22ص 43

یعنی متن واسناد میں اضطراب کے باعث اس حدیث کو معمول سمجھا گیا ہے اور اسناد میں علت یہ ہے کہ شعبہ بن حجاج نے علقمہ کو وائل اور حجر بن عنبس نے درمیان داخل کیا ہے اور یہ اعلال ابوداؤد طیالسی اور ابومسلم کش کی روایت کے باعث زائل ہو گیا ہے۔ کیوں مجر بن عنبس نے اس حدیث کو ان دونوں (یعنی علقمہ اور وائل) سے سنا ہے۔ اور یہ اعلال کو حجو بن عنبس وہ ابوالسکن ہیں اور ابوالعنبس نہیں اور یہ بالتحقیق ثابت ہوا ہے کہ ان کی کنیت ابوالعنبس بھی تھی اور ان کی دو کنیت ہونے میں کوئی مانع بھی نہیں اور متن میں اعلال یہ ہے کہ اس حدیث میں شعبہ بن حجاج نے نبی اکرم ﷺ کے اس قول ''**یخفض بها صوته**'' میں سفیان ثوری کی مخالفت کی ہے اور سفیان ثوری کی روایت میں ''**یجهر بها او یمدبها صوته**'' ہے اور محدثین نے علاء کی متابعت کے باعث روایت سفیان کو ترجیح دی ہے انتھی کلامہ۔

اس ثابت ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث میں تین خطائیں شعبہ بن حجاج کی طرف منسوب کی ہیں ان میں سے دو صحیح نہیں باقی رہا یہ مسئلہ کہ حدیث سفیہ۔ کو بمقابلہ حدیث شعبہ ترجیح ہے کہ شعبہ بن حجاج نے ''**حفض بها صوته**'' میں خطا کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ''**یمدبها صوته**''

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں شعبہ بن حجاج کی طرف خطا کی نسبت بذات خود خطا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ سفیان ثوری کی حدیث بنسبت حدیث شعبہ اصح یہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خطا ہے۔ نقد الرجال کے بلند پایہ امام حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں:

وشعبه احسن حدیثا من الثوری لم یکن فی زمن شعبه مثله فی الحدیث.

یعنی شعبہ بن حجاج حدیث میں سفیان ثوری سے احسن ہیں اور شعبہ کے زمانہ میں حدیث میں ان کی مثل کوئی نہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

قال ابوبکر بن ابی الاسود عن خاله عبدالرحمن بن مهدی کان سفیان یقول' شعبة امیر المومنین فی الحدیث.

ابوبکر بن ابوالاسود نے اپنے ماموں عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کی کہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے شعبہ بن حجاج حدیث میں امیر المومنین ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

وقال محمد بن یحییٰ الذهلی عن مسلم بن قتیبة قدمت من البصرة فاتیت الکوفة. الخ

محمد بن یحییٰ ذہلی نے مسلم بن قتیبہ سے روایت کیا کہ میں بصرہ سے کوفہ آیا اور میں حضرت سفیان ثوری کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا: بصرہ سے آیا ہوں۔

'قال ما فعل استاذنا شعبه"

سفیان ثوری نے فرمایا: بتاؤ ہمارے استاذ شعبہ بن حجاج کا کیا حال ہے۔
پھر فرماتے ہیں:

وقال عفان بن مسلم عن یحییٰ بن سعید القطان' مارأیت احداقط احسن حدیثا من شعبة

عفان بن مسلم نے یحییٰ بن سعید قطان سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں شعبہ بن حجاج سے حدیث میں احسن ہرگز کسی کو نہیں دیکھا۔

پھر فرماتے ہیں:

قال حنبلٰ بن اسحاق عن علی بن المدینی سألت یحییٰ بن سعید ایما کان احفظ للا حادیث الطوالات سفیان اؤ شعبة. فقال کان شعبه امر فیها.

حنبلی بن اسحاق نے (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ) علی بن مدینی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے دریافت کیا احادیث طوالات کا سفیان اور شعبہ میں سے کون زیادہ احفظ ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا: شعبہ بن حجاج ان میں امیر وحاکم ہے۔ یعنی ان احادیث میں شعبہ' سفیان ثوری سے زیادہ قوی ہے۔

علی بن مدینی نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید کو کہتے ہوئے سنا کہ علم رجال ''فلاں عن فلاں'' ایسا اور ایسا میں شعبہ بن حجاج سب سے اعلم تھے۔ اور سفیان صاحب ابواب یعنی مجتہد۔ تہذیب الکمال ج4 ص589 تا 591

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام شعبہ بن حجاج علم رجال میں سفیان ثوری سے زیادہ اعلم تھے اور احادیث طوالات میں بھی سفیان ثوری پر سبقت رکھتے تھے۔

تو پھر ایسے عظیم حافظ الحدیث اور اعلم علم رجال کی طرف خطاء کی نسبت کرنا کتنی بڑی خطاء ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے پیچھے کچھ خفیہ عوامل کارفرما ہیں۔

ورنہ شعبہ جیسے امیر المومنین فی الحدیث کی نسبت خطا کرنا تو کجا ان کے متعلق ایسا خیال کرنا بھی متصور نہیں ہوسکتا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ آمین بالجہر میں خصم کے نزدیک حدیث سفیان ثوری منقطع ہے جو قابل احتجاج نہیں اور جو لوگ حدیث سفیان کو ترجیح دیتے ہیں یہ محض فرقہ اور مذہب کی طرف سے تعصب ہے۔

اور شعبہ حجاج کی حدیث صحیح ہے جس کے متعلق حاکم نے کہا: یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے لہٰذا ان احادیث مقدس سے ثابت ہوا کہ اخفائے تامین سنت ومستحب ہے اور شعبہ بن حجاج کی حدیث بحکم تفاسیر قرآن مقدس کے موافق ومطابق بھی ہے کہ یہ ایک دعا ہے اور دعا میں اصل اخفاء ہے۔

اور سفیان ثوری کی حدیث جو اس سے قبل مذکور ہو چکی جس میں یہ ہے کہ وائل بن حجر حضرمی نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے جب ''**غیر المغضوب علیهم و الا الضالین**'' پڑھا تو آپ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو لمبا

کیا۔

لفظ یہ ہیں۔''ومدبھا صوتہ''

حضرت امام سفیان ثوری کی حدیث کے یہ الفاظ اعلان تامین پر دلالت نہیں کرتے۔ ترمذی شریف کے حاشیہ پر اس حدیث کے ماتحت یہ مرقوم ہے۔ قولہ مدبھا صوتہ:-اے بالکلمۃ یعنی آخرھا والمدعارضی حتی یجوزفیہ الطول والتوسط والقصر۔

یعنی اس کا معنی ہے اس کلمہ کو آپ نے لمبی آواز سے پڑھا یعنی'' آمین'' کے آخر کو اور یہ مد، مد عارضی ہے جو بمقابلہ حاذف ہے۔

حتیٰ کہ اس میں طول' توسط اور قصر تینوں جائز ہیں۔

بعض محدثین اس کا معنی یہ لکھتے ہیں''اطال بھا صوتہ'' یعنی آمین کے ہمزہ کو کھینچ کر پڑھا اور مد پڑھا۔

- ترمذی شریف ص 49 حاشیہ نمبر 1

بہرحال یہ''مد'' مثبت جہر نہیں ورنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس حدیث کا علم ہونے کے اس کو نہ چھوڑتے اور بالضرور اپنی صحیح میں اس کو درج فرماتے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو احادیث ان کے مطلب کی مفید نہیں ان کے پیچھے نہیں پڑتے۔ یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کسی دوسری علت قادحہ کے سبب ترک کیا ہو۔

اور جن بعض روایات میں''رفع بھا صوتہ'' آیا ہے اس کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔

یا یہ کہ یہ روایت بالمعنی ہے کہ بعض راویانِ حدیث نے مد کو بمعنی''رفع'' بیان کیا حالانکہ اس''مد'' کا معین اطالت ہے یا بمعنی مد عارضی ہے تاکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کے مخالف نہ ہو۔

اور اگر بالفرض''مد'' بمعنی''رفع'' ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی آواز بلند فرماتے تھے کہ وہ لوگ جو صف اول میں آپ کے نزدیک ہوتے ہیں سن سکتے تھے۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے۔

''حتیٰ یسمع من یلیہ من الصف الاول''

یعنی آپ جو آمین کہتے تو وہی سنتا تھا جو پہلی صف میں آپ کے قریب ہوتا تھا اور یہ امر اخفائے تامین کے منافی نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نماز سری میں بھی وہ مقتدی جو امام کے قریب ہوتے ہیں امام کی قرآت کو سنتے ہیں۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وائل بن حجر سے آمین بالجہر بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ نسائی میں ہے۔

عن عبدالجبار بن وائل عن ابیہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قراء ''غیر المغضوب علیھم ولاالضالین'' فسمعنا ھا منہ۔

یعنی وائل بن حجر نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے''غیر المغضوب علیھم ولاالضالین'' پڑھا تو ہم نے آپ سے آمین سنی۔

اور اسی طرح ابن ماجہ میں ہے۔
اور ابوداؤد شریف کی حدیث میں "فجھر بآمین" ہے یعنی باآواز بلند آمین کہا۔
ترمذی اور ابوداؤد میں سفیان ثوری کی حدیث جو وائل بن حجر سے مروی ہے اس میں "قال آمین ومدبھا صوتہ ورفع بھا صوتہ" ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احادیث قرآن اور احادیث صحیح کے مخالف ہیں۔ احکام دین کے اخذ میں اصلی قرآن مقدم ہے اور بحکم تقاسیہ قرآن سے یہ ثابت ہے کہ آمین دعا ہے اور دعا میں اصل اخفاء ہے۔ لہٰذا قرآن مقدس کے مقابلہ میں یہ احادیث متروک العمل ہوں گی۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ اعلان تامین والی احادیث مقدم ہیں اور اخفائے تامین والی احادیث مؤخر اور مؤخر احادیث احادیث مقدم کے لیے ناسخ ہیں۔ یعنی نبی اکرم ﷺ سے ابتداء میں آمین بالجہر ثابت ہے اور پھر آپ نے اس کو ترک فرمایا جیسے ابن ماجہ کی شرح انجاح الحاجہ سے ثابت ہے جس کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔
تیسرا جواب یہ ہے کہ عبدالجبار کا اپنے والد سے سننا ثابت ہی نہیں لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے۔
قال محمد بن حجر ولد بعد ابیہ ستة اشھر (تاریخ الکبیر ج 6 ص 106 ترجمہ 1855)
محمد بن حجر نے کہا: عبدالجبار بن وائل بن حجر اپنے والد کی وفات سے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے حافظ مزی نے لکھا ہے۔
قال ابوعبید الاجری قلت لابی داؤد سمع من ابیہ قال سمعت یحیی بن معین یقول مات وھو حمل وقال غیرہ ولد بعد موت ابیہ بستة اشھر وھذا القول ضعیف جدًا فانہ صح عنہ قال' کنت غلاما لااعقل صلوٰة ابی ولومات ابوہ وھو حمل لم یقل ھذا القول۔
تہذیب الکمال ج 6 ص 21-22 ترجمہ 3724
ابوعبید اجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے کہا: کیا عبدالجبار نے اپنے باپ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ان کے والد فوت ہوئے اور وہ ابھی حمل میں تھے۔ یحییٰ بن معین کے علاوہ دوسروں نے کہا: وہ اپنے باپ کی وفات سے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے اور یہ قول نہایت ہی ضعیف ہے کیونکہ عبدالجبار سے صحیح قول یہ ہے انہوں نے کہا: میں ابھی بچہ تھا اور اپنے باپ کی نماز کو نہ سمجھ سکتا تھا۔ اگر وہ حمل میں ہوتے اور ان کے باپ فوت ہوتے تو وہ یہ بات نہ کہتے۔
بہر حال عبدالجبار کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں۔
حافظ عسقلانی نے لکھا ہے۔
قال ابن حبان فی الثقات من زعم انہ سمع ابا فقد وھم لان ابا ہ مات وامہ حامل بہ۔
تہذیب التہذیب ج 6 ص 105

ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا جس کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا ہے یہ وہم ہے اس لیے کہ ان کے والد جب فوت ہوئے وہ اپنی والدہ کے حمل میں تھے۔

علماء نقد الرجال سے ثابت ہوا کہ عبدالجبار کی اپنے والد وائل بن حجر سے ساعت ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے جو ان کے نزدیک بھی قابل عمل نہیں اور علقمہ بن وائل بن حجر کے سماع میں کسی کو کوئی شک نہیں۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علم اصول، میں جانبین کے دلائل کے تساقط کے لیے کچھ شروط ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح نہ ہو۔ پھر ان میں موافقت ومطابقت ممکن نہ ہو نیز قوت وضعف میں وہ دونوں یکساں ہوں لیکن یہاں یہ تینوں شرائط مفقود ہیں کیونکہ احادیث اخفائے تامین مرجح ہیں اور یہ کہ یہ احادیث بحکم تفاسیر قرآنی مقدس کے موافق ہیں۔ تیسرا یہ کہ قوت میں یہ احادیث' احادیث اعلان تامین سے مافوق ہیں لیکن اگر قاعدہ ''اذا تعارضا تساقط'' جب دلائل جانبین متعارض ہوں تو ساقط ہو جاتے ہیں۔

تو بوجہ تعارض جانبین کے دلائل ساقط ہو گئے تو پھر ان کے پاس جہر تامین پر کوئی دلیل باقی نہ رہ گئی اور ہمارے نزدیک اخفائے تامین پر اور بھی دلائل ہیں جو احادیث مرویہ شیخین وغیرہ اور آثار صحابہ سے دلیل قرانی کو چھوڑ کر بھی ثابت ومحقق ہیں۔

وہ احادیث یہ ہیں:

1- استاد بخاری ومسلم ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں یہ حدیث تخریج کی ہے۔

حدثنا ابوبکر قال ثنا هشيم عن مغيرة عن ابراهيم انه كان اذكبر سكت هنيهة واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين سكت هنيهة واذا القيام في الركعة الثانية لم يسكت وقال الحمد لله رب العالمين.

مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ وہ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے اور جب ''غیر المغضوب علیهم والاالضالین'' کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے اور جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو چپ نہ رہتے اور الحمد للہ رب العالمین پڑھتے۔

2- حدثنا ابوبكر قالنا عفان قالنا حماد بن سلمة عن حميد عن الحسن عن سمرة بن جندب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم كان يسكت سكتتين اذا دخل في الصلوٰة واذا فرغ من القرأة فانكر ذلك عمران بن حصين فكتبو الى ابى بن كعب فكتب اليهم ان صدق سمرة.

مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 276

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ دو سکتہ فرماتے تھے۔ ایک جب نماز میں داخل ہوتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد) اور دوسرا جب والاالضالین پڑھنے سے فارغ ہوتے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو انہوں نے ابی بن کعب کی طرف لکھ بھیجا (کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں) تو حضرت ابی بن کعب نے ان کی طرف

لکھا کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔

3- حدثنا محمد بن مثنی ناعبد الاعلی عن سعید عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال سکتتان حفظهما عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فانکر ذٰلك عمران بن حصین قال حفظنا سکتة فکتبنا الی ابی بن کعب بالمدنية فکتب الی ان حفظ سمرة قال سعید فقلنا لقتادة ماها تان السکتتان قال اذا دخل فی صلوته واذا فرغ من القراة ثم قال بعد ذٰلك واذا قرء ولا الضالین۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد رکھے ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو ہم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب کو اس کے متعلق لکھا۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابی بن کعب نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو وہ یاد ہیں۔ سعید نے کہا: ہم نے حضرت قتادہ سے کہا: وہ دو سکتے کیا ہیں۔قتادہ نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے (تکبیر تحریمہ کے بعد) سکتہ فرماتے اور قرآن سے فارغ ہوتے پھر اس کے بعد کہا جب ''ولاالضالین'' پڑھ لیتے تو سکتہ فرماتے۔

قال ابوعیسٰی: حدیث سمرة حسن وهو قول غیر واحد من اهل العلم یستعحبون للامام ان یسکت بعد مایفتتح الصلوٰة وبعد الفراغ من القراة وبه یقول احمد' اسحاق واصحابنا.

ترمذی شریف ص 49

ابوعیسٰی ترمذی فرماتے ہیں:

حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ حسن ہے اور کئی اہل علم کا یہی قول ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت فاتحہ کے بعد امام کے لیے چپ رہنا مستحب سمجھتے ہیں۔ یہ امام احمد' اسحاق اور ہمارے اصحاب کا قول ہے۔

4- ابن حبان نے اپنی صحیح میں سنداً ومتناً ابوعیسٰی ترمذی کی مثل یہ حدیث تخریج کی ہے۔

قال ابوحاتم رضی الله عنه الحسن لم یسمع من سمرة شیأ وسمع من عمران بن حصین هذا الخبر واعتمادنا فیه عن عمران بن حصین (صحیح ابن حبان ج سوم ص 147)

ابو حاتم نے فرمایا: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا ہے اور انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو سنا ہے اور اس حدیث میں ہمارا اعتماد عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت پر ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابوداؤد شریف نے بھی تخریج کیا ہے۔

چنانچہ ثقات اسانید کے ساتھ مرویات یہ احادیث مبارکہ اس بات میں صریح ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دو سکتے ماتے تھے۔ ان میں سے ایک سکتہ باالاتفاق تکبیر تحریمہ کے بعد ہے اور وہ ثنا پڑھنے کے لیے ہے اور دوسرا سکتہ غیر المغضوب علیهم و لاالضالین '' کے اتمام کے بعد ہے اور یہ سکتہ تامین کے لیے تھا۔

کیونکہ بحکم متفق علیہ حدیث ''قال علیه السلام اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم والاالضالین فقولو

آمین ''الحدیث کمابد تامین کامحل ''ولا الضالین'' کے بعد ہے۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ''ولا الضالین'' کے بعد متصل تامین کامحل ہے۔

اور جب اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ تامین کامحل ''ولا الضالین'' کے بعد ہے تو ان جملہ احادیث سکتہ سے ثابت ہوا کہ ''ولاالضالین'' کے بعد سکتہ ثانیہ تامین کے لیے خاص ہے۔

چنانچہ بحکم حدیث متفق علیہ احادیث سکتہ سے ثابت ہو گیا کہ آمین کہنے میں سنت اخفائے تامین ہے جو قرآن شریف کے حکم کے موافق ہے۔

اس لیے علامہ ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے ماتحت طیبی سے ایک قول نقل فرمایا ہے۔

ولاظهر ان اسكتة الاولىٰ للثناء والسكتته الثانية للتامين

اور اظہر میں ہے کہ پہلا سکتہ ثنا کے لیے ہے اور دوسرا سکتہ تامین کے لیے۔

5-ابوبکر بن ابی شیبہ اور عبدالرزاق بن ہمام صنعانی استاد امام بخاری و مسلم اپنی اپنی مصنف میں اپنی اپنی اسناد کے ساتھ یہ احادیث تخریج کی ہیں۔

حدثنا ابوبكر قال ثنا وكيع عن ابن ابى ليلى عن الحكم عن ابراهيم قال اربع لايجهر بهن الامام بسم الله الرحمٰن الرحيم' والاستعاذه وآمين. وربنا لك الحمد

ابرہیم نخعی سے روایت ہے انہوں نے کہا: چار چیزیں امام انہیں باآواز بلند نہ کہے۔ اول بسم الرحمن الرحيم دوم استعاذه (اعوذ باالله من الشيطان الرحيم) سوم ۔ آمین' چهارم' ربنا لك الحمد ۔

6- حدثنا وكيع عن سفيان عن منصور عن ابراهيم قال خمس يخفيهن الامام الاستعاذة وسبحانك اللهم وبحمدك. بسم الله الرحمن الرحيم وآمين' واللهم ربنا لك الحمد.

ابراہیم نخعی سے روایت ہے انہوں نے کہا: پانچ چیزیں ہیں جن کو امام آہستہ کہے استعاذه ثناء سبحانك اللهم وبحمدك بسم الله الرحمن الرحيم آمين ۔ اللهم ربنا لك الحمد ۔

7- حدثنا هشيم قال ثنا حصين ومغيره عن ابراهيم قال يخفى الامام بسم الله الرحمن الرحيم' والاستعاذه وآمين وربنا لك الحمد.

مصنف ابن ابی شیبہ ج دوم ص 536 مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 87

ابراہیم نخعی سے روایت ہے انہوں نے کہا: امام بسم الله الرحمن اعوذ باالله من الشيطان الرحمن آمين اور ربنا لك الحمد ان سب کو آہستہ کہے۔

8- صاحب ہدایہ نے لکھا ہے۔

ویسرهما لقول ابن مسعود رضی الله عنها اربع یخفیهن الامام وذکر منها التعوذ والتسمیة وآمین۔

یعنی ان دونوں (تعوذ وتسمیہ) کو آہستہ کہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے چار چیزیں جن کو امام آہستہ کہے اور ان میں سے تعوذ، تسمیہ اور آمین کا ذکر کیا۔

ابن ہمام شارح ہدایہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

قوله (لقول ابن مسعود رضی الله عنها اربع الخ) والرابع التحمید، والاربعة رواها ابن ابی شیبة عن ابراهیم النخعی۔

فتح القدیر ج اوّل ص253

ابن ہمام فرماتے ہیں مؤلف کا یہ قول کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا فرمان چار چیزیں اور چوتھی تحمید ہے (یعنی ربنا لك الحمد) ان چاروں کو ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور ابراہیم نخعی کی روایت اس سے قبل آپ نے سماعت فرمائی۔

9- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراط مستقیم اور شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔

روی عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه قال یخفی الامام اربعة اشیاء التعوذ والبسملة وآمین وسبحانك اللهم وعن ابن مسعود مثله.

سیف المقلدین ج دوم ص65

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: امام چار اشیاء کو آہستہ کہے تعوذ، بسم الله الرحمن الرحیم، آمین سبحانك اللهم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے، وہ یہ ہے۔

10- حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا ابوبکر بن عیاش عن ابی سعد البقال عن ابی وائل قال کان علی وابن مسعود لایجهران بسم الله الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بآمین۔

معجم کبیر للطبرانی ج9 ص262 حدیث نمبر9404

ابووائل (شقیق بن سلمہ) سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت علی المرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما بسم الله الرحمن الرحیم۔ تعوذ اور آمین کو بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔

11- حدثنا ابوبکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال کان عمر وعلی لایجهران بسم الله الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین۔

طحاوی شریف ج اوّل ص140 جوہرالنقی ج دوم ص12

ابووائل سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور آمین۔ باآواز بلند نہیں کہتے تھے۔

آخر میں سیدی محمد زرقانی کا ایک قول فیصل پیش خدمت ہے۔

قال بعضهم انما كان صلى الله عليه وسلم يجهر التأمين في ابتداء الاسلام ليعلمهم فاؤما الىٰ نسخه' وردبان آباداؤد وابن حبان رؤيا عن وائل بن حجر صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم فجهر بآمين. ووائل متاخر الاسلام. الجواب انه جهر لبيان الجواز.

(زرقانی علی المؤطا ج اوّل ص181)

بعض نے کہا: نبی کریم ﷺ ابتدائے اسلام میں آمین بالجہر کہتے تھے تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دیں۔ چنانچہ بعض نے اس کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض نے اس کا رد اس طرح کیا کہ ابوداؤد اور ابن حبان دونوں نے وائل بن حجر سے روایت کیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ نے با آواز بلند آمین کہا اور وائل متاخر الاسلام ہے۔

سیدی محمد زرقانی اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

آپ نے صرف بیان جواز کے لیے آمین بالجہر فرمایا ہے۔

اس سے ثابت ہوا اعلان تامین منسوخ ہے اور کبھی کبھی اعلان تامین جو تھا وہ صرف بیان جواز کے لیے تھا۔ نہ کہ آپ ﷺ ہمیشہ آمین بالجہر کرتے رہے۔

چنانچہ خطیب بغدادی اور ان کے پیروکاروں کا یہ اعتراض کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیاس ورائے کو احادیث پر ترجیح دیتے تھے یہ محض افترا و بہتان ہے۔ اور یہ صرف حسد و تعصب ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حسد و تعصب سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے جس سے انسان کا شرم وحیا بھی جاتا رہے اور عقلاً اتنا مخبوط الحواس ہو جائے کہ اس کو اچھے اور برے کی تمیز بھی جاتی رہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے اس باب میں امام الائمہ' سراج الامۃ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا درحقیقت شارع پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اخفائے دعا کے لیے حکم فرمایا جس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تمسک فرمایا۔

اور نیز یہ اعتراض نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہے کہ انہوں نے اخفائے تامین میں کلام ربانی کی موافقت کیوں فرمائی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اس سے تقویت حاصل ہوئی۔

شاید کہ فرقہ نجدیہ کے اذہان میں یہ امر مرکوز ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ نبی اکرم ﷺ کو قرآن مقدس کی آیہ مبارکہ کے معانی نہ پہنچے ہوں۔ لہٰذا وہ اس میں اخفاء کرتے رہے چنانچہ ان میں اور فرقہ روافض میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ روافض کا یہ عقیدہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے وحی پہنچانے میں خطا کی ہے۔ اللہ عزوجل ایسے عقیدہ باطلہ واہیہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الحمد لله الذي هدانا سنن سيد المرسلين واقمنا على سبيل السوى للمسلمين وحفظنا من

الفرق العادین الضالین' وسود وجوہ المعترضین علی آئمۃ الدین۔

رفع الیدین

6-خطیب بغدادی نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے قول کی حکایت کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کی تضحیک کی ہے۔عبداللہ بن مبارک کا قول یہ ہے۔

انہ قال لابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی رفع الیدین عندالرکوع حدیث براء فقال ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ کانہ یرید ان یطیر۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے رکوع کے وقت رفع یدین کے متعلق حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا۔تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا کہ وہ اڑنا چاہتا تھا۔امام خوارزمی فرماتے ہیں اس کا جواب تین وجوہ سے ہے۔

اوّل:

یہ کہ حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رفع یدین کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہی نہیں ہے۔یحی بن معین نے اپنی تاریخ میں کہا رفع یدین کے متعلق حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہی نہیں ہے۔جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو حدیث کا معلوم ہونا معلوم ہوا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن مبارک کا احترام کرتے ہوئے ازروئے مزاح (خوش طبعی) اور نرمی کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ وہ اڑنا چاہتا ہے۔آپ نے ان کو چپ کرانے کے لیے اس کا ارادہ نہیں فرمایا جیسا کہ آپ نے امام اوزاعی کے حق میں کہا جبکہ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے رفع یدین کے متعلق پوچھا۔

دوم:

یہ کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کا لی ارا کم ترفعوف ایدیکم فی الصلوۃ کانھا اذ ناب خیل شمسیں اسکنوا فی الصلوۃ۔

کیا ہے میں تمہیں نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔گویا کہ یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔نماز میں سکون اختیار کرو۔

سوم:

یہ کہ انشاء اللہ ''باب الصلوٰۃ'' میں آئے گا جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مسنداً احادیث وآثار روایت کیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رفع یدین بدعت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حدیث رفع یدین کے جملہ رواۃ مدنی ہیں اور امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نہیں لیا اور نہ ہی اس پر عمل کیا۔حالانکہ وہ دوسروں سے اپنے شہر کی روایت کے زیادہ اعلم تھے۔

جامع المسانید ج اوّل ص59

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب اجمالی ہے۔

اب اس کا ذرا تفصیلی جواب سماعت فرمائیں۔

سب سے پہلے وہ احادیث وآثار پیش خدمت ہیں جو عدم رفع یدین پر دلالت کرتے ہیں۔

حدثنا هناد نا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقه قال قال عبد الله بن مسعود رضی الله عنهما الااصلی بكم صلوٰة رسول الله صلی الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه الافي اول مرة.(مصنف ابن شيبه ج اوّل ص 236 ترمذی شريف ص 50)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھادوں۔ (یعنی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے) چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی اور پہلی بار کے سوا آپ نے ہاتھ نہ اٹھائے (یعنی صرف تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھائے اور پھر انہوں نے رفع یدین نہ فرمایا) اور اس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قال ابوعيسىٰ حديث ابن مسعود حديث حسن وبه يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفة.

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص50)

ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما حدیث حسن ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے اکثر ین اہل علم کا اس پر عمل ہے اور سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

سنن ابوداؤد میں ایک باب منعقد کیا گیا۔

"رفع اليدين فی الصلوٰة اوّل مرة"

پھر حضرت علقمہ سے یہی حدیث روایت کی جو ترمذی نے روایت کی۔ پھر اس کے بعد حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو روایت کیا۔

وہ حدیث یہ ہے:

عبدالرزاق عن الثوری عن يزيدبن ابی زياد عن عبدالرحمن بن ابی ليلی عن البراء بن عازب قال.كان رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا كبر رفع يديه حتی يدی ابهامه قريباً من اذنيه.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے مبارکہ کو آپ کے دونوں کانوں کے قریب دیکھا جاتا تھا۔

عبدالرزاق بن ہمام نے اس کے بعد ابن عیینہ کے طریق سے حدیث تخریج کی۔

عبدالرزاق عن ابن عينية عن يزيد عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب مثله وزاد قال مرة واحدة ثم لاتعد لرفعها فی تلك الصلٰوة۔

مصنف عبدالرزاق ج دوم ص70-71 سنن الکبریٰ للبیہقی ج دوم ص76

عبدالرزاق نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل (یعنی سفیان ثوری) حدیث روایت کی اور سفیان بن عیینہ نے یہ اضافہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر اس نماز میں دوسری بار رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ کلمہ (یعنی مرۃ واحدۃ ثم لاتعد) سفیان ثوری۔ زہیر بن معاویہ اور ہشیم وغیرہم سے مروی نہیں بلکہ یہ کلمہ صرف سفیان بن عیینہ سے مسموع ہے۔

علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

قلت' يعارض هذا قول ابن عدی فی الکامل رواه هشيم وشريك وجماعة معهما عن يزيد بآسناده وقالوا فيه ثم لم تعد(جواهر النقی فی ذیل سنن الکبریٰ ج دوم ص 76)

فرماتے ہیں امام بیہقی کا یہ قول کہ اس کلمہ کو سوائے سفیان بن عیینہ کے سفیان ثوری' زہیر بن معاوشہ اور ہشیم وغیرہم نے روایت نہیں کیا۔

یہ قول کامل میں ابن عدی کے قول کے معارض ہے اس کو ہشیم اور شریک اور ان دونوں کے ساتھ ایک جماعت سے اپنی سند کے ساتھ ابن عدی نے اس کو روایت کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث میں کہا۔

"ثم لم یعد"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

اور دارقطنی نے "اسماعیل بن زکریا عن یزید" سے روایت میں اس طرح اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اور خود امام بیہقی نے "خلافیات" میں نضر بن شمیل کے طریق سے اسرائیل (یونس بن ابی اسحاق) سے انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے اس حدیث کو اسی طرح تخریج کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبکر قالنا وکیع عن ابن ابی لیلی عن الحکم وعیسٰی عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا فتح الصلٰوة رفع یدیه ثم لایرفعها حتی یفرغ۔مصنف ابن شیبه ج اوّل ص 236 ' شرح معانی الاثار للطحاوی ج اوّل ص154

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے رفع یدین فرماتے (یعنی تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے) پھر رفع یدین نہ فرماتے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہوتے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو امام بخاری رحمۃ اللہ کے استاد ہیں انہوں نے (وکیع عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم وعیسیٰ) کے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں یہ کلمہ ''مرۃ واحدۃ ثم لایعد'' صحیح ہے۔
اور امام بیہقی کا کہنا کہ یہ کلمہ صرف سفیان بن عیینہ سے مسموع ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ کلمہ وکیع سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن شیبہ کی روایت سے ثابت ہے۔

خود امام بیہقی نے ''خلافیات'' میں محمد بن ابی یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

قال محمد بن ابی یحیٰی صلیت الٰی جنب عبداللّٰه بن الزبیر فجعلت ارفع یدیه فی کل رفع وخفض وان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان اذا فتح الصلوٰة رفع یدیه ثم لایرفع فی شیء حتّٰی فرغ.

محمد بن ابن یحییٰ نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں رفع وخفض (یعنی رکوع سے اٹھتے اور رکوع کرتے وقت) رفع یدین کرتا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے کہا: اے میرے بھائی زادہ! میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تو ہر خفض ورفع میں رفع یدین کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر تحریمہ کہتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نماز میں رفع یدین نہ فرماتے تھے۔

الشیخ المحدث حبیب الرحمٰن اعظمی مصنف عبدالرزاق کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ابوداؤد، دارقطنی اور بیہقی نے تخریج کی ہے۔ فرماتے ہیں جو لوگ رفع یدین کی طرف گئے ہیں وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی ضعیف قرار دیتے ہیں جس کو ابوداؤد اور ترمذی نے تخریج کیا ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں۔

وکانهم یحاولون ان یثبتوا ان ترك الرفع محدیث لم یثبت عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اصلا' وعبثا یحاولون الخ (مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 71)

گویا کہ وہ یہ ثابت کرنے کا حیل بہانہ تلاش کرتے ہیں کہ رفع یدین کا ترک محدث ہے اور یہ (ترک رفع یدین) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصلاً ثابت نہیں۔ فرماتے ہیں ان کا یہ حیلہ وغیرہ تلاش کرنا بھی عبث ہے اس لیے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں رفع یدین نہ کیا ہوتا اور بعض اوقات اس کو ترک نہ کیا ہوتا تو عملاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے اختلاف نہ کرتے اور نہ ہی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کرتے اور نہ بعض اس کو ترک کرتے۔ پھر فرماتے۔

رحم اللّٰه منهم الامام الترمذی فانه لم یحمله التعصب لشیخه الامام البخاری ان یحید عن الحق ویداهن فقد صرح بتحسین حدیث ابن مسعود اولا ثم اعلن قائلا بانه ذهب الیه وقال به غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کما ذهب بعض اهل العلم

منھم الیٰ الرفع الخ. حوالہ مذکور

ان میں سے اللہ عزوجل امام ترمذی پر رحم فرمائے کیونکہ ان کو اپنے شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تعصب نے برانگیختہ نہیں کیا کہ وہ حق سے ہٹ جائیں اور مداہنت (باطن کے خلاف ظاہر کرنا) کریں۔ امام ترمذی نے سب سے پہلے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تحسین فرمائی۔ پھر یہ کہتے ہوئے اعلان کیا وہ اس طرف گئے ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے اکثرین کا بھی یہی قول ہے جیسے کہ ان میں بعض اہل علم رفع یدین کی طرف گئے ہیں۔

شیخ موصوف کی تصریح سے ثابت ہوا کہ رفع یدین کو ثابت کرنے کے لیے حیلہ وغیرہ تلاش کرنا یہ سب تعصب کی بنا پر ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس میں زیادہ متعصب ہیں اس سے یہ ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل تھا اور رفع یدین کے قائلین بہت کم تھے۔

اور علامہ موصوف کے قول سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام ترمذی نے اپنے شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم سے ہٹ کر بلا تعصب یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ حدیث ابن مسعود حسن ہے اور اکثرین کا اس پر عمل ہے۔ عبدالرزاق بن ہمام نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے عدم رفع یدین کی احادیث کو مختلف اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

1- عبدالرزاق عن الثوری عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنھما کان یرفع یدیه فی اوّل شیء ثم لایرفع بعده۔

ابراہیم بن یزید نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

2- عبدالرزاق عن ابن عیینه عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنھما مثله۔

یعنی سفیان بن عیینہ کی حدیث بھی سفیان ثوری کی حدیث کے مثل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سوائے تکبیر تحریمہ کے نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

3- عبدالرزاق عن الثوری عن حماد قال سالت ابراھیم عن ذٰلك فقال یرفع یدیه اول مرة۔

مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 71

حماد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ابراہیم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما صرف پہلی بار ہی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے (اور اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے)

طبرانی نے معجم کبیر میں اس حدیث کو اس طرح تخریج کیا ہے۔

1- حدثنا اسحاق بن ابراھیم عن عبدالرزاق عن حصین عن ابراھیم ان ابن مسعود کان یرفع یدیه فی اوّل شئ ثم لا یرفع بعده

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اوّل چیز میں (تکبیر تحریمہ) دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد نماز میں رفع یدین

نہیں کرتے تھے۔

2- حدثنا محمد بن عبداللّٰہ حضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا ابوالاحوص عن حصین عن ابراھیم قال کان عبداللّٰہ لا یرفع یدیه فی شیء من الصلوٰۃ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سوائے تکبیر اولیٰ (تحریمہ) کے سوا نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

3- حدثنا علی بن عبدالعزیز ثنا حجاج بن المنھال ثنا حماد بن سلمة عن حماد (ابن ابی سلیمان) عن ابراھیم عن عبداللّٰہ بن مسعود انه کان اذا داخل فی الصلوٰۃ رفع یدیه ثم لایرفع بعد ذٰلك۔ معجم کبیر للطبرانی ج 9 ص 261

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو (تکبیر اولیٰ کے لیے) دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے مختلف اسانید کے ساتھ حضرت ابراہیم نخعی کی حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما صرف تکبیر تحریمہ کے لیے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اور یہ عدم رفع یدین پر نہایت قوی دلیل ہے۔

اس حدیث پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حدیث ابراہیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے متصل نہیں کیونکہ ابراہیم نخعی نے ان سے نہیں سنا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اسماء الرجال کے امام حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ ابراہیم نخعی کے ماتحت لکھتے ہیں۔

وقال عباس الدوری عن یحییٰ بن معین مراسیل ابراھیم احب الی من مراسیل الشعبی۔

تہذیب الکمال ج اوّل ص 308

عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ابراہیم نخعی کی مراسیل مجھے شعبی کی مراسیل سے زیادہ پسند ہیں۔

حدثنا سعید بن عامر عن شعبة عن سلیمان الاعمش قال قلت ابراھیم النخعی اسند لی عن عبداللّٰہ بن مسعود' فقال ابراھیم اذا حدثتکم عن رجل عن عبداللّٰہ فھو الذی سمعت واذا قلت قال عبداللّٰہ فھو عن غیر واحد عن عبداللّٰہ۔ (تهذیب الکمال ج اوّل ص 309)

سعید بن عامر نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان الاعمش سے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہا: تم مجھ سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سند کرتے ہو۔ ابراہیم نخعی نے جواب دیا۔ جب میں تمہیں کسی شخص سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کر دی تو یہ وہ حدیث ہے جو میں نے سنی ہے۔ اور جب میں یہ کہوں "قال عبداللّٰہ" حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تو یہ حدیث اکثر نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فان قلت خبر ابراھیم غیر متصل لانه لم یدرك عبدالله لانه مات سنة اثنتین وثلاثین بالمدینه وقیل بالکوفة. الخ (عمدۃ القاری ج 5 ص 274)

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت ابراہیم نخعی کی خبر غیر متصل ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو نہیں پایا اس لیے کہ وہ 32ھ میں مدینہ منورہ اور بعض کے نزدیک کوفہ میں فوت ہوئے اور ابراہیم نخعی 50ھ میں پیدا ہوئے جیسا کہ ابن حبان نے تصریح کی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم نخعی کی عادت یہ ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے حدیث کو اس وقت ارسال کرتے ہیں جب ان کے نزدیک ان سے حدیث کے رواۃ بکثرت ہوں اور ان سے تکاثر روایات کے بعد اس میں شک نہیں کہ جماعت کی خبر، خبر واحد سے اقوی اور اولیٰ ہے۔

لہٰذا یہ اعتراض ختم ہوا کیونکہ حافظ مزی کے نزدیک بھی ان کی حضرت عبداللہ بن مسعود سے مرسل حدیث صحیح ہے۔ جب امام مزی جیسے امام الائمہ نقد الرجال نے تصدیق کر دی تو پھر دوسروں کی کیا مجال ہے کہ وہ اس پر اعتراض کریں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ''موطا'' میں فرماتے ہیں:

فاما رفع الیدین فی الصلوٰۃ فانه یرفع الیدین حذوالاذنین فی ابتداء الصلوٰۃ مرۃ واحدۃ ثم لا یرفع فی شی من الصلوٰۃ بعد ذٰلك وھذا کله قول ابی حنیفة رحمه الله وفی ذٰلك آثار کثیرۃ.

موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص 90

نماز میں رفع یدین وابتدائے نماز میں دونوں کانوں کے برابر ایک بار دونوں ہاتھوں کا اٹھانا ہے۔ (یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے) پھر وہ اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہ اٹھائے یہ جملہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس کے متعلق آثار کثیرہ ہیں۔

1- قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیه قال رایت علی بن ابی طالب رفع یدیه فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ المکتوبة ولم یرفعھما فیما سویٰ ذٰلك.

عاصم بن کلیب جرمی نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ آپ فرض نماز میں صرف تکبیرہ اولیٰ (تحریمہ) میں دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اس کے سوا نماز میں بالکل رفع یدین نہ فرماتے۔

2- قال محمد اخبرنا محمدبن ابان بن صالح عن حماد عن ابراھیم النخعی قال لاترفع یدیك فی شئ من الصلوٰۃ بعد التکبیرۃ الاولیٰ.

یعنی ابراہیم نخعی نے فرمایا: تکبیرہ اولیٰ کے بعد نماز میں کسی چیز میں ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

3-قال محمد اخبرنا یعقوب بن ابراهیم اخبرنا حصین بن عبدالرحمن قال دخلت انا و عمرو بن مرة علی ابراهیم النخعی. الخ

حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں اور عمرو بن مرہ حضرت ابراہیم نخعی کے پاس گئے۔ عمرو بن مرہ نے کہا: مجھ سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے باپ وائل بن حجر سے بیان کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جب تکبیر کہی اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھا رفع یدین کرتے دیکھا۔ ابراہیم نخعی نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں شاید کہ اس نے صرف اسی دن آپ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہو اور نبی اکرم ﷺ سے یہ یاد کر لیا ہو اور حضرت ابن مسعود اور آپ کے اصحاب کو یاد نہ رہا ہو۔ میں نے ان میں سے سب کو دیکھا ہے کہ وہ صرف ابتدائے نماز میں تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

4- قال محمد اخبرنا محمد ابان بن صالح عبدالعزیز بن حکیم قال رایت ابن عمر یرفع یدیه حذاء أذنیه فی تکبیرة افتتاح الصلٰوة ولم یرفعها فیما سویٰ ذٰلك.

عبدالعزیز حکیم نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ وہ نماز کی شروع کی تکبیر میں اپنے کانوں کے برابر دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اس کے سوا نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔

5-قال محمد اخبرنا ابوبکر بن عبدالله النهشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیه وکان من اصحاب علی. ان علی بن ابی طالب کرم الله وجهه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الاولیٰ التی یفتتح بها الصلٰوة ثملایرفعهما فی شئی من الصلٰوة.

عاصم بن کلیب جرمی اپنے باپ سے راوی اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ صرف تکبیرۂ اولیٰ میں جس سے وہ نماز شروع کرتے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر وہ نماز میں کسی ارکان میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

6- قال محمد اخبرنا الثوری حدثنا حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة (مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص 91تا 94)

ابراہیم نخعی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ صرف جب نماز کا آغاز کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

یہ جملہ آثار اس پر دلالت کرتے ہیں کہ سوائے تکبیرہ اولیٰ کے نماز میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے کیونکہ اگر نبی اکرم ﷺ سے رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت نہ ہوتا تو یہ حضرات گرامی کبھی رفع یدین کو ترک نہ کرتے۔ ان کا رفع یدین کو ترک کرنا اس کے منسوخ کی دلیل ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں:

ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم انه قال في وائل بن حجرأ عرابی لم يصل مع النبی صلی الله عليه وسلم صلوة قبلها قط اهو اعلم من عبدالله واصحابه حفظ ولم يحفظوا يعنی رفع اليدين وفي رواية عن ابراهيم انه ذكر حديث وائل بن حجر. الخ مسند امام اعظم ص 47

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا انہوں نے وائل بن حجر کے متعلق کہا وہ ایک اعرابی ہے اس نے (اس نماز جس میں آپ نے رفع یدین فرمایا) اس سے قبل کوئی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں پڑھی۔ کیا وہ (وائل بن حجر) حضرت عبداللہ بن مسعود اور آپ کے اصحاب سے زیادہ اعلم ہے۔ کہ وائل بن حجر نے اس کو یاد رکھا اور انہوں نے اس کو یاد نہ رکھا۔ یعنی رفع یدین کو۔ ابراہیم نخعی سے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حجر بن وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا اور کہا وہ ایک اعرابی ہے اس نے اس سے قبل آپ کے ساتھ کوئی نماز نہیں پڑھی کیا وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ اعلم ہے۔ ایک روایت میں ہے ابراہیم نخعی کے پاس وائل بن حجر کی حدیث کا ذکر کیا گیا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع اور سجود کے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابراہیم نخعی نے فرمایا: وہ اعرابی ہے وہ اسلام کو نہیں پہچانتا (یعنی شرائع اسلام) ''جیسے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کو پہچانتے ہیں''۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ایک نماز پڑھی ہے۔ (یا اس سے زیادہ لیکن بہت کم) اور مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس قدر رواۃ نے بیان کیا کہ میں ان کو شمار نہیں کر سکتا کہ انہوں نے صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع یدین کیا ہے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی حکایت کی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما شرائع اسلام اور اس کی حدود کے عالم ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے متلاشی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر میں ملازم تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اتنی بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جس کو طبرانی نے معجم میں اور ابوبکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں تخریج کیا' وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شيبةثنا محمد بن عمران ابن ابی ليلی حدثنی ابی ثنا ابن ابی ليلی عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم' قال. لاترفع اليدين الا في سبع مواطن حين يفتتح الصلوٰة وحين يدخل المسجد الحرام فلينظر الی البيت وحين يقوم علی الصفار حين يقوم علی المروة وحين يقف مع الناس عشية عرفة وجمع والمقامين حين يری الحجرة. المعجم الكبير للطبرانی ج 11 ص 305

آپ نے فرمایا: ہاتھ صرف سات مقامات میں اٹھائے جائیں جب نماز شروع کرے۔ جب بیت اللہ شریف کو دیکھے۔ جب صفا ومروہ پر کھڑا ہو۔ جب لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑا ہو۔ مزدلفہ میں اور جب وہ کنکریاں مارے۔ طبرانی نے اس دوسری سند کے ساتھ بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا احمد بن شعیب ابوعبدالرحمن النسائی انا عمرو ابن یزید ابوبریدالجرمی ثنا سیف بن عبیدالله ثنا ورقاء عن عطاء بن سائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال السجود علی سبعة اعضاء الیدین والقدمین والرکبتین والجبهة. ورفع الیدین اذا رایت البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفة وبجمع وعند رمی الحجار واذا اقمت الصلوٰة.

المعجم الکبیر للطبرانی ج11 ص357-358 حدیث نمبر12282

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سجدہ کرنا سات اعضاء پر ہے۔ دونوں ہاتھ، دونوں قدم، دونوں گھٹنے اور پیشانی۔ اور ہاتھوں کا اٹھانا بھی سات مقامات میں ہے۔ جب تو بیت اللہ شریف کو دیکھے۔ صفا اور مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں، کنکریاں مارنے کے وقت اور جب نماز قائم کی جائے (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت)

- ابوبکر بن ابی شیبہ کی تخریج کردہ حدیث یہ ہے۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لاترفع الیدین الا فی سبع مواطن اذا قام الیٰ الصلوٰة واذا رای البیت اللہ وعلی الصفا والمروة وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ص 237)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاتھ صرف سات مقامات میں اٹھائے جائیں جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہو۔ جب وہ بیت اللہ شریف کو دیکھے صفا و مروہ پر عرفات میں مزدلفہ میں اور کنکریاں مارنے کے وقت۔

کنز العمال للمتقی ہندی حدیث نمبر3369 مجمع الزوائد ج دوم ص102 ج سوم ص238 شرح السنہ للبغوی حدیث نمبر493-494

اتحاف السادہ المتقین للزبیدی ج 3 ص58 اسرار المرفوعہ لعلی القاری ص493

امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے۔

جامع المسانید ج اول ص353

یہ حدیث مبارکہ ہدایہ اور اس کی شروح میں بالفاظ مختلف مروی ہے۔ مولانا جلال الدین خوارزمی کفایہ شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

لانه لما تعارضت روایتا فعله وجب المصیر الیٰ قوله. وهوالحدیث المشهور لاترفع الیدی الافی سبع مواطن عند افتتاح الصلوٰة وقنوت الوتر وتکبیرات العیدین وعند استلام الحجر وعند الصفا والمروة وعند الموقفین وعندالحجرتین ای الاولیٰ والوسطیٰ.

(فتح القدیر مع الکفایہ ج اول ص271)

یعنی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی دونوں روایتیں متعارض ہوں تو آپ کی قول کی طرف رجوع واجب ہو گیا اور وہ

حدیث مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا: صرف سات مقامات میں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ نماز کے شروع کرنے کے وقت اور قنوت وتر کے وقت۔ عیدین کی تکبیرات کے وقت۔ استلام حجر اسود کے وقت، صفا اور مروہ میں اور موقفین یعنی عرفات ومزدلفہ میں اور دو جمروں کے کنکریاں مارنے کے وقت اور وہ جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ ہیں۔

اور وہ احادیث مبارکہ جو رفع یدین پر دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہیں۔

حدثنا یحیی بن یحیی التیمی وسعید بن منصور وابوبکر بن ابی شیبة وعمرو الناقد وزهیر بن حرب وابن نمیر کلهم عن سفیان ابن عیینه واللفظ لیحیی نا سفیان ابن عیینه عن الزهری عن السالم عن ابیه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه وقبل ان یرکع واذا رفع من الرکوع ولایوفعهما بین السجدتین۔

(مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ ج اول ص168)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ جب نماز شروع فرماتے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے برابر کرتے اور رکوع کرنے سے قبل رفع یدین فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین فرماتے اور دونوں ہاتھوں کو دو سجدوں کے درمیان نہ اٹھاتے۔

حدثنا زهیر بن حرب قالنا عفان قالنا همام قالنا محمد بن حجاده قال حدثنی عبدالجبار بن وائل عن علقمه بن وائل ومولیٰ لهم. انهما حدثاه عن ابیه وائل بن حجر انه رای النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة کبر وصف همام حیال اذنیه ثم التحف ثبوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسری فلما اراد ان یرکع اخرج یدیه من الثوب ثم رفعهما ثم کبر ورکع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع یدیه فلما سجد' سجد هین کفیه۔

(مسلم شریف ج اوّل ص173)

وائل بن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب نماز میں داخل ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی۔ ہمام نے اس کی صفت یہ بیان کی کہ آپ نے اپنے دونوں کانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو کپڑے میں ڈھانپ لیا پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکالا پھر رفع یدین فرمایا۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع فرمایا جب آپ نے "سمع الله لمن حمده" کہا رفع یدین فرمایا اور جب سجدہ فرمایا تو دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ فرمایا۔

حدثنا عبدالله بن مسلمه عن مالك عن ابن شهاب عن سالم بن عبدالله عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلوٰة واذا کبر للرکوع واذا

رفع راسه من الرکوع رفعهما ایضاً کذلك وقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد' وکان لایفعل ذلك فی السجود۔ "بخاری شریف کتاب الاذان باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولیٰ"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں بازوؤں کے برابر فرماتے اور رکوع کی تکبیر کہتے تو رفع یدین فرماتے اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اس طرح ہی رفع یدین فرماتے اور ''سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد '' کہتے اور سجدہ میں اس طرح نہ کرتے۔ (یعنی رفع یدین نہ کرتے)

حدثنا یحییٰ بن یحییٰ قال انا خالد بن عبدالله عن خالد عن ابی قلابة انه رای مالك بن الحویرث اذا صلی کبرثم رفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یفعل هکذا۔ متفق علیہ

(مسلم شریف ج اول ص168 بخاری شریف کتاب اذان باب رفع الیدین اذ کبر)

ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت مالک بن حویرث کو دیکھا جب وہ نماز پڑھتے تکبیر کہتے پھر رفع یدین کرتے اور رکوع کرنے کا ارادہ کرتے۔ رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور مالک بن حویرث نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

یہ احادیث مبارکہ اور ان کے علاوہ دیگر احادیث جن میں رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ سب کی سب منسوخ ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والذی یحتج به الخصم من الرفع محمول علی انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ والدلیل علیه ان عبدالله بن الزبیر رای رجلا یرفع یدیه فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسه من الرکوع فقال له لا تفعل فان هذا شیء فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ترکه.

العنایہ والکفایہ شرح ہدایہ مع الفتح القدیر ج اول ص269-271

یعنی مخالف رفع یدین کے متعلق جس سے دلیل پکڑتا ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ رفع یدین ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھنے کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔ تو اس شخص سے فرمایا: ایسا مت کرو یہ وہ چیز تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر اس کو ترک فرما دیا۔

اور اس نسخ کی وہ حدیث بھی مؤید ہے جس کو امام طحاوی نے سند صحیح روایت کیا ہے۔

حدثنا ابن داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر ابن عیاش عن حصین عن

مجاهد قال صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه الا في التكبيرة الاولىٰ من الصلوٰة.
شرح معانی الاثار للطحاوی ج اوّل ص155
مجاہد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے سوائے تکبیر تحریمہ کے نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔
اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی تخریج کیا ہے۔
حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصين عن مجاهد قال مارايت ابن عمر يرفع يديه الافي اول ما يفتتح.
مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ص237
مجاہد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھائے ہوئے (رفع یدین) نہیں دیکھا۔
امام طحاوی فرماتے ہیں:
فهذا ابن عمر قدراى النبي صلى الله عليه وسلم يرفع ثم قد ترك هو الرفع بعد النبي صلى الله عليه وسلم فلا يكون ذلك الاوقد ثبت عنده نسخ ما قد راى النبي صلى الله عليه وسلم فعله وقامت الحجة عليه بذلك. شرح معانی الاثار ج اوّل ص 155
چنانچہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رفع یدین کو ترک کر دیا اور یہ اس وقت ہی ہوسکتا ہے کہ ان کے نزدیک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا ہو۔ عمدۃ القاری ج 5 ص 273
علامہ جلال الدین خوارزمی فرماتے ہیں:
والراوی اذا عمل بخلاف ماوری سقطت روايته كما عرف في اصول الفقه. (فتح القدیر ج اوّل ص 271)
راوی جب اپنے روایت کے خلاف عمل کرے تو اس سے روایت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں معروف ہے۔
لہٰذا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین کرنا۔ اس نے ان کی اس روایت کو ساقط کر دیا جو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک یہ منسوخ ہے ورنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ کرتے۔
صاحب کفایہ فرماتے ہیں:
قال ابن مسعود رضی الله عنهما رفع النبي صلى الله عليه وسلم فرفعنا وترك فتركنا. حواله

مذکور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رفع یدین فرمایا تو ہم نے بھی رفع یدین کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے رفع یدین کا ترک فرمایا تو ہم نے بھی رفع یدین کو چھوڑ دیا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے رفع یدین منسوخ ہے اور اس قول کو ابن ہمام شارع فتح القدیر نے بھی ترجیح دی ہے۔

فتح القدیر ج اول ص 270

نہایہ کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یرفع یدیه کلما رکع وکلما رفع ثم صار الیٰ افتتاح الصلوٰۃ وترك ماسوی ذٰلك سیف المقلدین ج دوم ص 69

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جتنی بار رکوع فرماتے اور جتنی بار رکوع سے سر مبارک اٹھاتے رفع یدین فرماتے تھے۔ پھر یہ صرف نماز کے افتتاح تک محدود ہو گیا اور اس کے سوا رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔ یہ بھی رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔

عنایہ اور کفایہ میں ہے اور علامہ عینی نے بدائع کے حوالہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

راوی عن ابن عباس رضی اللہ عنهما انه قال ان الحشرة الذین شهد لهم النبی صلی اللہ علیه وسلم بالجنة لم یکونو یرفعون ایدیهم الاعند افتتاح الصلوٰۃ۔

فتح القدیر ج اول ص 269-271 عمدۃ القاری ج 5 ص 272

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے وہ بھی سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

مالکیہ کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے۔

امام قسطلانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری شریف کی مروی حدیث کے ماتحت لکھا ہے۔

هذا مذهب الشافعی واحمد وقال الحنفیة لا یرفع الا فی تکبیرة الاحرام وهو روایة ابن القاسم عن المالك قال ابن دقیق العید وهو المشهور عند اصحاب مالك والمعمول به عند المتاخرین منهم واجابو اعن هذا الحدیث بانه منسوخ۔ ارشاد الساری ج دوم ص 429

یعنی رفع یدین کرنا یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمہما اللہ کا مذہب ہے اور حنفیہ نے کہا: تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کیا جائے اور ابن قاسم مالکیہ کی امام مالک سے یہی روایت ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا: اصحاب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی مشہور ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے اور ان میں سے متاخرین کے نزدیک یہی معمول بہ ہے اور اصحاب امام مالک نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ یہ منسوخ ہے۔

اس سے ثابت ہوا صرف احناف ہی رفع یدین کے منسوخ کی طرف نہیں گئے بلکہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے اور متاخرین مالکیہ کا اس پر عمل ہے کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ عمل نبی اکرم ﷺ سے ثابت تھا پھر آپ نے اس کو ترک فرمایا جو دلیل منسوخ ہے۔

سیدی محمد زرقانی شرح مؤطا امام مالک میں فرماتے ہیں:

واختلف فی مشروعیتہ فروی ابن القاسم عن مالك لا یرفع فی غیر الاحرام وبه قال ابوحنیفة وغیرہ من الکوفیین۔زرقانی علی الموطا ج اول ص 157

رفع یدین کی مشروعیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ ابن قاسم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ کیا جائے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور کوفیوں کا ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں:

اما ماروی فی ذلك عن علی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی حدیث ابن ابی الزناد الذی بدأنابذکرہ فی اول هذا الباب فان ابابکرۃ قد حد ثنا قال حدثنا ابوبکر النهشلی قال عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیا رضی اللّٰه عنه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرۃ من الصلوٰۃ ثم لا یرفع بعد۔ (شرح معانی الا ثارللطحاوی ج اول ص 154)

عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز کی تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر اس کے بعد نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اور امام طحاوی نے جو اس کے باب اول میں ابن ابی الزناد کی حدیث کا ذکر کیا وہ یہ ہے۔

حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا ابن وهب قال اخبر نی عبد الرحمن بن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبة عن عبداللّٰه بن رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه کان اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبة کبرو رفع یدیه حذو منکبیه ویصنع مثل ذلك اذاقضی قر اته اذا اراد ان یرکع الی آخر الحدیث۔ شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص152

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی کہ آپ نماز فرض کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب قرات سے فارغ ہوتے اور رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اسی طرح کرتے (یعنی رفع یدین فرماتے) اور جب رکوع سے فارغ ہوتے اور رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو رفع یدین فرماتے۔ اور نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرتے درانحالیکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے۔ اور دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے۔

یہ ہے وہ حدیث جس کی طرف امام طحاوی نے اشارہ فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا۔ اور اس کے بعد امام طحاوی وہ حدیث لائے جس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔

اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عدم رفع یدین کی حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا وكيع عن ابی بكر ابن عبد الله بن قطاف النهشلي عن عاصم بن كليب عن ابيه ان عليا رضی اللّٰه عنه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة ثم لا يعدد (مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 236)

عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو (تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے پھر اس کے بعد وہ دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

معلوم ہوا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے اور جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ وہ رفع یدین فرماتے تھے وہ منسوخ ہے۔ اگر رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کبھی رفع یدین کو ترک نہ کرتے۔

امام طحاوی نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

فحديث عاصم بن كليب هذا قدل ان حديث ابن ابی الزناد علی احد وجهين۔ اما ان يكون في نفسه سقيما اولا يكون فيه ذكر الرفع اصله۔الخ۔

عاصم بن کلیب کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد دو وجہ میں سے ایک وجہ پر ہے۔ یا تو یہ حدیث فی نفسہ سقیم (معنوی) ہوگی۔ یا اس حدیث میں رفع یدین کا اصلاً ذکر نہیں۔

جیسا کہ نمیر نے اس کو روایت کیا ہے۔ صحیح بن خزیمہ میں یہ حدیث سنداً و متناً اس طرح ہے۔

اخبر نا ابوطا هر نا ابوبكر نا ربيع بن سليمان وبحر بن نصر بن سابق الخولاني قال حدثنا ابن وهب۔ اخبر نی ابن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبة عن عبداللّٰه بن الفضل عن عبدالرحمن الاعرج عن عبيد الله بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنهٗ عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم انه اذا قام الی الصلوٰة المكتوبة كبر ويقول حين يفتتح الصلوٰة بعدا لتكبير وجهت وجهي للذی فطر السموات ولارض فذكر الحديث بطوله وقال وانا من المسلمين۔

صحیح ابن خزیمہ ج اول ص 236

آپ ابن خزیمہ کی اس حدیث میں غور فرمائیں کہ سنداً و متناً وہی حدیث ہے جس کو امام طحاوی نے نقل کیا ہے۔ لیکن ابن

خزیمہ کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں۔

امام طحاوی فرماتے ہیں اگر یہ حدیث محفوظ ہے تو حدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد جو پہلے گذر چکی ہے خطاء ہے۔اور تم پر واجب ہے کہ حدیث خطاء کو حجت تسلیم کرلو۔ اور اگر حدیث ابن ابی الزناد جو نمیر سے مروی ہے اس پر اضافہ کیا ہے۔ تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ اور پھر نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کو ترک کیا جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک رفع یدین منسوخ تھا۔ ورنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو پھر انہوں نے اس کو ترک کیوں کیا جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فعل رسول ﷺ کی مخالفت کی۔ اور یہ ناممکن ہے تو لامحالہ یہ ثابت ہوا کہ حضرت رضی اللہ عنہ کا رفع یدین نہ کرنا رفع یدین کے منسوخ ہونے کی قوی دلیل ہے۔

تو جب حدیث علی المرتضیٰ صحیح ہے تو اس میں زیادہ ترجحت ان کے قول کے لیے ہے جو رفع یدین جائز نہیں سمجھتے۔

شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص 154-155

علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

یا رفع یدین در ابتدا بوده است ودر آخرش منسوخ گشة است وازانکه عظمائے صحابه مثل ابن مسعود رضی الله عنه که بود بشرائع اسلام دا حکام آں۔الخ۔

(اشعۃ اللمعات ج اول ص383)

یا رفع یدین ابتدائے اسلام میں تھا اور آخر اسلام وہ منسوخ ہوگیا۔ اس لیے کہ عظمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے مثل حضرت عبداللہ بن مسعود کہ جو شرائع اسلام اور اس کے احکام کے عالم تھے۔ اور احوال رسول خدا ﷺ کے متلاشی اور آنحضرت ﷺ کے حضر و سفر میں ملازم تھے۔ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور ظاہر احتمال ثانی ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ اور امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی عدم رفع یدین مروی ہے اگر فرضاً وہ دونوں تھے (یعنی رفع یدین اور عدم رفع یدین) تو عدم رفع یدین راجح ہے اس لیے کہ وہ جنس سکون سے ہے جو نماز کے حال کے مناسب تر ہے کہ نماز خشوع وخضوع کا نام ہے۔ واللہ اعلم بحقیقہ الحال۔

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب یہی ہے۔ کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ وہ فرماتے اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ دونوں تھے یعنی رفع یدین اور عدم رفع یدین یعنی جنہوں نے آپ کو رفع یدین کرتے دیکھا انہوں نے کہا: رفع یدین درست ہے اور جنہوں نے آپ کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے کہا: یہ درست نہیں۔ تو ایسی صورت میں عدم رفع یدین کو ترجیح ہوگی جو کہ نماز کے مناسب حال ہے اور وہ سکون واطمینان ہے اور عدم رفع یدین بھی اس کی جنس سے ہے۔ اور رفع یدین جنس سکون سے نہیں لہٰذا وہ نماز کے مناسب حال نہیں ہے۔

امام طحاوی حدیث وائل بن حجر کے متعلق فرماتے ہیں:

حدثنا ابوبکرۃ قال ثنا مؤمل قال ثنا سفیان عن المغیرۃ قال قلت لا براھیم حدیث وائل انه رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰۃ واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع. فقال ان کان وائل راہ مرۃ یفعل ذٰلك فقد راہ عبداللّٰه خمسین مرۃ لا یفعل ذٰلك۔

شرح معانی الا ثار ج اول ص 154

مغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں ابراہیم نخعی سے کہا: وائل بن حجر کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو افتتاح نماز اور جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
ابراہیم نخعی نے فرمایا: اگر وائل بن حجر نے آپ کو ایک بار یہ کرتے ہوئے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو پچاس مرتبہ دیکھا ہے کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدثنا احمد بن داود قال ثنا مسدد قال ثنا خالد بن عبداللّٰه قال ثنا حصین عن عمرو بن مرہ قال دخلت مسجد حضرموت فاذا علقمة بن وائل یحدث عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یرفع یدیه قبل الرکوع وبعدہ. فذکرت ذٰلك لا براھیم فغضب وقال راہ ھو ولم یرہ ابن مسعود واصحابه. حوالہ مذکور معجم کبیر للطرانی ج-22 ص 12

عمرو بن مرہ نے کہا: میں حضر موت کی مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد وائل بن حجر سے حدیث بیان کر رہے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع سے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے اس کا ذکر کیا۔ تو وہ ناراض ہوئے اور کہا حضرت وائل بن حجر نے آپ ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے اور حضرت ابن مسعود اور آپ کے اصحاب نے اسول اللہ ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔
مراد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور آپ کے اصحاب نے نبی اکرم ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔
پھر اس کے بعد امام طحاوی فرماتے ہیں:

فعبد اللّٰه رضی اللّٰه عنه اقدم صحبة لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وافهم بافعاله من وائل قد کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یحب ان یلیه المھا جرون لیحفظوا عنه.

شرح معانی الا ثار للطحاوی ج اول ص 155

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے اعتبار سے اور آپ کے افعال کے اعتبار سے حضرت وائل بن حجر سے اقدم وافہم تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ یہ محبوب سمجھتے تھے کہ مہاجرین ان کے متصل کھڑے ہوں تاکہ وہ آپ ﷺ سے کچھ یاد کرلیں۔ ابوجعفر امام طحاوی فرماتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو نماز میں نبی اکرم ﷺ کے قریب صف اول میں کھڑے ہوتے تھے تاکہ نماز میں آپ کے افعال کو معلوم کریں کہ آپ

کے یہ افعال کیسے تھے۔ اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں۔
لہٰذا ان کا حکم بہ نسبت ان لوگوں کے اولیٰ ہے جو نماز میں آپ سے بہت دور کھڑے ہوتے تھے۔
اس سے ثابت ہوا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث وائل بن حجر کی حدیث سے ارجح ہے۔ کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارجح ہے۔
اب مسلم۔ ابن حبان۔ ابوداؤد اور نسائی کی حدیث سماعت فرمائیں جس سے رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت و متحقق ہے۔

اخبر نا ابوعروبة الحسين بن محمد بن مودور بحران قال حدثنا عبدالرحمن بن عمرو البجلى قال حدثنا زهير بن معاوية قال حدثنا الاعمش عن السيب ابن رافع عن تبم بن طرفة.

عن جابر بن سمرة قال دخل علينا رسول الله صلى الله واذالناس رافعي ايد يهم في الصلوٰة فقال مالي ارا كم رافعي ايديكم كا نها اذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوٰة.

ابن حبان ج سوم ص 178

تمیم بن طرفہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون و اطمینان کو لازم پکڑو۔
ابن حبان نے اس کے بعد دوسری حدیث میں دوسری سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ باور کرایا ہے کہ سلیمان الاعمش نے میتب بن رافع سے سنا ہے۔
مسلم نے اپنی سند کے ساتھ تمیم بن طرفہ کے طریق سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔

قال ثم خرج علينا فرأنا حلقا فقال مالي اراكم عزين قال ثم خرج علينا فقال الاتصفون كما تصف الملائكة عند ربه فقلنا يارسول الله صلى الله عليه وسلم وكيف تصف الملئكة عند ربها قال يتمون الصفوف الاول ويقراصون في الصف. مسلم شریف ج اوّل ص 181

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ایک دائرہ بنا کر بیٹھے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: کیا ہے میں تمہیں متفرق ایک' ایک جماعت دیکھ رہا ہوں۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم ایسے صفیں کیوں نہیں باندھتے جیسے فرشتے اللہ عزوجل کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے کیسے اللہ عزوجل کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ پہلی صفوں کو مکمل کرتے

ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔
اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے رفع یدین منسوخ ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے رفع یدین کرنے والوں کو جو سخت عتاب فرمایا ہے یہ رفع یدین کے منسوخ ہونے پر دلالت ہے۔ اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کبھی بھی فعل جائز پر اس قدر سرزنش ممکن نہیں جیسا کہ کسی پر یہ امر مخفی نہیں ہے۔
دار قطنی کی حدیث میں ہے۔

عن علقمه عن عبدالله قال صليت مع النبى صلى الله عليه وسلم ومع ابى بكر وعمر فلم يرفعوا ايدهم الا عند التكبيرة الاولٰى فى افتتاح الصلٰوة

علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ وہ صرف نماز کے شروع میں تکبیرہ اولی (تکبیر تحریمہ) کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے (اس کے علاوہ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے)
ان شاء اللہ عنقریب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن شیبہ کے چند آثار آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جس سے یہ بخوبی واضح ہو جائے گا کہ حضرت عمر و علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔
اگر کوئی اعتراض کرے کہ مسلم نے اس کے بعد دو احادیث تخریج کی ہیں جس میں یہ صاف اور واضح ہے کہ یہ سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے کے متعلق ہے نہ کہ رفع یدین کے متعلق
سب سے پہلے وہ دو احادیث ملاحظہ فرمائیں پھر اس کے بعد اس کا جواب بھی سماعت فرمائیں

(1) حدثنا ابو كريب واللفظ له قال انا ابن ابى زائده عن مسعر قال حدثنى عبيدالله بن القبطيه عن جابر بن سمرة قال كنا اذا صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا السلام عليكم ورحمة الله۔ السلام عليكم ورحمة الله واشار بيده الى الجا نبين فقال رسول اله صلى اله عليه وسلم علام تومنون با يديكم كانها اذناب خيل شمس انما يكفى احدكم ان يضع يده على فخده ثم يسلم على اخيه من على يمينه وشماله۔

عبید اللہ بن قبطیہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور ہم میں سے ہر ایک اپنے ہاتھ سے جانبین کی طرف اشارہ کرتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں کو کیوں اٹھاتے ہو۔ گویا کہ یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر بائیں پھر اپنے ان بھائی کو جو اس کے دائیں اور بائیں ہیں سلام دے۔

(2) حدثنى القاسم بن زكريا قالنا عبيد الله بن موسٰى عن اسرائيل عن فرات، يعنى القزاز عن

عبید اللہ عن جابر بن سمرۃ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم۔السلام علیکم۔ فنظر الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم تشیروف بایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اذا سلم احدکم فلیلتفت الی صاحبہ ولا یومی بیدہ۔ مسلم شریف ج اول ص 181

عبید اللہ بن قبطیہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ہم جب سلام پھیرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہتے السلام علیکم۔السلام علیکم۔رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف نظر فرمائی اور فرمایا: تمہارا کیا حال ہے تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو۔گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے تو وہ اپنے ساتھی کی طرف دیکھے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

یہ ہیں وہ دو احادیث جن سے مخالف نے استدلال کیا ہے کہ اس سے مراد وقت سلام ہاتھ کا اشارہ کرنا ہے۔نماز میں رفع یدین مراد نہیں ہے۔

معترض کے اعتراض کے جواب سے قبل یہ بات ذہن نشین کرنا بہت ضروری کہ محدثین کے انعقاد ابواب سے تعمیم الفاظ مخصوص نہیں ہو جاتے جیسا کہ مسلم نے باب یہ باندھا ہے۔

باب الامر بالسکون فی الصلوۃ والنھی عن الاشارۃ بالیدورفعھا عندالسلام واتمام الصفوف الاولی والتراص فیھا والامر بالاجتماع۔

یہاں معترض نے عام الفاظ کو مخصوص کرتے ہوئے کہا کہ مراد سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔اس سے رفع یدین کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں احادیث۔حدیث سابق جو تمیم بن طرفہ سے مروی ہے ان کا غیر اور مخالف ہے اور بچند وجوہ حوادث میں جداگانہ وارد ہوئی ہیں۔چنانچہ ایک کا دوسرے پر محل ممکن اور متصور نہیں۔

وجہ اوّل

یہ کہ نماز میں سکون۔اتمام صفوف اور ایک دوسرے کے ساتھ متصل کھڑا ہونا یہ تمیم بن طرفہ کی روایت میں ہے۔اور عبید اللہ بن قبطیہ کی روایت میں نہیں۔

وجہ دوم

یہ کہ حدیث تمیم بن طرفہ اس بات پر صریح دلالت کر رہی ہے کہ جس نماز میں وہ رفع یدین کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ اس نماز میں نہیں تھے بلکہ آپ باہر سے تشریف لائے جیسا کہ لفظ ''خرج علینا'' سے واضح اور روشن ہے اور حدیث عبید اللہ میں یہ تصریح ہے کہ آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ اس نماز میں شامل تھے چنانچہ لفظ ''کنا اذا صلینا'' وصلیت مع

رسول اللہ ﷺ سے واضح ہے۔

وجہ سوم

یہ کہ تمیم بن طرفہ کی حدیث رفع یدین پر دلالت کرتی ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مالی اراکم رافعی ایدیکم'' اور حدیث عبید اللہ بن قبطیہ اشارہ پر دلالت کرتی ہے چنانچہ یہ الفاظ ''اشار بیدہ. وما شانکم تشیرون ولا یومن بیدہ'' اس پر دلالت ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں احادیث میں واضح فرق ہے۔

وجہ چہارم

یہ کہ حدیث تمیم بن طریہ اس بات پر دال ہے کہ رفع یدین مظروف اور نماز کے اندر ہے۔ چنانچہ فرمایا ''اسکنو افی الصلوٰۃ'' اور عبید اللہ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اشارہ مظروف نماز نہیں۔ چنانچہ لفظ ''فکنا آا سلمنا قلنا بایدینا'' سے ظاہر وواضح ہے بلکہ اشارہ نماز کے اختتام اور آخر میں ہے۔

وجہ پنجم

یہ کہ تمیم بن طرفہ کی حدیث اس پر دال ہے کہ سکون جو مامور ہے وہ بھی مظروف ہے چنانچہ لفظ ''فی الصلوٰۃ'' سے ظاہر ہے اور حدیث عبید اللہ کی دلالت اس پر ہے کہ یہ اشارہ عین وقت سلام میں ہے۔ جیسا کہ لفظ ''ثم یسلم علی اخیہ.واذا سلم احد کم فلیلتفت'' سے ظاہر ہے اور سلام مظروف نماز نہیں۔ پس یہ اشارہ بھی مظروف نماز نہیں ز چنانچہ اس سے منع کرنا بھی مظروف نماز میں سے نہیں۔

لہٰذا ان پانچ وجوہ سے ظاہر واضح ہو گیا کہ حدیث ''اسکنو افی الصلوٰۃ'' کا محل اور مقام الگ ہے اور حدیث عبید اللہ بن قبطیہ کا مقام ومحل الگ ہے۔

جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ تمیم بن طرفہ کی حدیث محل اور موقع کے اعتبار سے حدیث عبید اللہ بن قبطیہ کا غیر ہے۔

تو میں بتوفیق اللہ عزوجل یہ کہتا ہوں جیسا کہ وقت سلام ہاتھ سے اشارہ بالاتفاق حدیث عبید اللہ سے منسوخ ہے۔ اس طرح حدیث تمیم بن طرفہ سے رفع دیدن بھی بالاتفاق منسوخ ہے۔ جو مظروف نماز ہے وہ حالت رکوع میں ہو یا حالت سجود میں رفع یدین ہر قسم کا منسوخ ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں یعقوب بن ابراہیم یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا۔

دخلت انا وعمر وبن مرہ علی ابراھیم قال عمر وحدثنی علقمۃ بن وائل الحضرمی عن ابیہ انہ صلی مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فراہ یرفع یدیہ اذا کبر واذا رکع واذا رفع. قال ابراھیم ما ادری لعلہ لم یر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا ذلك الیوم فحفظ ھذا منہ ولم یحفظ ابن

مسعود رضی اللّٰہ عنہ ولا اصحابہ ما سمعتہ من احد منھم انما کانوا یرفعون فی بدء الصلوۃ حین یکبرون۔(مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص 92۔معجم کبیر للطبرانی ج۔22۔ص 12)

حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں اور عمرو بن مرہ حضرت ابراہیم نخعی کے پاس آئے۔عمرو بن مرہ سے کہا: مجھ سے علقمہ بن وائل نے اپنے باپ وائل بن حجر سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے اور جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے میں نے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ابراہیم نخعی نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ شاید کہ وائل بن حجر نے صرف اسی دن نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو چنانچہ وائل نے آپ سے یہ یاد رکھا اور ابن مسعود اور آپ کے اصحاب نے یاد نہ رکھا ہو۔حالانکہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے رفع یدین نہیں سنا سوائے اس کے کہ وہ نماز کے شروع میں جس وقت تکبیر کہتے تھے ہاتھ اٹھاتے تھے اور بس۔

لہٰذا یہ حدیث جو اسانید صحیح سے مروی ہے نماز میں عدم رفع یدین پر اثبات اجماع صحابہ پر دلالت کرتی ہے جو حضرت ابراہیم کے زمانہ میں تھا۔اور اس پر علامہ ملا علی قاری نے شرح مؤطا میں اس عبارت سے تصریح کی ہے۔

ولا اصحابہ ای ولا سائر اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ما سمعتہ ای ھذا الرفع الزائد من احد منھم اے اصحاب النی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انما کا نوا ای الصحابۃ یرفعون ایدیھم فی بدء الصلوۃ حین یکبرون ای فقط۔وھذا بمنزلۃ الاجماع۔

"ولا اصحابہ"۔یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب "ما سمعتہ" یعنی یہ زائد رفع یدین "من احدھم "یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے۔

انما کانو۔یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف ابتدائے نماز میں جب تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع یدین فرماتے تھے اور بس۔اور یہ بمنزلہ اجماع ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ فعل جو بالتصریح اس بات پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز میں رفع یدین منسوخ ہے۔

اب اس کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ومسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ سے کچھ آثار صحابہ اور اقوال تابعین ملاحظہ فرمائیں۔اور کچھ آثار کتب احادیث سے اس سے قبل آپ سماعت فرما چکے ہیں۔

حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراھیم عن عبداللّٰہ انہ کان یرفع یدیہ فی اول ما یستفتح ثم لا یرفعھما۔

ابراہیم نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ اول نماز میں جو شروع کرتے ہاتھ اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہ کرتے۔

حدثنا ابن المبارک عن اشعث عن الشعبی انہ کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لا یر فعھما۔

اشعث نے امام شعبی سے روایت کیا کہ وہ اول تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا حصين ومغيره عن ابراهيم انه كان يقول اذا كبرت في فاتحة الكتاب فارفع يديك ثم لا ترفعهما فيما بقي.

حصین بن عبدالرحمٰن اور مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ وہ فرماتے تھے جب تو فاتحۃ الکتاب میں تکبیر کہے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا پھر باقی نماز میں رفع یدین نہ کر۔

حدثنا وكيع وابواسامة عن شعبة عن ابى اسحاق قال كان اصحاب عبدالله واصحاب على لا يرفعون ايديهم الا فى افتتاح الصلوٰة قال وكيع ثم لا يعودون.

شعبہ نے ابواسحاق سے روایت کی انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصحاب صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ وکیع بن جراح نے کہا: پھر اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس حدیث کی سند کتنی جید اور صحیح ہے۔

حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين ومغيرة عن ابراهيم قال لا ترفع يديك فى شى من الصلوٰة الا فى الافتتاحة الاولى.

حصین اور مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: سوائے تکبیرہ تحریمہ کے نماز میں کسی چیز میں ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

حدثنا ابوبكر عن الحجاج عن طلحة عن خيثمه وابراهيم قال كانا لا يرفعان ايديهما الا فى بدء الصلوٰة

طلحہ نے خیثمہ اور ابراہیم نخعی سے روایت کیا انہوں نے کہا: وہ دونوں (خیثمہ اور ابراہیم) صرف ابتداء نماز میں (یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے تھے۔

حدثنا يحى بن سعيد عن اسماعيل قال كان قيس يرفع يديه اول ما يدخل فى الصلوٰة ثم لا يرفعهما.

اسماعیل بن ابی خالد سے روایت ہے انہوں نے کہا: قیس بن ابوحازم نماز میں اول داخل ہونے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدثنا معاوية بن هشيم عن سفيان بن مسلم الجهنى قال كان ابن ابى ليلىٰ يرفع يديه اول شيء اذا كبر.

سفیان بن مسلم جہنی نے کہا: ابن ابی لیلیٰ جب تکبیر کہتے اول شیء (تکبیر تحریمہ) میں ہاتھ اٹھاتے۔

حدثنا وکیع عن شریك عن جابر عن الاسودو علقمه انهما کانا یرفعان ایدیهما اذا فتتحا ثم لا یعودان۔

جابر سے روایت ہے کہ اسود اور علقمہ بن قیس جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ اٹھاتے پھر اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

حدثنا یحی بن آدم عن حسن بن عیاش عن عبدالملك بن الجبر عن الزبیر بن بحدی عن ابراھیم عن اسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیه فی شی من صلاته الا حین افتتح الصلوٰۃ قال عبدالملك روایت الشعبی وابراھیم وابا اسحاق لا یرفعون ایدیھم الا حین یفتحون الصلوٰۃ

مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 236-237

اسود بن یزید بن قیس سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ اپنی نماز میں سوائے نماز کے افتتاح کے وقت کسی چیز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔

زیلعی نے شرح کنز میں فرمایا۔

قال ابن مسعود صلیت خلف النبی صلی اللہ علیه وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فلم یر فعو ا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی وہ سوائے افتتاح نماز کے اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔ (یعنی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے پھر بعد نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرتے)۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید نخعی سے روایت کیا کہ

ان عبد اللہ بن مسعود کا ن یرفع یدیه فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود الی شی من ذٰلك وبأثر ذٰلك عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم۔

یہ حدیث نہایت صحیح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے اس کے بعد نماز سے کسی چیز میں اعادہ نہ کرتے اور انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

وقال الزیلعی روی عن مجاھد قال خدمت ابن عمر عشر سنین فما رایته یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح الصلوٰۃ۔

مجاہد بن جبر سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال خدمت کی میں نے ان کو

سوائے نماز کے اوّل میں (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ سیف المقلدین ج دوم ص 77

ابو حنیفه عن حماد وعن ابراهیم انه قال لا ترفع الایدی فی شی من صلاتك بعد مرة الاولی۔
اخرجه الامام محمد بن الحسن فی الا ثار فرواه عن ابی حنیفة ثم قال محمد وبه فاخذ وهو
قول ابی حنیفه رضی الله عنه جامع المسانید ج اول ص 353

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا انہوں نے کہا: پہلی بار کے بعد اپنی نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرو۔
اس کو امام محمد بن حسن شیبانی نے آثار میں تخریج کیا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کو روایت کیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارا اسی پر عمل ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔

روی الحارثی فی مسنده عن محمد بن ابراهیم الرازی انبا سلیمان بن الشاد کوفی سمعت سفیان بن عینة یقول اجتمع ابوحنیفه والاوزاعی فی دار الحناطین بمكة. وقال الاوزاعی لابی حنیفة مالكم لا ترفعون ایدیكم فی الصلوٰة عند الركوع وعند الرفع منه فقال ابوحنیفة لا حل انه لم یصح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ذلك شی۔ فقال كیف لم یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه كان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة وعند الركوع وعند الرفع منه.فقال له ابوحنیفة وثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والأسود عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوٰة ولا یعود شی من ذلك. فقال الا وزاعی احدثك عن الزهری حماد عن ابراهیم عن علقمه والاسود عن ابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم۔ فقال له ابوحنیفة كان حماد بن ابی سلیمان افقه من الزهری۔ وكا ن ابراهیم افقه من سالم۔ وعلقمه لیس بدون ابن عمر رضی الله عنهما فی الفقه وان كانت لا بن عمر رضی الله عنهما صحبة فله فضل الصحبة. والا سود له فضل كثیر وعبد الله. عبدالله افسكت الاوزاعی۔

الموفق ج اول ص 131۔ جامع المسانید ج اول ص 352

مناقب ابن بزاز کردری ج اول ص 174 مسند امام اعظم ص 50۔

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عمر واوزاعی رحمہا اللہ مکہ مکرمہ میں دار حناطین میں اکٹھے ہوئے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارا کیا حال ہے تم نماز میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لیے کہ یہ رفع یدین کرنا

نبی اکرم ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیسے صحیح نہیں حالانکہ تحقیق مجھ سے زھری نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام اوزاعی سے کہا: ہمیں حماد نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صرف نماز کے شروع میں (یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرتے۔

امام اوزاعی نے کہا: میں نے تجھ کو زھری نے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔

اور تم کہتے ہو ہمیں حماد نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: حماد بن ابی سلیمان امام زھری سے افقہ ہیں۔

اور ابراہیم نخعی سالم سے افقہ تھے اور علقمہ بن قیس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فقہ میں کم نہیں اگر چہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فضل وشرف صحبت حاصل ہے۔ اور اسود بن یزید کا بہت بڑا فضل ہے اور عبداللہ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ اور ان کو فقہ میں بہت زیادہ فضل ہے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت واورد هذا الحكاية الامام ابوالمحاسن المرغيناني مرسلة فذكر عمر بن الخطاب فكان عبدالله بن مسعود رضي الله عنه وله وجه فان عمر رضي الله عنه روى هذالحديث ايضاً لكن مداره على عبدالله بن مسعود رضي الله عنه.الخ. الموفق ج اول ص 131

میں کہتا ہوں یہ حکایت امام ابوالحاسن مرغینانی مرسلۃ لائے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کی وجہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن اس کا مدار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث پر ہے۔

اور یہ حکایت ابن جریج سے بھی وارد ہوئی ہے کہ انہوں نے رفع یدین کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کیا۔

فرماتے ہیں وجہ توفیق یہ ہوسکتی ہے کہ جائز ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ان دونوں کے ساتھ اس باب میں مناظرہ ہوا ہو۔

علامہ ابراہیم حلبی اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

نرجح بفقه الرواة كما رجح الاوزاعي بعلو الاسناد والترجيح بفقه الرواة هو المرجح المنصور عندنا. كبيري شرح منية المصلي ص 317.

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے رواۃ کے فقیہ ہونے کو ترجیح دی جیسا کہ امام اوزاعی نے علو اسناد کو ترجیح دی۔ اور ترجیح رواۃ کے فقیہ ہونے کے ساتھ ہے اور یہی ہمارے نزدیک مرجح ومنصور ہے۔

یعنی جس اسناد میں رواۃ افقہ ہوں گے وہ حدیث ہمارے نزدیک مرجح ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عند ابی حنیفه واصحابه لا یرفع یدیه الا فی تکبیرة الاولی الخ (عمدۃ القاری ج 5 ص 272)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے نزدیک رفع یدین صرف تکبیر اولی میں ہے اور یہ قول امام ثوری۔ نخعی۔ ابن ابی لیلی۔ علقمہ بن قیس۔ اسود بن یزید۔ عامر شعبی۔ ابواسحاق سبیعی۔ مغیرہ۔ وکیع۔ عاصم بن کلیب۔ زفر۔ اور یہ روایت ابن قاسم کی امام مالک سے ہے اور امام مالک کے مذہب میں یہی مشہور ہے اور ان کے اصحاب کا اس پر عمل ہے۔ اور امام ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں نے اکثرین کا اسی پر عمل ہے اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے۔

رفع یدین کے جواز وعدم جواز میں علماء کرام کا اختلاف

علامہ قہستانی فرماتے ہیں:

فان ذلك مكروه عندنا وعنه انه مفسد كما فی المحيط وغيره وهو الاصح كما فی الجواهر.

(جامع الرموز ج اوّل ص 158)

رفع یدین مکروہ ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں وہ مفسد ہے جیسا کہ محیط وغیرہ میں ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ جواہر میں ہے۔

یعنی رفع یدین مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور بعض علماء کا اسی پر فتویٰ ہے اور اس کو اصح سے تعبیر کرتے ہے۔ لیکن رفع یدین مفسد نماز نہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں:

ویکره ایضا ان یرفع یدیه عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع لا نه فعل زائد لیس من تتمات الصلوة علی مامر ولا یفسد الصلوٰة خلافا لما روی مکحول عن ابی حنیفة انه یفسدها. کان المفسد انما هوا لعمل الکثیر وهو ما یظن فاعله لیس فی الصلوٰة وهذا الرفع لیس کذلك ذکره فی الکافی۔ کبیری شرح منیر ص 336

یعنی رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرنا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ رفع یدین وہ فعل ہے جو زائد ہے اور نماز کے تتمات میں سے نہیں۔ اور رفع یدین کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی یہ اس کے خلاف ہے جو مکحول نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رفع یدین مفسد صلوٰۃ ہے۔

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے مفسد نہ ہونے کے متعلق لکھتے ہیں۔ کیونکہ مفسد صرف وہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر یہ ہے کہ کرنے والا

یہ گمان کرے کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ اور یہ رفع یدین ایسا نہیں ہے۔ صاحب کافی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

معلوم ہوا نماز میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے فاسد نماز نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ نے مسئلہ رفع یدین کے متعلق عمدہ تحقیق سماعت فرمائی۔ جس سے یہ روز روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہے کہ رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اور ہر دور کے علماء کا اس پر عمل رہا ہے۔ اور تا قیام قیامت علماء ربانین کا یہی معمول رہے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خطیب بغدادی اور ان کے پیروکاروں نے محض تعصب اور حسد کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر یہ طعن کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اس مسئلہ میں احادیث صحیح کو ترک کر کے صرف قیاس پر عمل کیا ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل بالعکس ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل کیا ہے جو صحیح ہیں۔ اسی لیے علماء محدثین کبار نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جتنی ناسخ ومنسوخ کی پہچان ہے کسی اور کو نہیں ہے۔

قاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صیمری متوفی 436ء ہجری اپنی کتاب ''اخبار ابی حنیفہ واصحابہ'' میں لکھتے ہیں ایک مرتبہ سفیان ثوری نے عبداللہ بن مبارک کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لا یستحل ان یاخذ الا ماصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید المعرفۃ بناسخ الحدیث ومنسوخہ وکان یطلب احادیث الثقات ولاخر من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اخبار ابی حنیفہ وصحابہ ص 66)

سوائے صحیح حدیث کے دوسری قسم کی حدیث لینا حلال نہیں جانتے تھے حدیث کی ناسخ ومنسوخ کو خوب پہچانتے تھے۔ احادیث ثقہ کو طلب کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے۔

سفیان ثوری جن کی ثقاہت شک وشبہ سے بالاتر ہے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ وصف بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کی ناسخ ومنسوخ کو خوب پہچانتے تھے۔ اس لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث وآثار کو اپنایا جو رفع یدین کے لیے ناسخ تھیں اور منسوخ حدیث پر عمل نہیں کیا۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال الحسن بن صالح کان ابوحنیفۃ شدید الفحص عن الناسخ، من الحدیث والمنسوخ فیعمل بالحدیث اذا اثبت عندہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ۔ (الموفق ج اول ص 89)

حسن بن صالح نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث ناسخ ومنسوخ کی بہت سخت چھان بین کرنے والے تھے۔ جب ان کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے حدیث صحیح ثابت ہوتی اس پر عمل کرنے والے تھے۔

حسن بن صالح بن حی کے متعلق حافظ مزی نے لکھا ہے۔

قال الحمیدی عن سفیان بن عیینہ حدثنا صالح بن حی۔

یعنی سفیان بن عیینہ بھی حسن بن صالح بن سے حدیث بیان کرتے تھے۔

"عبداللہ بن احمد عن ابیہ سمعت ابی یقول الحسن بن صالح اثبت فی الحدیث من شریک۔"
عبداللہ نے کہا: میں نے اپنے باپ احمد بن خلیل کو کہتے ہوئے سنا کہ حسن بن صالح، شریک سے حدیث میں اثبت تھے۔

"قال ابوبکر بن ابی خیثمہ عن یحی بن معین الحسن بن صالح ثقہ"
ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحی بن معین سے روایت کی کہ حسن بن صالح ثقہ ہیں۔
"قال ابراھیم بن عبداللہ بن الجنید عن یحیٰ ثقۃ مامون"
ابراہیم بن عبداللہ بن جنید نے یحیٰ بن معین سے روایت کیا کہ حسن بن صالح ثقہ و مامون ہیں۔
"قال ابوحاتم ثقۃ حافظ متقن"
ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ۔ حافظ اور متقن تھے۔
"قال النسائی ثقۃ"
نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

یہ سوائے بخاری کے صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں ان سے روایت کیا ہے۔ تہذیب الکمال ج دوم ص 570

یہ حسن بن صالح بن حی جن کو ائمہ نقد الرجال نے ثقہ۔ حافظ۔ متقن۔ مامون وغیرہ لکھا ہے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق شہادت پیش کر رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کی ناسخ و منسوخ کی بہت سخت چھان بین کرتے تھے۔

لہٰذا ان شہادتوں کے بعد یہ بات واضح وظاہر ہوگئی کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ناسخ و منسوخ حدیث کی صحیح پہچان رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ ایسی حدیث کے طالب رہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل پر دلالت کرتی ہو۔

چنانچہ عدم رفع یدین کے متعلق امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب حق اور درست ہے اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث آثار پر عمل کیا جو عدم رفع یدین پر دلالت کرتی تھیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے اہل علم کا رفع یدین نہ کرنا رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔

لہٰذا خطیب بغدادی اور اس کے پیروکاروں نے از روئے حسد و تعصب یہ کہہ دیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث پر قیاس کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ مسائل مختلف فیہا کو بغور پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث پر قیاس کو ترجیح دی ہے یا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث و آثار صحیح پر عمل کیا ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تعصب حسد کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

(7) ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے۔

اخبرنا ابوطاھر۔ اخبر نا ابوبکر۔ اخبرنا موسی۔ اخبر نا مؤمل۔ اخبر نا سفیان عن عاصم بن

کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر قال۔ صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ووضع یدہ الیمینی علی یدہ الیسری علی صدرہ۔(صحیح ابن خزیمہ ج اول ص 243 مطبوعہ المکتب الاسلامی)
وائل بن حجر سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارکہ بائیں ہاتھ مبارکہ پر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھے۔

خطیب بغدادی اور اس کے حواریوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحیح حدیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا ہے۔ وہ یہ کہ نماز میں ہاتھ زیر ناف باندھیں جائیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث صحیحہ پر رائے اور قیاس کو ترجیح دی ہے۔ لیکن خطیب بغدادی اور ان کے حواریوں کو معلوم نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے اصح حدیث پر عمل کیا ہے۔ اور حکم فرمایا کہ ہاتھ سینہ پر نہیں بلکہ زیر ناف باندھنے چاہیے۔

راقم الحروف نے اسی کے متعلق ایک عربی میں رسالہ ''ھلا ل العزۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ فی الصلوٰۃ'' تحریر کیا۔

مترجم کتب کثیرہ محقق و ادیب علامۃ العصر حضرت مولانا ظفر اقبال کلیار صاحب فاضل بھیروی نے اس کا ترجمہ فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ نے اس پر ایک تقریظ سعید بھی ارقام فرمائی۔ بندہ ناچیز اس رسالہ کو مع تقریظ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے تاکہ قارئین کرام فیصلہ فرماسکیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث صحیح پر قیاس اور رائے کو ترجیح نہیں دی بلکہ آپ نے اس سے اصح ترین حدیث پر عمل کیا ہے اس رسالہ کا نام ہے۔

''نماز میں ہاتھ کہاں باندھے''

سب سے پہلے اس رسالہ پر حضرت علامہ موصوف دامت برکاتہم العالیہ نے جو تقریظ لکھی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

عرضِ مترجم

فروعی اختلافات کو ہوا دینا قرین دانشمندی نہیں اس طرح عامۃ الناس کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے ہیں اور حجیت حدیث کے انکار کا رجحان عام ہوسکتا ہے۔آمین یا الجہر ۔قراۃ الفاتحہ خلف الا مام۔ وضع الیدین تحت السرہ ام علی الصدر میں اختلاف اولویت کا مع ایسے مسائل ہمیشہ علماء کے درمیان موضوع بحث رہے ہیں۔ انہوں نے باوجود اختلاف کے نہ تو باہمی تکفیر کی اور نہ ہی اتحادِ امت کو پارہ پارہ ہونے دیا بجا طور پر یہ اختلاف علم کی ترقی اور تحقیق کا موجب بنا اور امت کے لیے رحمت ثابت ہوا ہے۔

مگر ہمارے غیر مقلدین دوستوں نے نہ جانے کس مصلحت کے تحت عوام کی سطح پر آ کر انہیں موضوع سخن بنایا اور پوری امت پر شرک۔ بت پرستی۔ سنت سے انحراف اور بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر کیا۔ علماء اہل سنت نے پھر بھی مناسب نہ سمجھا کہ ان کی زبان میں بات کی جائے اور نہ ہی یہ کہ سوقیانہ انداز گفتگو اپنایا جائے۔ انہوں نے حتی الوسیع کوشش کی کہ ایسے فروعی اختلافات کو عام لوگوں میں عام نہ کیا جائے۔ مگر ہمارے ان دوستوں نے ائمہ اربعہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور لوگوں کو باور کرانے لگے کہ علماء اہلسنت کے پاس دلیل نام کی کوئی چیز نہیں اس لیے وہ مہر بلب ہیں۔ تب علماء اہل سنت نے مناسب سمجھا کہ انہیں جواب دیا جائے مگر پھر بھی اس انداز سے کہ سنجیدگی برقرار رہے اور تحقیق کا منہج پیش کیا جائے۔

پیش نظر رسالہ ''ھلال العزۃ فی وضع الیدین تحت السرہ فی الصلوٰۃ'' عربی میں ہے حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ العالی نے اس میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر نہایت فاضلانہ گفتگو کی مع ترجمہ۔ میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ مفہوم عربی عبارت کے قریب تر رہے فن حدیث سے پوری واقفیت نہ رکھنے والے لوگوں کا اس سے پوری طرح مستفید ہونا ممکن نہیں اس لیے کہ علمی بحث میں اصطلاحات کا آنا ایک لازمی بات ہے اور پھر فن حدیث تو ایک سمندر ہے اس لیے عام افراد اس میں کچھ دقت ضرور محسوس کریں گے مگر اس کے بغیر چارہ نہ تھا سو ان سے معذرت کے ساتھ یہ کاوش پیش کی جاتی ہے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو انتشار وافتراق سے بچائے اور حضرت علامہ جیسے علماء کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

بجاہ طٰہٰ ویٰس

خاک راہِ مدینہ

ظفر اقبال کلیار

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟

حامدًا ومصلیًا امابعد!

فقال الله عزوجل فی کتابه الکریم العزیز۔

"فصل لربك وانحر" صدق الله العظیم۔

"دلیل المستدلی باالحبر فی وضع الیدین علی الصدر فی الصلوٰة"

نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ کیسے باندھیں جائیں اس کا مسنون طریقہ کیا ہے۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔ غیر مقلدین ابن خزیمہ کی جس بیان کردہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا مسنون ہے اور زیر ناف ہاتھ باندھنا خلاف سنت اور بدعت ہے ابن خزیمہ کی یہ حدیث محدثین کرام کے نزدیک محل نظر ہے پہلے ابن خزیمہ کی حدیث مع سند پیش کر کے اس پر علماء کی رائے پیش کرتا ہوں اور پھر وہ احادیث پیش کروں گا جن میں زیر ناف ہاتھ باندھنا منقول ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

اخبرنا ابوطاھر۔ اخبر نا ابوبکر۔ اخبرنا ابوموسی۔ اخبر نا موبل۔ اخبرنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ووضع ید الیمینی علی یده الیسری علی صدره۔ (صحیح ابن خزیمه جلد اول ص 243 مطبوعه المکتب الاسلامی)

اس حدیث کا ترجمہ اوائل میں گزر چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

یہ حدیث کئی اعتبار سے قابل استدلال نہیں۔

(اولا) اس حدیث کی سند میں ایک راوی مومل بن اسماعیل ابوعبدالرحمٰن بصری متوفی 206 ہجری ہے جس پر علماء نے جرح فرمائی ہے۔

ابو حاتم فرماتے ہیں "ھو کثیر الخطاء" وہ بہت خطاء کرنے والا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ھو منکر الحدیث" وہ منکر الحدیث ہے۔

(تہذیب التہذیب ج 10۔ ص 380)

ابوزرعہ فرماتے ہیں "فی حدیثہ خطاء کثیر" اس کی حدیث میں خطائے کثیر ہے۔

میزان الاعتدال ج سوم ص 228۔

امام ذہبی "الکاشف" میں فرماتے ہیں:

"وقیل دفن کتبه وحدث حفظا فغلط"

الکاشف ج سوم ص 168۔ تہذیب الکمال ج 10۔ ص 211

کہا گیا ہے کہ ان کی کتب مدفون ہوئیں اور انہوں نے حفظا حدیث بیان کی ہے اور اس میں غلطی کی ہے۔
علماء نقد کی تصریحات سے ثابت ہوا مومل بن اسماعیل کثیر الخطائی الحدیث اور منکر الحدیث ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قابل استدلال نہیں جیسا کہ غیر مقلدین کا خیال ہے۔

(ثانیا) اس حدیث کو مسلم نے وائل بن حجر سے بلا زیادت (علی صدرہ) تخریج کیا ہے وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا زهير بن حرب قالنا عفان قالنا همام قالنا محمد بن حجاوه قال حدثني عبدالجبار بن وائل عن علقمة بن وائل ومولى لهم انهما حدثاه عن ابيه وائل بن حجر انه راى النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل فى الصلوة كبر وصف همام حيال اذنيه ثم القحف ثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى. الى آخر الحديث.

مسلم شریف مع نووی ج اول ص 173

یہ حدیث "رفع الیدین فی الصلوٰۃ" میں گذر چکی ہے یہاں صرف اس حدیث کا یہ جملہ مقصود ہے "ثم وضع يده اليمنى اليسرى"

یعنی نبی کریم ﷺ نے پھر اپنا دایاں ہاتھ مبارک بائیں ہاتھ مبارک پر رکھا۔ اس حدیث میں جو مسلم نے وائل بن حجر سے تخریج کی اس میں صرف یہی ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے بعد اپنے کپڑے کے نیچے دایاں ہاتھ مبارکہ بائیں ہاتھ مبارکہ پر رکھا۔

اس حدیث کے ماتحت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:

و استحباب وضع اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الاحرام يجعلهما تحت صدره فوق سرته هذا مذهبنا المشهور وبه قال الجمهور۔ نووی شرح مسلم ج اول ص 173

تکبیر تحریمہ کے بعد دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا اور سینہ کے نیچے اور ناف سے اوپر باندھنا مستحب ہے یہی ہمارا مشہور مذہب ہے۔ اور جمہور کا بھی یہی قول ہے۔ اب خطیب بغدادی اور ان کے حواریں غیر مقلدین سے پوچھتے کہ جو یہ کہتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل نہیں کیا جن احادیث پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا۔ اس بناء پر انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ افتراء و بہتان باندھا کہ انہوں نے احادیث پر قیاس کو ترجیح دی ہے۔

امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں ہمارا مشہور مذہب سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔ خطیب بغدادی اور اس کے حواری یہ کہہ رہے ہیں سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت طریقہ ہے۔ اور امام نووی کا یہ قول مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مؤید ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین خوارزمی نے الکفایہ علی الھدایہ میں فرمایا۔

اگر نحر سے مراد سینہ ہوتا تو معنی یہ ہوتے۔ سینہ کے قریب ہاتھ باندھو اور سینہ کے قریب ہاتھ باندھنا زیر ناف ہی ہاتھ باندھنا ہے۔ الکفایہ علی الہدایہ فتح القدیر ج اول ص 250

اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث عمل کیا ہے جو حدیث۔ حدیث ابن خزیمہ سے اصح ہے۔ اور مسلم نے بھی یہی باب باندھا ہے۔

وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام تحت صدرہ وفوق سرتہ.

اور مسلم کی حدیث ابن خزیمہ کی روایت کردہ حدیث سے زیادہ راجح اور اصح ہے اور مسلم کی حدیث زیادہ معتمد ہے۔

اس کی ایک وجہ بھی ہے کہ متاخرین میں سے احسن الحفاظ شیخ قاسم بن قطلو بغا نے لکھا ہے کہا ابن خزیمہ کی صحیح میں ایک شرط ہے جس سے اکثر حضرات جو ابن خزیمہ کی حدیث سے استدلال کرنے والے ہیں غفلت میں رہتے ہیں۔ گو کہ شیخ قاسم بن قطلو بغا نے اس شرط کی وضاحت نہیں کی لیکن آپ کے شیخ فی الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''التحاف المھرہ'' میں فرمایا وہ شرط یہ ہے کہ ابن خزیمہ جب کسی خبر کو تعلیقا روایت کرتے ہیں تو وہ صحت میں گویا ان کی شرط پر پوری نہیں اترتی اگرچہ تعلیق کے بعد اس کی سند بھی بیان کردیں۔

(ثالثاً) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند میں اور ابوداؤد نے سنن میں روایت کیا یہ حدیث ابن خزیمہ کی حدیث کے معارض ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ان من السنہ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ''

(مسند احمد - ج اول ص ۱۳۳ - مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ - ابوداؤد شریف کتاب الصلوٰۃ)

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ معترضین کے اس اعتراض کے یہ قول صحیح نہیں اس کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح نہیں۔

اس اعتراض کے جواب میں علامہ عینی فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ''ان من السنۃ'' محدثین کے نزدیک حدیث کے مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے ابوعمرو تفقصی مؤطا کی شرح میں لکھتے ہیں جب صحابی سنت کا لفظ مطلق بولتا ہے تو اس سے مراد سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتا ہے

معترضین کہ کہتے ہیں ہم نے تسلیم کرلیا کہ یہ حدیث مرفوع ہے اس کے باوجود بھی یہ محدیث علی محل نظر ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ہیں جن کے متعلق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''لیس بشی منکر الحدیث''

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کیا اور اس پر سکوت فرمایا۔ اگر حدیث ضعیف ہوتی تو وہ تصریح فرماتے ہیں۔

دوسرا ابن حزم کی حدیث جوانہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ حدیث حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مؤید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"من اخلاق النبوة وضع اليمين على الشمال تحت السرة"

یعنی ناف کے نیچے دائیں کا بائیں پر رکھنا اخلاق نبوت میں سے ہے۔ ہم کہتے ہیں زیر ناف ہاتھ باندھنا تعظیم کے زیادہ قریب اور اہل کتاب کی مشابہت سے بہت دور ہے۔ اور تہبند کے گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور زیر ناف ہاتھ باندھنا ایسا ہی ہے جیسے بادشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور سینہ پر ہاتھ باندھنا عورتوں کے مشابہ ہے اور یہ طریقہ مسنون نہیں۔

عمدۃ القاری ج 5 ص 279۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ

علامہ مولانا وصی احمد رحمۃ اللہ علیہ شارح منیۃ المصلی فرماتے ہیں:

اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی "منکر الحدیث" ہے اور مطلق نکارت نقصان دہ ہے تو بھی اس حدیث کی کئی احادیث شاہد ہیں ان میں سے ایک حدیث جس کو رزین نے اپنی مسند میں ابوجحیفہ سے روایت کیا۔

"ان من السنة وضع الكف على الكف في الصلوٰة تحت السرة"

جیسا کہ صاحب جامع الاصول میں ابن اثیر نے اس حدیث کو مسند رزین کی طرف منسوب کیا ہے۔

دوسری حدیث جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا۔

"ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة"

اس حدیث کو صاحب مجمع البحرین اور صاحب محیط علامہ برہان الدین نے بھی نقل فرمایا ہے

تیسری حدیث جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا۔

ثلاث من سنن المرسلين وذكر منها وضع اليمين على الشمال تحت السرة.

یعنی تین چیزیں مرسلین کرام کی سنن میں سے ہیں ان میں سے ایک کا ذکر کیا کہ (نماز میں) ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا۔

اس حدیث کو زاہدی نے "مجتبیٰ" میں نقل فرمایا اور کہا اس کو ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔

تعلیق المجلی ص 279۔ مطبوعہ یوسفی لکھنؤ۔

یہ راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کی موید اور احادیث بھی ہیں۔

اوّل

ابن ابی شیبہ نے بطریق ابی جحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔"وہ یہ ہے"

ان من السنة ان توضع الایدی علی الایدی تحت السرة

یعنی نماز میں ناف کے نیچے ہاتھوں پر ہاتھ رکھنا سنت میں سے ہے۔

دوم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن ابی شیبہ نے بطریق حجاج بن حسان ابومجلز لاحق بن حمید سے ایک حدیث تخریج کی ہے"وہ یہ ہے"

حدثنا یزید بن هارون قال اخبرنا حجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز او سألته قال قلت کیف یضع قال یضع باطن کف یمینه علی ظاهر کف شماله ویجعلها اسفل من السرة

حجاج بن حسان فرماتے ہیں: میں نے ابومجلز لاحق بن حمید سے سنا۔ یا میں نے ان سے سوال کیا۔ فرماتے ہیں میں نے کہا: نماز میں ہاتھ کیسے باندھیں۔

(ایک روایت میں ہے کہ میں ہاتھ کیسے باندھوں؟)

تو انہوں نے فرمایا: دائیں ہاتھ کے باطن کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر زیر ناف باندھو۔

سوم

حدثنا وکیع عن ربیع عن ابی معشر عن ابراهیم قال یضع یمینه علی شماله تحت السرة

زیاد بن کلیب تمیمی ابومعشر ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر زیر ناف باندھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 90۔ مطبوعہ ادارۃ القرآن دارالعلوم اسلامیہ کراچی

زیاد بن کلیب ابومعشر کوفی کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

امام عجلی فرماتے ہیں:

"کان ثقة فی الحدیث"

وہ حدیث ثقہ ہیں۔

ابوحاتم فرماتے ہیں:

"صالح من قدماء اصحاب ابراهیم"

یہ حضرت ابراہیم نخعی کے قدماء اصحاب میں سے صالح ہیں۔ تہذیب التہذیب ج 3 ص 382

حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں:

"قال النسائی ثقة"

نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

"قال ابن حبان. کان من الحفاظ المتقین"

یعنی ابن حبان نے کہا: وہ حفاظ متقین میں سے ہیں اس سے مسلم۔ ابوداود۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

تہذیب الکمال ج سوم ص 646۔

حدیث ابومجلز لاحق بن حمید کے ماتحت علامہ ماردینی جوھرالنقی میں تحریر فرماتے ہیں:

ابومجلز لاحق بن حمید کا مذہب بھی زیر ناف ہاتھ باندھنا ہے۔ ابوعمرو نے "التمہید" میں اس طرح نقل کیا ہے۔ اور اس حدیث کو مسند جید ابومجلز لاحق بن حمید سے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن ابی شیبہ نے بھی اپنے مصنف میں اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا۔

علامہ ماردینی فرماتے ہیں حجاج بن حسان یہ حجاج ثقفی ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لیس به باس" پھر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ثقہ" اور ابن معین فرماتے ہیں "صالح"۔

باوجود اس کے امام بیہقی نے کس طرح ابومجلز کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرمایا۔ سینہ پر ہاتھ باندھنے کے متعلق اثر ابومجلز بہت صحیح ہے۔ حالانکہ امام بیہقی نے بلا مسند ابومجلز کا قول نقل کیا اور ابوعمرو اور ابن ابی شیبہ نے مسند جید ابومجلز کا مذہب زیر ناف ہاتھ باندھنا بیان کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ مع الجوھرالنقی ج دوم ص 31 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

چہارم

عن انس رضی اللہ عنہ من اخلاق البنوۃ تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ. کنز العمال ج 8 حدیث نمبر 23889.

اور اس کو ابن حزم نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اخلاق نبوت سے ہے افطار میں جلدی کرنا۔ سحری میں تاخیر کرنا اور (نماز میں) بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا۔

پنجم

حدثنا وکیع عن اسماعیل بن ابی خالد عن الاعمش عن مجاھد عن مورق العجلی عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ قال من اخلاق النبوۃ وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ. (مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص ۳۹۰)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا اخلاق نبوت سے ہے۔ جب حضرت ابودرداء رضی اللہ کے اثر سے یہ ثابت ہوگیا کہ نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا اخلاق نبوت سے ہے تو یہ بھی ثابت ہوگیا' کہ اس کا زیرناف ہی رکھنا اخلاقِ نبوت سے ہے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت

سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ششم

سب دلیلوں سے اقوی واوثق۔ احکم واقوم دلیل ابوبکر بن شیبہ کی وہ حدیث ہے جس کو انہوں نے وائل بن حجر سے روایت کیا یاد رہے کہ ابوبکر بن ابی شیبہ کو ائمہ اعلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے وہ یہ کہ ان کے سامنے ابوزرعہ۔ امام بخاری۔ امام مسلم۔ امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ اور بے شمار اہل علم وفن نے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ یہ افتخار ہی آپ کے لیے کافی ہے۔ فرماتے ہیں:

حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عمیر عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیه قال۔ رایت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وضع یمینه علی شماله فی الصلوٰة تحت السرة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 390)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے نماز میں زیر ناف بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا۔

متاخرین علمائے حدیث سے حافظ الحادیث ابن ہمام ثانی شیخ قاسم بن قطلوبغا ''المختار فی تخریج احادیث الاختیار'' میں فرماتے ہیں مصنف ابن شیبہ کی اس حدیث کی سند جید ہے۔ وکیع مشہور علمائے حدیث میں سے ایک عظیم محدث ہیں۔ موسیٰ بن عمیر کی ابوحاتم نے توثیق فرمائی ہے اورنسائی نے ان سے روایت کولیا ہے۔

تیسرے علقمہ بن وائل ہیں جن سے رفع یدین کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث روایت کی ہے۔ اس طرح مسلم نے صحیح میں ان سے حدیث تخریج کی ہے۔ اور ابن حبان نے علقمہ کی توثیق فرمائی ہے اور یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شاہد عادل ہے محدث شہیر حضرت علامہ محمد ہاشم فرماتے ہیں یہ روایت باعتبار سند نہایت قوی ہے اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس کا پہلے ذکر گزر چکا قوی سے قوی تر بنا دیتی ہے۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث باعتبار سند نہایت اقوی ہے کیونکہ اس حدیث میں سوائے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے تین رواۃ ہیں ان تین راویوں کے تراجم پیش خدمت ہیں تاکہ ان کے فہم وذکاء اور حفظ واتقان فی الحدیث آپ سب کو معلوم ہو جائے۔

اول

وکیع بن جراح بن ملیح رواسی ابوسفیان کوفی متوفی 196ء ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں:

قال عبداللّٰه بن احمد بن حنبل عن ابیه۔ ما رایت اوعی للعلم من وکیع الا احفظ من وکیع۔

عبداللہ بن احمد اپنے باپ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علم کا جامع اور حدیث کا حافظ وکیع سے

کسی کو نہیں دیکھا۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

"کان وکیعا حافظا۔ حافظا"۔

یعنی وکیع بن جراح حافظ الحدیث۔ حافظ الحدیث تھے۔

وقال احمد بن سهل بن بحر النيسابوري دخلت علي احمد بن حنبل بعد المحنة فسمعته يقول كان وكيع بن جراح امام المسلمين في وقته.

احمد بن سھل نے کہا میں بڑی مشکل کے بعد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا۔ تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا وکیع بن جراح اپنے وقت میں امام المسلمین ہیں۔

قال علي بن الحسين بن حبان عن ابيه سمعت يحي بن معين يقول مارايت افضل من وكيع.

علی بن حسین بن حبان نے اپنے باپ حسین بن حبان سے روایت کیا کہ میں نے یحیٰی بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے وکیع سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

قال العجلي۔ كوفي ثقة. عابد. صالح. اديب من حفاظ الحديث

عجلی نے کہا: وکیع بن جراح کوفی۔ ثقہ۔ عابد۔ صالح۔ ادیب اور حفاظ حدیث میں سے تھے۔

وقال محمد بن سعد كان ثقة. مامونا. عاليا. رفيعا. كثير الحديث حجة.

محمد بن سعد نے کہا: وہ ثقہ۔ مامون۔ عالی۔ رفیع۔ کثیر الحدیث اور حجت تھے۔

تہذیب الکمال ج 10۔ ص 534 تا 540۔ تہذیب التہذیب ج 11۔ ص 123

امام ذہبی اپنی کتاب "میزان الاعتدال" میں فرماتے ہیں:

"هو احد الائمة الاعلام"

وکیع بن جراح ائمہ اعلام میں سے ایک تھے۔

میزان الاعتدال ج 4۔ ص 335

قال حماد بن زيد لو شئت لقلت انه ارجح من سفيان الكاشف ج سوم ص 208.

حماد بن زید نے کہا: اگر تو چاہے تو کہہ لے کہ وکیع بن جراح سفیان ثوری سے ارجح تھے۔

دوم

موسیٰ بن عمیر تمیمی ساتویں طبقہ سے کبار اور ثقہ ہیں یہ علقمہ بن وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں۔ نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔

قال العباس الدوری عن یحیی بن معین وابوحاتم ومحمد بن عبداللہ بن نمیر وابو بکر الخطیب ثقہ۔

عباس دوری نے یحیٰ بن معین۔ ابوحاتم۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ابوبکر خطیب بغدادی سے روایت کرتے ہوئے کہا ان چاروں نے کہا: موسیٰ بن عمیر تمیمی ثقہ تھے۔

عجلی اور دولابی فرماتے ہیں وہ ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج 10۔ص 191۔ الکاشف ج سوم ص 165؛ میزان الاعتدال ج 4 ص 216 تہذیب التہذیب ج 10 ص 364)

سوم

علقمہ بن وائل بن حجر کندی کوفی۔ عبدالجبار بن وائل کے بھائی طبقہ ثالثہ سے ہیں سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''رفع الیدین فی الصلوٰۃ'' میں ان سے روایت کو لیا ہے۔

ذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات۔

ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا:

''ثقة قليل الحديث''

قلیل الحدیث اور ثقہ ہیں۔ ابن حبان اور ابن سعد نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

تہذیب الکمال ج 7۔ ص 242۔ تہذیب التہذیب ج 7۔ ص 280۔ الکاشف للذہبی ج دوم ص 242۔

ائمہ اعلام کی عبارات نقل کرنے کے بعد میں (راقم الحروف) کہتا ہوں ابن خزیمہ کی حدیث وائل بن حجر ضعیف و مجروح ہے اور حدیث علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے درجہ حسن تک پہنچی ہے۔ کیونکہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اتنے شواہد و معاضد ہیں کہ حدیث وائل بن حجر و ابن خزیمہ اس مرتبہ کو نہیں پہنچی۔

پھر حدیث کو ابن شیبہ نے سند جید وائل بن حجر سے روایت کیا ہے یہ حدیث مرفوع اور صحیح ہے اور اس کے تمام رواۃ ثقات ہیں حدیث صحیح مرفوع کے ہوتے ہوئے حدیث ضعیف مجروح پر کیسے عمل کیا جا سکتا ہے کیونکہ جس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں وائل بن حجر سے روایت کیا ہے یہ حدیث پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

یہ تھا ابن خزیمہ کی حدیث کا وہ جواب جو آپ نے سماعت فرمایا۔

اعتراضاتِ منکرین

اعتراضِ اول

ابوداؤد نے سنن اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت تخریج کی۔

"ان من السنه وضع الكف على الكف في الصلوٰة تحت السرة"

اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق ہیں جو ابوشیبہ الواسطی کے نام سے مشہور ہیں ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور امام نووی نے ''خلاصہ اور شرح مسلم'' میں فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بالاتفاق ضعیف ہے اور حدیث ضعیف قابل عمل نہیں۔ نووی شرح مسلم ج اول ص 143۔ فتح القدیر ج اول ص 249

الجواب

اس حدیث کی سند پر کچھ بحث گذشتہ صفحات میں گذر چکی مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ وصی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''التعليق المجلى لمافي المنية المصلى'' میں فرماتے ہیں دونوں ہاتھوں کو زیر ناف باندھنا سنت ہے اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہے جیسا کہ اعتراض میں مذکور ہے اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں۔ آپ کے بیٹے عبداللہ نے ''الزوائد'' میں ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں دارقطنی پھر بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کی لیکن امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اکثر ابوداؤد شریف کے نسخوں میں یہ حدیث موجود نہیں ہم نے اس حدیث کو اس نسخہ میں پایا جو ابن داسہ کے طریق سے مروی ہے۔ اس لیے ابن عساکر نے ''اطراف'' میں اسے ابوداؤد کی طرف منسوب نہیں کیا اور نہ ہی منذری نے اسے ''مختصر'' میں ذکر کیا اور نہ ہی ابن تیمیہ نے اپنی ''المنتقی'' میں اسے ابوداؤد کی طرف کیا بلکہ صرف مسند احمد کی طرف اس کو منسوب کیا اور نہ ہی شرح مسلم میں امام نووی نے اس کو ابوداؤد کی طرف منسوب کیا مگر دارقطنی طرف۔ کسی نے اس حدیث کی نسبت ابوداؤد کی طرف نہیں کی مگر علامہ عبدالحق نے ''الاحکام'' میں اس کو ابوداؤد کی منسوب کیا۔ اور نہ ہی ابن قطان نے اس کی نسبت ابوداؤد شریف کی طرف کی بلکہ اس حدیث کی سند کا تعاقب کرتے ہوئے کہا عبدالرحمٰن بن اسحاق وہ ابوشیبہ واسطی ہیں جن کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحاتم کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے اور ابن معین نے کہا: یہ ''لیس شیء'' ہے۔ امام

بخاری رحمۃ اللہ نے فرمایا: ''فیہ نظر'' اور بیشک اس حدیث کی سند میں زیاد بن زید سوائی ہیں اور وہ مجہول ہیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں اس کی اسناد ثابت نہیں عبدالرحمٰن اسے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ اور وہ متروک ہے امام نووی خلاصہ اور شرح مسلم میں فرماتے ہیں: یہ حدیث متفق علیہ ضعیف ہے اس لیے کہ عبدالرحمٰن باالاتفاق ضعیف ہے۔ تو جان لے کہ یہ حدیث ابوداؤد میں بطریق ابن داسہ۔ ابن الاعرابی اور ابن ابوداؤد وارد ہوئی ہے۔ ابوداؤد عبدالرحمٰن کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمۃ اللہ سے سنا کہ وہ اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ اور ابن معین اور عجلی نے بھی یہی کہا۔ ''صرح الحمایہ'' میں ہے کہ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ جرح مجرد اور طعن مجمل اور تضعیف مبہم ہے لہٰذا یہ غیر مسموع ہے۔ کیونکہ اسباب جرح مختلف ہیں پس راوی کبھی ایسے امور کے ساتھ مجروح کیا جاتا ہے جو بعض کے نزدیک جرح نہیں کہلاتی۔ ہمارے نزدیک اصل یہ ہے کہ قرون معدلہ جن کی عدالت کی شہادت ملت کے سردار نبی اکرم ﷺ نے باالخیر کے ساتھ دی۔ ان کی عدالت وثقاہت مسلم ہے جب تک اس میں جرح اور طعن مبین ظاہر نہ ہو جائے۔ جس سے کسی باعقل وشعور انسان کو مفر نہیں۔ ورنہ اس کی عدالت وثقاہت مجروح نہیں ہوتی اس لیے روایت مستور ومجہول اور مرسل ومنقطع کو قبول کرلیا جاتا ہے باوجودیکہ مجتہد غیر کی تقلید نہیں کرتا کیوں وہ خود ارباب نقد میں سے ہے۔ اور ایسا مجتہد جب کسی حدیث سے دلیل اخذ کرتا ہے یا اس حدیث کی روایت کو قبول کرتا ہے تو گویا اس کی تعدیل وتوثیق کر دیتا ہے۔

باوجود اس کہ امام ترمذی نے صوم محرم میں عبدالرحمٰن سے حدیث روایت کی ہے۔ اور فرمایا: ''یہ حدیث حسن غریب ہے'' ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا (یعنی صوم محرم میں) اور کہا اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے پھر بھی عبدالرحمٰن کے متعلق میرے دل میں کچھ موجود رہے گا۔ پس معلوم ہوگیا حدیث عبدالرحمٰن درجہ ضعف سے ساقط ہو کر درجہ ''حسن'' تک پہنچ چکی ہے اور حدیث حسن علماء کے نزدیک قابل حجت ہے۔ (تعلیق المحلی ص 279)

اعتراض دوم

علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ اس لیے علقمہ بن وائل کی اپنے باپ سے روایت مرسل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے التہذیب میں لکھا ہے۔

حکی العسکری عن ابن معین انه قال علقمة بن وائل مرسل عن ابیه وکذا قال الذهبی فی المیزان ناقلا عن ابن حجر۔ (تهذیب التهذیب ج 7 ص 280)

یعنی عسکری نے ابن معین سے حکایت کی کہ انہوں نے کہا: علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت میں مرسل ہے۔ اس طرح امام ذہبی نے میزان میں ابن حجر سے نقل کرتے ہوئے کہا۔

الجواب

میں کہتا ہوں میں ابن حجر کا وہم ہے کیونکہ انہوں نے خود اپنی کتاب ''النکت الظراف علی الاطراف'' میں علقمہ بن

وائل کا اپنے باپ سے سماعت کو ثابت کیا ہے۔ لہٰذا اس دلیل سے ارسال جاتا رہا۔

حافظ عسقلانی ''النکت انطراف علی الاطراف'' میں فرماتے ہیں:

"ومن مسند وائل بن حجر. علقمة بن وائل. عن ابيه"

اس کے بعد انہوں نے مسلم کی ایک حدیث روایت کی وہ یہ ہے

انه راى النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل فى الصلوٰة. الى ان قال. عن عبدالجبار بن وائل قال كنت غلا ما لا اعقل صلوٰة ابى فحدثنى علقمة.

(النکت انطراف علی الاطراف مع تحفۃ الاشراف ج 9 ص 88 حدیث نمبر 11774)

یعنی عبدالجبار بن وائل سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں ابھی بچہ تھا اور اپنے باپ کی نماز کو نہ سمجھ سکتا تھا تو مجھے (میرے بھائی) علقمہ نے بیان کیا۔

اس سے معلوم ہوا علقمہ بن وائل اپنے باپ سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں اور ان کے بھائی عبدالجبار اپنے بھائی علقمہ کے واسطہ سے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

ثابت ہوا ''علقمه عن وائل'' مرسل نہیں بلکہ ''عبدالجبار عن وائل'' مرسل ہے۔

اسی طرح حافظ مزی نے بھی لکھا ہے۔

علقمة بن وائل بن حجر الحضرمى. عن ابيه وائل بن حجر

اس کے ماتحت مسلم کی مذکور بالا حدیث کو روایت کیا اور کہا۔

عن زهير بن حرب عن عفان عن همام عن محمد بن حجاوة عن عبدالجبار ابن وائل قال كنت غلاما لا اعقل صلوٰة ابى محدثنى علقمة بن وائل ومولى لنا. (تحفة الاشراف ج 9 ص 88)

اس کا ترجمہ اس سے قبل گزر چکا ہے۔

اس سے ثابت ہوا علقمہ بن وائل اپنے باپ سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں۔ جب علقمہ کا اپنے باپ سے بلا واسطہ روایت کرنا ثابت و محقق ہے تو پھر ان کی طرف ارسال کی نسبت کرنا محض جہالت ہے۔

اس کے علاوہ خود حافظ عسقلانی نے ترجمہ عبدالجبار بن وائل کے ماتحت لکھا ہے

قال ابن حبان فى الثقات من زعم انه سمع اباه فقد وهم لا ن اباه مات امه حامل به.

تہذیب التہذیب ج 6 ص 105۔

ابن حبان نے ثقات میں کہا جس نے یہ گمان کیا کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے سنا ہے یہ اس کا وہم ہے کیونکہ ان کے باپ جب فوت ہوئے تو وہ اپنی والدہ کے حمل میں تھے۔ معلوم ''عبدالجبار عن وائل بن حجر'' مرسل ہے۔ نہ کہ ''علقمة عن وائل بن حجر''۔ حافظ مزی کو جب شک ہوتا ہے کہ فلاں کی فلاں سے روایت صحیح نہیں تو وہ اس کے آگے یہ

لکھ دیتے۔''لم یسمع منه''لم یدرکه'' وغیرہ لیکن ترجمہ علقمہ بن وائل کے ماتحت انہوں نے بلاشک لکھا ہے۔

روی عن طارق بن سوید (ق) علی خلاف فیه۔ والمغیرة بن شعبة (م ت س) وابیه وائل بن حجر (ی م د ت س) (تہذیب الکمال ج7 ص242)

اس سے معلوم ہوا امام مزی کے علقمہ بن وائل کے اپنے باپ سے روایت کرنے میں کوئی شک اور اختلاف نہیں۔

حافظ ابن عبدالبر متوفی 363ھ اپنی کتاب ''الاستیعاب علی هاشی الاصابة'' میں فرماتے ہیں۔

لم یسمع عبدالجبار من ابیه فیما یقولون بینهما وائل بن علقمة۔

الاستیاب علی الاصابہ ج سوم ص643

یعنی عبدالجبار نے اپنے باپ وائل بن حجر سے نہیں سنا ان دونوں کے درمیان وائل بن علقمہ بن وائل بن حجر واسطہ ہیں۔

علامہ ابن اثیر ''اسد الغابہ'' میں فرماتے ہیں:

روی عنه (یعنی وائل بن حجر) ابناه علقمة وعبدالجبار وقیل ان عبدالجبار لم یسمع من ابیه۔ اسدالغابه ج 5 ص 81-82.

وائل بن حجر سے ان کے دونوں بیٹے علقمہ اور عبدالجبار روایت کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ الکبیر'' میں لکھتے ہیں۔

علقمة بن وائل بن حجر الحضرمی الکندی الکوفی سمع اباه روی عنه عبدالملك بن عمیر۔

تاریخ الکبیر ج7 ص41 ترجمہ نمبر178

علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی کندی کوفی نے اپنے باپ سے سنا ہے اور ان سے عبدالملک بن عمیر نے روایت کیا۔

علماء اعلام نقد الرجال کی تصریحات سے غیر مقلدین کا یہ اعتراض ''کخوط القتاد'' محض وہم وگمان ہی ثابت ہوا کہ علقمہ اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ بلکہ علماء کی تصریح سے ثابت ہوگیا کہ علقمہ اپنے باپ سے مرسل نہیں بلکہ ان کے بھائی عبدالجبار اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

چنانچہ خطیب بغدادی اور ان کے حواریوں کا یہ غوغا فقط تعصب اور حسد پر مبنی ہے۔ ورنہ علقمہ کے باپ سے سماع میں کوئی شک نہیں۔

اعتراض دوم

غیر مقلدین یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ حافظ ابن خزیمہ کے علاوہ بھی دیگر محدثین سینہ پر ہاتھ باندھنے والی احادیث کو روایت کیا ہے جیسا کہ ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں بطریق عقبہ بن ظبیان ایک حدیث تخریج فرمائی اور اسی سند کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تاریخ الکبیر میں اس حدیث کی روایت کی ہے وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم اجحد ری عن ابیه عن عقبة بن ظبیا ن عن علی رضی اللہ عنه "فصل لربك وانحر" وضع یدہ الیمنی علی وسط ساعدہ علو صدرہ۔

تاریخ الکبیر ج 6 ص 481۔ تفسیر طبری جز 30 ص 610 ۔

یعنی عقبہ بن ظبیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ ''فصل لربك وانحر'' کے متعلق دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے دایاں ہاتھ بائیں بازو کے وسط میں رکھا پھر ان کو سینہ پر باندھا۔ (یعنی آپ نے تعلیم دی کہ اس سے مراد سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے)

اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں قبیصہ بن ھلب سے ایک حدیث روایت کی جو یہ ہے۔

عن سفیان حدثنی سماك عن قبیصة بن هلب عن ابیه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه وعن یساره ورایة قال یضع یده علی صدره۔ مسند احمد ج 5 ص 314.

قبیصہ بن ھلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز کے بعد کبھی دائیں طرف منہ پھیرتے اور کبھی بائیں جانب فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے نماز میں ہاتھ باندھنے کا محل سینہ ہے لہٰذا نماز میں سینہ پر ہاتھ پر ہاتھ باندھنا مسنون طریقہ ہے۔

الجواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ابن جریر طبری نے دو طریق سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک طریق تو اعتراض میں مذکور ہو چکا اور دوسرا طریق بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"عن حماد بن سلمة عن عاصم الاحول عن الشعبی مثله"

ان دونوں سندوں میں عاصم نامی دو راوی ہیں ایک عاصم بن حجاج ابو معشر جحدولی۔ اور دوسرے عاصم سلیمان الاحول۔

بعض کے نزدیک عاصم بن حجاج ابو معشر جحدری نے اپنے باپ کی وساطت سے عقبہ ظبیان سے روایت کیا ہے۔

ابو حاتم ''الجرح والتعدیل'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت صرف ''وضع الیمین علی الشمال'' تک ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ نے بھی بطریق عقبہ بن ظہیر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ صرف یہی ہیں۔

وضع الیمین علی الشمال" (مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 390)

اور ''علی صدرہ'' کے الفاظ راوی کی طرف سے زیادہ کیے گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اصل روایت میں یہ الفاظ موجود نہیں۔

جس سے معلوم ہوا اصل حدیث صرف اتنی ہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کے لیے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ

پر رکھا۔ اور جو یہ لفظ ہے کہ انہوں نے سینہ پر ہاتھ باندھے۔ یہ راوی کی طرف سے اضافہ ہے اصل حدیث کے لفظ نہیں۔

دوم یہ کہ جب حدیث میں تعارض آجائے تو قیاس سے ترجیح دی جاتی ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ رکوع سجدہ اور تشہد وغیرہ میں ادب ملحوظ ہے تو چاہیے کہ قیام بھی ادب ملحوظ خاطر رہے اور یہ زیر ناف ہاتھ باندھنے میں ہے کہ اس سے تعظیم ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے سے۔

اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ حدیث جس میں ''تحت السرۃ'' ہے یعنی زیر ناف ہاتھ باندھنا یہ مقبول ہے۔ اور جس حدیث میں ''علی صدرہ'' یعنی جس میں سینہ پر ہاتھ باندھنا مروی ہے وہ مردود۔

پھر اس حدیث کی سند علماء نقد کی نظر میں محل نظر ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں:

عاصم ابن الحجاج الجحدری قرأ علی یحی بن یعمر ونصر بن عاصم۔ اخذ عنه ابوالمنذر وجماعة قراۃ شاذۃ فیها ماینکر۔ یعنی یو جد فیه النکرۃ من ای وجه هی۔

(میزان الاعتدال ج دوم ص354)

اس پورے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ عاصم بن حجاج جحدری منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

ابن معین کہتے ہیں یحیٰی بن سعید قطان عاصم الاحول سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ اور ان کو ضعیف سمجھتے تھے۔ امام ذہبی نے اسی سند کے ساتھ ایک حدیث نقل کی اور اسے ضعیف قرار دیا اور وہ حدیث یہ ہے:

حدثن حماد بن سلمة عن عاصم الاحول حدثنی حمید عن انس بن مالك ان عمر رضی اللّٰه عنه نهی ان یجعل الخاتم فصد من غیرہ۔

حماد بن سلمہ نے کہا: میں نے حمید سے پوچھا عاصم الاحول نے آپ سے ایک حدیث (مراد یہی حدیث ہے) بیان کی ہے تو حمید نے عاصم الاحول کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عاصم الاحول نے حمید سے یہ حدیث روایت نہیں کی لہٰذا عاصم متہم بالکذب ہے۔

یحیٰی بن سعید قطان کہتے ہیں۔

''لم یکن حافظا''

عبدالرحمٰن بن مالک فرماتے ہیں ابن علیہ کا قول ہے کہ وہ شخص جس کا نام عاصم ہے اس کا حافظہ درست نہیں۔ ابواحمد الحاکم فرماتے ہیں علماء محدثین کے نزدیک وہ حافظ نہیں تھے۔ ابن ادریس ان سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔ یحیٰی بن سعید قطان فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا نام عاصم ہو اور اس کا حافظہ کمزور نہ ہو۔

میزان الاعتدال ج دوم ص350-357

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: علی بن مدینی یحیٰی بن قطان کے حوالے سے فرماتے ہیں

''لم یکن حافظا''

ابن ادریس فرماتے ہیں میں نے عاصم کو بازار میں دیکھا اور لوگوں سے کہا: اسے مار کر سیدھا کر دو۔

وہیب نے عاصم کو چھوڑ دیا تھا اس لیے کہ ان کی بعض عادات صحیح نہ تھیں ابن حبان نے اپنی کتاب ''کتاب الثقات'' میں عاصم کا ذکر کیا اور کہا یحییٰ بن سعید قطان ان کی طرف بہت کم میلان رکھتے تھے۔ مروزی بیان فرماتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ابن معین کہتے ہیں دنیا میں جتنے عاصم نام کے لوگ ہیں سبھی ضعیف ہیں۔ امام فرماتے ہیں سوائے عاصم بن علی کے۔ تہذیب التہذیب ج۔5۔ص 43

حافظ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار'' میں بھی حدیث علی رضی اللہ عنہ کو نقل کیا ہے۔

ان من السنة فی الصلوٰة وضع الاکف علی الاکف تحت السرة. (رواہ احمد وابوداؤد)

یعنی نماز میں ناف کے نیچے ہتھیلیوں پر ہتھیلیاں رکھنا سنت سے ہے۔ (نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار جز دوم ص 210)

ابن تیمیہ نے جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے۔

"باب ما جاء فی وضع الیمین علی الشمال"

اس باب کے ماتحت ابن تیمیہ نے صرف چار احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ''نمبر4'' ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے ابن تیمیہ کے نزدیک بھی زیر ناف ہاتھ باندھنا ہی مسنون طریقہ ہے۔ اگر ان کا مذہب سینہ پر ہاتھ باندھنا ہوتا تو وہ۔ وہ حدیث لاتے جس میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت ہے۔

غیر مقلدین سے بصد عجز و نیاز یہی گزارش ہے کہ تم کسی اور کے قول کو تسلیم نہیں کرتے تو اپنے مقتدر رہنما کے قول کو ہی تسلیم کر لو اور سینے پر ہاتھ باندھ کر جیسے عورتیں باندھتی ہیں نماز پڑھنا چھوڑ دو اور اپنی امام کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھو۔

تیسری حدیث جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں بطریق قبیصہ بن ھلب روایت کیا جیسا کہ یہ حدیث اعتراض میں مذکور ہے۔

اس کے متعلق عطاء اللہ فوجیانی صاحب ''التعلیقات السلفیه علی سنن نسائی'' کہتے ہیں یہ حدیث سینہ پر ہاتھ باندھنے کے باب میں اس حدیث سے اصح اور احسن ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں علقمہ بن وائل سے روایت کیا۔ اور حدیث علی رضی اللہ عنہ جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد نے تخریج کیا ہے۔

حافظ جمال الدین مزی۔ حافظ عسقلانی اور ذہبی قبیصہ بن ھلب اور ان کی روایت کردہ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

قبیصہ بن ھلب (ان کا نام) یزید بن عدی بن قنافہ طائی کوفی۔

یہ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے باپ ھلب (یزید بن عدی) سے روایت کرتے ہیں اور یہ صحابی ہیں۔ اور ان سے صرف سماک بن حرب نے روایت کیا۔

قال المدینی والنسائی مجھول۔ زاد علی لم یرد عنه غیر سماك۔ روی له ابوداؤد 'والترمذی وابن ماجه حدیثاً واحداً مقطعا (تہذیب الکمال ج 8 ص 325)

علی بن المدینی اور نسائی نے کہا: وہ مجہول ہیں۔ علی بن مدینی نے یہ اضافہ کیا ان سے سوائے سماک بن حرب کے کسی نے روایت نہیں کیا۔ اور ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے ان سے ایک منقطع حدیث روایت کی ہے۔

قال ابن المدینی مجھول لم یرد عنه غیر سماك۔ وقال النسائی مجھول۔ له عندھم حدیث منقطع فی الانحراف من الصلوٰۃ۔ (تہذیب التہذیب ج 8 ص 350)

علی بن مدینی نے کہا: وہ مجہول ہے اور اس سے سوائے سماک بن حرب کے کسی نے روایت نہیں کیا۔ نسائی نے کہا: وہ مجہول ہے۔ ائمہ محدثین ﷭ نے ان سے نماز سے فراغت کے بعد دائیں یا بائیں منہ پھیرنے کے متعلق ایک منقطع حدیث روایت کی ہے۔

اور وہ حدیث یہی ہے جس کو امام احمد ﷫ نے مسند میں روایت کیا فرق صرف یہ ہے۔ کہ ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ بالفاظ مختلفہ ان سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں یہ لفظ "ورایة قال یضع یدہ علی صدرہ" نہیں ہے۔ ان سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"روایة یضع احدعا یدیه علی الاخریٰ"

یعنی میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے۔

اس طرح حافظ ذہبی نے لکھا ہے اس کے بعد امام ذہبی فرماتے ہیں:

"قلت وذکرہ ابن حبان فی الثقات مع تصحیح حدیثه" میزان الاعتدال ج سوم ص 384.

میں کہتا ہوں ابن حبان نے 'کتاب الثقات' میں ان کی حدیث صحیح ہونے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اور ان کی حدیث صحیح ہونے کی وضاحت حافظ ابن عبدالبر سے سنئے:

(ھلب) الطائی والد قبیصة بن ھلب یقال اسمه یزید بن عدی ابن قناعة بن عدی بن شمس ابن عدی بن ابی الاخرم الطائی۔ روی ابنه قبیصة بن ھلب انه رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم واضعا یدہ الیمینی علی الیسر فی الصلوٰۃ قال رایة ینصرف عن یمینه وعن شماله فی الصلوٰۃ وھو حدیث صحیح۔ الاستیعاب علی الاصابہ ج سوم ص 614.

یعنی قبیصہ بن ھلب نے ھلب (یزید بن عدی) سے روایت کیا۔ ھلب نے کہا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے دیکھا۔ اور نماز میں (یعنی جب نماز سے فارغ ہوتے) دائیں اور بائیں جانب منہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ان سے وہ حدیث صحیح ہے جس میں "علی صدرہ" کا اضافہ نہیں۔ اور فقط یہ الفاظ "واضعا یدہ الیمین علی الیسری" متفق علیہ ہیں۔ جن میں کوئی اختلاف نہیں لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔ اور مسند احمد کی قبیصہ سے حدیث منقطع ہے۔

جس کی طرف علماء نقد سے اشارہ کیا ہے اور قبیصہ بن ھلب مجہول ہے۔ صد افسوس کہ فوجیانی نے ڈھٹائی سے کام لیا اہل علم کو حق سے اعراض کر کے نفسانی خواہش کی پیروی کرنا مناسب نہیں۔ اس حدیث کے متعلق جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے قبیصہ بن ھلب کے طریق سے روایت کیا ہے علماء فن کا کہنا ہے قبیصہ بن ھلب مجہول ہے۔ لہٰذا ایک حدیث جس کا راوی مجہول ہے۔ اس حدیث کو صحیح کہنا تحقیق اور علمی دیانت کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

اعتراض چہارم

یہی فوجیانی امرتسری کہتا ہے حنفیوں کی قوی ترین دلیل وہ حدیث ہے جس کو قاسم بن قطلو بغا نے ذکر کیا اور ہمارے عصر کے احناف نے ان کی اس ضمن میں پیروی کی۔ ابوبکر بن شیبہ نے "مصنف" میں وائل بن حجر سے روایت کیا۔

"رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرہ"

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں زیر ناف اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے دیکھا ہے۔

یہ حدیث اس سے قبل مذکور ہو چکی ہے۔

فوجیانی امرتسری یہ حدیث نقل کرنے کے بعد کہتا ہے شیخ قاسم قطلو بغا کہتے ہیں اس حدیث کی سند جید ہے۔

فوجیانی اس حدیث کا جواب اس طرح دیتا ہے کہ علامہ محمد حیات سندھی متوفی 1163ھ شاگرد ابوالحسن سندھی۔ ان کے ایک رسالہ "فتح الغفور فی تحقیق وضع الیدین علی الصدور" کی شرح کرتے ہوئے اس حدیث کا جواب لکھتے ہیں کہ زیر ناف ہاتھ باندھنے میں نظر ہے۔ اس نے ثابت کر کے دکھایا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے اکثر نسخہ میں یہ حدیث نہیں ہے اور اس کی تائید یہ ہے کہ احناف وشوافع میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو اس زیادت کے ساتھ (یعنی تحت السرۃ) اثباتاً اور نہ رداً مصنف ابن شیبہ سے ذکر نہیں کیا۔ (سنن نسائی ج اول ص 105)

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی نے اس کا جو جواب نقل کیا ہے وہ بعینہٖ نظر قارئین کرتا ہوں۔

اس حدیث پر دو اعتراض کیے جاتے ہیں ایک یہ کہ یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں نہیں۔ علامہ حیات سندھی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ میں نے مصنف کا نسخہ دیکھا ہے اس میں یہ حدیث ہے لیکن "تحت السرۃ" کا لفظ نہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں علقمہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے حالانکہ اس کو اپنے باپ (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے سماع نہیں۔

اقول۔ یہ راقم الحروف کہتا ہے۔ اس اعتراض کا جواب اس حدیث کے ماتحت گذر چکا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علقمہ کا اپنے باپ کے سماع درست ہے اور ان کے بھائی عبدالجبار کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں: پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ۔
معترض نے صرف علامہ حیات سندھی کی شہادت وہ بھی عدم وجدان کی پیش کی ہے۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے علامہ حیات کو یہ لفظ نہ ملا ہو۔ یا جس نسخہ میں انہوں نے دیکھا وہاں سہوا کاتب سے رہ گیا ہو ہم اس لفظ کے موجود ہونے پر دو شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی اثباتی پر کہ اثبات نافی پر مقدم ہوتا ہے۔
حافظ قاسم بن قطلو بغا تخریج احادیث الاختیا شرح المختار میں اس حدیث کو بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ لکھ کر فرماتے ہیں:

هذا سند جيد. وقال العلامة محمد ابو الطيب المدني في شرح الترمذي هذا حديث قوى من حيث السند وقال الشيخ عابد السندي في الطوالع الانوار رجاله ثقات.آثار السنن ص 70

یہ سند جید ہے۔ علامہ مدنی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث من حیث السند قوی ہے۔ شیخ عابد سندھی طوالع الانوار میں فرماتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔
دیکھئے حافظ قاسم بن قطلو بغا جو کہ علامہ ابن ہمام کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ جو فن حدیث وفقہ میں معتبر تھے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے لکھ کر اس کی سند کو جید فرماتے ہیں: عابد سندھی کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں پھر بھی معترفین کو انکار ہے۔
اور سنئے علامہ قاسم سندھی اپنے رسالہ فوز الکرام میں فرماتے ہیں:

ان القول يكون هذا الزيادة غلطا مع جزم الشيخ قاسم بفروها الى المصنف وشاهدتى أياها فى نسخة ووجودها فى خزانة الشيخ عبدالقادر المفتى فى الحديث والاثر لا يليق بالانصاف قال ورأيته بعينى فى نسخة صحيحة عليها الامارات وقال فهذا الزيادة فى اكثر نسخه صحيحة.

(آثار السنن ص 71)

یہ کہنا کہ زیادت ''تحت السرۃ'' غلط مع انصاف نہیں۔ باوجود اس کے کہ شیخ قاسم نے بالیقین اس کو مصنف ابن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔' اور میں نے بھی اس زیادتی کو ایک نسخہ میں دیکھا اور شیخ عبدالقادر مفتی حدیث واثر کے خزانہ میں جو مصنف کا نسخہ ہے اس میں بھی یہ زیادت موجود ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک صحیح نسخہ میں جس میں علامات مصحہ تھیں اس زیادت کو دیکھا ہے۔ یہ زیادت یعنی لفظ ''تحت السرۃ'' اس حدیث میں مصنف کے اکثر نسخوں میں صحیح ہے۔
علامہ ظہیر احسن نیموی اپنے رسالہ ''درۃ الغرہ'' میں لکھتے ہیں۔ کہ مدینہ منورہ کے قبہ محمود یہ میں جو کتب خانہ ہے اس میں مصنف کا نسخہ اس میں بھی (تحت السرۃ) اسی حدیث میں موجود ہے۔ اب انصاف فرمائے کہ علامہ قاسم بن قطلو بغا نے مصنف میں حدیث کو بلفظ (تحت السرۃ) دیکھا ہے۔ پھر علامہ قاسم سندھی نے اپنے دیکھنے کی شہادت دی اور مصنف کا پتہ بھی دیا۔ پھر علامہ ظہیر احسن نیموی نے بھی دیکھا۔ اور قبہ محمود یہ میں پتہ بھی دیا۔ ان کی چشم دید شہادت کے بعد بھی اگر کوئی بھی کہتا ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس حدیث میں یہ لفظ نہیں تو اس ہٹ دھرمی کی کیا علاج ہے۔ علامہ حیات کا یہ کہنا کہ شاید

کاتب کی نظر چوک گئی ہو اور اس نے ابراہیم نخعی کے اثر کا یہ لفظ حدیث مرفوع میں لکھ دیا ہو ہم کہتے ہیں کہ یہ ہوسکتا ہے اگر صرف ایک نسخہ ہی میں یہ لفظ ہوتا۔ جب اس لفظ کا اس حدیث میں مصنف کے اکثر نسخوں میں پایا جانا ثابت ہے تو یہ احتمال صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ سب کاتبوں کا اسی حدیث میں آ کر چوک جانا۔ مانا نہیں جاسکتا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جس نسخہ کو علامہ حیاتی نے دیکھا ہو اس میں کاتب کا سہو سے یہ لفظ رہ گیا ہو۔ انتھی کلام محدث کوٹلوی۔

راقم الحروف عفی اللہ عنہ عرض کرتا ہے۔ میرے پاس 15 مجلد میں جو نسخہ مصنف کا موجود ہے اس میں اس حدیث میں لفظ ''تحت السرۃ'' موجود ہے۔

اور یہ نسخہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی کا مطبوعہ ہے۔ 1406-1987 کلمۃ الناشر کے ماتحت یہ منقول ہے۔

وطبعتنا هذه تمتاز علی الطبعات کلها بوجوه (ہمارا اس مصنف کو طبع کرنا تمام طبعات سے بوجوہ ممتاز ہے)

الاول

استعنا لتصحیح هذاالکتاب بجماعة من العلماء الاجلاء۔

ممتاز ہے۔ اول یہ کہ ہوتے اس کتاب کی تصحیح کے لیے اجلاء علماء کی ایک جماعت سے مدد لی ہے۔

معلوم ہوا مصنف کا یہ نسخہ صحیح ہے۔

پھر حافظ قاسم بن قطلوبغا کا مصنف ابن شیبہ سے یہ حدیث نقل کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ لفظ ''تحت السرۃ'' زائد نہیں بلکہ اصل مرفوع حدیث کا حصہ ہے اور ساتھ ہی محمد حیات سندھی کے اس قول کا بھی ابطال ہو جاتا ہے کہ کسی شافعی یا حنفی نے مصنف ابن شیبہ کی حدیث کو اس زیادت سے نقل نہیں کیا۔

علامہ حیات سندھی کو احناف کے ساتھ حسد و تعصب نے اس قدر اندھا کر دیا کہ وہ بھی بھول گئے کہ شیخ قاسم بن قطلوبغا ان سے تقریباً تین صدیاں پہلے ہوئے ہیں محمد حیات سندھی کے عقل و فہم پر تعجب کہ تقریباً تین صدیاں قبل مصنف ابن ابی شیبہ کے نسخہ میں اس حدیث میں یہ لفظ ''تحت السرۃ'' موجود تھے۔ اور تین صدی بعد مصنف ابن ابی شیبہ کی اس حدیث میں یہ لفظ غائب ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے اس میں تحریف کی گئی تھی۔ جیسے کہ مصنف عبدالرزاق میں تحریف کر کے حدیث جابر کو نکال دیا تھا۔ اسی طرح مصنف ابن شیبہ میں تحریف کرتے ہوئے انہوں نے اس حدیث لفظ ''تحت السرۃ'' کو نکال دیا اور پھر اعلان کر دیا کہ مصنف کے نسخہ میں اس حدیث میں یہ زیادت ہے حیرت اس بات پر ہے تین سو سال قبل یہ لفظ مصنف کے نسخہ میں اس حدیث میں موجود تھے وہ غائب کیسے ہو گئے۔ یہ بات ایک لمحہ فکر یہ ہے۔ مزید تعجب کا مقام یہ ہے کہ اس پر بطور دلیل یہ بات بھی کہہ ڈال کہ حنفیوں اور شافعیوں میں سے کسی نے اُس کو نقل نہیں کیا۔ حالانکہ ان کی کتابوں میں یہ حدیث ملتی ہے۔ جیسا کہ محدث کوٹلوی کے جواب سے مصرح ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مصنف ابن شیبہ کی روایت کردہ حدیث کی سند صحیح ہے۔ اگر سند حدیث میں کوئی علت

ہوتی تو علامہ حیات سندھی ضرور اس پر کلام کرتے۔ ان کا سکوت کرنا اس بات کی دلیل ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ائمہ احناف وشوافع کا اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل نہ کرنا حدیث کی نفی کی دلیل نہیں۔ ہوسکتا ہے ان کو کتاب دستیاب نہ ہوئی ہو۔ کسی ذی عقل و باشعور پر یہ بات مخفی نہیں کہ کسی چیز کی عدم اطلاع اس چیز کے عدم وجود پر دلیل نہیں اور نہ ہی اس کو مستلزم ہے۔ لہٰذا اگر علمائے احناف اور شوافع نے بوجہ عدم اطلاع اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔ تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث اس طرح ہے ہی نہیں۔ عقلمند را اشارہ است

اس باب میں احادیث میں سے احسن حدیث وہ ہے جس کو ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی نے جامع المسانید میں نقل فرمایا۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن ابی حنیفه عن حماد عن ابراهیم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعتمد باحدی یدیه علی الا خری فی الصلٰوة. یتواضع لله. اخرجه الامام محمد بن الحسن الشیبانی فی الاثار فرواه عن ابی حنیفة قال محمد یضع بطن الکف الیمینی علی رسخة الیسری تحت السرة الرسخ وسط الکف جامع المسانید جلد اوّل ص 322.

ابوحنیفہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ یہ صرف اللہ عزوجل کے حضور عجز وانکساری کے لیے۔ اس حدیث کو محمد بن حسن شیبانی نے آثار میں تخریج کیا۔ اور اس کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں: کہ نماز میں زیر ناف ہاتھ یوں باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائیوں پر ہو اور کلائی کی گھٹیاں ہتھیلی کے وسط میں ہوں۔

ان احادیث آثار اور فتاویٰ تابعین وتبع تابعین سے ثابت ہوا کہ نماز میں زیر ناف ہی ہاتھ باندھنا مسنون طریقہ ہے۔

اگر یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے کہ صحیح احادیث وآثار سے زیر ناف ہاتھ باندھنا ثابت نہیں تو احادیث صحیح سے یہ تو ثابت ہے۔ کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ رکھا جائے۔ جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ ''وضع الیمین علی الیسری'' تو پھر نماز میں محل وضع کو عادت معہود پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔

ابن ہمام فرماتے ہیں:

''وضع الیمین علی الیسرٰی'' صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں مروی ہے۔ جو امام مالک پر حجت کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ امام مالک ارسال (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا) کے قائل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ''فصل لربك وانحر'' میں نحر سے مراد قربانی کا جانور ذبح کرنا ہے۔ اور سینہ پر ہاتھ باندھنا حقیقتاً نحر پر ہاتھ رکھنا نہیں ہے۔ کیونکہ نحر سے مراد مقام ذبح اور محل ذبح ہے۔ یعنی گردن۔ دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا تو ثابت ہے لیکن زیر ناف اور سینہ پر ہاتھ باندھنا (جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں جو واجب العمل ہو۔ تو پھر تعظیم کے ارادہ سے جیسے ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ اسی حال پر نماز میں ہاتھ باندھنے کو محمول کر لیا جائے جیسا کہ معروف ومشہور ہے۔ اور بظاہر دیکھنے میں قیام تعظیمی کی حالت میں

زیر ناف ہی ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔ (فتح القدیر ج اول ص 249)

ابن نجیم بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں:

ہمارے مشائخ نے زیر ناف ہاتھ باندھنا اس حدیث سے لیا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

"ثلاث من سنن المرسلین"

اس حدیث کو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے مرفوعا روایت کیا۔ اس حدیث کو زاہدی نے "مجتبیٰ" میں نقل فرمایا اور کہا اس کو ابن شاھین نے روایت کیا ہے۔ ان میں ایک "وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ" ذکر کیا۔ لیکن مخرجین احادیث نے "تحت السرۃ" کے متعلق مرفوع وموقوف کو نہ پہچانا ممکن ہے۔ اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا ہو "وضع الیمین علی الشمال" تو سنت سے ثابت ہے اور محل وضع (ہاتھ باندھنے کی جگہ) کا تعین حدیث سے ثابت نہیں مگر وائل بن حجر کی حدیث جو ابن خزیمہ سے ابتداء میں نقل کی گئی ہے۔ اس حدیث سے واقعہ حال تو ثابت ہے یعنی نبی اکرم ﷺ کو سینہ پر ہاتھ باندھے دیکھا گیا لیکن اس سے عموم ثابت نہیں ہوتا اور واقع حال میں بیان جواز کا احتمال بھی ہوسکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کو معہود پر محمول کیا جائے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔ (بحر الرائق ج اول ص 303)

علامہ عبدالحق محدث دہلوی "اشعة اللمعات شرح مشکوۃ" میں فرماتے ہیں زیر ناف یا سینہ پر ہاتھ باندھنا کسی خاص حدیث سے بالیقین ثابت نہیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مشاہد میں معہود معتاد اس کو اختیار فرمایا یعنی لوگ عموما تعظیم کے وقت زیر ناف ہاتھ باندھتے ہیں۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ وہی اختیار فرمایا۔ اشعۃ اللمعات ج اول ص 384۔

"صاحب مجمع الانصر ثم یعتمد بیمینه علی رسغ یساره تحت سرة فی کل قیام فیه ذکر".

کے ماتحت فرماتے ہیں:

اس لیے کہ ہاتھ باندھنا خضوع کے لیے مشروع ہے اور یہی حالت ذکر میں مطلوب ہے۔ شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں ہروہ قیام جس میں مسنون ذکر نہیں۔ اس میں سنت ارسال (ہاتھ چھوڑ دینا) ہے اور ہروہ طریقہ جس میں ذکر مسنون ہے اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

شمس الائمہ سرخی اور الصدر الکبیر برہان الائمہ اور صدر شہید نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ اور قیام سے مراد مطلق قیام ہے۔

(مجمع الانھر ج اول ص 93)

علامہ جلال الدین خوارزمی کرمانی "الکفایه علی الهدایه" میں فرماتے ہیں محل وضع (یعنی ہاتھ کہاں باندھے) یہ تیسرا مسئلہ ہے ہمارے نزدیک زیر ناف ہاتھ باندھنا افضل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینہ پر ہاتھ باندھنا۔ اللہ عزوجل کے فرمان "وانحر" میں نحر سے مراد بعض کے نزدیک دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ سینہ پر باندھنا ہے۔ اس لیے کہ سینہ محل نور ہے اور سینہ پر ہاتھ باندھنا محل نور کی حفاظت ہے بند سینہ پر ہاتھ باندھنا بہتر ہے۔

ہماری دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہے۔

''ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة''۔

اور لفظ سنت جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے مراد سنت نبوی ﷺ ہوتا ہے۔ پھر زیر ناف ہاتھ باندھنا اہل کتاب کے مشابہت سے ابعد اور ستر عورت کے اقرب ہے۔ پس اس اعتبار سے زیر ناف ہاتھ باندھنا اولی وافضل ہے۔ اور ''وانحر'' مراد عید کی نماز کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرنا ہے۔ اگر نحر سے سینہ مراد ہوتا تو معنی یہ ہوتے کہ ''سینے کے قریب ہاتھ باندھو'' اور سینہ کے قریب ہاتھ باندھنا زیر ناف ہاتھ باندھنا ہے۔ (اور شوافع کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ نوری کے حوالہ سے منقول ہوا)

(الکفایہ علی الہدایہ مع الفتح القدیر ج اول ص 250)

لفظ نحر کی تشریح

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

عامۃ المفسرین کا قول ہے کہ نحر سے مراد اونٹ کی قربانی ہے پھر اس لفظ نحر کا استعمال ''نحر البدن'' پر جملہ وجوہ مذکورہ سے زیادہ مشہود ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس پر محمول کرنا واجب ہے۔

پھر نحر سے مراد سینہ پر ہاتھ باندھنا غیر معقول ہے کیونکہ نحر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ لہٰذا ایک قول کی تقلید کرنا اور عمل کے لیے واجب سمجھنا خلاف معنی ہے۔ صحیح قول وہی ہے۔ جس کو امام رازی نے بیان فرمایا اور جمہور کا اس پر اجماع ہے۔ اور وجوب اضحیہ یہ ایک قوی دلیل ہے۔ (تفسیر کبیر ج 34 ص 129-130)

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی امام فخر الدین رازی کے قول کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے فرمان: ''فصل لربك وانحر'' کے متعلق عکرمہ۔ عطا بن ابی رباح اور قتادہ بن دعامہ کا قول یہ کہ اس آیت مبارکہ میں نماز سے مراد نماز عید اور نحر سے مراد قربانی کرنا ہے۔ اس معنی پر عید کی نماز کا وجوب اور اضحیہ کا ثبوت ملتا ہے لہٰذا نحر سے مراد ''نحر الاضحیۃ'' ہے یعنی جانوروں کی قربانی یہ اولی اور ارجح ہے۔ (تفسیر مظہری ج 10 ص 303)

ابن حیان نحوی فرماتے ہیں:

نحر سے مراد جانور کا ذبح کرنا ہے۔ جو قربانی کے لیے حرم میں بھیجا جائے اس کو ''ھدی'' یا نقصان کے جرمانہ میں ذبح کیا جائے اسے ''نسک'' کہتے ہیں۔ یا ایام عید میں جانور کو ذبح کیا جائے اسے ''ضحایا'' کہتے ہیں۔ جمہور یہی قول ہے۔

تفسیر البحر المحیط ج 8 ص 520۔

علماء مفسرین کرام کی تصریح سے ثابت ہوا کہ لفظ نحر کا معنی ذبح کرنا ہے قربانی کرنا ہے اس پر جمہور کا اجماع ہے۔ اور اجماع امت کی اتباع واجب ہے۔ لہٰذا اجماع کے خلاف صرف ایک قول قابل استدلال نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

وما علینا الا البلاغ۔

آٹھویں قسم

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ علماء کی نظر میں

دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں تعصب وتنگ نظری کو بنظر تحسین نہیں دیکھا جاتا۔ جبکہ وسیع النظر اور روشن دماغ انسان کو ہر جگہ قدر ومنزلت اور عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وسیع النظری اسلامی صفات سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن حکیم اس کا شاہد ہے۔

حافظ ابوبکر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تاریخ بغداد لکھی ہے۔ وہ ایک جامع اور علماء کے نزدیک متداول ہونے کے علاوہ علماء کرام کے نزدیک وجہ اختلاف بھی وہی ہے۔ کیونکہ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب کی جلد نمبر 13 میں ترجمہ نعمان بن ثابت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں مناقب کے بعد جو مثالب نقل کیے ہیں وہ خطیب بغدادی کی تنگ نظری اور تعصب پر دلالت کرتے ہیں۔

جس کو علماء کرام نے بنظر تحسین نہیں دیکھا۔ اور اس کے رد میں کتب لکھیں اس وجہ سے حضرات علماء کرام کے خطیب بغدادی کے متعلق نظریات واقوال مختلف ہیں۔ جو میں نظر قارئین کرام کر رہا ہوں۔

(1) علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الخیرات الحسان'' فصل نمبر 39 میں لکھا ہے۔

اعلم انه لم يقصد بذلك الا جمع ما قيل في الرجل على عادة المو رخين ولم يقصد بذلك انتقاصه. الخ (الخيرات الحسان ص 162)

یعنی مؤرخین کی عادت کی بناء پر کسی شخص کے حق میں جو کہا گیا وہ جمع کرنا ہی خطیب بغدادی کا مقصد ہے۔ اس سے خطیب بغدادی کا مقصد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرنا نہیں اور نہ ہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قدر ومنزلت کو گھٹانا یا گرانا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے مادحین کے کلام کو پہلے بیان کیا اور آپ کی بہت زیادہ مدحت سرائی کی۔ پھر اس کے بعد مؤرخین کا کلام نقل کیا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ جملہ اکابرین وہ ہیں جو حساد اور جاہلین سے محفوظ نہیں رہے۔

اور اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے۔ کہ خطیب بغدادی جن اسانید کے ساتھ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قدح کا ذکر کیا ہے۔ ان کا غالب متکلم فیہ اور مجہول ہیں۔ اور اس طرح کسی مسلمان کی عزت وآبرو میں رخنہ ڈالنا اور خلل اندازی کرنا اجماعاً جائز نہیں۔ پھر ایسے امام جو کہ آئمۃ المسلمین ہیں۔ علماء کرام کے اس قول کے مطابق خطیب بغدادی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جو مثالب ومعایب ونقائص ذکر کیے ہیں یہ مورخین کی عادت کے مطابق ہیں۔ خطیب بغدادی کا فی نفسہ ان سے امام

صاحب رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرنا یا آپ کی قدر و منزلت گھٹانا یا کرانا مقصود و مراد نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔
خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ مناقب وہ ہیں جو عقل کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ جو بھی ان مناقب پر مطلع ہوا وہ یہی گمان کرے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد فضل وفضیلت میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کوئی اور نہیں ہے۔
اور خطیب بغدادی نے اپنی اسانید کے ساتھ ائمہ کبار اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اخیار اور تلامیذ ابرار سے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ''مثلاً'' امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں۔ آپ سب لوگوں سے افقہ تھے۔ اور آپ سب لوگوں سے اعبد۔ اورع۔ اعقل دنیا میں ازہد اور آخرت کے احرص تھے۔ آپ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا علم پہنچا۔ آپ خیر میں آیت تھے۔ اور آپ کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ثنا کی۔ امام اوزاعی نے اس طرح تعریف کی۔ امام ثوری نے اس طرح مدحت سرائی کی۔ ابن عیینہ نے یوں ان کے حضور خراج عقیدت پیش کیا۔ ابن مبارک نے اس طرح م عقیدت پیش کیا ابن جریج نے یوں آپ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کیے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح آپ کی توصیف فرمائی اور مسعر بن کدام نے آپ کی یہ تعریف کی۔ اور مسعر بن کدام وہ ہیں جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور نہایت ہی اعتقاد رکھتے تھے اور انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسجد میں سجدہ کی حالت میں اپنی جان۔ جان آفرین کے حضور پیش کی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور دنیا پیش کی گئی لیکن اس میں وارد نہیں ہوئے۔ آپ کا کوڑوں اور اموال کے ساتھ تجربہ کیا گیا تو آپ نے اموال کو رد فرمایا اور کوڑوں کو اختیار فرمایا اور یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے حافظ تھے جن میں مسائل فقہ تھے اور یہ کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کریں کیونکہ آپ نے ہمارے لیے سنن وفقہ کو محفوظ فرمایا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ پر وہی عیب لگاتا ہے جو ناقص العقل ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آدمی دو طرح کے ہیں ایک جاہل جو آپ کو جانتا نہیں۔ اور دوسرا حاسد۔ الی غیر ذٰلک۔
یہ سب کچھ مذکور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خطیب بغدادی فی نفسہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے تعصب نہیں رکھتے تھے۔ اور جو کچھ انہوں نے اپنی اسانید مجہول جن میں بوجوہ اعتدال واختلال ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مثالب ذکر کیے وہ سب مورخین کی عادت کی بناء پر ہیں۔
میں (راقم الحروف) کہتا ہوں مورخین کی عادت رطب ویابس کا جمع کرنا ہوتا ہے۔ مؤرخ فی جملہ واقعات وحوادثات کا ناقل ہوتا ہے جو پیش آتے ہیں۔
آپ دیکھیں حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا وہ آپ کے سامنے ہے۔ موصوف نے جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب ذکر کیے وہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کے نقائص بھی ذکر کیے۔
لیکن شومیٔ قسمت کہ بعض علماء کرام حافظ ابن کثیر کی مرویات کے دام تزویر کا شکار ہوگئے اور انہوں نے ''البدایہ والنہایہ'' کے حوالہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن وتشنیع دراز کی اور کچھ علماء تو اس حد تک پہنچ گئے کہ انہوں نے حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کو "العیاذ باللہ" کافر کہنا شروع کر دیا۔ اللہ عزوجل انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

ایک اور چیز ضرور ذہن نشین رکھیں کہ "البدایہ والنہایہ" کی اکثر روایات ابومخنف (لوط بن یحییٰ) کی طرف منسوب ہیں۔ اور ابومخنف شیعہ تھا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "میزان الاعتدال" میں اس کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

لوط بن یحییٰ ابومخنف. اخباری تالف. لایوثق به ترکه ابوحاتم وغیره. وقال الدارقطنی "ضعیف" وقال ابن معین لیس بثقة. وقال مرة لیس بشئی. وقال ابن عدی شیعی.

میزان الاعتدال ج سوم ص 419-420

یعنی لوط بن یحییٰ ابومخنف اخباری ہے موثوق نہیں اس کو ابوحاتم وغیرہ نے ترک کر دیا تھا۔ دارقطنیؒ نے کہا: وہ ضعیف ہے۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ نہیں اور ایک بار کہا وہ کچھ بھی نہیں۔ ابن عدی نے کہا: وہ شیعہ تھا۔ چنانچہ علماء کرام کو زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صحیح احادیث کو ترک کر کے فقط تاریخی اور اخباری روایات اور وہ بھی جو ایک شیعہ اور ضعیف سے مروی ہیں عمل کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کریں اور اپنے آپ کو ایسی جسارت سے محفوظ نہ فرمائیں۔

(2) کچھ حضرات علماء کرام کا نظریہ یہ ہے۔ کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس سے بری ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ مثالب و معایب خفیہ سازش کے ماتحت اس کتاب میں درج کیے گئے ہیں۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "تاریخ بغدادی" میں ترجمہ نعمان بن ثابت کے ماتحت جلد نمبر 13 صفحہ 323 سے لے کر 368 تک امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مناقب جلیلہ اور محاسن جمیلہ بیان کیے ہیں۔ اور ص 369 سے لے کر 423 تک امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مثالب ذکر کیے ہیں۔ خطیب بغدادی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مناقب جلیلہ ذکر کرنے کے بعد مثالب کو اس طرح شروع کرتے ہیں۔

"والمحفوظ عند نقلة الحدیث عن الائمة المتقدمین وهو لاء المذکورین منهم فی ابی حنیفة خلاف ذلك."

یعنی ائمہ متقدمین سے جو ناقل حدیث ہیں ان کے نزدیک اور ائمہ کبار میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق مناقب جلیلہ مذکور ہیں ان کے نزدیک بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کے خلاف بھی مذکور ہے۔

ان مثالب و معایب کے متعلق حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی نے احمد بن حسن المعروف بابن خیروف کے حق میں کچھ کلام کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں ابن خیرون خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت ان کا وصی تھا۔ اور خطیب بغدادی نے وفات کے وقت اپنی جملہ کتب ان کے حوالہ کر دی تھیں۔ اور یہ جملہ کتب اس وصی ابن خیرون کے گھر میں جل گئی تھیں ان میں سے ایک نسخہ خطیب بغدادی کا "تاریخ بغداد" بھی تھا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے تاریخ بغداد کو ابن خیرون کے نسخہ سے روایت کیا نہ کہ اس تاریخ

بغداد سے جو خطیب بغدادی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی۔

علماء کرام یہ کہتے ہیں یہ جو مثالب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ آپ اس کتاب میں دیکھ رہے ہیں یہ ابن خیرون کی زیادات سے ہیں اس لیے علامہ ابوالفضل مقدسی نے ابن خیرون کو ہی برا بھلا کہا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ خطیب بغدادی کی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں جو مثالب ونقائص مذکور ہیں وہ ابن خیرون کا اضافہ ہے۔ خطیب بغدادی کی اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں نہیں ہیں۔

لیکن امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو پسند نہیں فرمایا۔ انہوں نے اپنی کتاب ''میزان الاعتدال'' میں ابن جوزی سے نقل فرمایا۔ ابن جوزی نے کہا۔

قال ابن الجوزی. قد کنت اسمع من مشأیخنا ان الخطیب امر ابن خیرون ان یلحق وریقات فی کتابه ما احبه الخطیب ان تظهر عنه میزان الاعتدال ج اول 92

ابن جوزی نے کہا: میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ خطیب بغدادی نے ابن خیرون کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں چند اوراق لاحق کرے۔ اور خطیب بغدادی (اپنی زندگی میں) اس کے متعلق اظہار کرنا ناپسند سمجھتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا اور معلوم ہو گیا اس کتاب میں یہ زیادت ہے جس میں شک نہیں۔

علامہ شیخ محمد زاہد کوثری نے اپنی کتاب ''تانیب الخطیب'' ص 31 میں جو یہ حوالہ پیش کیا ہے۔ علامہ موصوف نے اس کے بعد جو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قول نقل فرمایا ہے۔ اس کو بیان نہیں کیا۔

امام ذہبی ابن جوزی کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قلت کتابة لذلك کا الحاشیة وخطه معروف لا یلتبس بخط الخطیب ابد ا. ومازال الفضلاء یفعلو ن ذلك.(حواله مذکور)

میں کہتا ہوں۔ اس کی کتابت مثل حاشیہ تھی اور اس کا خط معروف تھا جو خطیب بغدادی کے خط سے بالکل التباس نہیں رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ فضلاء یہ کرتے رہے ہیں۔

لیکن یہاں ایک روایت اور بھی ہے کہ یہ خطیب بغدادی کی وصیت سے ہوا تھا۔ چنانچہ یہ زیادت مولف ''خطیب بغدادی'' کے اپنے دوش پر ہے۔ یا وہ زائد ہے۔ اور یہ زیادت ابن خیرون کے اپنی طرف سے ہے تو ابن خیرون اس مرتبہ سے ابوالفضل مقدسی کی رائے کے مطابق ساقط ہوں جائے گا کہ اس کی روایت مقبول ہو۔

تو علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو ''تاریخ بغداد'' میں مثالب ومعایب مذکور ہیں۔ وہ یا تو خطیب بغدادی کی وصیت کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ جن کا بار گناہ بر دوش خطیب بغدادی ہے۔ یا ابن خیرون نے از خود اس میں اضافہ کیا ہے۔ اور خطیب بغدادی اس سے مبرا و پاک ہیں۔

چنانچہ ان علماء اکرام کا یہ نظریہ ظاہر کے خلاف ہے اور اس کے لیے امام ذہبی۔ ابن جوزی اور ابوالفضل کا مقدسی کا کلام

ہی کافی ووافی ہے۔

(3) بعض علماء کرام کا یہ نظریہ ہے۔ کہ یہ خطیب بغدادی کی طرف سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظلم وزیادتی اور تعصب ہے۔ اس نظریہ کے حامل علماء کرام میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے باجود علم ہونے کے کہ خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مثالب ومعایب جان بوجھ کر تعصب ذکر کیے ہیں۔ خطیب بغدادی پر سخت تنقید نہیں کی اور نہایت ہی اچھے اور احسن طریقہ سے اس کا رد کیا ان علماء کرام میں سے علامہ ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے خطیب بغدادی کا رد نہایت ہی اچھا اور محققانہ تحریر فرمایا۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

والجواب الثانی

ان شهادة الذی لیس بعدل ورواية غیرمقبولة والمحد ثون طعنوا فی الخطیب وذکروا فیه حضالا مو جبه عدم قبول رواية. ولولا موانع ثلاث لذکرناها. (جامع المسانید ج اول ص 40)

اس شخص کی شہادت جو عادل نہیں اور اس کی روایت غیر مقبولہ ہو اور محدثین کرام نے خطیب بغدادی کے حق میں طعنہ زنی کی ہے اور خطیب بغدادی میں ایسی عادات کا ذکر کیا ہے جو اس کی روایت کے عدم قبول کو واجب کرتی ہیں۔ اگر تین موانع نہ ہوتے تو ہم ضرور ان عادات کا ذکر کرتے۔

مانع اوّل

ہمارے امام جس کے ہم مقلد ہیں وہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے دشمنوں کا برائی کے ساتھ ذکر کیا ہو یا اموات میں سے کسی کو سب وشتم کیا ہو۔ بلکہ آپ کا مذہب مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن ہے۔ حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دشمنوں کی عدالت بیان کی ہاں اگر کوئی دلیل پائی جائے اور آپ کا مذہب ہے کہ گناہ بھی دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کی کتب میں ائمہ کرام رحمہم اللہ کی خیر ہی مذکور ہے۔

ہمارے اصحاب کہتے ہیں۔ ہم پر ان کی راہ پر چلنا واجب ہے اور ان کے راہ کی اقتداء بھی واجب ہے۔

مانع دوم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر فرمان کہ اپنے مردوں کو اچھائی سے یاد کرو۔ اور خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ اگر چہ انہوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارے امام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شنعت کو پسند کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"لا یحب الله الجهر با السوء من القول الامن ظلم"

لیکن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء واجب ہے جبکہ آپ نے ایک شخص کو نماز عید سے قبل نفل پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کو منع نہیں فرمایا۔

آپ سے کہا گیا آپ کو معلوم ہے کہ قبل از نماز عید نوافل منہی عنہا ہیں۔ تو آپ نے اس کو منع کیوں نہیں فرمایا۔ حضرت

علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے اس بات کا خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں میں اللہ عزوجل کے اس فرمان ''ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلّٰی '' کے ماتحت داخل نہ ہو جاؤں۔

مانع سوم

یہ کہ خطیب بغدادی کو سب وشتم اوران کے متعلق جو کہا گیا ہے یہ اس چیز کے ساتھ مشغول ہوتا ہے جو ہماری مراد ومقصود نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ'' اور جو شخص خطیب بغدادی کے باطن کو پہچاننا چاہے تو وہ ''کتاب التاریخ الکبیر لدمشق'' جس کو حافظ ابوالقاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ شافعی نے جمع کیا۔ اس میں ترجمہ خطیب بغدادی کا مطالعہ فرمائے۔ اور حافظ یوسف بن سبط ابن جوزی کی کتاب ''کتاب الانتصار لامام ائمہ الامصار'' کا مطالعہ کرے وہ خطیب بغدادی کی سیرت اور باطن کو دیکھ لے گا۔ جو خطیب بغدادی سے عجب کی متقاضی ہیں کہ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کیسے کلام کیا۔

آپ نے ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ملاحظہ فرمایا کہ انہوں نے خطیب بغدادی کا برائی سے ذکر نہیں کیا اوران کا اس طرح ذکر نہ کرنے کے تین موانع بھی بیان فرمائے اوراس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اشارہ فرمایا کہ جو شخص خطیب بغدادی کے باطن پر مطلع ہونا چاہے تو اسے مذکور کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اس کے بعد ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے خطیب بغدادی کا نہایت محققانہ جواب تحریر فرمایا جو پڑھنے کے قابل ہے۔

ابوالموید خوارزمی نے فرمایا: ''الجواب الخامس من حیث التفصیل عماذکرہ الخطیب''

یہ جواب جامع المسانید ج اول میں ص 41 سے 68 تک ہے۔

اس جواب کو تفصیلا پڑھ کر اپنا ایمان روشن کریں اور دیکھیں کہ ہمارے علماء نے کس قدر دامن احتیاط کو مضبوطی سے پکڑا ہے اور برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ دلائل قاطعہ سے دیا ہے۔

(4) بعض علماء کرام کا نظریہ ہے کہ خطیب بغدادی نے علی الاعلان حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو امثال روایت کیے ان کا جواب خطیب بغدادی کی زبان سے دینا چاہیے۔ تاکہ لوگوں کو باور کرایا جاسکے جس کی اپنی عادات یہ ہیں ان کی مرویات کیسے قبول کی جاسکتی ہیں۔

ان علماء کرام میں سے الامام حافظ محب الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن بن ھبۃ اللہ بن محاسن المعروف بابن نجار بغدادی متوفی 643ھ ہیں۔

انہوں نے ایک کتاب ''کتاب الرد علی ابی بکر الخطیب البغدادی'' تالیف فرمائی جو ذیول تاریخ بغداد کے ساتھ ہے۔

ابن نجار نے اس کتاب میں سب سے پہلے مرویات خطیب بغدادی کا نہایت مفصل جواب لکھا اور جن رواۃ سے خطیب

بغدادی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مثالب روایت کیے ان رواۃ کے حالات بیان فرمائے۔ یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے جس میں ابن نجار نے خطیب بغدادی کی مرویات کا نہایت احسن طریقہ سے محاسبہ فرمایا۔ اور خطیب بغدادی کے ہر قول کا نہایت ہی محققانہ جواب دیا۔ اور جن رواۃ سے خطیب بغدادی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مثالب ذکر کیے ان رواۃ کا خطیب بغدادی کی کتاب ''تاریخ بغداد'' کے حوالہ سے ثابت کیا کہ یہ اس کے نزدیک مجہول اور ضعیف ہیں۔ جو رواۃ خود خطیب بغدادی کے نزدیک مجہول وضعیف ہیں ان سے مثالب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرنا خطیب بغدادی کے تعصب وحسد پر دلالت کرتا ہے۔

ابن نجار نے ابوالفرج ابن جوزی کی کتاب "السهم المصيب في الرد علي الخطيب" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ محدث ابن جوزی نے اثنائے کتاب میں کہا:

"فصل" وجمع الخطيب كتابا في الجهر باالبسملة فساق فيه الاحاديث التي يعلم انهالست صحيحة.الخ كتاب الرد على ابى بكر الخطيب ص 145.

یعنی خطیب بغدادی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے جہر میں ایک کتاب لکھی اور اس میں وہ احادیث لائے جن کو وہ جانتے تھے کہ وہ صحیح نہیں ہیں۔

جیسے حدیث عبداللہ بن زیاد بن سمعان۔ یہ وہ راوی ہے جس کی حدیث کے ترک پر علماء محدثین کا اجماع ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ کذاب ہے۔

اور مثل حدیث عبدالرحمن بن عبداللہ عمری کے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ کذاب ہے۔

اور مثل حدیث حفص بن سلیمان کے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ متروک الحدیث ہے۔

اور خطیب بغدادی پر تعجب ہے کہ وہ احادیث صحیح کیسے احادیث لائے جو ان کے معارض ہیں اور خطیب بغدادی نے ایک کتاب ''القنوت'' تحریر فرمائی اور اس میں بھی ایسی ہی احادیث لائے جو احادیث صحیح کے معارض ہیں۔

ابن جوزی نے فرمایا: خطیب بغدادی مبتدع اور اصحاب کلام کی مدح کرتے تھے اور حنابلہ کے ساتھ تعصب رکھتے تھے۔ محدث کا کیا کام ہے کہ وہ متکلمین کی مدح کرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل کلام کے متعلق میرا حکم یہ ہے کہ ان کو خچروں پر سوار کر کے قبائل میں پھرایا جائے اور کہا جاتا ہے۔ جو شخص کتاب وسنت کو ترک کرے اور کلام پر عمل کرے اس کی یہی سزا ہے۔

ابن نجار نے محدث ابن جوزی کے حوالہ سے نقل کیا۔

کہ ہمیں ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی نے اپنے باپ سے خبر دی۔

انہوں نے کہا: میں نے اسماعیل بن فضل قوسی (جو کہ حدیث کی معرفت رکھنے والوں میں سے ہیں) کو فرماتے ہوئے سنا۔

ثلاثة من الحفاظ لا احبهم لشدة تعصبهم وقلة انصافهم الحاكم ابوعبدالله. وابونعيم الاصبهاني. وابوبكر الخطيب. حواله مذكور.

یعنی اسماعیل بن فضل قوسی نے فرمایا: میں تین حفاظ کو ان کے سخت تعصب اور قلت انصاف کی وجہ سے پسند نہیں کرتا۔

حاکم ابوعبداللہ اور ابونعیم اصفہانی کے بعد خطیب بغدادی کے متعلق لکھتے ہیں۔

وا م الخطیب فانه زاد علیهما فی التعصب وسوء القصد

اور خطیب بغدادی تعصب اور ارادہ سوء میں ان دونوں سے زیادہ ہے۔ اسی لیے خطیب بغدادی کی کتب میں برکت نہیں اور ان کی طرف التفات بھی کم بہت حالانکہ ان کی کتب اچھی ہیں۔

علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومن الغریب ان المثالب الشنیعة المتعلقة بابی حنیفة فی تاریخ الخطیب لم تذع الا بعد اذ تحنف عالم الملوك الملك المعظم عیسی الایوبی۔

تانیب الخطیب بحوالہ تعلیق علی الاخیرات الحسان عاشق الٰہی برنی ص 163۔

یعنی غریب میں سے ہے کہ تاریخ بغداد میں جو مثالب شنیعہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلقہ ہیں۔ وہ عالم الملوک ملک معظم عیسیٰ بن ابوبکر ایوبی کے حنفی ہونے کے بعد مشتہر ہوئے۔ اس لیے وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے اس کا رد لکھا۔ اگر یہ مثالب اس سے قبل مشتہر ہوتے تو حضرات کبھی بھی اس کے جواب میں تاخیر نہ کرتے جیسا کہ انہوں نے عبدالقادر بغدادی۔ ابن جوینی اور ابوحامد طوسی وغیرہم کے ساتھ ہیں۔

چنانچہ امام الملک المعظم عیسیٰ بن ایوبی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے ایک کتاب تحریر فرمائی جس نام پہ رکھا "السهم المصیب فی کید الخطیب"۔

پھر سبط ابن جوزی نے "الانتصار لا مام ائمه الامصار" کتاب لکھ کر خطیب بغدادی کا رد کیا۔ اس کے علامہ ابوالموید خوارزمی نے جامع المسانید کے مقدمہ میں خطیب بغدادی کے اعتراضات کا بہت عمدہ جواب تحریر فرمایا۔

اور ابن نجار نے "کتاب الرد علی ابی بکر الخطیب" لکھ کر خطیب بغدادی کے اعتراضات اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مرویات کی اسانید مجہولہ کا نہایت عمدہ اور مسکت جواب تحریر فرمایا۔

اسی طرح علامہ محمد زاہد کوثری نے خطیب بغدادی کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے۔

"تانیب الخطیب علی ما ساقه علی ابی حنیفة من الا کاذیب"۔

علامہ ابن العابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار کی شرح کے مقدمہ میں علامہ فقیہ یوسف بن حسن بن احمد بن عبدالهادی حنبلی کی کتاب "تنویر الصحیفه" سے نقل فرمایا۔

لا یغتر احد بکلام الخطیب فانه عنده العصبیة الزائدة علی جماعة من العلماء کابی حنیفه والامام احمد وبعض اصحابه۔ الخ (رد المحتار شرح در مختار ج اول ص 37)

فرماتے ہیں کوئی بھی خطیب بغدادی کے کلام سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ وہ علماء کرام کی جماعت مثل امام ابوحنیفہ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعض اصحاب پر بہت زیادہ متعصب ہیں۔ اور ان حضرات علماء کرام پر انہوں نے ہر وجہ سے ظلم وزیادتی کی

ہے۔ اسی وجہ سے بعض نے خطیب بغدادی کے رد میں ایک کتاب ''السهم المصيب فی كيد الخطيب'' تحریر فرمائی۔ اور ابن جوزی نے خطیب بغدادی کی متابعت کی۔ اور سبط ابن جوزی اپنی کتاب ''مراۃ الجنان'' میں ابن جوزی سے تعجب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ خطیب سے تعجب نہیں کیونکہ وہ علماء کرام کی ایک جماعت میں طعن وتشنیع میں معروف ہے۔ صرف تعجب حد پر ہے۔ کہ انہوں نے خطیب بغدادی کے اسلوب کو کیسے اپنایا اور خطیب بغدادی سے آگے بڑھ گئے۔

اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر متعصبین میں سے دار قطنی اور ابونعیم بھی ہیں۔ کیونکہ ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کم علم ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن نجار نے خطیب بغدادی کی ان عادات کا مفصل ذکر کیا ہے جن عادات کی طرف ابوالموید خوارزمی نے اشارہ فرمایا۔ اس کے علاوہ ''تاریخ بغداد'' کے مقدمہ میں ''صفات الخطيب الغدادی'' کے ماتحت مرقوم ہیں۔

لكنه لم يسلم من اتهام خصومه له وتشنيعهم عليه. وهذا مبعث قلك الروايات التى تحاول تشريه. سمعته فتو ميه مرة بالسكر وآخرى بالتغزل باالعلماء ذيل وحبه لهم. وتنسب اليه اشعار قالها فی ذلك. تاریخ بغداد ج اول ص 13

بندہ ناچیز نے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ادب واحترام اور شخصیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی ان عادات کو ضبط تحریر میں لانے کا ارادہ ترک کیا۔ کیونکہ مجھ جیسے کم علم کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسی ذی علم شخصیت پر قلم اٹھائے۔

علاوہ ازیں میں نے اپنے اسلاف کی اقتداء کرتے ہوئے بھی اس بحث سے گریز کیا ہے۔ یہ وہ مواقع ہیں جنہوں نے مجھے خطیب بغدادی کی عادات کو صفحہ قرطاس پر لانے سے منع کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے آمین۔

ابن نجار نے خطیب بغدادی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے چند اشعار نقل کیے ہیں جن کی طرف مقدمہ تاریخ بغداد میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ بندہ حقیر پر از تقصیر علمائے کرام کی ضیافت طبع کے لیے ان اشعار کو مع ترجمہ نقل کرتا ہے۔ یہ اشعار خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ان عادات پر دال ہیں۔ اور اسی کے ساتھ یہ کتاب ''امام اعظم رضی اللہ عنہ اور حدیث'' بھی اختتام پذیر ہو جائے گی۔ وہ اشعار یہ ہیں:

تغيب الناس عن عينی سوی قمر   حسبی من الخلق طرا ذلك القمر
محله من فوادی قد تملكه   وحاز روحی فحالی عنه مصطير
اردت تقبيله يوما مخالسة   فصار من خاطری فی حذه اثر
وكم حكيم راه ظنه ملكا   وراجع الفكر فيه انه بشر

ومنها

بات الحبيب وكم له من ليلة   فيها اقام الی الصباح معانق
ثم الصباح اتی ففرق بيننا   ولقلما يصفو سرور العاشق

و منها

للخمر والورد حق لست احجده	اذ ناسبا ما بدت منه بلايا ی
فا الحمر من طيب ريق الحب قد سرقت	والورد اضحى يحاكی حذ مو لای

ومنها

بـا اللـه اقسم ايمانا مغلظة	ما مثل حبی مشی فی سائر الناس
اذبـد ايتثـنـی خـلة قـمـرا	من فوق غصن مديد الفرع مياس
شربت من لحظه خمر اسكرت بها	زدت على نعت خمر الكاس والطاس
فا ورثـت مهجتی من حبه دنفا	وعظمت حال افكاری وسواسی

و منها

يا عاذلی كف عن عذلی فلو نظرت	عيناك حبی لعاينت الذی اجد
وقلت من فرط وجد حين تنظره	هل تملك الصبر عن هذا تری احد
جعلت فی الحب فرد الا نظير له	كما حبيبی بحسن الوصف مغفرد

امنها

ما كان اغفلنی عما ابتليت به	من حب ذی هيف ابهی من القمر
قد ابدع اللـه فيه حين صوره	كانه ملك فی صورة البشر
سقام اجفانه قدزادفی سقمی	فصرت من ذا وذا فی اعظم الخطر
متوف ناعم لو ظلت لا حظه	لذاب من رقة فی ساعة (النظر)
يو ثو الدهم فی توريد وجنته	لكنما قلبه اقسی من الحجر

یہ اشعار نقل کرنے کے بعد ابن نجار فرماتے ہیں:

ومن هذا حاله لا يصلح ان يكون بمنزلة الا ئمه الذين تقبل اقوالهم فی الجرح والتعديل ورواياتهم۔

یعنی جن کا حال یہ ہو وہ ان ائمہ کرام رحمہم اللہ کے قائم مقام ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ ان کے جرح وتعدیل میں اقوال اور ان کی روایات کو قبول کیا جائے۔ الرد علی الخطیب لابن نجار ص 146-147 ج 22،

والحمد لله والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد النبی صلی الله عليه وسلم وآله اجمعين۔

بروز سوموار 2007ء ماہ اگست 10

بمطابق 28 رجب المرجب 1428ھ

مصادر و مرجع

1- صحیح بخاری شریف: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی متوفی 256ھ

2- صحیح مسلم شریف: ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری متوفی 261ھ

3- ترمذی شریف: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ

4- نسائی شریف: حافظ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ

5- ابوداؤد شریف: ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن بشیر سجستانی متوفی 275ھ

6- ابن ماجہ شریف: ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی قزوینی متوفی 173ھ

7- دارقطنی: ابوالحسن بن علی بن عمر دارقطنی متوفی 385ھ

8- فتح الباری شرح صحیح بخاری: علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ

9- عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: علامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن عینی متوفی 855ھ

10- ارشادالساری صحیح بخاری: ابوالعباس شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی 923ھ

11- شرح معانی الآثار: ابی جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی 321ھ

12- مشکوٰۃ شریف: شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب عمری تبریزی متوفی 740ھ

13- سنن الکبریٰ للبیہقی: ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ

14- شعب الایمان للبیہقی: ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ

15- مسند امام احمد رحمہ اللہ: ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل 241ھ

16- المعجم الکبیر: حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد طبرانی 360ھ

17- مسند فردوس الاخبار: حافظ شیردیہ بن شہردار بن شیردیہ دیلمی 509ھ

18- مصنف عبدالرزاق: ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی 211ھ

19- مصنف ابن شیبہ: ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ عبسی متوفی 235ھ

20- مؤطا امام مالک: ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک متوفی 179ھ

21- شرح الزرقانی علی المؤطا: محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی متوفی 1122ھ

22-صحیح ابن حبان: الحافظ محمد بن حبان بن احمد بن حبان متوفی 354ھ

23-صحیح ابن خزیمہ: ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری متوفی 311ھ

24-اشعۃ اللمعات: علامہ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی متوفی 1052ھ

25-جامع المسانید: ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی متوفی 665ھ

26-نووی شرح مسلم: شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ

27-مسند امام اعظم: امام الائمہ نعمان بن ثابت ابوحنیفہ متوفی 150ھ

28-مؤطا امام محمد: ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی 189ھ

29-الجوہر النقی: علامہ علاؤالدین بن علی بن عثمان ماردینی الشہیر بابن الترکمانی متوفی 845ھ

30-تفسیر طبری: ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ

32-تفسیر درمنثور: شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ

33-تفسی قرطبی: ابوعبداللہ محمد بن احمد انصای قرطبی متوفی 671ھ

34-تفسیر خازن: علاؤالدین علی بن محمد ابراہیم المعروف بالخازن متوفی 671ھ

35-تفسیر مظہری: قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی۔ مظہری متوفی 1225ھ

36-تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسین قرشی، طبرستانی متوفی 606ھ

37-تفسیر البحر المحیط: اثیر الدین ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان نحوی متوفی 754ھ

38-تفسیر روح المعانی: ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی متوفی 1270ھ

39-تفسیر مدارک: ابوالبرکات عبداللہ حافظ الدین نسفی بن احمد بن محمود حنفی متوفی 710ھ

40-تفسی حسینی: ملا حسین واعظ کاشفی ہروی متوفی 910ھ

41-تفسی معالم التنزیل: امام محی السنہ ابی محمد حسین بن مسعود فراء بغوی شافعی متوفی 516ھ

42-تاریخ الکبیر: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی متوفی 256ھ

43-تہذیب الکمال: الامام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرحمٰن بن یوسف مزی متوفی 742ھ

44-تحفۃ الاشراف: الامام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرحمٰن بن یوسف مزی متوفی 742ھ

45-تہذیب التہذیب: امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ

4۵-النکت الظراف علی الاطراف: امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ

47-بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام: امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ

48-میزان الاعتدال: محمد بن احمد بن عثمان ابوعبداللہ ذہبی متوفی 748ھ

49 - الکاشف:	محمد بن احمد بن عثمان ابوعبداللہ ذہبی متوفی 748ھ
50-اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ:	شیخ علامہ عزیز الدین ابوالحسن شیبانی المعروف بابن اثیر متوفی 630ھ
51-الاستیعاب فی اسماء الاصحاب:	ابی عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالنصیر بن عاصم غری۔قرطبی۔ مالکی متوفی 463ھ
52-تاریخ بغداد:	حافظ ابوبکر احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی متوفی 463ھ
53-البدایہ والنہایہ:	حافظ عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی متوفی 774ھ
54- الفقیہ والمتفقہ:	خطیب بغدادی متوفی 463ھ
55- التمہید:	علامہ ابن عبدالبر قطبی مالکی متوفی 463ھ
56-جامع العلم وفضلہ:	علامہ ابن عبدالبر قرطبی مالکی متوفی 463ھ
57-الخیرات الحسان:	شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی شافعی متوفی 973ھ
58-الموفق:	ابوالموید امام موفق بن احمد مکی متوفی 484ھ
59-مناقب کردری:	شیخ محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز کردری حنفی صاحب فتاوی بزازیہ متوفی 827ھ
60-اخبار ابی حنیفہ واصحابہ:	قاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صیمری متوفی 436ھ
61-تبییض الصحیفہ:	علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ
62-عقود الجمان:	محمد بن یوسف بن علی بن یوسف دمشقی صالحی متوفی 942ھ
63-التعلیق علی الخیرات الحسان:	شیخ مفتی محمد عاشق الٰہی برنی
64-نیل الاوطار:	قاضی محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی 1250ھ
65-حلیۃ الاولیاء:	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی 430ھ
66-الترغیب والترھیب:	حافظ ابی محمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری متوفی 656ھ
67-کتاب الرد علی الخطیب البغدادی:	ابوعبداللہ محمد محمود بن حسن بن ہبۃ اللہ بن محاسن المعروف بابن نجار متوفی 643ھ
68-میزان الکبریٰ:	عارف باللہ شیخ عبدالوہاب شعرانی
69-سباحۃ الفکر:	ابوالحسنات علامہ عبدالحی لکھنوی متوفی 1304ھ
70-الکامل فی الضعفاء:	ابواحمد عبداللہ بن محمد المعروف بابن عدی متوفی 365ھ
71-تہذیب تاریخ دمشق:	الامام الحافظ ابی الحسن علی بن حسن المعروف بابن عساکر دمشقی متوفی 571ھ
72-مسند ابوعوانہ:	یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید اسفرائنی نیشاپوری متوفی 316ھ
73-مسند حمیدی:	حافظ ابوبکر عبداللہ بن زبیر متوفی 219ھ
74-تنسیق النظام:	علامہ محمد حسن سنبھلی حنفی متوفی

75-سیف المقلدین: علامہ مولانا محمد عبدالجلیل یوسف زئی پشاور
76-فتح القدیر شرح ہدایہ: شیخ کمال الدین بن عبدالواحد المعروف بابن ہمام متوفی 861ھ
77-العنایہ علی الہدایہ: امام اکمل الدین محمد بن محمد دیار برنی متوفی 786ھ
78-الکنایہ علی الہدایہ: السید جلال الدین خوارزمی کرلانی
79-عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر: الامام سید احمد بن حنفی حموی
80-ردالمختار شرح درمختار: علامہ محمد آمین الشہیر بابن العابدین متوفی 1252ھ
82-بحرالرائق شرح کنز الدقائق: زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم حنفی عبداللہ محمود نسفی متوفی 970ھ
83-جامع الرموز: امام شمس الدین محمد خراسانی قہستانی متوفی 962ھ
84-مجمع الانھر: عبداللہ بن شیخ محمد بن سلیمان المدعو بشیخ زادہ متوفی 1078ھ
85-کبیری شرح منیۃ المصلی: الشیخ الامام ابراہیم بن محمد حلبی متوفی 956ھ
86-تعلیق الجلی شرح منیۃ المصلی: علامہ مولانا وصی احمد صاحب متوفی 1334ھ
87-مقدمہ عقود اجواہر المنیفہ: علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی 1205ھ
88-المواہب الشریفہ: مولانا محمد عاشق الہٰی برنی
89-مناقب أبی حنیفہ وصاحبیہ: محمد بن احمد بن عثمان ابوعبداللہ ذہبی متوفی 748ھ
90-موسوعہ اطراف الحدیث النبوی: ابو ہاجر محمد سعید بن بسیونی زغلول
91-کشف الظنون: الفاضل الادیب مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ وبکاتب چلپی
92-ننگی تلوار: مولانا فقیر محمد جہلمی
93-ابوحنیفہ: مفتی عزیز الرحمٰن دیو بندی
94-تنبیہ الغافلین: الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی متوفی 375ھ
95-نخبۃ الفکر: امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ
96-لسان العرب: علامہ ابن منظور متوفی 711ھ
97-العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ: محدث بن جوزی متوفی 599ھ
98- مرأۃ الجنان: امام ابوعبداللہ ابن اسعد یافعی۔ یمنی متوفی 768ھ
99-ابرار الغی فی شفاء الحی: ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی متوفی 1304ھ